

وَقَارُ الْفَتَاوَى

جلد سوم

پیش روئے

حضرت علامہ محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: بزم وقار الدین

پتہ: مدرسہ خدام القرآن، تحصیل جامع مسجد کھنڈ، پٹنہ، بنگالہ (پیش روئے) کراچی ۷۳۸۰۰

اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ
عطا فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب فضل العلماء)

وَقَارُ الْفَتَاوَى

جلد سوم

مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: ۱۳۸۶ھ

مولانا محمد شعیب قادری رضوی

مدرسہ اسلامیہ جامعہ مسجد گلشن، بلاک ۴، گلستان، مصطفیٰ (فیڈرل ٹیریٹری)، کراچی۔

ناشر: بزم وقار الدین

مدنی مدرسہ ضیاء القرآن، متصل جامع مسجد گلشن، بلاک ۴، گلستان، مصطفیٰ (فیڈرل ٹیریٹری)، کراچی۔ ۳۸۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب

وقارِ قادری (جلد سوم)

مؤلف

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تخریج

مولانا محمد شعیب قادری رضوی۔ فاضل دارالعلوم امجدیہ مراچی۔
خطیب و امام جامع مسجد گلشن، بلاک ۳، گلستان مصطفیٰ، کراچی۔

کیوزنگ

محمد عادل قادری معاون مدرس جامع انوار القرآن گلشن اقبال، مراچی۔

اشاعت اول

مصر بطبر ۱۴۲۱ھ بمطابق مئی ۲۰۰۰ء

تعداد

2000

قیمت

250 روپے

ناشر

بزم وقار الدین، مدنی دورہ ضیاء القرآن، متصل جامع مسجد گلشن،
بلاک ۳، گلستان مصطفیٰ، کراچی۔

ISLAM ONLINE : <http://www.islamol.com>

E-mail : info@memon.net.pk

التماس

اس سب لو مر جب رنے میں اتنا ہی محنت اور کوشش کی گئی ہے، لیکن اس سے باوجود ممکن ہے کہ اس میں کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو۔

لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی غلطی نوٹ کریں تو ادارے کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی تصحیح کی جاسکے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”وقار الفتاویٰ“ کو مقبول عام بنائے اور مؤلف کیلئے صدقہ جاریہ اور ترقی درجات کا ذریعہ ہو۔ آمین

بزم وقار الدین

حرف آخر

بسم الله الرحمن الرحيم
وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

مدتہ۔ اے اتحاد کا احسان عظیم ہے۔ ذات وحدہ الٰہیت نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وقار الفتاویٰ کی ترتیب و تخریج کی سعادت مجھے بھی فرمائی جو ایک عظیم فقیہ، مفتی، خیر و بہ۔

وقار الفتاویٰ کی تیسری اور آخری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو سعادت پر ایک مدلل اور محقق قادیسی۔ تخریجی کام کو اس جلد میں پہلی، دونوں جلدوں سے مزید بہتر کرنے کی گئی ہے۔ اس جلد میں سعادت کے جو سے فضل و سوابق، جوابات ایسے ہیں جو آپ کو دیگر فتاویٰ میں نہیں ملیں۔ میں ان تمام علمائے کرام اور اولیاء کرام حدیثیوں، جنہوں نے تخریجی کام میں میری علمی رہنمائی فرمائی اور ساتھ ہی میں بزم وقار مدینہ کے ہمارے ارکین کا بھی مشکور رہوں، جن کا مان، خالق اتحادوں، برادر بنی رہا۔

اے اتحاد کی بارگاہ میں، مآب کہ پہنے حبیب ﷺ کے صدقہ اس جلد کو بھی پہلی اور دوسری جلدوں طرح نافع خلائق بنانے اور قیامت تک لوگ اس عظیم فقیہ، مفتی ذخیرے سے فیضیاب ہوتے رہیں اور مفتی عظیم عالیہ ارحمہ علیہ صدقہ جاریہ اور ترقی درجات کا ذریعہ بنے۔ آمین۔

محمد شعیب قادری

مرتبہ وقار الفتاویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست و قار الفتاویٰ

جلد سوم

کتاب النکاح

محرمات کا بیان

- ۱۔ محرمہ کی تعریف
- ۲۔ دو سگی بیویوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کا حکم
- ۳۔ دو سگی بیویوں سے ایک ساتھ نکاح کا حکم
- ۴۔ سگی خالہ سے نکاح کا حکم
- ۵۔ پھوپھی سے نکاح کا حکم
- ۶۔ سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم
- ۷۔ چار سے زیادہ بیویوں اور باندیوں کا حکم
- ۸۔ نکاح پر نکاح
- ۹۔ نکاح رجسٹر کی شرعی حیثیت
- ۱۰۔ بیوی کی ۹۰ روزہ گی میں سالی سے نکاح اور بیوی کو طلاق تفویض رہا
- ۱۱۔ سوتیلی ساس کے محرم ہونے کا حکم

حرمت مصاہرت کا بیان

- ۱۱ حرمت مصاہرت کی تعریف
- ۱۳ ساس کو بری نیت سے ہاتھ لگانے والے نکاح کا حکم
- ۱۴ ساس سے ناجائز تعلقات اور ساس سے نکاح کا حکم
- ۱۵ بہ کے ساتھ رہنا اور بہ کے نکاح کا حکم
- ۱۶ بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگانے والے کے نکاح کا حکم
- ۱۷ غلطی سے بیٹی کو ہاتھ لگنا اور حرمت مصاہرت
- ۱۸ رانی کی لڑکی سے رانی کے لڑکے کے نکاح کا حکم

کفو کا بیان

- ۱۹ نہ فہنی سنی داری میں نکاح کرنے کا حکم
- ۲۰ سید زانی سے غیر سید کے نکاح کا حکم
- ۲۱ سید زانی سے نکاح اور وعایت کا حکم
- ۲۲ غیر لفظ میں منعقدہ نکاح کے باطل ہونے کا حکم
- ۲۳ مردہ و زانیہ سے نکاح کا حکم
- ۲۴ گمراہ فرقوں سے رشتہ داری کا حکم
- ۲۵ شیعہ لڑکے سے سنی لڑکی کے نکاح کا حکم
- ۲۶ سنی لڑکے و شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم
- ۲۷ تفصیلی شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح
- ۲۸ شیعہ لڑکی کو سنی کے نکاح کرنے کا حکم
- ۲۹ شیعہ کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھنے والے کا حکم

- ۳۰۔ سہان سے پیوست ہوئے۔ نکاح کا حکم 34
 ۳۱۔ نیکان ہر حقہ کے۔ نکاح کا حکم 34
 ۳۲۔ سید کا خیر سنی سے نکاح کا حکم 36
 ۳۳۔ شیعہ سے سنی ہو جانے کے بعد عیہ سے نکاح کا حکم 37

نکاح اور ولدیت کا بیان

- ۳۴۔ نکاح نامہ پر عدالت میں سہ تہہ باپ کا نام لکھوانا 39
 ۳۵۔ نود ولدیت لکھوانے کا حکم 40
 ۳۶۔ نکاح سے وقت نود ولدیت لکھوانے کا حکم 41
 ۳۷۔ نکاح میں ولدیت لکھوانے کا حکم 42
 ۳۸۔ ولدیت ہونے کا حکم۔ نکاح سے وقت فی والدین ولدیت لکھوانا 43

نکاح، وکالت اور گواہی کا بیان

- ۳۹۔ نکاح میں عدالت اور قیوں کا حکم 45
 ۴۰۔ میل۔ حجاب قاضی کا قیوں کا حکم 46
 ۴۱۔ میل۔ میل کا حکم 47
 ۴۲۔ قلم حیض میں نکاح و نکاح۔ نواموں کا حکم اور ہونا 48
 ۴۳۔ بغیر گواہوں سے نکاح کا حکم 49
 ۴۴۔ نکاح میں حشہ (بکڑے) کی وادی کا حکم 50
 ۴۵۔ حجاب و قیوں سے مجلس وحد کا حکم 51
 ۴۶۔ نیلی فون پر نکاح کا حکم 51

- ۶۴۔ ثبوت رضاعت نیسے صرف مہضہ کے قریب نہ شری حیثیت
68
- ۶۵۔ مجنونہ اپنی گواہی سے ثبوت رضاعت کا حکم
69
- ۶۶۔ ماموں زاور رضاعی بہن سے نکاح کا حکم
70
- ۶۷۔ خالہ زاور رضاعی بھائی نہ بہن سے نکاح کا حکم
70
- ۶۸۔ چچا زاور رضاعی بہن سے نکاح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
71
- ۶۹۔ ملائی (باپ جانی) رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح کا حکم
72
- ۷۰۔ رضاعی خالہ زاور سے نکاح کا حکم
73
- ۷۱۔ رضاعی بہن کی سوتیلی بہن سے نکاح کا حکم
74
- ۷۲۔ دلائی کے دودھ پینے والوں کے آپس میں نکاح کا حکم
75
- ۷۳۔ داماد رضاعی بھانجی سے نکاح کا حکم
75
- ۷۴۔ دودھ شریک کے مامو دوسرے بہن بھائیوں سے نکاح کا حکم
76
- ۷۵۔ رضاعی ماموں سے نکاح کا حکم
77
- ۷۶۔ بچے کو طویل وقت بعد ۱۰۰۰ھ پانا
78
- ۷۷۔ شوبہ کا بیٹا کہ خون دینا
78
- ۷۸۔ بھانجی رضاعی بہن سے نکاح کا حکم
79
- ۷۹۔ بہن رضاعی بہن سے نکاح کا حکم
79
- ۸۰۔ بیٹی کا دودھ پینے والا کا حکم
80
- ۸۱۔ ماموں زاور رضاعی بہن سے نکاح کا حکم
80

نکاح کا بیان

- ۸۲۔ نکاح سے پہلے کلہ شریف پڑھانے کا حکم
82

- ۸۳۔ مسجد میں نکاح اور نیوی بہ تیس
- ۸۴۔ حقیقہ و قاضی سے نکاح پڑھوانے کا حکم
- ۸۵۔ نکاح حرہ (آزاد عورت) میں اسکے لڑن و مردم لڑن کا حکم
- ۸۶۔ لڑکی کیلئے اپنی پسند کی شادی کرنے کا حکم
- ۸۷۔ بائذ کا والدین کی مرضی کے بغیر نکاح
- ۸۸۔ نکاح بائذ میں سنی مرضی کا حکم
- ۸۹۔ بائذ کا نکاح اور لدرین کی ذمہ داری
- ۹۰۔ نابالغ اور نابالغہ کے نکاح کا حکم
- ۹۱۔ نابالغ کا بغیر ولی کے نکاح
- ۹۲۔ بلوغ کے بعد فسخ نکاح کا حکم
- ۹۳۔ شہد کی عدت میں سہ کی بہن سے نکاح کا حکم

متعلقات نکاح

- ۹۴۔ دوسری شادی کیلئے پہلی بیوی کی رضامندی
- ۹۵۔ اہل کے ذریعہ عورت خرید کر نکاح کرنا
- ۹۶۔ مردم نکاح کی صورت میں مال دینے کا حکم
- ۹۷۔ عدم عمل زوجیت اور فسخ نکاح کا حکم
- ۹۸۔ خنثی (بیچرے) کے نکاح کا حکم
- ۹۹۔ زنا سے حاملہ کے نکاح کا حکم
- ۱۰۰۔ مطلقہ ممانی سے نکاح کا حکم
- ۱۰۱۔ نانا کے سگے بھتیجے سے نکاح کا حکم
- ۱۰۲۔

- ۱۰۲۔ بچو بھی زہری بیعتی سے نکاح کا حکم 102 .
- ۱۰۳۔ بچو بھی زنا بھائی کی بیعتی سے نکاح 103
- ۱۰۴۔ لڑکی کا رشتہ اپنے پر لڑکے سے روپ لینے کا حکم 104 .
- ۱۰۵۔ غیر مسلم زوجین میں سے کسی ایک سے مسلمان ہونے سے بعد نکاح کا حکم 105 .
- ۱۰۶۔ کافر سے مسلمان ہونے سے نکاح کا حکم 106
- ۱۰۷۔ شادی شدہ عورت کا گھر سے غائب ہونا 108
- ۱۰۸۔ باندی سے بغیر نکاح مباشرت کا حکم 109 .
- ۱۰۹۔ شادی بیاہ اور فضول خرچی 110
- ۱۱۰۔ دو بیویوں کے دو بچے لے کر حکم 112
- ۱۱۱۔ سب سے خالہ سے اپنی بیعتی کا نکاح روا نہ کرنا کا حکم 114
- ۱۱۲۔ گمشدہ شوہر کی بیوی کے حق پرانی کا حکم ... 114
- ۱۱۳۔ بیوی کا شوہر کی دازھی موٹا بیاہ نکاح کا حکم 116 .
- ۱۱۳۔ ”نیوتائی“ کی شرعی حیثیت ... 116 ..
- ۱۱۵۔ شادی میں لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے راج لینا 117
- ۱۱۶۔ سالی سے زنا کرنے والے کے نکاح کا حکم 118 .
- ۱۱۷۔ جنت لی از دواہی زندگی ... 119 ..
- ۱۱۸۔ بغیر شب زفاف ولیمہ کا حکم ... 120 ..
- ۱۱۹۔ شوہر کا نکاح سے انکار ... 121 ...

ضبط توید (بر تھ کنٹرول)

- ۱۲۰۔ باغ حمل لویات فروخت کرنے کا حکم
122
۱۲۱۔ باغ حمل لویات استعمال کرنے کا حکم
123
۱۲۲۔ مرد استنجا، حمل کیلئے چھاد غیر استعمال
124
۱۲۳۔ عظمیٰ رزق کے خوف سے منہ بند نہ کرنے کا حکم
125
۱۲۴۔ نثر تہائی کی وجہ سے نس بندی کا حکم
127

رسومات شادی

- ۱۲۵۔ دو سالہ بچے کے منہ پھٹانے کا حکم
129
۱۲۶۔ سر اندن کا حکم
130
۱۲۷۔ کان کے مہر پر سر لہار کا نئے ہات کا حکم
131
۱۲۸۔ شادی بیاہ میں شرکت کی شرائط
132
۱۲۹۔ منگی میں لا کے اور لڑکی کا ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنانے کا حکم
133
۱۳۰۔ لڑکی والوں سے سامان جیز کا مطالبہ کرنا
134
۱۳۱۔ کنٹت جیز، سونے کی انگوٹھی، ہینڈ مرٹ جٹا اور مندی کا حکم
135
۱۳۲۔ زلی فی شادی میں، صحت کا حکم
136
۱۳۳۔ ویسے کی شرعی حیثیت
137
۱۳۴۔ حقیقہ کا گوشت ویسے کے کھانے میں کس کرنا
138
۱۳۵۔ کڑے کھانے پینے کا حکم
138
۱۳۶۔ حقیقہ، حصوں اور گوشت کے استعمال کا حکم
139
۱۳۷۔ حقیقہ کے گوشت سے لیمہ اور تحائف کا حکم
140

پردے کا بیان

- ۱۳۹۔ حکام پردہ ۱۴۱
- ۱۳۹۔ شرقی پردہ کی کیفیت ۱۴۴
- ۱۴۰۔ چرٹے کے پردے کا حکم ۱۴۵
- ۱۴۱۔ یا زحیٰ عورت کیلئے پردہ کا حکم ۱۴۶
- ۱۴۲۔ پردے کی نیت سے موزہ، دستانے اور چشمہ پہننے کا حکم ۱۴۶
- ۱۴۳۔ پردے کیلئے برقعہ پہننا ۱۴۷
- ۱۴۴۔ عورتوں کا دکاندار سے بپردہ چیز خریدنے کا حکم ۱۴۸
- ۱۴۵۔ سنگیت سے پردہ کا حکم ۱۴۸
- ۱۴۶۔ گدہ میں دوپٹے کا استعمال ۱۴۹
- ۱۴۷۔ سالی کو بھونی سے پردے کا حکم ۱۵۰
- ۱۴۸۔ قومی یا محرم رشتہ داروں سے پردے کا حکم ۱۵۰
- ۱۴۹۔ اجنبی لونہ کی نیت سے دیکھنے کا حکم ۱۵۱
- ۱۵۰۔ بے پردہ محافل میں شرکت کا حکم ۱۵۲
- ۱۵۱۔ اختلاط مرد، عورت دلی محافل میں شرکت ۱۵۲
- ۱۵۲۔ حالت نماز میں عورت کیلئے لباس کی حدود ۱۵۳
- ۱۵۳۔ محلے میں ڈنڈا پسٹیکر لگا کر عورتوں کا میلہ اور نعت خوانی کرنا ۱۵۴
- ۱۵۴۔ سب پالہ اور املا کے محرم ہونے کا بیان ۱۵۵
- ۱۵۵۔ عورتوں کا تعویذ نیت کیلئے نذرانہ اور بیروں کے پاس بے پردہ جانا ۱۵۶
- ۱۵۶۔ عورت کا شوہر اور تقریبات کیلئے میک اپ کرنے کا حکم ۱۵۷
- ۱۵۷۔ منہ بولے بھائی سے پردے کا حکم ۱۵۷

- ۱۵۸ حدت اور نیک حدت میں پروئے کا حکم
۱۵۹ عورت کا نیک محرم سے ہاتھ ملانے کا حکم

2 کتاب الطلاق

طلاق رجعی اور بائن کا بیان

- ۱۶۰ طلاق بائن پر بائن کے مرتب ہونے کا حکم
۱۶۱ طلاق بائن کا حکم
۱۶۲ رجوع کرنے کا طریقہ
۱۶۳ طلاق رجعی میں مطلقہ کیلئے زیب و زینت کا حکم
۱۶۴ رجوع کے بعد تین طلاقوں کے مالک ہونے کا حکم
۱۶۵ اپنی بیوی سے کہنا کہ تو میرے لئے حرام ہے

طلاق ثلاثہ کا بیان

- ۱۶۶ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے کا شرعی حکم
۱۶۷ غیر مدخول پر طلاق ثلاثہ واقع ہونے کا حکم
۱۶۸ غیر مدخول پر طلاق ثلاثہ واقع ہونے کی دو صورتیں
۱۶۹ ایک ہی لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دینے کا حکم
۱۷۰ حدیث رکازہ اور طلاق ثلاثہ
۱۷۱ طلاق مغلطہ
۱۷۲ طلاق ثلاثہ سے حد ایک سال رہنے کا حکم

- ۱۷۳۔ ایک لفظ میں بولی گئی طلاق خلا کے حکم
۱۷۴۔ طلاق خلا کے بارے میں غیر مقلدین کی بحث دھرمی

طلاق مکروہ کا بیان

- ۱۷۵۔ زبردستی طلاق دلوانے کا حکم
۱۷۶۔ طلاق مکروہ سے بچنے کیلئے تبدیلی مسئلہ کا حکم
۱۷۷۔ زبردستی طلاق دلوانے کا حکم
۱۷۸۔ قتل کرنے کی دھمکی دے کر طلاق دلوانے کا حکم

طلاق معلق کا بیان

- ۱۷۹۔ طلاق معلق کی مختلف صورتیں
۱۸۰۔ طلاق معلق بالوقت کا حکم
۱۸۱۔ طلاق معلق اور تعلیق کو زبردستی ختم کرنے کا حکم
۱۸۲۔ مہینہ فور سے طلاق معلق کا حکم
۱۸۳۔ طلاق معلق کو باطل کرنے کا حکم
۱۸۴۔ طلاق مغلطہ معطلہ سے بچنے کا حیلہ
۱۸۵۔ طلاق مغلطہ معطلہ سے بچنے کی صورت
۱۸۶۔ طلاق معلق کی ایک صورت
۱۸۷۔ قطع تعلیق اور وقوع طلاق کا حکم
۱۸۸۔ کسی کے نکاح کے ثبوت اور عدم ثبوت پر طلاق معلق کا حکم

خلع کا بیان

- 198 - خلع کی درست صورت ۱۸۹
 199 - خلع میں مال لینے کا حکم ۱۹۰
 200 - خلع اور مال نکوہ ۱۹۱

عدت کا بیان

- 202 - عدت کہاں گزارنی جائے ۱۹۲
 203 - عدت کی چند پایادیاں ۱۹۳
 203 - معتدہ کا سرمہ، تیل لگانے اور غیر محرم سے بات کرنے کا حکم ۱۹۴
 204 - زمانہ عدت کا خرچہ کتنا، رکس پر واجب ہے؟ ۱۹۵
 205 - زمانہ عدت کا خرچ اور مکان گس سے فہم ہے؟ ۱۹۶
 205 - عدت والی کیلئے منہ سے نکلنے اور نہ نکلنے کی صورتیں ۱۹۷
 206 - عمر حیض میں انتحار حیض اور عدت ۱۹۸
 207 - نو مسلم و نکوہ کی عدت کا حکم ۱۹۹
 209 - رخصتی سے قبل، مقبول کی حیثیت عدت کا حکم ۲۰۰
 210 - حاملہ کی عدت کا حکم ۲۰۱
 210 - ثمرہ کی طلاق کی عدت کا حکم ۲۰۲
 211 - معتدہ کا زینائش کرنا اور نکاح میں شرکت ۲۰۳
 212 - عدت میں سر سے پردہ آنے کا حکم ۲۰۴
 212 - عدت میں دیوار وغیرہ سے پردہ ۲۰۵

۲۰۶۔ مدت میں نکاح کرنے والی اور اس کو حجاز سمجھنے والوں کا حکم . 213

حلالہ کامیان

۲۰۷۔ حدیث سے حلالہ کا ثبوت . 214

۲۰۸۔ حلالہ کی تعریف . 216

۲۰۹۔ حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا . 216

۲۱۰۔ ایسی نکاح حلالہ کرنے کا حکم . 217

۲۱۱۔ حلالہ کی چند صورتیں . 218

۲۱۲۔ حرمت ہدی والی مطلقہ سے حلالہ کا حکم . 221

3 کتاب الحقوق

حقوق العباد کامیان

۲۱۳۔ حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد میں کوتاہی . 222

۲۱۴۔ دوسرے کا حق مارنے کی مذمت، اپنا حق لینے کا حکم . 225

۲۱۵۔ والدین کی خدمت اور بیوی بچوں کی ان سے علیحدگی . 226

۲۱۶۔ مطلقہ ماں اور باپ کے حقوق 228

۲۱۷۔ والدین کا اولاد کے مال میں تصرف اور سپرد کی ہونی چیز کی واپسی کا حکم . 229

۲۱۸۔ ولدیت کو بدلنے کا حکم 230

۲۱۹۔ تربیت لوالہ اور والدین کی ذمہ داری 230

۲۲۰۔ مرحوم پر سب سے عمل اہل و عیال کا دیال 231

- ۲۲۱۔ تادیب کیلئے دوسرے کی اولاد کو مارنے کا حکم 232 ..
- ۲۲۲۔ بہن کو بہن حلیمہ نہ کرنے کا حکم۔ ... 232
- ۲۲۳۔ یتیم کی سرپرستی کا حکم 234 ..
- ۲۲۴۔ دوسروں کے حلق ناظمان رکھنا 234 ..
- ۲۲۵۔ موجودہ دور میں غلام اور باندی ماننے کا حکم 235
- ۲۲۶۔ جہاد کی تعریف نیز کفار سے ہاتھ آنے والے مال کا حکم 236 ..
- ۲۲۷۔ ذات و قبیلے 237 ..
- ۲۲۸۔ غیر مسلم کو دعوت دینا اور اسکی دعوت قبول کرنے کا حکم 238 ..
- ۲۲۹۔ تارکینِ فرائض سے تعلقات منقطع کرنے کا حکم..... 239
- ۲۳۰۔ حاملہ کو طلاق اور نو مولود کی پرورش کا حکم 240 ..
- ۲۳۱۔ طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کا بااثر تیب حقدار کون؟ 241 ..
- ۲۳۲۔ بد عقیدہ باپ کی طرف اولاد لوٹانے کا حکم..... 242 ..
- ۲۳۳۔ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اس کی دوبارہ ختنہ کا حکم..... 242 ..
- ۲۳۴۔ اولاد کو غیر مسلم ہاں کے حوالے کرنے کا حکم..... 243
- ۲۳۵۔ بہہ کر کے واپس لینے کا حکم..... 244 ..

میاں بیوی کے حقوق

- ۲۳۶۔ بیوی کے نفقہ اور سامانِ جیز کی ملکیت کا حکم ... 246 ..
- ۲۳۷۔ از خود عارض ہو کر جانے والی بیوی اور مطالبہ خرج 247 ..
- ۲۳۸۔ سامانِ جیز کی ملکیت کا حکم 248
- ۲۳۹۔ رخصتی سے قبل مطلقہ کے مرار نفقہ کا حکم ... 249 ..

- 249 ... ۲۳۰۔ عورت کا اپنے سر سے ساقچہ اتارنے کا حکم۔
- 250 . ۲۳۱۔ والدہ کے کہنے پر بیوی کو مارنا۔
- 251 .. ۲۳۲۔ بیوی کو ماں کہنے کا حکم۔
- 251 . ۲۳۳۔ ماں کے کہنے پر طلاق دینے کا حکم۔
- 252 . ۲۳۴۔ معذور شوہر سے بیوی کا طلاق طلب کرنا۔
- 253 . ۲۳۵۔ شوہر یا بیوی کے مرنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھنے اور چھونے کا حکم۔
- 254 . ۲۳۶۔ طلاق کی صورت میں سامانِ جینہ کی ملکیت کا حکم۔
- 255 ۲۳۷۔ شوہر کی طرف سے ملنے والا سامان کی ملکیت کا حکم۔
- 256 ... ۲۳۸۔ میکے میں بیوی کے نفقہ (خرچ) کا مدار کون؟
- 257 ۲۳۹۔ عورت کی فطرت۔
- 258 . ۲۵۰۔ محمد اہم رکھنے کی نیت اور اسکی برکات۔

4 کتاب المیوع

تجارت کا بیان

- 260 . ۲۵۱۔ بیع کی تعریف اور بیع درمیان کا حکم۔
- 261 ... ۲۵۲۔ تجارت میں منافع کی حد۔
- 262 ... ۲۵۳۔ سود نہ ہونے کی صورت میں بیانہ کی رقم کا حکم۔
- 263 ... ۲۵۴۔ ادھار میں زیادہ قیمت پر بیچنے کا حکم۔
- 264 ... ۲۵۵۔ صیغ (بچنے والی چیز) کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا۔
- 266 ... ۲۵۶۔ مکان کی زمین چھنا اور طلبہ نہ بیچنے کا حکم۔

268	۲۵۷۔ فلیٹ پر قبضہ سے پہلے اسے پھینے کا حکم
269 .	۲۵۸۔ کھڑی فصل کو پھینے کا حکم
270 ..	۲۵۹۔ کھیت ہٹائی پر دینے کا حکم
270 ...	۲۶۰۔ قسطوں پر پھینے اور خریدنے کا حکم
271 ...	۲۶۱۔ معاہدے سے انحراف کا حکم
275 .	۲۶۲۔ تجارت بڑھانے کیلئے انعامی کوپن جاری کرنا
275 ..	۲۶۳۔ انعام کا ایلچ دے کر قرض لینے کا حکم
276 ...	۲۶۴۔ زمین ہٹائی پر دینے کا حکم
278 ..	۲۶۵۔ سامان کھیل کی تجارت کا حکم
278 .	۲۶۶۔ مشکوک ذرائع آمدنی کا حکم
279 ..	۲۶۷۔ مشترکہ کاروبار پھر الگ الگ ہونے کا حکم
280 ..	۲۶۸۔ قرض یا عطیہ کو واپس لینے کا حکم

مضاربت کا بیان

282 .	۲۶۹۔ شرائط مضاربت
284 .	۲۷۰۔ بیع مضاربت میں نفع معین کرنا
285 ...	۲۷۱۔ مضاربت میں فریق ثالث کی رائے کا حکم
286 ..	۲۷۲۔ مضاربت میں دونوں طرف نقصان برداشت کرنے کا حکم

شفعہ کا بیان

288 .	۲۷۳۔ حق شفعہ کی شرائط
-------	-----------------------

سود کا بیان

۲۷۵۔ سودی رقم کا حکم

۲۷۶۔ چیک کو سود کا اڑہ کہنے کا حکم

۲۷۷۔ پی، ایل، ایس سے منافع اور غیر ملکی اداروں کو زکوٰۃ دینا

۲۷۸۔ سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

۲۷۹۔ جی، پی فنڈ پر سود اور پینشن کی خرید و فروخت کا حکم

۲۸۰۔ جی، پی فنڈ پر لگنے والے سود کا حکم

۲۸۱۔ پرائیڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

۲۸۲۔ کے ای اے ملازمین کا پرائیڈنٹ فنڈ

۲۸۳۔ قس کی رقم میں کمی و زیادتی کا حکم

۲۸۴۔ انشورنس کمپنی سے ملنے والے کمیشن کا حکم

۲۸۵۔ سیولنگ سرٹیفکیٹ کی شرعی حیثیت

۲۸۶۔ پاؤں بلڈنگ کا قرض اور واپسی کا طریقہ

۲۸۷۔ تاج کمپنی سے ملنے والے منافع اور اس کی مطبوعات کا حکم

۲۸۸۔ انعامی بانڈ کو زیادتی کے ساتھ چھاپنا خریدنا

۲۸۹۔ لازمی کی شرعی حیثیت

۲۹۰۔ پی، ایل، ایس سے منافع اور غیر ملکی اداروں کو زکوٰۃ دینا

۲۹۱۔ سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

ر شوت کا بیان

313. ر شوت لی تعریف ۲۹۲۔
 315. نوکری کیلئے ر شوت ۲۹۳۔
 316. غیر مسلم سے ر شوت لینے کا حکم ۲۹۴۔
 316. قلیل آمدنی کی وجہ سے ر شوت لینے کا حکم ۲۹۵۔
 318. حصول ملازمت کیلئے ر شوت دینا ۲۹۶۔

ملازمت کا بیان

319. معاہدہ ملازمت ۲۹۷۔
 320. معاہدے کی اہمیت ۲۹۸۔
 322. ملازمت اور پابندی وقت ۲۹۹۔
 323. بینک میں ملازمت کا حکم ۳۰۰۔
 324. بینک کے ملازم کی تنخواہ کا حکم ۳۰۱۔
 325. بینک ملازم کے یہاں ر شوت میں شرکت کا حکم ۳۰۲۔
 326. انشورنس کمپنی میں کام کرنا ۳۰۳۔
 327. ۱۰۰ فی کماحت اور ملازمت ۳۰۴۔
 327. ملازمت میں ناجائز کام کرنا ۳۰۵۔
 328. دائرہ صحت اور ملازمت ۳۰۶۔
 329. قرض کی وصولی کیلئے کمیشن پر ملازم رکھنے کا حکم ۳۰۷۔
 329. بروکر کی اجرت سے ملازمین کو کمیشن دینے کا حکم ۳۰۸۔

- ۳۰۹۔ مع تحواہ طویل رخصت کا حکم 330 .
 ۳۱۰۔ کپہنی کی اجازت کے بغیر اوور ٹائم کا مواضع لینا. 331 .
 ۳۱۱۔ اصل ڈیوٹی چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کی تحواہ کا حکم 332 ..
 ۳۱۲۔ مخلوط سرمایہ رکھنے والی کپہنی میں ملازمت کا حکم 332 ..
 ۳۱۳۔ دفتر وغیرہ سے بلا اجازت ٹیلیفون کرنا .. 334 .
 ۳۱۴۔ یو نس اور چھٹیوں کی تحواہ کا حکم ... 335 ..

5 کتاب الحدود

حدود کا بیان

- ۳۱۵۔ قاتل اور قتل کروانے والے کا حکم 337
 ۳۱۶۔ غیر ارادی قتل کا کفارہ 338 ..
 ۳۱۷۔ قصاص صرف تلوار سے لینے کا حکم 339 ..
 ۳۱۸۔ بلا وجہ کافر کو قتل کرنے کا حکم 343 ...
 ۳۱۹۔ ضارب و مضروب کیلئے حکم 343 ..
 ۳۲۰۔ رجم و سنگسار کا بیان 344 ..
 ۳۲۱۔ حد قذف 346
 ۳۲۲۔ تہمت لگانے والے کیلئے شرعی حکم 347
 ۳۲۳۔ جانور کے ساتھ بد فعلی 348

قسم اور گواہی کا بیان

- 350 ... ۳۲۳۔ حلف پر فیصلہ صادر نہ ہوا۔
- 351 ... ۳۲۵۔ صرف دعویٰ پر فیصلہ صادر نہ کرنے کا حکم
- 352 ... ۳۲۶۔ خدا اور رسول کو جاننا، تاہم کہہ کر، جس کوئی کو اس دینا
- 353 ... ۳۲۷۔ ایذا سے منع
- 354 ... ۳۲۸۔ قسم کا بیان
- 354 ... ۳۲۹۔ جہودی قسم کا حکم
- 355 ... ۳۳۰۔ عمل مستقبل کیلئے کھائی جانے والی قسم کا حکم
- 356 ... ۳۳۱۔ ائین (امانت دار) سے چوری ہونے والے مال سے تاوان کا حکم
- 357 ... ۳۳۲۔ امانت ضائع ہونے پر ائین سے تاوان لینے کا حکم

6 کتاب الفرائض

زندگی میں تقسیم وراثت کا بیان

- 358 ... ۳۳۳۔ زندگی میں تقسیم وراثت کے بارے میں اصول
- 361 ... ۳۳۴۔ زندگی میں تقسیم وراثت اور وراثہ کو قبضہ دینے کا حکم
- 361 ... ۳۳۵۔ اپنی اولاد میں سے کسی کو دینا اور کسی کو نہ دینے کا حکم
- 362 ... ۳۳۶۔ تا فرمان اولاد کو میراث سے محروم کرنے کا حکم
- 363 ... ۳۳۷۔ مایق، انکی شرعی حیثیت
- 364 ... ۳۳۸۔ مورث کا بدلہ تقسیم نہ کرنا

وصیت کا بیان

- ۳۳۹۔ مرحوم کی وصیت کی شرعی حیثیت 366 ..
- ۳۴۰۔ تقسیم وراثت اور متوفی کی وصیت پر عمل 368 ..
- ۳۴۱۔ وارث کیلئے وصیت کا حکم 369 ..
- ۳۴۲۔ وراثت میں وقف اور وصیت کا فرق 370 ..
- ۳۴۳۔ تقسیم وراثت میں بہہ اور وصیت کا حکم 372 ..
- ۳۴۴۔ وقف کیلئے کی گئی وصیت کا حکم 374 ..
- ۳۴۵۔ مکان کی پرانی اور نئی قیمت سے ترکہ پانے کا حکم 375 ..
- ۳۴۶۔ کسی کے چاٹ پر قبضہ رکھ کر وراثت پانے کا حکم 376 ..

تقسیم وراثت کی مختلف صورتوں کا بیان

- ۳۴۷۔ تقسیم وراثت کی مختلف صورتوں کا بیان 377 ..
- ۳۴۸۔ تقسیم وراثت کی صورتیں اور اصول 379 ..

ورثاء کے حقوق کا بیان

- ۳۴۹۔ تقسیم وراثت میں مساوات کا حکم 399 ..
- ۳۵۰۔ حق وراثت کس کس کو حاصل ہے؟ 400 ..
- ۳۵۱۔ تقسیم وراثت میں ورثاء کو ہندرتی حصے دینے کا حکم 402 ..

- 404 ۳۵۲۔ کسی وارث کا حق رونے کا حکم
- 406 ۳۵۳۔ دوا کی وراثت میں پوتے کا حق
- 406 ۳۵۴۔ تقسیم وراثت میں درغاء کی رضامندی کا حکم
- 409 ۳۵۵۔ کسی کے ترکہ پر ناجائز قبضہ کرنے کا حکم
- 411 ۳۵۶۔ درغاء میں سے کسی وارث کے حق پر ناجائز قبضہ کا حکم
- 412 ۳۵۷۔ حق وراثت اور ملکی قوانین ...
- 414 ۳۵۸۔ اختلاف مہب اور حق وراثت
- 416 ۳۵۹۔ سو تہلی اولاد میں تقسیم وراثت . .
- 418 ۳۶۰۔ وراثت میں سو تہلی اولاد کا حق
- 418 ۳۶۱۔ لے پاک کا ترکہ میں حصہ
- 420 ۳۶۲۔ مرحوم کی ملکیت میں آئے والی تمام چیزوں کی تقسیم کا حکم .
- 421 ۳۶۳۔ بیوی کے ترکہ میں شوہر کا حصہ
- 422 ۳۶۴۔ بھینٹہ بیوی کا ترکہ حاصل کرنے کا حکم نیز ولی کی ترتیب
- 423 ۳۶۵۔ گھڑی والی چیز میں درغاء کا حق
- 424 ۳۶۶۔ گھڑی اور ترکہ
- 425 ۳۶۷۔ وراثت میں باپ اور بھائی کے ورثہ کا حکم
- 426 ۳۶۸۔ بھائی اور نواسے کی وراثت کا حکم

7 متفرقات

- 428 ۳۶۹۔ کعبہ کی شیعہ اور اس کا احترام

- 429 - ۳ - غیر مسلم کو سلام کا جواب دینے کا حکم
- 430 - ۳ - دین اور دنیا کے بارے میں ۱۰۰ سوال و آئیڈیل بنانا
- 431 - ۳ - میر تقی میر کے معانی شے کا حکم
- 433 - ۳ - محمد بنز اور دیگر مہوم
- 435 - ۳ - چیل و لکھنا سکھانے کا حکم
- 435 - ۳ - طبع کیلئے سفر فی رعایتی کار
- 436 - ۳ - کرکٹ وغیرہ نہیں اور دیکھنے کا حکم
- 437 - ۳ - وصیت نامہ کی شرعی حیثیت
- 438 - ۳ - جسم پر انٹ سیاتی سے نام و غیرہ کدہ لروانا
- 439 - ۳ - سیاہ خضاب لگانے کا حکم
- 440 - ۳ - گناہ کی تعریف
- 440 - ۳ - جادو اور بے مقصد ہم حاصل کرنے کا حکم
- 442 - ۳ - بسم اللہ کے جائے اسکے ادا دیکھنے کا حکم
- 443 - ۳ - میت پر رونے کا حکم
- 444 - ۳ - نماز کے بعد مصافحہ کا حکم
- 448 - ۳ - امام زین العابدین کو امام مانتے کا حکم
- 448 - ۳ - باہر کے ادا اسپیکر پر نماز پڑھانا
- 450 - ۳ - حالت نماز میں دونوں ہاتھوں سے پٹا وغیرہ درست کرنا
- 451 - ۳ - اذان جمعہ کے بعد خبریہ و فروخت کا حکم
- 452 - ۳ - مسافر کیلئے قہر کرنا لیا حکم رکھتا ہے؟
- 452 - ۳ - چھ پونجی رکھنے والوں کیلئے زکوٰۃ کا حکم

- ۳۹۱۔ کفرے کفرے کھانے پینے کا حکم .. 453 ..
- ۳۹۲۔ حج بدل سے حاجی کھلوانے کا حکم .. 454 ..
- ۳۹۳۔ لہانت اور مذہبی پابندیوں .. 455 ..
- ۳۹۴۔ برتن وغیرہ پر نام لکھوا کر تحفے میں دینا .. 455 ..
- ۳۹۵۔ محنت کی نماز جنازہ کا حکم 456 ..
- ۳۹۶۔ بددق سے کئے گئے شکار کا حکم .. 457 ..
- ۳۹۷۔ عورت کی حکمرانی اور مجرم کو شہید کرنا .. 458 ..
- ۳۹۸۔ عصیت پھیلانے والوں سے تعاون کا حکم .. 459 ...
- ۳۹۹۔ ناصح کو نصیحت کا ثواب .. 460 ...
- ۴۰۰۔ لفظ (گری پڑی چیز) کو اٹھانے کا حکم .. 461 ..
- ۴۰۱۔ مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کا حکم .. 461 ..

ماخذ و مراجع

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ماخذ و مراجع

القرآن	مسلم شریف	برائی
ترجمہ (کتاب الامارات)	ترجمہ شریف	ارشاد الساری
تفسیر	سنن ابوداؤد	نوی شرح مسلم
کتاب	سنن ابن ماجہ	کتاب الاذکار للامام نووی
امریکی	سنن نسائی	مرقات شرح مشکوٰۃ
تفسیر صہی	سنن دارمی	اشیاء النعمات
تفسیر خازن	مسند امام احمد بن حنبل	شفاء اسقام فی زیارۃ خیمہ الامام
تفسیر مدارک	مشکوٰۃ للمصابیح	فقہ و اصول فقہ
جلالین	مؤطا امام محمد	فتاویٰ قاضی خان
روح المعانی	مؤطا امام مالک	فتاویٰ بزازیہ
روح البیان	طحاوی شریف	خلاصۃ القتلاوی
خزانۃ العرفان	مصنف عبدالرزاق	بدائع الصنائع
تفسیر فتح القدیر	مصنف ابن ابی شیبہ	منک
یضائی	اجامع الکبیر للسیوطی	برایہ
تفسیرات احمدیہ	طبرانی	کثرالذائق
التحان فی علوم القرآن	البیہقی	نور الایضاح
حدیث	شروحات حدیث	توہید الایضاح
طحاوی شریف	معنی شرح حارثی	در مختار
	فتح الباری	رد المحتار (شامی)

تبيين الحقائق

حاشية الخطاوى على الدر المختار

مراقى الفلاح

حاشية الخطاوى على مراقى الفلاح

فتح القدير

بحر الرائق

در شرح غرر

مستقى النافذ

مجمع النافذ

فتاوى السندية (حاشية)

در مستقى

منية المصطفى

غنية المستفي

حنانية

فتاوى عزيزية

فتاوى رضوية

بهار شريعت

فتاوى رشيدية

نور الانوار

مسلم الثبوت

فوائح الرحموت

نقد المعاني (علم المعاني)

نيل القلوب في لباس الحبيب

متفرق كتب

حسن حسين

اسد الفتاوى في سيرة الصحابة

سيرة طلبة

شرح عقائد

شرح نهج اس

شرح مواقف

سيرة طلبة

قصيدة برده شريف

شفاء شريف

شفاء السائل

سبحان السبوح عن التذنب

المنقوح

النصائح السجدة

جذب القلوب الى ديار الحبيب

كشف القناع عن اصول السماء

مستطاب سيرة الاولياء

قصيدة العثمان

حسام الحرمين

البيان

تفسير البستان

نيل الاوطار

قصيدة الامام زين العابدين

الدر الثمين

فيصل بهت مسند

كتاب الصعيفات

شرح فتاوى اكبر

سارخ الخلفاء

ادكار شريعت

حدايق حشمت

اجتهاد الفاتح

جاء الحق

ارمغان حجاز

ملفوظات شاه محمد الياس

تحذير الناس

براهيم قاطعه

حفظ الايمان

تقوية الايمان

کتاب النکاح

مُحَرَّمَاتِ کَیِّان

مُحَرَّم کی تعریف

الاستغناء .

جناب مفتی صاحب!

شریعت کی نظر میں محرم کسے کہتے ہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل محمد ذیشان صدیقی، گلشن بہار، اورنگی ناہن، کراچی

الجواب :

ایسے رشتہ دار، جن سے ہمیشہ نکاح حرام ہے، انہیں محرم کہا جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دو سگی بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما۔ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک آدمی کے عقد میں دو سگی بہنیں ہیں اور وہ دونوں زندہ اپنے شوہر کے عقد میں ہیں اور ان سے اولاد میں بھی ہیں۔ ان دونوں عورتوں کے والدین بھی ایک ہی ہیں، یعنی سوتیلے پن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان دونوں بہنوں کی اولاد میں سے ایک لڑکی نارشتہ طے ہو گیا ہے، اسکی شادی میں جن شادی شدہ لوگوں نے شرکت کی کیا ان لوگوں کا نکاح نوٹ جانے کا یا قائم رہے گا؟

سائل محمد شوکت، ہار تھ ناظم آباد، کراچی

الجواب:

قرآن کریم میں ہے

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

(سورۃ النساء، آیت ۲۳)

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا (یعنی حرام کر دیا گیا ہے نکاح میں دونوں بیویوں کا جمع کرنا) (تکڑا ایمان)

اس شخص کو فوراً دوسری بہن کو جدا کر دینا چاہیے اور جب تک یہ اسے جدا نہ کر دے، اس وقت تک اسے اپنی بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے۔ جس بہن سے پہلے نکاح ہوا وہ صحیح ہے دوسری سے نکاح باطل اور حرام قطعی ہے۔ ان دونوں بہنوں سے اس شخص کی جو اولاد ہوئی ان کا نسب اس سے بہر حال ثابت ہو جائے گا۔ قتلائی شامی میں ہے

ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب ومثل له فی

البحر هناك بالتزویج بلا شہود وتزوج الاختین معاً

(جلد ۲) کتاب الطلاق، باب العدۃ، مطلب عدۃ المنکوحۃ الخ، صفحہ: ۶۵۹،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

ترجمہ: اگر کسی نے کسی عورت کو شہود کے بغیر نکاح کیا تو عدۃ واجب ہو جائے گی اور نسب بھی ثابت ہو جائے گا یہاں تک کہ میں نے

مزید یہ کہ اگر حیر گواہوں کے نکاح ہو یا وہ بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا تو، خول سے عدت اور نسب ثابت ہو جائیں گے۔

اس شخص نے جس لڑکی کی شادی کی وہ جائز تھی۔ لہذا جن لوگوں نے اس کی شادی میں شرکت کی وہ بھی جائز ہوئی۔ نیک نکاح کے منقطع ہو کر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دو سگی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کا حکم

الاستفتاء:

محترم مفتی صاحب!

زید کی شادی سیدہ سے عرصہ چار سال قبل ہوئی تھی۔ اب زید نے سیدہ کی سگی بہن علیہ سے بھی نکاح کر لیا ہے۔ اس طرح دونوں سگی بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھے ہوئے ہے۔

(۱) کیا سیدہ کا نکاح زید کے ساتھ باقی رہا یا منسوخ ہو گیا؟

(۲) کیا علیہ کا نکاح زید سے جائز ہے یعنی وہ دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

(۳) جن صاحب نے نکاح پڑھایا وہ مسجد کے پیش امام ہیں۔ ان کے علم میں ہے کہ زید کی دونوں بیویاں سگی بہنیں ہیں۔ ان پیش امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

سائل محمد جمالتیر عثمان، کورنگی، کراچی

الجواب:

صورت مسئلہ میں زید کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی سگی بہن اور اسی طرح باپ میں شریک بہن اور ماں میں شریک بہن، ان تینوں سے نکاح حرام ہے۔ قرآن کریم نے اس جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے

وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

(سورة (۴) النساء، آیت: ۲۳)

اور نہ دو عورتوں کے درمیان جمع کرو۔

پھوپھی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل: مولوی غلام قادر، عیوب الہی مسجد، راجہ

الجواب :

پھوپھی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) باپ کی حقیقی بہن (۲) باپ کی ماں شریک بہن (۳) باپ کی باپ شریک بہن۔
ان تینوں سے نکاح حرام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے
وَعَمَتُكَ

(سورۃ النساء، آیت ۲۳)

یعنی تھوڑی پھوپھی (تم پر حرام ہیں) (کنز الایمان)
لہذا کوئی شخص اپنی پھوپھی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ محل محرم نہیں۔

سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

نہیدہ داور روہنہ کے والد ایک ہیں اور دونوں کی والدہ الگ الگ ہیں۔ کیا نہیدہ کے لڑکے فاروق سے روہنہ
کی شادی یعنی سوتیلی خالہ سے شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں۔

سائل: محمد، قہر ارشاد منزل، نیا آباد، کراچی

الجواب :

قرآن ربم میں محرمات (دو عورتیں جن سے نکاح نہ ہو) اسے اسے ذکر میں فرمایا
”وَحَلَّتْكُمْ“

(سورة (۴) النساء. آیت: ۲۳)

اور تمہاری خاواں میں بھی حرام ہیں۔

خاواں میں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

(۱) ماں کی سچی بہن (۲) ماں کے باپ کی شریک بہن (۳) ماں کی ماں میں شریک بہن، بہن، باپ
نکاح ہوں۔ تینوں قسم کی خاواں میں حرام ہیں۔ لہذا صورت مسلولہ میں زیدہ کے لئے کی شادی روینہ سے نہیں ہو سکتی
ہے۔ یہ اسکی خاوا ہے اور وہ اس کیلئے حرام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

چار سے زیادہ بیویوں اور باندیوں کا حکم

الاستفتاء :

محترم جناب مفتی صاحب !

جناب عالی دریافت طلب امر یہ ہے کہ چار بیویوں سے زیادہ رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور باندیوں کی تعداد کو سے
بارے میں کیا حکم ہے ؟ نیز باندی سے بغیر نکاح ہم مسرتی کی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

سائل جندہ خدا

الجواب :

ایک شخص ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے، اس سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ باندیوں کیلئے کوئی
باندی نہیں جتنی چاہے خرید سکتا تھا یا مال قیمت سے حصہ میں آجائیں۔ جس سے چاہے محبت کر سکتا تھا۔ یہ حکم اس لئے
ختم ہو گیا ہے کہ اب کہیں جماد ہوتا ہے نہ مال قیمت ملتا ہے اور نہ ہی باندیاں ہاتھ آتی ہیں۔ بعض ملکوں میں اب بھی کچھ

عورتوں کو پابندی بنا کر بچا جاتا ہے مرد وہ باندیاں نہیں ہوتی ہیں۔ بعض ممالک سے لوگ عورتیں بھٹکا کر لے آتے ہیں اور انھیں بیچ دیتے ہیں، ان کیلئے سیکڑوں روپے پہلے ہمارے فقہاء نے لکھ دیا تھا کہ ان کو بغیر نکاح کے ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

نکاح پر نکاح

الاستفتاء :

نیا فرماتے ہیں علمائے دین، مقتیان شرع مشین اس مسئلے سے بارے میں کہ
 حندہ کا نکاح والدین کی رضامندی سے زیر سے باقی کے وقت ہو چکا تھا۔ اب بلوغ کے بعد جب زیر
 بارات لیکر حندہ کو لینے گیا (شادی کی تاریخ حندہ کے والدین نے مقرر کی ہوئی تھی) جب بارات پہنچی تو حندہ کے
 والدین نے اس کا نکاح عمر سے کر دیا تھا۔ کیا زید کے نکاح میں ہوتے ہوئے حندہ کا نکاح حرام ہے یا نہیں
 ؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

سائل علی زمان رازدار کشمیر

الجواب :

باقی کی حالت میں باپ اپنی لڑکی کا نکاح کسی سے کر اوسے گا تو وہ نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ لڑکی کو بالغ
 ہونے کے بعد بھی کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے کہ وہ اسکو فسخ کر سکے۔ اور منکوہہ عورت کا نکاح کسی دوسرے سے حرام
 ہے۔ یہ دوسرا نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے
 وَالْمُخْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ

(سورۃ النساء، آیت : ۲۴)

اور حرام میں شوہر اور عورتیں۔ (کنز الایمان)

لہذا حندہ کا نکاح جس دوسرے شخص سے کیا گیا ہے وہ باطل ہے۔ ان میں فوراً جدائی کروا دینا لازم ہے
 حندہ اپنے پہلے شوہر کی منکوہہ ہے اور اسی کی رہے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح رجسٹرڈ کی شرعی حیثیت

۱۔ سنت۔

یاد رکھتے ہیں علماء دین و مفتیان، امام احمد رحمہ اللہ نے مسئلے کے بارے میں کہ
یہ لہ، خالد کا نکاح بائتر حلیہ ہندو اور فرید سے بہ اہ قاضی صاحب نے گواہان، وکلاء اور محکمات مامری
موجودہ میں نکاح پر حلیہ ہندو کی رجسٹرڈ ہو گئی جبکہ خالد لی ہدی فرید کی رجسٹرڈ ہندو میں ہونا طے پائی۔
جب مدت حلیہ کے بعد خالد لی طرف سے رجسٹرڈ کا مطالبہ ہوا تو فرید کے سر پرستوں نے اس رشتہ اور رجسٹرڈ
نکار کر دیا۔ اور بواہان لڑکی رشتہ کسی درجہ کرنا چاہتے ہیں۔ لڑکی کے رشتہ داروں کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ نکاح
لی اطلاع رجسٹرڈ سے ہوا نہیں دی گئی تھی۔ لہذا وہ نکاح کو فی اہمیت نہیں رکھتا۔

۱) آپ شرعی اعتبار سے بتائیں کہ کیا رجسٹرڈ کے ہاں اندراج نہ کروانے سے نکاح کی شرعی حیثیت
متاثر ہوتی ہے اور کیا اس لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ ہو سکتا ہے؟

(۲) یہ لہ، ہندو کا نکاح بھی غیر شرعی تھا اور ہندو کی رجسٹرڈ شرعی اعتبار سے غلط تھی؟ جبکہ ہندو

ایک ذمہ لی ماں بن گئی ہے۔ بیٹھو اور توجہ دیا

سائل محمد ماجد خان، پشاور

المجواب:

یہ صحیح ہے کہ شریعت کے قواعد کے مطابق بالذکر لڑکی کا نکاح، اسکی رضامندی سے کنو میں دو گواہوں کی
موجودگی میں اس طرح انجام دیا جائے کہ قول و روئے سے ہو کہ دو مائل، بالغ، مسلمان مرد دیا ایک مرد اور دو عورتیں یہ
اجاب قبول کن میں، تو یہ نکاح منقذ ہو جاتا ہے۔ نکاح صحیح ہونے کیلئے رجسٹرڈ کرنا شرط ضروری نہیں ہے۔
نکاح رجسٹرڈ سے اس طرح بھی صحیح ہو جاتا ہے۔ البتہ قانونی طور پر یہ عمل ضروری ہے۔

خالد اور فرید۔ نکاح کا ثبوت صرف قاضی کے حلیہ بیان سے نہیں ہوگا۔ وودوئوں گواہ، جن کے
سامنے نکاح ہوا تھا یا دوائے محض، جو مجلس نکاح میں شریک تھے، شرعی شہادت دیں تو یہ نکاح ثابت ہو جائے گا۔
جس لڑکی کا نکاح ہو چکا، جب تک اسکو شوہر کی طرف سے طلاق نہ ملے یا اسکا شوہر فوت نہ ہو جائے، اس کا کسی

۔۔۔ شخص سے نکاح قطعی حرام ہوگا۔ قرآن ربیع میں ہے
وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ

(سورۃ النسا، آیت ۲۴)

اور حرام میں شوہر اور عورتیں۔ (۱۰۰ ایمان)

بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح اور بیوی کو طلاق تفویض کرنا الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
ایک شخص اپنی بیوی کی حقیقی بہن کو لے کر فرار ہو گیا۔ اور پھر سالی نے ساتھ نکاح برابا اور اس سے وہ
بچے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ کیا شخص مذکور کی پہلی بیوی اس کے نکاح میں ہے یا نہیں؟ پہلی بیوی سے جس وقت
نکاح ہو رہا تھا، قبل نکاح ایک حلف نامہ تحریر کر کے، یا تھا کہ اگر میں اپنی بیوی کو اعلان دیتے بغیر کہیں چلا جاؤں یا
نان و نفقہ سے محروم رکھوں، تین ماد تک خیر گیری نہ کروں تو تین ماہ کے بعد میری بیوی خود عقد ہوگی۔ چاہے
میرے نکاح میں رہے یا نہیں اور اپنی مرضی سے دوسرا نکاح کر لے۔ ایسی صورت میں پہلی بیوی کسی دوسرے
شخص سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ بیسوا و توجروا

سائل سید احمر، کورنگی، کراچی

الجواب :

صورت مسئلہ میں یہ شخص فعل حرام کا مرتکب ہوا ہے۔ اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے
یعنی اپنی ماں سے اس کا نکاح بواہی نہیں۔ اور اس سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں وہ سب دلد الزنا ہیں۔ اگر واقعی اس
شخص نے ایسا حلف نامہ لکھا ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس کے مطابق بیوی یہ عمل کر سکتی ہے کہ
گواہوں کے سامنے اپنے آپ کو طلاق دے دے اور اس طلاق کی مدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص سے شادی
کرے۔

سوتیلی ساس کے محرم ہونے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ میرے سر کی سوتیلی ماں میرے لئے محرم ہے یا نہیں؟ اگر محرم ہے تو مرنے کے بعد کیا میں اس کو قبر میں اتارنے کا حقدار ہوں یا میت بہوئی ہم سے زیادہ حقدار ہے؟ جبکہ ہمارے محلے کے علماء کہتے ہیں کہ بہوئی نامحرم ہے۔

میرے سر کی دو بیویاں ہیں دوسری بیوی کی لڑکی سے میری شادی ہوئی ہے۔ کیا پہلی بیوی میرے لئے محرم ہے یا نامحرم؟ مرنے کے بعد میں اس کو قبر میں اتار سکتا ہوں یا نہیں؟
سائل حاجی رحیم دادخواں، کوہستان، فریہ کالونی، کراچی

الجواب:

بیوی کی وادی محرمات میں سے ہے۔ سر کی دوسری بیوی محرمات میں نہیں ہے۔ لہذا سائل کیلئے سر کی دوسری بیوی یعنی سوتیلی ساس سے پردہ ہے اور مر جائے تو قبر میں بھی نہیں اتار سکتا۔ سائل اور میت کا بہوئی بھی محرم نہیں ہے۔ محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے ہمیشہ نکاح حرام ہو۔ لہذا یہ دونوں شخص میت کو قبر میں نہیں اتاریں گے۔

حرمت مصاہرت

حرمت مصاہرت کی تعریف

الاستفتاء:

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

مسئلہ یہ ہے کہ ایک مرد اور عورت شیطانی ہتھکڑے میں شمولیت سے مغلوب ہو کر بے اختیار ایک دوسرے سے بغض و کین ہو گئے۔ جبکہ ان کی نیت ایسا کرنے کی قطعاً تھی۔ جیسے ہی ان کو غلطی کا احساس ہوا، علیحدہ ہو گئے۔ ڈراموں میں مرکب نہیں ہوئے۔ اپنے کئے پر توبہ میں اور توبہ واستغفار اور صدقہ کرنے کیلئے بھی تیار ہیں۔ اب کیا وہ مرد اس عورت کی بیٹھنی یا بہن سے نکاح کر سکتا ہے؟ جبکہ ان کے درمیان اور کوئی حرمت نکاح والی بات نہیں پائی جاتی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

سائل عثمان ایڈووکیٹ، کراچی

نحوہ

۴۰۰ مرتبہ ۰۰ مرتبہ۔ کو شہوت سے چھوڑنا یا ایک دو مرتبہ کی شہوانیہ کو دیکھیں تو عورت کے اصول، فروع میں ہر حرام ہو جائیں گے۔ اور ۰ کے اصول و فروع عورت پر حرام ہو جائیں گے۔ اس کو "حرمت مصاہرت" کہتے ہیں۔ اسلاف نے نہایت طاس طریقہ پر چھوڑنا یا تاہم طریقہ پر ۰۰ دنوں کا ایک ہی قلم ہے۔ اور یہ حرمت ہمیشہ تک رہے گی۔ اس کے خلاف ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ علامہ علاء الدین حصکلی متوفی ۸۸۸ھ نے درمختار میں لکھا

وحریم ایضا بالصبیۃ اصل ہرینہ واصل مہوسہ نسبہ واصل ماسنہ
وباطرۃ الی ذکرہ والمضطرة الی فرجہا

سر ان رشتہ میں زانیہ کے اصول اور جس کو شہوت سے چھوڑا گیا۔ اس کے اصول اور شہوت سے چھوڑنے والی کے اصول اور مرد کی شہوانی کو شہوت سے دیکھنے والی کے اصول اور وہ عورت۔ جس کی شہوانی کو شہوت سے چھوڑا گیا۔ اس کے اصول ہیں۔

۰۰ اشارہ شہوانی نے فرمایا

قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحیمة الاربع حرمة المرأة علی
اصل الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسبا
ورضاعا کما فی الوطی الحلال

(جلد ۲) کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، صنفہ ۴۰۳،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بحر اراکلی میں حرمت مصاہرت کے بارے میں ہے کہ حرمت مصاہرت چار طرح کی ہے۔ کہ زانیہ عورت زانیہ تک باپ و اولاد اور پرتک اور زانیہ کے بیٹے اور پوتے اور نیچے تک نسب اور رضاعت میں حرام ہو جاتی ہے اور اسی طرح زانیہ کیلئے زانیہ کے اصول و فروع نسب اور رضاعت میں حرام ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ جائز و طلی میں ہو گا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

ساس کو بری نیت سے ہاتھ اگانے والے کے نکاح کا حکم

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں علماء رام اس مسئلے کے بارے میں ۔

ذیہ نے اپنی بیوی کی ماں یعنی اپنی ساس کو شہوت سے چھو لیا۔ دریافت طلب ام یہ ہے کہ ذیہ کا نکاح برقرار رہا یا نہیں؟ اور اگر نکاح فسخ ہو گیا ہو تو کیا اس کی ساسہ بیوی سے اس کے بھائی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟
وضاحت فرمائیے۔

سائل محمد آرم، موسیٰ لین، کراچی

الجواب

قرآن کریم نے ان عورتوں کو حرام کیا ہے۔ جن کی ماں سے ساتھ نکاح کر کے وطی کر لی گئی ہو اور شہوت سے چھو بھی۔ وطی کے حکم میں ہوتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہی حکم ناجائز طریقہ پر وطی کرنے یا شہوت سے چھونے کا ہے۔ لہذا جب بیوی کی ماں کو شہوت سے چھو لیا تو بیوی اسی وقت حرام ہو گئی اور بیوی کی ماں تو پہلے سے ہی حرام تھی۔ اب یہ دونوں ماں بیٹی ہمیشہ کینے حرام ہو گئیں کہ ان سے نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حامد ملاء الدین مصنف مکتبہ فی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا اور شامی میں بھی ہے

۱۰ فرق فیما ذکر و بین المس و النظر بشبهة بین عم و نسیان و خطاء

و اگر اہ

(حلد ۲) کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، صنفہ: ۳۰۶،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

کسی عورت کو شہوت سے ساتھ مس کیا یا دیکھا حرمت ثابت ہو جائے گی اگرچہ یہ کام جان بوجھ کر کیا ہو، نہ لے لے ہو۔ غلطی سے ہو یا زبردستی کرایا گیا ہو، یعنی ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔

نکی بیوی کے ساتھ (طیحدن) اور عدت گزارنے کے بعد اس شخص کا بھائی نکاح کر سکتا ہے۔
عدت گزارنے کے بعد شروع ہوئی۔ ساتھ کے کا طریقہ یہ ہے کہ دو ماہوں کے سامنے کہہ دے۔ میں نے
نکی بیوی یا بھینز یا۔۔۔ وہ جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

ساس سے ناجائز تعلقات اور سالی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک شخص کی شادی ہوئی۔ اس کے دو بچے بھی ہیں۔ شادی کے تقریباً دو سال سے بعد اس شخص کے
ناجائز تعلقات اپنی ساس سے قائم ہو گئے اور چند ماہ کے بعد وہ شخص ملک سے باہر چلا گیا۔ یہاں اسکی دینی کا انتقال
ہو گیا۔ اب اس شخص نے اپنی سالی سے نکاح کر لیا ہے اور پھر ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ اب ۶ سے ۷ سال کے بعد وہ
واپس آیا ہے اور اپنی دینی کے ساتھ رہ رہا ہے اور اپنی ساس کے ساتھ تعلقات پر سخت تادم ہے اور سچے دل سے
توبہ کر چکا ہے۔ آپ فرمائیے کہ اس کا موجودہ نکاح جائز ہے اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے یا نہیں۔ ساس اور
سسر سے اب کوئی آگاہ نہیں ہے۔ براہ کرم جلد جواب دیں۔

سائل: محبوب علی خان

الجواب:

ساس سے ناجائز تعلقات رکھنے کی وجہ سے اسکی پہلی بیوی بھی حرام ہو گئی تھی اور اب سالی سے بھی
نکاح حرام ہے۔ من کو فوراً طہیدہ ہو جانا چاہیے۔ یہ حرمت ابدی حرمت ہے۔ اس کے حلال ہونے کی کوئی
صورت نہیں ہے۔

نوٹ

تفصیل اسی باب کے پہلے سوال کے جواب میں ملاحظہ کیجئے۔ (مرتب)

واللہ تعالیٰ اعلم

بیوہ کے ساتھ زنا اور اسکے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

مجھ سے میرے شوہر مسکمی مبین خان نے کہا "اب تجھ ہی اس لمحہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ چونکہ میرے باپ نے تجھے بدعتی شہاب کیا ہے، اس لئے میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔" اور پھر تین بار لفظ طلاق کہا۔ جو ہر دفعہ شوہر کے والد نے کیا اور سزا مجھے ہی مکی۔ میرے چار لسن بچے ہیں۔ دو لڑکیاں اور دو لڑکے۔ ان کا مستقبل اور میری زندگی کی چابی کا نام "عقلم خدا" اور حکمِ حلال سے آگاہ فرما میں۔ تاکہ اس پر عمل لیا جائے۔

ساتھ۔ ممتاز محمد بخت مہداشکور، اور سچی بیٹن، راجہ

النجواب:

صورتِ مسئلہ میں شوہر کے باپ نے اپنی بیوہ سے زنا کیا، اس وجہ سے یہ عورت زانیہ کے بیٹے (جس سے نکاح میں تھی اور اس کے دوسرے بیٹوں کیلئے) حرمتِ ابدی کے ساتھ حرام ہو گئی اور شوہر کے باپ پر پہلے ہی سے حرام تھی۔ مصاہرت کے بعد وہ محل طلاق نہیں رہتی۔ اس لئے طلاق واقع ہونے کا سوال ہی نہیں ہے۔ بھوکہ متارکہ کرنا ہوتا ہے۔ اوپر کے الفاظ اور پھر طلاق کے الفاظ سے متارکہ کا مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ متارکہ کا مفہوم اسی باب کے دوسرے سوال کے جواب میں دیکھئے۔

اس لئے عدت کا شمار اسی وقت سے ہو گا جب سے اس نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ تین حیض گذر جانے کے بعد یہ عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مگر شوہرِ اول سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ سات برس کی عمر تک لڑکے اور نو برس کی عمر تک لڑکیاں ماں کے پاس رہیں گی۔ اس کے بعد تمام اولاد کو باپ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ زمانہ عدت میں بیوی کا خرچہ شوہر دے گا اور بچے جب تک ماں کی تربیت میں رہیں گے، ان کا خرچہ بھی بھراستطاعت شوہر پر واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بیتنی کو شہوت سے ہاتھ لگانے والے کے نکاح کا حکم

استفتاء :

مکرمی جناب مفتی صاحب !

تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیتنی کو شہوت سے ہاتھ لگا دے تو ایسی صورت میں سنی حدی مثنیٰ لڑکی کی والدہ اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی۔ بشرطیکہ لڑکی کی عمر نو سال یا اس سے زیادہ ہو۔

اس ضمن میں چند سوالات ارسال خدمت ہیں۔ ازراہ نوازش، ان کے جوابات مرحمت فرما کر مشکور فرما میں لا، اللہ ماجور ہوں۔

(۱) اس فتویٰ کے نافذ ہونے کیلئے کہ لڑکی کی عمر نو سال یا اس سے زیادہ ہو۔ کیا یہ شرط اس قیاس پر مبنی نہیں ہے کہ اس عمر میں لڑکیاں اکثر بالغ ہو جاتی ہیں؟ یعنی کیا اصولی طور پر اسکا تعلق لڑکی کی بلوغت (یعنی حیض آنے) سے ہے جیسا کہ اکثر گرم ممالک میں خصوصاً عرب میں ایسا ہوتا ہے کہ ۹ سال کی چھیاں بالغ ہو جاتی ہیں یا یہ شرط ہر علاقے سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کیلئے ہے؟

(۲) یہ فتویٰ قرآن اور احادیث مبارکہ کے مطابق ہے یا اسکی بنیاد فقہ و اجتہاد پر ہے؟ اگر یہ اجتہادی مسئلہ ہے تو اس اجتہاد کی نسبت کس ہستی سے ہے؟

(۳) اس معاملے میں چاروں فقہاء یعنی حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی میں باہم اتفاق ہے یا کچھ اختلاف ہے اگر اختلاف ہے تو کیا ہے؟

نوٹ :

ان استفسارات کا مقصد شریعت کے کسی حکم سے انحراف یا راہ فرار اختیار کرنا نہیں ہے۔ بلکہ مسائل اپنی حقیقی اور ذاتی معلومات کیلئے ان جوابات کا خواہاں ہے۔

مسائل : محمد ضیف، ناظم آباد، کراچی

الجواب .

حرمت مصاہرت کا معنی یہ ہے کہ سر داماوی سے رشتہ کی وجہ سے جو حرمت ہوتی ہے، اسکے بارے میں تادم استہاس امر پر اتفاق ہے، کہ جس عورت سے وطی کرے گا، اس عورت کی ماں اور بیٹی وطی کرنے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ اگر طہال طریقہ پر وطی نہ ہو بلکہ زنا کے طور پر ہو تو اسکی وجہ سے حرمت ہوتی ہے یا نہیں ؟ اس میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ حرام وطی سے بھی حرمت ہو جاتی ہے۔ باقی تینوں ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ حرامہ وطی سے حرمت نہیں ہوتی ہے۔ اس اختلاف کے باوجود ایک اور مسئلے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے اگر زنا کیا، اس زنا سے لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی پر حرام ہے یا زنا سے لڑکا پیدا ہوا، لڑکا اس عورت پر حرام ہے، جس سے یہ پیدا ہوا، ان دونوں مسئلوں میں زنا کو بھی حرمت کا سبب، سب نے مانا ہے۔

اسی بناء پر حنفیہ کہتے ہیں کہ وطی حرام بھی حرمت کا سبب بنتی ہے۔ جس عورت سے زنا کرے گا اس کی ماں اور اسکی بیٹی دونوں زانی پر حرام ہو جائیں گی۔ اور وطی کے حکم میں دواعی (اسباب) وطی بھی ہوتے ہیں یعنی وہ دوا جو وطی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے شہوت سے کسی عورت کو چھو یا دوا اسکی شرمگاہ کو دیکھنا بھی حرمت مصاہرت کا سبب ہوتا ہے۔ چونکہ شہوت سے چھونا سبب حرمت بنتا ہے اس لئے اُس لڑکی یعنی بیٹی کو چھونے سے حرمت ہوگی جو قابل شہوت ہو۔ چھوئی لڑکی کے چھونے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی۔ نو سال کی شرط صحبات ہونے کیلئے لگائی گئی ہے۔ اور یہ حدیث بھی منصوص ہے۔ فتح القدیر میں ہے :

وقد روی اصحابنا احادیث کثیر منها قال رجل یا رسول اللہ ﷺ انی رعیتم بامرأة فی الجاهلیۃ افانکح ابنتها؟ قال: لا اری ذالک ولا یصلح ان تنکح امرأۃ تطلع من ابنتها علی ما تطلع علیہ منها

(جلد ۲) فصل فی بیان المحرمات، صلفہ: ۱۲۹، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
 اور محقق ہمارے کثیر احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے عرض کی
 اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہے شک زمانہ جاہلیت میں، میں ایک عورت سے زنا کا مرتکب ہوا۔ کیا میں اسکی
 بیٹی سے نکاح کر سکتا ہوں؟

غلطی سے بیٹلی کو ہاتھ لگنا اور حرمتِ مصاہرت

الاستفتاء،

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید رات کو اندھیرے میں اپنی بی بی کو اٹھانے کیلئے مٹیا۔ اچانک غلطی سے اپنی لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا۔ لڑکی کی عمر تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہے۔ آیا بی بی زید پر حرمتِ بدنی سے حرام ہو گئی یا نہیں؟ اور لڑکی اس عمر میں منیجات کھائے گی یا نہیں؟ نیز لڑکی کی عمر کے بارے میں وضاحت فرمادیں کہ آیا اس عمر میں بالذمانی جائے گی یا نہیں؟

سائل: محمد انور دیک، اسمٹیل ماڈرن، لراچی

الجواب:

حرمتِ مصاہرت شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی ہو جاتی ہے۔ مگر چھونے میں شرط یہ ہے کہ سینہ اور چہرے کے علاوہ بدن کے کسی حصے کو کپڑے کے اوپر سے اگر چھوئے اور کپڑا اتنا موٹا ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہو تو پھر حرمتِ مصاہرت نہیں ہوتی۔ اور حرمتِ مصاہرت میں ارلواہ اور بلا ارادہ سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور جس کو چھو اس کا منہ نہیں (جسے دیکھ کر شہوت ہو) ہونا بھی شرط ہے۔ منہ نہیں ہونے کیلئے نابالغ لڑکی کی عمر کا تعین تو نہیں کیا جاسکتا۔ ذیل اول چشم اور ٹکلی آپ وہ اس کے فرق سے حالت بدلتی رہتی ہے۔ صورت مسئلہ میں ابھار تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کیلئے چھو تا شہوت کے ساتھ نہ تھا لہذا حرمتِ مصاہرت نہ ہو گی۔

زانیہ کی لڑکی سے زانی کے لڑکے کے نکاح کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص کے ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے، اس زانیہ کی لڑکی اور زانی کے لڑکے کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب .

صورت مسئلہ میں امین کی ذمہ داری ہے کہ کالکٹنگ چارٹریٹس۔ ملازم سید محمد امین ان کے مامورین
مستوفی ۱۲۵۲ھ نے فتاویٰ شامی میں لکھا

يحرم كل من الراس والمعنیه علی اصل الذکر و فرعه وصاعا

(جلد ۲) کتاب النکاح . فصل فی المحرمات . صفحہ: ۳۰۴

مکتبہ رشیدیہ . کوئٹہ

یعنی زانی اور زانیہ کی تمام اولاد پر ایک کی اصول اور فروع پر حرام ہیں رعاست پر قیاس کرتے ہوئے۔



کفو کا بیان

صرف اپنی ہی برادری میں نکاح کرنے کا حکم

الاستعداد.

کیا فرمات ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ہماری برادری میں ایک مسئلہ بڑی خرابیاں پیدا کر رہا ہے۔ لہذا گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلے پر غور

برائے آپ ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے؟

سوال یہ ہے کہ ہماری برادری کی جماعت نے ایک پابندی یہ لگائی ہوئی ہے کہ ہم اپنی لڑکی برادری کے

ماوراء کسی اور برادری میں نہیں دے سکتے۔ چاہے وہ لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر بڑھی ہو جائے۔ اور اگر لڑکی خود اپنی

پسند سے فیہ برادری میں شادی کرے یا ماں باپ کروادیں تو جماعت کے عہدیداران ان کو جماعت سے نکال دیتے

ہیں اور بالکل قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ان کے یہاں میت بھی ہو جائے تو جماعت سے باہر نکالا ہوا

مفخص میت میں نہیں آسکتا اور اگر میت میں وہ شخص آتا ہے تو جماعت کے عہدیداران خود بھی اور دوسرے رشتہ

داروں کو بھی میت سے اٹھ جائے کہتے ہیں۔ برائے مہربانی تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد احمد، صدر، کراچی

الاجواب :

شادی، مسلمان سے جائز ہے۔ قرآن کریم میں مطلقاً بیان فرمایا گیا
فَذَكَرُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

(سورۃ النساء، آیت: ۳)

تو نکاح میں آؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔ (کنز الدیان)

لیکن شریعت کا مشاء یہ ہے کہ نکاح ہمیشہ کیلئے ہو۔ اور میاں بیوی کے تعلقات خوش گوار رہیں۔ اس
کیلئے ضروری ہے کہ دونوں کاربن سن، عادات کھانا پینا وغیرہ ایک سا ہو۔ اسی لئے کھانا (برادری) ہونے کی
شریعت میں شرط لگائی گئی ہے۔ یعنی دونوں خاندان عزت، شرافت، دینداری، مالداری اور صنعت و حرفت میں
برابر ہوں۔ لیکن ماں باپ اگر راضی ہوں اور اپنی بالغ لڑکی کی شادی کی اجازت عمل لگانے دیں تو اپنی برادری سے
مذکورہ بالا باتوں میں سمجھدہ سے لوگوں سے بھی جائز ہے۔

لہذا برادری کو ایسی پابندی لگانا کہ اچھی برادری سے ماہر لڑکی کی شادی نہیں کی جائے گی، غلط ہے۔ اپنی
برادری کی برابر حیثیت والی برادری یا اس سے اعلیٰ برادری میں شادی کرنے پر تو کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ مگر
درجہ نیچے پابندی لگائی جاسکتی ہے مگر جب لڑکی کے والدین راضی ہوں تو برادری اس تیسری صورت میں بھی، ان پر
کوئی پابندی نہیں لگائی جاسکتی، جبکہ اس پابندی سے خراب اثر پڑتا ہو کہ لڑکیاں بغیر شادی عمر گزاریں۔ تو پابندی لگانا گویا
قنوں کا دروازہ کھولنا ہے۔ جو ماں باپ اپنی لڑکی کی شادی غیر برادری میں کر دیں، ان سے تعلقات اس طرح منقطع
کرنا کہ شادی بیاہ اور میت میں بھی شریک ہونے کو ممنوع قرار دے دیا جائے، حرام ہے۔ کسی جائز کام پر اس قسم کی
پابندی لگانے والے سخت گناہ کار ہیں، انہیں توبہ کرنی چاہیے اور حکم شریعت کے خلاف پابندی کو فوراً ختم کر دینا چاہیے

سید زادی سے غیر سید کے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

محترم و معظم مفتی صاحب !

جناب عالی گزارش ہے کہ علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ

یہ تھی کہ جس طرح ہے درود یہ ہے کہ وہ فقہ میں جانتے ہو کہ وہ فقہ میں راضی ہو۔
مذہبوں کے سید، ان کا نکاح غیر سید سے ہوا تو یہ نکاح جائز ہے۔ جو نکاح پر پابندی کر رہے
ہیں، انہیں قسم شرع سے کہہ دیں۔

سید زادی سے نکاح اور رعایت کا حکم

الاستفتاء:

لایا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک شخص جو پٹھان خاندان سے ہے، اس کا نکاح سید زادی سے اگر وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
جبکہ طرفین میں راضی ہوں اور کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ بعد نکاح کیا سید زادی کو نسبتاً دوسری خواتین
کے زیادہ اختیار ہے۔ کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ بیسوا وتوجروا
ساکل عبد الوصاحب، عجم کالونی، کراچی

الجواب:

سید زادی کا نکاح غیر سید سے اس صورت میں جائز ہے کہ جب لڑکی کے اولیاء نکاح سے پہلے رضامندی
کا اظہار کر دیں۔ اور اگر اولیاء کی رضامندی کے بغیر کوئی سید لڑکی غیر سید سے شادی کرے گی تو صحیح مذہب پر نکاح
فاسد ہے۔ سید زادی کو نکاح کے حد حقوق، وجیت اور طلاق کے معاملے میں کوئی خصوصی فضیلت نہیں ہوتی ہے۔

غیر فقہ میں منعقدہ نکاح کے باطل ہونے کا حکم

الاستفتاء:

خالہ نے ایک غیر معروف اور چلنے پھرتے لڑکے زید سے نکاح کر لیا۔ خالہ کی عمر ۲۶ سال ہے جبکہ زید
۳۵ سال کا ہے۔ والدین اور بھائی بھانجے وغیرہ اس کی اہلیت کے اعتبار سے اس کا نکاح صحیح قرار دیتے ہیں۔

معلوم ہوا اس رشتے سے والدین سخت پریشان ہیں۔ خاندان اور برادری میں ذلت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ کیونکہ آج تک خاندان سے باہر لڑکی کا رشتہ نہیں ہوا۔ اب لڑکی کے والدین اپنے خاندان کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جس رشتہ پر لڑکی بھی رضامند ہے اور اپنے کئے پر دم ہے۔ لڑکی ابھی تک ماں باپ کے گھر پر ہی ہے۔ ایک دن بھی لڑکے کے ہاں نہیں رہی۔

زید محکمہ دستکاری میں ملازم ہے اور معمولی محضو پاتا ہے۔ جبکہ لڑکی اسکول میں منیجر ہے اور باپ زمیندار ہے۔ لڑکے کے گھر بار کا کوئی پتہ نہیں۔ کیونکہ اس نے بھی یہ نکاح چھپ کر کیا ہے۔ کیا یہ نکاح جائز ہے، کیا لڑکی اپنے خاندان میں رشتہ کر سکتی ہے؟ شریعت کی رو سے جواب سے نوازیں۔

الجواب :

بالغہ لڑکی کو بغیر اجازت ولی نکاح کر لینے کا حق، اس صورت میں ہے کہ وہ کفو میں شادی کرے۔ کفو کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا ذات، برادری، ویداری، مال و دولت، صنعت و حرفت اور شکل و صورت میں لڑکی کے مثل یا لڑکی سے اعلیٰ مرتبہ کا ہو۔ اگر لڑکی بغیر اجازت ولی اپنے سے کم درجے کے مرد سے جتنی غیر کفو سے شادی کرے، جس سے شادی کرنا لڑکی کے خاندان والوں کیلئے باعث عار و ذلت ہو تو ایسا نکاح باطل ہوتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں بر تقدیر صدقہ سائل یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ علامہ سید محمد امین المعروف علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے فتاویٰ شامی میں لکھا :

فان حاصله ان المرأة اذا زوجت نفسها من كفو لزم على الاولياء وان زوجت من غير كفو لا يلزم او لا يصح
لیکن علامہ شامی اسی صفحہ پر لکھ چکے ہیں۔

اما على رواية الحسن المحطارة للفتاوى من انه لا يصح

(جلد ۲) کتاب النکاح، باب الکفاءة، صفحہ ۳۴۴، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
یعنی ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت اپنا نکاح کفو میں کر لے تو اولیاء پر لازم ہے۔ یعنی اولیاء اس نکاح کو باطل نہیں کر سکتے اور اگر غیر کفو میں کر لے تو لازم نہ ہو گا یعنی اس نکاح کو اولیاء باطل کر سکتے ہیں یا یہ کہ یہ نکاح ہی منعقد نہ ہو گا۔ لیکن حضرت حسن بن زیاد علیہ الرحمۃ کی روایت کے مطابق فتویٰ یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔

مذہب صورت مسودہ میں مذہب مختار پر یہ نکاح منقہ ہی نہیں ہو ہے۔ اب اولیاء اجازت بھی دے دیں جب بھی یہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔

مرتدہ زندقہ سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک مرتدہ زندقہ خاندان (محمد جو پوری کو نبی مانتے والے) میرے پردوس میں گیا ہوا۔ ایک سیاقام لڑکی کی شادی کا مسئلہ تھا۔ کمال چاہی سے لڑکی کی ماں نے میرے لڑکے کو قرآن پڑھانے کی فرمائش کر دی۔ اس طرح لڑکے اور لڑکی میں قرب پیدا کیا گیا۔ شیطان ایسے مواقع سے غافل کماں رہتا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد لڑکے نے مجھ سے کہا کہ میں لڑکی کو مسلمان کر لیتا ہوں اور میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ لڑکا خود فرائض دین سے غافل، نماز کے وقت شطرنج میں وقت برباد کرتے والا، کیا دین کی ہوگی؟ محض جنسی لگاؤ تھا۔ میرے انکار پر لڑکے کے ماموں نے یہ نکاح کروا دیا۔ اور دلیل یہ دینی کہ کسی نو مسلم کے ایمان پر شک نہ لگتا ہے۔ جیسے کہ قرآن میں ہے

ان بعض الضمن اثم

یعنی بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

میرا استدلال یہ ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ ولا تباکلوہم ولا یشاربوہم ولا تناکسوہم یعنی یہ عقیدہ والوں کے ساتھ کھانا، پیو اور نہ نکاح کرو۔

تو پھر ہم کو اس کی پابندی کرنی چاہیے۔ لڑکی کے صدق دل سے ایمان لائیں تصدیق مشکل ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں بے شمار لوگ کھڑے تھے لیکن انکو مسلمان نہ سمجھا گیا، جس کی قرآن حکیم نے ہشمار آیات سے خبر دی۔ چنانچہ ایک مجلس میں نبی کریم ﷺ نے تقریباً ۷۰ اشخاص کو ہم ہمام لیکر مجلس سے نکال دیا تھا۔ عبداللہ بن غفل کو فتح کہ دن عام معافی کا اعلان کرنے کے بعد بھی اس کو پناہ نہ دی گئی، اس مرتد کو معافی سے مستثنیٰ رکھا گیا جب یہ مرتد خانہ کعبہ میں پہنچ کر پناہ کا خواہاں ہوا تو بھی اس کو پناہ نہ دی گئی بلکہ حضور ﷺ کے حکم پر وہیں خانہ کعبہ میں اسکی گران مار دی گئی۔

منافقوں سے ہوتا رہے کیسے جو بے شمار آیات سورۃ منافقون، سورہ توبہ اور سورہ بقرہ میں وارد ہوئی ہیں، ان کی روشنی میں ایک نو مسلم مردہ خاندان کی لڑکی پر بھروسہ کرنا ویسا ہی نہیں ہے جیسے جنگل میں اندھیری رات میں ٹکڑی پارس کی ٹکڑی کو بلا تحقیق اٹھا لینا جو ممکن ہے کہ سانپ ہو۔ ارشاد مصلوبی بھی ہے کہ "دع ہا ہر یبیک الی ہا لا یریبیک (ترجمہ) یعنی جو تم کو شک میں ڈالے اسکو چھوڑ کر یقینی امر کو اختیار کرو۔ سورہ محمد میں ارشاد ہوا ہے کہ "اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کنزستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو۔"

مطلب یہ کہ اس گھر میں رہنے والی لڑکی کا کس طرح امتحان لیا جاسکتا ہے؟ امام مالک، امام حنبلی اور ایک روایت کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ عظیم اجماع کے اقوال کے مطابق زندگی کی توبہ قبول نہ کی جائے (فتہ علی مذہب اربعہ) ایسی صورت میں جبکہ لڑکا قادری حنبلی المملک ہے۔ اس کا یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں نیز والد کی مرضی کے بغیر لڑکے کا نکاح کر لینا موجب اس کی نافرمانی کو ظاہر کرتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

سائل: سید ریاست علی، محکم اقبال، کراچی

الجواب:

توبہ کے متعلق مطلقاً شریعت کا قانون یہ ہے کہ جو گناہ یا اہلان کیا جائے، اسکی توبہ بھی بالاہلان کی جائے کی اور جو گناہ چھپ کر کیا جائے، اس کی توبہ چھپ کر بھی کی جاسکتی ہے۔ حدیث میں فرمایا:

إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَخَذْتُ عَنْهَا تَوْبَةً السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ

(الحامع الصغیر للسیوطی، المجلد الاول، صفحہ: ۱۱۷، دار الفکر، بیروت)

یعنی جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لو۔ پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ اور اہلان گناہ کی اہلانی۔

لوریہ بھی شرط ہے کہ پہلے گناہ چھوڑے اسکے۔ حد توبہ کرے اور آئندہ کے لئے یہ پختہ ارادہ کرے کہ یہ گناہ پھر کبھی نہ کروں گا۔ مگر مردہ اور زندگی کے احکام ہدایں۔ "مردہ! اسکو کہتے ہیں کہ پہلے بالاہلان مسلمان تھا اس سے بعد کوئی کلمہ کنز زبان سے نکالا یا پھر کوئی ایسا عمل کیا جس کی وجہ سے حکم کفر اس پر لگایا گیا۔"

زندقہ: ”وہ ہے کہ کفریات ہے، اس میں چھپائے ہوئے ہے اور اس کا انکار بھی اقوال و افعال سے کرتا رہتا ہے اور کسی امر دین کا قائل نہیں ہے۔“

ان دونوں کی توبہ کا حکم یہ ہے کہ ان کی توبہ دنیا میں قبول نہیں کی جائے گی۔ زندقہ کی توبہ قبول نہ ہونے کے بارے میں قواعد اربعہ کا مسلک یہ ہے۔ اور مرتد کی توبہ میں کچھ اختلافات ہیں مگر توہین نبی کر کے مرتد ہوا اس میں بھی تمام امرہ اتفاق ہے۔ دنیا میں اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ابن قتیہ جیسے محدث نے اس مسئلے پر کئی سو صفحات کی ایک کتاب لکھی ہے، اس کا نام ہے ”الاصارم السلوی علی شاتم الرسول (ﷺ)“۔ اس میں تمام امرہ کا توہین نبی کریم ﷺ کی توبہ قبول نہ ہونے پر اتفاق نقل کیا اور شاتم رسول کی سزا قتل بیان کی۔ علامہ علاء الدین مصطفیٰ متوفی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

وهی الفتح وفي المنافق الذی یبطلن الکفر ویطهر الاسلام کالزندق الذی

لا یقیدین بدین

فتح القدیر میں ہے کہ منافق وہ ہے کہ جسے باطن میں کفر ہے اور ظاہر میں اسلام مثل زندقہ کے کہ جو کسی دین کے ساتھ اپنی وابستگی نہیں رکھتا۔

در مختار کی اس عبارت پر سید محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ المعروف علامہ شامی نے لکھا

ای فی الفتح حیث قال ویجب ان یکون حکم المنافق هی عدم قبولنا

بہتہ کالزندق لان ذالک فی الزندق لعدم الاطمینان الی ما یتظهر من التوبة اذا

کان یحفی کفره الذی هو عدم اعتقاده دینا

یعنی جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک منافق کی توبہ قبول نہیں مثل زندقہ کے۔

بہتہ فقط ظاہری توبہ جبکہ اسکے دل میں کفر چھپا ہوا ہے اور یقین کی کیفیت نہ ہونے کی وجہ سے زندقہ کے حکم میں ہے۔

چند سطور بعد علامہ شامی نے کچھ ایسے گروہوں کا تذکرہ کیا جن کی تفصیل صاحب مواقف نے بیان

کرنے کے بعد لکھا، جنہیں علامہ شامی نے ان الفاظ میں نقل کیا:

وفقل عن علماء المذاهب الاربعة انه لا یحل اقرارهم فی دیار الاسلام

محزوة ولا غیرها ولا تحل مذاکحتهم ولا دبانتهم وفیہم فتویٰ فی الخیرية ایضا

فراحمبا والحاصل انهم يصدق عليهم اسم الرنديق و المنافق و الملحّد و لا يخفى ان اقرارهم بالشهادتين مع هذا الاعتقاد الحديث لا يجعلهم في حكم المرتد لعدم التصديق و لا يصح اسلام احدهم ظاهرا الا بشرط التدرى عن جميع ما يعالّف دين الاسلام لانهم يدعون الاسلام ويقولون بالشهادتين و بعد الظربيم لا ينبل نوبتهم اصلا

(جلد ۲) کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب فی الفرق بین الرنديق و المنافق، صفحہ ۲۱۰، ۲۲۵، مکتبہ رستیدیہ، کوئٹہ)

چاروں مذہب کے ائمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ بے شک ان کا اقرار دین اسلام میں جزیہ اور غیر جزیہ کے درست نہیں۔ ان سے نکاح کرنا اور ان کا عقدہ حال قیس فتاویٰ قمریہ میں بھی ایسا ہی فتویٰ ہے۔ جو چاہے اسکی طرف رجوع کرے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان پر زندیق، منافق، و ملحد کا نام صادق آتا ہے۔ اور پوشیدہ نہیں کہ شہادتین کا اقرار اس بڑے عقیدے کے ساتھ انھیں مرتد کے حکم میں داخل نہیں کرتا سبب عدم تصدیق کے۔ اور نہ ان میں سے خاصہ کسی کا اسلام صحیح ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ دین اسلام سے مخالفت رکھنے والی چیزوں سے برأت کا اظہار کریں اس لئے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور اگر اس اقرار سے انحراف کیا تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔

شیخ منصور ابن یونس ضبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الروض المربع بشرح راد المستتبع میں لکھا

ولا تقبل فی الدنيا نوبة زندیق وهو المنافق الذی بظہر الاسلام ویحفی الکفر بل یقتل لكل حال لان هذه الاشياء تدل علی فساد عقیدتہ اور دنیا میں زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی یہ وہ منافق ہے جو اسلام ظاہر کرتا ہے اور کفر پوشیدہ رکھتے ہوئے ہے۔ ہر حال میں اس کو قتل کر دیا جائے گا اس لئے کہ یہ چیزیں اس کے فساد عقیدہ پر دلالت کرتی ہیں۔ ان مہارات کی روشنی میں صورت مسئولہ کا یہ حکم معلوم ہوا کہ محمد جوپوری کے مذہب کے ماننے والی قاریائی سے بھی بدتر مرتد یا زندیق ہے۔ محمد جوپوری نے تو قاریائی سے پہلے نبوت کا دعویٰ کر کے ایک بدترین مذہب کی بنیاد ڈالی۔ لہذا اسکے مذہب کی کسی عورت یا مرد کی توبہ مذہب صحیح پر تواتر اربعہ کے نزدیک قبول ہی نہیں، جیسا

”اچھے عبارت میں مذکور ہے۔ یہ توپ کا طریقہ جو سوال میں مذکور ہے محض شادی کیلئے دھوکہ بازی ہے۔ اس میں عقائد فاسد و براءت کا اظہار ہے اور نہ بالاعلان توپ ہے۔ لہذا یہ توپ قابل قبول نہیں اور یہ نکاح باطل محض ہے۔ پھر اس گناہ سے روکنے کیلئے باپ کو حکم دینا تو ضروری تھا اور سچنے پر لازم تھا کہ وہ باپ کی فرمانبرداری کرتا اور اس نکاح سے باز رہتا۔“

گمراہ فرقوں سے رشتہ داری کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
لیا مسلک اہلسنت وجماعت (بریلوی) کیساتھ تعلق رکھنے والا آدمی کسی غیر مقلد، دیوبندی یا اہل حدیث کو
اپنی پیشی کا رشتہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور آیا ان سے رشتہ لے بھی سکتا ہے یا نہیں؟
براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔

سائل : محمد وارث علی دارنی، لیاقت آباد، کراچی

الجواب :

احادیث میں امت کی فرقہ بندی کی خبر دی گئی ہے اور فرمایا ”میری امت میں تفرقہ فرماتے ہوں گے۔ بہر
جنمی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا۔“

(ابوداؤد، حصہ دوم، کتاب الادیات، باب شرح السنة، صفحہ ۲۸۳،

مکتبہ حقانیہ، ملتان)

امت کے صالحین اور فقیہاء کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ اس جنتی فرقہ کا نام اہل سنت وجماعت ہے اور
گمراہ فرقوں کے بارے میں احادیث میں جو احکام بیان فرمائے، ان میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ اہل سنت
وجماعت کو شادی، یاہ کرنا جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شیعہ لڑکے سے سنی لڑکی کے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فہمات میں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شیعہ کہ اپنے کا لڑکا جسکی معقنی ایک سنی لڑکی سے ہونی ہے ۔۔۔ بڑی نے والدین کاغہ سے انکار کر رہے ہیں۔ اس بناء پر کہ شیعہ و سنی کے مابین مناکحت ناجائز ہے۔ جبکہ شیعہ لڑکے کا یہ کہنا ہے کہ ”میں خلفائے راشدین علیہم السلام رضوان کا احقر ہوں تاہم حضرت علی کو سب سے افضل قرار دیتا ہوں۔ پیام محمد جی شہدے کر بلا علیہم السلام رضوان کی نیاز دیتا ہوں“ انور دین شرع مطہر و جواب باسمہ بجدت تحریر مائیت کریں کہ اس عقیدے اور نظریے کے حامل لڑکے ساتھ ایک صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :

سی شیعہ مرد سے سنی لڑکی کا نکاح باطل ہے۔ جب لڑکے کا خانہ ان شیعہ ہے تو سکا یہ قول قابل قبول نہیں ہے کہ ”میں خلفائے راشدین علیہم السلام رضوان کا احقر ہوں“ اس لئے کہ شیعہ مذہب میں ”عتیقہ“ فرض ہے۔ اور عتیقہ کے معنی جھوٹ و لٹے اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ اس لئے ان کی کوئی بات قابل قبول نہیں مسلمانوں کو انکے حوالے میں نہیں آنا چاہیے۔

سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فہمات میں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ سنی لڑکا کسی شیعہ لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر کسی آدمی نے شیعہ لڑکی کے ساتھ شادی

نہیں تروں۔ یہ ہے ان کی وہ معمولی سی حد۔ یہ شیعہ ہے۔ تو میں نے چوتھے حصے سے بعد ان کو چھپا کر
 شیعہ کے۔ تب انہی نے ان کی گاہ میں کہا کہ اسے گایا اسکواہا۔ وہاں کہاں تیرے چھپے ہوئے ہیں تو
 نے عقیدے پر باقی دو کا ترجمہ کیا۔ اب عبارت فرما میں۔

سماں سید محمد شفیق ابرہمان پوری

الاجواب

اس زمانے سے شیعہ خلفاء خلافت کا کارہ کرتے ہیں، ان پر امر... سے صحابہ پرستوں کو
 دیتے ہیں۔ لہذا اُس سنی ائمہ کا شیعہ لڑائی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو نکاح، ائمہ وہ باطل ہے۔ ان کو فوراً ہدا
 د چاہیے۔ شیعہ لڑائی اُس اب سنی ہونے کا قرار بھی کرتی ہے تو جو نکاح پسند ہو، وہ باطل ہے۔ اس اقرار سے
 صحیح نہیں ہوگا۔ اُس یہ اطمینان ہو جائے کہ واقعی اُس نے ایسا مذہب بدل لیا ہے، تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ مگر شیعہ
 مذہب میں "اقتد" کرنا فرض ہے یعنی جھوٹ بول کر اپنا کام چکانا۔ لہذا اُس لڑکی کے اب سنی ہونے کے اقرار کو بھی
 نہیں مانا جائے گا۔

تفضیلی شیعہ کاسنی لڑکی سے نکاح

الاستثناء :

لیا فہمات ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ایک شخص یہ کہتا ہے کہ "میں تبرائی شیعہ نہیں ہوں پس تفضیلی شیعہ ہوں۔" اور وہ شخص ایسی لڑکی
 سے شادی نہ چاہتا ہے جو اہلسنت و جماعت خفی مسلک رکھتی ہے۔ کیا ایک تفضیلی شیعہ کا نکاح اہلسنت و جماعت
 خفی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سائل : حشمت اکبر، کراچی

الجواب :

شیعہ لڑکے سنی لڑکی کا نکاح باطل ہے۔ اس لئے کہ شیعہ آجکل امام طور پر تہرائی اور حضرت ابو بکر

حضرت عمرؓ میں یہ عساقی خلافت سے منکر ہیں۔ اور ان ہستیوں کی سب و شتم کرنے والے ہیں۔ اور حضرت
 شہر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ پر قذف (تمت) لگانے والے ہیں۔ تفضیلی شیعہ کا بھی یہی حال ہے۔ ان تمام عقائد کو
 مائینہ شافعی وغیرہ کتب فقہ میں کفریات میں شمار کیا ہے۔

(عالمگیری جلد ۲) کتاب البیوع، الباب التاسع فی احکام المرتدین،
 مطلب موجبات الکفر، صفحہ: ۲۶۳، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور کسی کافر سے کسی مسلمان کا کان نہیں ہو سکتا۔ شیعہ کے یہاں "تقیہ" یعنی جھوٹ بولنا فرض ہے۔
 تفضیلی شیعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ لوگ سنی لڑائی سے شادی کرنے کیلئے جھوٹ بول کر اپنے آپ کو تفضیلی بتاتے ہیں
 ۔ اس لئے ان سے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

شیعہ لڑکی کو سنی کر کے نکاح کرنے کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متنبیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 زید جو اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہے، اس سے شیعہ رافضی عورت سے شادی کی۔ وہ کہتا ہے کہ اس
 نے سنی کر کے شادی کی ہے۔ جبکہ اس کے پاس اس کی کوئی دلیل، گواہ یا تحریر نہیں ہے۔ تو اس کی شادی کا کیا جواز
 ہے؟ اس کی ادوا کو کیا سمجھنا چاہیے؟

الجواب:

ضروریات دین جن کو ماننا ایمان کیلئے ضروری ہے۔ اور ان میں سے کسی کا انکار کرنا کفر ہے۔ ابو بکر صدیق
 کی خلافت اور انکے صحابی ہونے کی تصدیق بھی ان ہی ضروریات میں سے ہے نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک
 دامنی، جس کی شہادت قرآن نے دی ہے، ماننا بھی انھیں میں سے ہے۔ شیعہ بہت سی باتوں میں اختلاف کے ساتھ
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اور انھیں خائن و غاصب مانتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ابھی تحقیر لگاتے ہیں۔ اس لئے ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (اسوں نے اپنا
 کلمہ بھی علیحدہ کر لیا۔ اور ان میں بھی تبدیلی کر لی۔ لہذا کسی مسلمان کا نکاح کسی شیعہ لڑکی سے نہیں ہو سکتا اور

یہ وہ شیعوں کے مذہب ہے۔ آپؐ کو یہ بھی پتا چاہیے کہ یہ مذہب کونسا اور جھوٹا مذہب ہے۔ انہوں نے عقائد میں فرقہ پرستی میں شریعت، ان کے لئے ان کے قوانین بھی لکھے ہیں۔ یہ مشکل ہے۔ جس شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے شیعہ عورت کو مس نہیں کیا۔ اور وہی مذہب ہے۔ اور وہی ثبوت بھی پیش نہیں کرتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اور اولاد کا نسب، جوئی سے ثابت نہیں ہو سکتا۔

شیعہ کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھنے والے کا حکم

اراستہ

نیا فرقہ ہے میں علمائے کرام سے مسئلے کے بارے میں کہ
شیعہ لڑکی یا لڑکے کا نکاح سنی لڑکے یا لڑکی سے جائز ہے یا ناجائز؟ • جو اہل تشیع نے ساتھ نکاح کرنے
وجاہت مجھے اس کا حکم ہے؟ سینوا وتوجروا

سائل عبدالحق، عثمان آباد، کراچی

الجواب

شیعہ لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح باطل ہے۔ اس لئے کہ شیعہ بالکل عام طور پر تہرائی اور حضرت ابو جہر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے منکر ہیں۔ اور ان ہستیوں کو سب دشمن (کالی گلوچ) کرنے والے ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف لگانے والے ہیں۔ تفضیلی شیعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ ان تمام عقائد کو ماننے والی، غیر کتب فقہ میں کفریات میں شمار کیا ہے۔ جیسے ماسبق جواب سے ظاہر ہے۔ اور کسی کافر سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ جو ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھے گا اور جانتے ہوئے ان کے ساتھ مسلمان لڑکی کے نکاح کو جائز^{۱۵} کہہ جائے اور جو اس نکاح کو جائز^{۱۶} کہے اس میں شریک ہوں گے، ان سب پر یہی حکم ہوگا۔ جو ”تہراء“ کے والدین ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان سے کمیونسٹ ہونے والے کے نکاح کا حکم

۱۔ مستفتاء:

”میں میں ملتان، بنوں میں مسئلہ ہے بارے میں کہ
 ایک مسلمان شہرینی شہر میں رہتا ہے، وہ ۱۰، ۲۰ سال سے غلاف دارانہ ہے۔ تو ایسے شخص کا
 بنوں میں رہنا یہ کہ جیسے ”شہرینی حالات“ نکاح کوٹ یا دار صبری کو علم ہو جائے۔ یہ امکان کوٹ
 یا بنوں میں رہنا یہ کہ جیسے ”شہرینی حالات“ نکاح کوٹ یا دار صبری کو علم ہو جائے۔ یہ امکان کوٹ

الجواب

مذہب جلی ہے۔ ۱۰، ۲۰ سال سے غلاف دارانہ ہے، وہ ۱۰، ۲۰ سال سے غلاف دارانہ ہے۔ تو ایسے شخص کا
 بنوں میں رہنا یہ کہ جیسے ”شہرینی حالات“ نکاح کوٹ یا دار صبری کو علم ہو جائے۔ یہ امکان کوٹ
 یا بنوں میں رہنا یہ کہ جیسے ”شہرینی حالات“ نکاح کوٹ یا دار صبری کو علم ہو جائے۔ یہ امکان کوٹ

سنی لڑکی کا عقیقہ لڑکے سے نکاح کا حکم

۱۔ مستفتاء:

یہ فرماتے ہیں ملتان، بنوں میں مسئلہ ہے بارے میں کہ
 میں ایک باغیہ شہرینی لڑکی ہے۔ میری عمر تقریباً ۱۵ سال ہے۔ میرا مسلک، مسلک احمدیہ ہے۔
 رضوانہ اللہ علیہا ہے۔ جبکہ میرے والدین کا مسلک دیوبندی، جماعتی اور وہابی ہے۔ وہ مجھے کافر بھی کہہ چکے ہیں۔
 میرے تمام رشتہ دار تقرباً وہابی، دیوبندی عقائد کے ماننے والے ہیں۔ مستقبل میں میرے والدین میری شادی
 سنی رشتہ داروں میں کریں گے، جبکہ میں کسی گستاخ رسول سے شادی کرنے کو بالکل تیار نہیں ہوں۔

(۱) دوران نکاح کیا میں نکاح قبول کروں یا رد کردوں؟ کیا یہ عقیقہ دو گروں میں نکاح جائز ہے؟

(۲) کیا میں بالغ ہونے کے باوجود کسی سنی دیوبندی لڑکے سے اپنے ایمان کی بناء کیلئے اپنی مرضی سے

میں برحق ہوں جبکہ یہ یہ عمل والدین کی ناراضگی کا سبب ہوگا۔ بڑے مہربانی جواب دے کر فرمائیں۔

سنا محمد عطر قادری

الجواب :

دیوبند، دھانی، دیوبالی، شیعہ اور غیر مقلد کمر اور فرقے ہیں ان سب سے تعلقات رخصتا اور سلام و دعا منع ہے۔ حدیث شریف میں یہ مذہب فرقوں کے بارے میں فرمایا گیا

و ان مرسوا فلا يعودوهم و ان مانوا فلا نشهدوهم و ان لتینم فلا سلموا علیہم

(ابن ماجہ، الحدیث الاحمر باب فی القدر)

یعنی پورے کمر اور لوگ صدار ہو جائیں تو ان کی تیار داری مت کرو، اگر مہربانی تو ان کے جنازے میں شرکت مت کرو اور اگر تم سے ملیں تو انھیں سلام بھی مت کرو۔

لہذا دیوبندی، دیوبالی فرقے کے کسی شخص سے کسی سنی کا کلام جائز نہیں۔ اس سے کہ وہ وہاں نے اپنی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کی شان میں جو گستاخی لکھی ہیں وہ آج بھی چھپ رہی ہیں۔ اور یہ مسلمان ان کتابوں میں وہ بے ادبیاں اور گستاخیاں پڑھ سکتا ہے۔ اور علمائے حرمین وغیرہ نے ان گستاخانہ عبارت کے پیش نظر انھیں وارنہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ لہذا کسی مسلمان کا نکاح ایسے شخص سے نہیں ہو سکتا جو دار و اسلام سے خارج ہے۔

آپ جب بالغ ہیں تو آپ خود مختار ہیں۔ آپ کی مرضی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ولی کو آپ پر جبر کرنے کا اختیار ہے۔ لہذا آپ پہلے ہی سے انکار کر دیں کہ میں کسی مذہب اور بد عقیدہ شخص سے نکاح نہیں کروں گی۔ بدایہ میں ہے

وبسعد نکاح الحرة العاقلۃ البالغة بروضانیا وان لم یعتد علیہا ولی بکراً

کانت او ثیباً

یعنی حرہ (آزاد)، عاقلہ، بالغہ، بڑھاپا تک پہنچ چکی ہو جائے۔ چاہے وہ باکرہ (کنواری) ہو یا ثیبہ (شادی شدہ) اگرچہ ولی اس عقد میں راضی نہ ہوں۔

مسلمان سے کیونٹ ہونے والے کے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسئلے کے بارے میں کہ

آر ایک مسلمان شادی شدہ کیونٹ ہو جائے، خدا اور رسول کے خلاف خبرا فات دے تو ایسے شخص کا نکاح باقی رہتا ہے یا نوٹ جاتا ہے؟ شرعی لحاظ سے اگر نکاح نوٹ دیا اور بیبی کو علم ہو جائے کہ میرا نکاح نوٹ کیا ہے، تو ایسی صورت میں بیبی کو کیا کرنا چاہیے؟ اس مسئلے سے آگاہ کریں۔

الجواب :

اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں خرافات بکے ایمانی وقت کا فرور مرتد ہو جاتا ہے۔ مرتد کا نکاح فتم ہو جاتا ہے، اسکی بیبی کو علم ہونے کے بعد اسے ساتھ رہنا حرام ہے۔ اور زوجیت کے تعلقات قائم کرنا زنا ہے۔ اسے فوراً جدا ہو جانا چاہیے اور قاضی کے پاس دعویٰ دائر کر کے مفارقت (جدائی) نامہ لے کر، الیہا چاہیے۔

سنی لڑکی کا بد عقیدہ لڑکے سے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماء دین و متحیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

میں ایک بالغہ باشعور لڑکی ہوں۔ میری عمر تقریباً بیس سال ہے۔ میرا مسک، مسک اعظمی، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ جبکہ میرے والدین کا مسک دیوبندی، جماعتی اور وہابی ہے۔ وہ مجھے کافر بھی کہہ چکے ہیں۔ میرے تمام رشتہ و اقربا وہابی، دیوبندی عقائد کے ماننے والے ہیں۔ مستقبل میں میرے والدین میری شادی انہی رشتہ داروں میں کریں گے، جبکہ میں کسی گستاخ رسول سے شادی کرنے کو بالکل تیار نہیں ہوں۔

(۱) دوران نکاح کیا میں نکاح قبول کروں یا رد کروں؟ کیا بد عقیدہ لوگوں میں نکاح جائز ہے؟

(۲) کیا میں بالغ ہونے کے باطنے کسی سنی بریلوی لڑکے سے اپنے ایمان کی بقاء کیلئے اپنی مرضی سے

بسم اللہ

وایحی اللہ فی احیاء البکر البالعة علی النکاح
یعنی جائز نہیں ہے وہی کو بکرہ بالغ کو نکاح میں رکھ کر۔

(اولیہ۔ کتاب النکاح، باب فی الاولیاء، ص ۱۲، ۱۳، ۱۴)

مکتبہ شریعت علمیہ، ملتان)

لہذا صورت مسدود میں آپ اپنی مرضی سے کسی سنی صحیح العقیدہ شخص سے نکاح کر سکتے ہیں۔

سنیہ کا غیر سنی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے علماء حق اس مسئلے کے بارے میں کہ

مسئلہ اہل سنت و جماعت (مدلولی) کی لڑکی کا نکاح ایک دیوبند یعنی کافر سنی (جو معمولات اہل سنت و جماعت پر عمل کرتا ہے) مولوی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو جو شخص ایسا نکاح پر حاکم اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

سائل: صوفی محمد علی ۱/۲ شیر شریف ضلع نوشاہ

الجواب:

جس شخص کے متعلق یہ سوال ہے، اس کے عقیدے سے متعلق سائل نے لکھا کہ وہ اہل سنت کے معمولات پر عمل پیرا ہونے والے کو کافر و مشرک کہتا ہے۔ تو جو اہل سنت کو کافر کہے، وہ خود کافر ہے اور ایسا شخص جو اسلام کا دعویٰ کر کے کفر کرے وہ مرتد ہے اور مرتد کا نکاح اہل سنت کی لڑکی سے تو باطل ہے ہی، اس کا نکاح تو کسی مرتد سے بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

و یبطل منه انفاقا ما بعتمد الملة وھی خمس النکاح والذبیحة والصدید

الشہادۃ والارث

یعنی مرتد کے وہ تصرفات اتفاقاً باطل ہیں مگر اگر وہ اسلام پر ہے اور وہ پانچ ہیں۔ نکاح، نفقہ، شکار، گوشت اور رقت۔ شامی نے درمختار کی عبارت ”الکاح“ پر لکھا

ای ولو لم تنته مثله

یعنی اگرچہ وہ اپنی جیسی مرتدہ سے نکاح کرے، وہ بھی باطل ہے۔

(جلد ۲) کتاب الحیاد، باب المرتد، مصلب جملة من لا یقتل ا۔۔۔ صفحہ

۳۳۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

شیعہ سے سنی ہو جانے کے بعد سنیہ سے نکاح کا حکم

المستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک نوجوان جو شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا مگر اس نے فقہ حنفی سے متعلق چند کتب کا مطالعہ کیا اور سنی حضرات کی صحبت میں رہنے سے اس کی عقیدت فقہ حنفی سے ہوتی گئی۔ چنانچہ اس نے شیعہ مسلک چھوڑ کر مسلک اہلسنت و جماعت کو اختیار کر لیا۔ وہ خلافت راشدہ پر یقین رکھتا ہے اور چاروں خلفاء کو برحق سمجھتا ہے، انھیں ایمان کا ستون جانتا ہے۔ تمراء، نقیہ اور متحدہ سے دل سے توبہ کرتا ہے اور ان سے نفرت کرتا ہے۔ ا: اللہ اب وہ سنی حنفی مسلمان ہے اور یہی سے افراد کے سامنے اپنے تبدیلی مسلک کا اس نے عملاً مظاہرہ کیا اس ماضی کی زندگی کے بارے میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بظہیر سید المرسلین ﷺ میری توبہ قبول کرے اور جو مجھ سے دانستہ و بیدانستہ گناہ ہونے ہیں انھیں معاف فرمائے، آمین۔

اب کچھ عرصہ بعد متذکرہ نوجوان مسلک اہل سنت میں شادی خانہ بادی کرنا چاہتا ہے۔ آیا ایسا شخص سنی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ بیہودا و توجروا
سائل محمد بیک یازدی، لاندھی ہالونی، کراچی

الجواب

سُـرہ فقہیہ یہ شخص صدق، اس سے ایمان لایا نہ اور یہ ایمان اُفق شیعیت سے تمام عقائد مرید سے ہر ائمہ
تعداد اور ان کی عینہ درجہ نہ اور مذہب شیعیت سے بھی جدا رہی جائے۔ اس وقت اس کا مسلمان ہونا تسلیم کیا
جائے گا اور اس سے ساتھ مسلمانوں کا سامعہ نہ کیا جائے گا اور جس پر وہ تہذیبی گونا گونا ہے، وہ لوگ بھی "مؤمن
یہاں تو تہذیبی جائز ہوئی۔



نکاح اور ولدیت

نکاح نامہ پر ولدیت میں سوتیلے باپ کا نام لکھانا

استفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کے پاس سے اس مسئلے کے بارے میں ۔

ایک محترمہ کی شادی کے چھ عرصہ کے بعد اس کے شام سے اقدامات ہو جاتی ہیں کہ وہ بچہ کی صورت میں
حقوق واقع ہو گئی۔ جبکہ ان دنوں کی ایسے میں بھی شخصی جو یہ حقوق کے بعد ماں سے یہ رہتی ہے۔ اس کے بعد بچہ کی
ماں نے وہ نکاح کر لیا اور بچہ کے تمام استوارات میں اس کے سوتیلے باپ کی وحدیت ملتی ہے۔ اب یہ بچہ
پانچ ہوئے۔ بعد اس کے اس کی شادی ہو رہی ہے تو کیا نکاح میں وحدیت اس کے سوتیلے باپ کی ملتی ہے۔ اس
صورت میں شریعت کی رو سے کوئی حرج تو نہیں ہے اور اگر شریعت میں یہ ممکن نہیں تو یہ کیا ہو سکتا ہے۔
اس مسئلے کے متعلق تو یہ اصول ہے کہ اصل میں شریعت نے نکاح کے بعد بچہ کی وحدیت اس کے سوتیلے باپ کی نہیں دے

یہ چاہئے۔ یہ شرعی طور پر ممکن نامہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے موجودہ نظام میں اس کو ضروری تصور یہ جاتا ہے۔ کیونکہ نکاح نامہ میں صحیح ولدیت درج ہونے کی وجہ سے بقیہ تمام دستاویزات سے وہ مختلف ہوگا ورنہ اس سے مسائل و پریشانیوں گئے۔ مسئلے کا شرعی حل بتا کر منظور کریں۔

سر مل نعیم اللہ خان، پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی، کراچی

الجواب :

نسب کا ولد و دار ولدیت پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہر جگہ جو حقیقی باپ ہے، اس کا نام لکھنا چاہیے تھا۔ دستاویزات میں جو سوتیلی باپ کا نام لکھا، وہ غلط ہے۔ حدیث میں باپ سے ملاؤ کسی دوسرے کی طرف نسب کرنا سخت ممنوع ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ نکاح کی صحت کیلئے دونوں کا ایک دوسرے سے نزدیک متعارف ہونا شرط ہے۔ لہذا لڑکی سے جب نکاح حاصل کی جائے گی اور وکیل خاص شوہر کو بتائے گا، تو لڑکی جس نام سے مشہور ہے اور پہچانی جاتی ہے، اس نام سے بتائے گا اور سوتیلی باپ کی طرف نسبت سے مشہور ہے تو اس نام کی طرف نسبت کر کے ایجاب کر سکتے ہیں، پھر بھی مناسب یہ ہے کہ اس کی سوتیلی بیٹی بتا کر تعارف کر دیا جائے اور اگر اپنے اصل باپ کی نسبت سے مشہور ہے تو اس کا نام لے کر قبول کر لیا جائے۔ نکاح نامہ میں اصل باپ کا نام لکھا جائے اور سوتیلی باپ کی پرورش کردہ بیٹی لکھ دیا جائے۔

نقطہ ولدیت لکھوانے کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گندار شہ ہے کہ میں انڈیا سے پاکستان اپنے چچا کے پاس آیا ہوں، میرا نام آفتاب احمد خان ولد محمد اسماعیل خان ہے۔ میں نے اپنے کاغذات، پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ میں ولدیت کی جگہ اپنے والد کے بجائے چچا کا نام لکھا ہے کیونکہ میرے والد انڈیا میں ہیں اور چچا پاکستان میں۔ میں نے چچا کی ولدیت اس لئے لکھی ہے تاکہ یہاں رہنے کی اجازت مل جائے۔ اب میرے تمام کاغذات آفتاب احمد خان ولد محمد حسن خان کے نام سے بنے ہوئے ہیں۔

نہ۔ بچانے ایک ٹکڑہ رشتہ طے لیا ہے۔ اب میں یہاں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ نکاح ہائے میں ولدیت میں اپنے
 ۔ لہذا ہم محمد اس عیسیٰ خان لکھنواہوں تو میرے تمام کا خدات غلط ثابت ہوں گے۔ کیا میں شریعت کی رو سے والد کی
 جبکہ بچا کا نام لکھوا سکتا ہوں اور میرا نکاح ہو سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اور اگر ام اس مسئلے کا حل شریعت کے مطابق بتائیں۔
 میں نورس ہوگی۔

سائل آفتاب احمد خان

الحواب :

اپنے باپ کے علاوہ ۱۰۰۰ سے بی طرف چنے ہونے کی بہت قربانیاں ہیں۔ حدیث میں اس نے
 بارے میں لعنت آئی ہے۔ نکاح میں لڑکی سے وراثت حاصل کرتے وقت، لڑکے کا تعین ضروری ہے۔ اگر لڑکا اسی
 طرح جانا پہچانا جاتا ہے کہ چچا کو باپ ہونے کے اعتبار سے لوگ جانتے ہیں، تو نکاح صحیح ہو جائے گی اور نکاح بھی
 صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر لڑکی یا لڑکے کے گھر دانے اس کے حقیقی باپ کے اعتبار سے جانتے ہیں اور چچا کا بیٹا نہیں
 سمجھتے ہیں، تو پھر وراثت چچا کا بیٹا بنا کر حاصل کرنا صحیح نہیں ہوگی اور جب وراثت صحیح نہیں ہوگی، تو نکاح بھی نہیں
 ہوگا۔

نکاح کے وقت غلط ولدیت لکھوائے کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

زید! لے اپنے نکاح کے وقت اپنے حقیقی والد کے نام کے جانے اپنے ماموں کا نام ولدیت میں لکھوا دیا ہے
 زید اپنے ماموں کے یہاں بدوائن چڑھا تھا۔ شادی کے گواہوں میں سے ایک گواہ اس بات کا ظہر رکھتا تھا بعد میں زید کی توجہ
 جب اس مسئلے کی طرف دلائی تو اس نے کہا کہ میں مجھے اپنے ماموں کا نام والد کے طور پر لکھتا رہا۔ زید نے کہا کہ نامہ میں
 اپنے والد کا نام غلط لکھوا دیا ہے تو اسکا نکاح ہو لیا نہیں، اب اس کیلئے خرمی مسئلہ کیا ہے؟ اگر وہ غلط کار ہے تو کیا اسے گواہ بھی
 اسے ساتھ خر یک نہیں۔ جبکہ ایک گواہ کہ اسے حقیقی والد کا نام معلوم نہ تھا۔

سائل عبد اللہ حاجی عمر قریشی، قبیل محلہ بیلہ، یو این، کراچی

الجواب :

قبول کرنے کیلئے شہر پر چوغلہ خود ہوتا ہے، وہ خود قبول کرتا ہے، اس لئے شہر کے نام لینے یا جسے والد کے نام لینے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے لڑکی سے نکاح کیلئے شہر کو مقیم نہ کرے، نکاح لینا ضروری ہے۔ لہذا شہر اگر ماموں کا بیٹا ہونے سے مشہور ہے اور لوگ اس کا بیٹا سمجھتے ہیں اور لڑکی سے ماموں کا لڑکا بنا کر نکاح حاصل کی گئی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو سکتی ہے۔ اور اسکیل نے اسی کے ساتھ نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا۔ لہذا اگر شہر کو ماموں کا بیٹا ہونے کے اعتبار سے نہیں جانتی تھی نیز شہر اس طرح مشہور بھی نہ تھا بلکہ اپنے حقیقی باپ کی طرف نسبت سے مشہور تھا اور نکاح ماموں کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ حاصل کی گئی تو جس سے نکاح کرنے کیلئے لڑکی نے وکیل مقرر کیا تھا، وکیل نے اسے ساتھ نکاح نہ کیا، تو یہ نکاح فضولی ہوا تھا۔

نکاح فضولی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس وقت صحیح ہو جاتا ہے، جب لڑکی رخصت ہو کر شہر کے پاس چلی گئی اور اس نے اس نکاح کو رد نہیں کیا تھا، تو یہ نکاح رخصتی کی صورت میں ہو جاتا ہے۔ یہ نکاح کا حکم ہے۔ محمد عیث میں "اس شخص پر سخت مذمت آئی ہے کہ جو اپنے حقیقی باپ کے بجائے دوسرے شخص کی طرف نسبت کرے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب من ادعی الی غیر ابیہ، ص ۱۸۷)

فدیمی کتب خانہ، کراچی)

لہذا زید گناہ کار ہے، اسکو تو یہ کرنی چاہئے۔

نکاح میں ولدیت لکھوانے کا حکم

الاستفتاء :

جناب مالی :

مذکورہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بیوہ سے شادی کی۔ بیوہ کے تین چھوٹے بچے بھی تھے۔ سو تین باپ نے خود کو ان بچوں کا سرکابا پ ظاہر کر کے قومی شناختی کارڈ، اسکول کارڈ، اسکول میں داخلے، اسکول سرٹیفکیٹ اور ملازمت وغیرہ میں ان بچوں کی ولدیت میں لکھوایا ہے۔

- (۱) باپ ان مذکورہ نام میں سے ایک مرتبہ کی شہائی ہوئے ان ہے، کالج میں نہ کے نام نے ساتھ ولدیت میں تھے باپ کا نام لکھا جاتا چاہیے یا سوتیلے کا۔
- (۲) شریعت کی رو سے لڑکی سے نکاح کے وقت اجازت لینے میں نہ کے نام کے ساتھ ولدیت میں تھے باپ کا نام بیٹا ضروری ہے یا سوتیلے باپ کی ولدیت لکھ دی جائے کیونکہ مذکورہ بالا کائنات وغیرہ میں لڑکے کے نام کے ساتھ ولدیت سوتیلے باپ کی لکھی ہوئی ہے۔

الجواب :

- (۱) نسب کا راز و مدلول ولدیت پر ہوتا ہے۔ ان سے ہر جگہ جو حقیقی باپ تھا، اس کا نام لکھا جانا چاہیے تھا۔ شناختی کارڈ وغیرہ میں جو سوتیلے باپ کا نام لکھا تھا وہ غلط تھی۔ کالج نام میں حقیقی باپ کا نام لکھیں۔
- (۲) کالج صحیح بنے کیلئے شوہر اور بیوی کے نام اس طرح لے جائیں گے، جس طرح وہ پہچانے جاتے ہیں اور معروف ہیں۔ تاکہ وہ معین ہو جائیں۔ لڑکا جب مشہور اس طرح سے ہے کہ سوتیلے باپ کا بیٹا بتا کر لوگ پہچانتے ہیں اور اسکے حقیقی باپ کو کوئی پہچانتا نہیں ہے تو لڑکی سے نکاح حاصل کرتے وقت سوتیلے باپ کا نام لے کر نکاح حاصل کی جائے تاکہ وہ معین ہو جائے۔ اس صورت میں نکاح نامہ یہ لکھنا مناسب ہو گا کہ نکاح میں حقیقی باپ کا نام لکھنے کے بعد یہ لکھ دیں معروف ولد نکاح۔ یعنی سوتیلے باپ کی طرف نسبت کر دیں۔

ولدیت کو بدلنے کا حکم

نکاح کے وقت غیر والد کی ولدیت لکھوانا

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے عزیز نے چند وجوہات کی بناء پر اپنا نام محمد ولدیت اپنے والد صاحب کی زندگی میں تبدیل کیا ہے

جو تک ان کے والد صاحب کا نروہ تھے اور اپنے ہوتے احساس کھو بیٹھے تھے فانی کی وجہ سے بات چیت بھی نہیں۔ سننے تھے غرض کہ کسی معاملہ میں بھی ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ لہذا ہم کی تبدیلی کے بارے میں ان کی اجازت لینا ناممکن تھا۔ کچھ عرصہ قبل ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب چونکہ لڑکے کے تمام کاندت وغیرہ نئے نام سے ہیں اور لڑکا اپنے نئے نام سے بچپانہ اور پکارا جاتا ہے۔ کچھ دنوں بعد لڑکے کا نکاح ہونے والا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کے مٹل خاندان ایک دوسرے سے غلطی واقف ہیں اور لڑکی اور اس کے تمام لواحقین کو لڑکے کے نام محمد ولدیت کی تبدیلی کے بارے میں پورا پورا علم ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے کا اس کے اور اسکے والد کے نئے نام سے مذکورہ لڑکی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا ناجائز اس میں کوئی شرعی رکاوٹ تو نہیں ہے۔ ہذا اگر کم اس بارے میں شکوک سے نوازیں۔ جین نواز نس ہوگی۔

سائل احسان اللہ

الجواب:

اپنے باپ کا نام بدل کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا تحت حرام ہے۔ بخاری و مسلم و غیرہ حدیث کی کتابوں میں سخت و عیدوں کی روایتیں ہیں اور یہ باپ کی حق تلفی ہے۔ اس سے تو یہ کرنی چاہیے اور باپ کیلئے دعاے سفیرت کرنی چاہیے اور صدقات وغیرہ دیتا رہے تاکہ باپ کی جو حق تلفی کی ہے، اس کا بھی کفارہ ہو سکے۔ نکاح کے احکام میں ایجاب و قبول کے وقت شوہر سے قبول کروایا جاتا ہے۔ وہاں نہ نام لینے کی ضرورت پڑتی ہے نہ نام لینا شرط ہے۔ لڑکی سے نکالت حاصل کرتے وقت لڑکے کا نام لینا ضروری ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ معین شخص کیلئے نکالت حاصل کی جائے تو معین اس طرح ہو جاتا ہے کہ وہ شخص جس نام سے مشہور ہے۔ اور اس نام سے کچھ جانتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے ہیں تو معین نہیں ہوگا۔ مگر یہاں بھی ایک صورت ہے کہ وہ کیل لڑکی کے سامنے لڑکے کا نام نہ لے پتہ مطلق نکالت حاصل کرے کہ میں جس سے چاہوں تمھارا نکاح کر دوں تو یہ مطلقاً ہو جائے گا اور اس شخص سے نکاح کر دے، تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا۔ نکاح نامہ میں جس نام سے مشہور ہے، وہ نام لکھ سکتے ہیں جبکہ شناختی کارڈ وغیرہ میں بھی تبدیل شدہ نام لکھنا ہوا ہو۔

نکاح، وکالت اور گواہی کا بیان

نکاح میں وکالت اور قبول کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اس طرح نکاح پڑھا یا کہ جسکو وکیل بنایا تھا، اس نے لڑکی سے وکالت حاصل نہیں کی بلکہ لڑکی سے یہ کہا تھا کہ ”فلاں لائن فلاں کے ساتھ اتنے مہر میں نکاح قبول ہے۔“ اس طرح تین مرتبہ لڑکی سے قبول کروادیا۔ اس کے بعد قاضی نے وکیل سے وکالت حاصل کی نہ لڑکی سے۔ پھر لڑکے سے بھی قبول نہیں کروایا بلکہ لڑکے کے بہنوئی کو جو دو لہما کے برابر بیٹھا تھا اس سے یہ کہا کہ ”فلاں بنت فلاں کو اتنے مہر پر تمہارے نکاح میں دیا۔ کیا تمہیں قبول ہے؟ بہنوئی نے قبول کر لیا۔ کیا اس طرح نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر منقول کر دیں۔

سائل: بہنوئی اور جاوید، سبزی منڈی، کراچی

الجواب

سوائے مسودہ میں جو اٹھتیاں سے ہے میں ان دنوں میں وہ نہیں دے رہا۔ قاضی بھی دیکھیں کہ اند قاضی نے دیا۔ یعنی یہ جب قبول کر لیا تو وہ فتنوں کا قبول تھا۔ "فتنوں" جانتے ہیں جو وہ دیکھیں اور نہ سہل (بہت خود)۔ یعنی اختیار کے کسی جہت سے۔ "فتنوں" کے حق میں وہ یہ کہ اس میں بھی اور امام احمد بن حنبل، شیخ احمد رحمہ اللہ کے ایک تباہی ہیں۔ اور صاحب ہند سے جانتے ہیں کہ اس میں بھی صحیح نہیں ہوتا۔ حنفیہ۔ یہ وہ یہ یہ مقدمہ قبول ہوتا ہے۔ صاحب مقدمہ اس کو جائز دے تو جائز ہو جاتا ہے۔ مگر صورت مسودہ میں دہلی کو تو مقدمہ میں نہیں کہ اس مقدمہ کے ہونے والے کے یہ کہی سے کہہ دیا گیا ہے۔ لہذا اس کے جا رہے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ نکات، اٹھائے ساتھ ہوا نہ دو لہجے برہمنی کے ساتھ۔ خوش قسمتی کہ رخصتی نہیں ہونی تھی۔ ورنہ اس کا گناہ بھی قاضی سے نہ ہوتا۔ اور اس کی جماعت کی وجہ سے یہ دونوں عمر بھر نہ جانا رہتے۔ اب قاضی کے تمام اعمال میں کھٹے جاتے۔ اب ان کو چاہیے کہ رخصتی سے پہلے صحیح طور پر بارگاہِ کرام میں۔

وکیل کے بجائے قاضی کا قبول کروانا

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
آج کل نکان سے پہلے لڑکی سے اجازت لینے وکیل جاتا ہے اور نکان قاضی صاحب پر حاکم ہیں۔ کیا اس طرح نکان صحیح ہوتا ہے۔ اگر نہیں ہو تا تو کوئی صورت بتائیں جو آسان بھی ہو اور عام فہم بھی۔

الجواب :

جو شخص نکاح حاصل کرنے جاے اسے چاہیے کہ لڑکی سے اس طرح نکاح حاصل کرے کہ "تم فلاں بن فلاں کے ساتھ اٹھنے بھر پر نکاح کرنے کیلئے مجھے وکیل مقرر کرتی ہو" جب وہ اس طرح سے وکیل مقرر کرے تو وہ اس کو چاہیے کہ وہ اگر قاضی سے کہے کہ "میں فلاں کی لڑکی کے نکاح کا وکیل مطلق ہوں اور میں شخص نکاح کا وکیل مقرر کرتا ہوں" اس سے بعد قاضی یہ کہے گا کہ "میں نے اپنی مؤکلہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا"۔

دولہا کا وکیل بنانے کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
بالغ دولہا کی موجودگی میں اگر دولہا سے بجائے اس کا وکیل ایجاب و قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا
نہیں؟ بینوا و توجروا

سائل زوار حسین عباسی، قلم لباد، کراچی

الجواب :

جس طرح بالغ لڑکی اپنا وکیل مقرر کر سکتی ہے، اسی طرح بالغ لڑکا بھی اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے۔ نکاح
فارم میں لڑکی اور لڑکے دونوں کے وکیل کرنے کے کالم مقرر ہیں۔ مگر لڑکی کا وکیل یا قاضی ایجاب کے وقت یہ
کہے گا کہ "میں نے اپنی مؤکلہ فلاں بنتے فلاں کا نکاح تمہارے مؤکل فلاں ابن فلاں کے ساتھ کیا"۔ اور دولہا کا
وکیل یہ کہے گا کہ "میں نے اپنے مؤکل کیلئے قبول کیا"۔

فلم، حیض میں نکاح

اور

نکاح کے گواہوں کا رشتہ دار ہونا

الاستغفہ

لایا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ

(۱) فلم یا ڈرامے میں کسی غیر منکوحہ لڑکی کا نکاح کسی مرد کے ساتھ پڑھایا جائے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے

مگیا نہیں؟ ظاہر ہے کہ بوقت نکاح گواہوں کی کافی تعداد موجود ہوتی ہے۔ آجکل اکثر اس قسم کے نکاح ڈراموں یا ان میں ہوتے ہیں۔ اور محض تفریحاً ہوتے ہیں۔ حقیقتاً کسی کی نیت نکاح کرنے کی نہیں ہوتی۔

(۲) اگر بوقت نکاح عورت حیض ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟

(۳) اگر بوقت نکاح نکاح خواں کے علاوہ صرف دو لہیا یا دولہن کے دو بھائی بطور گواہ ہوں تو نکاح

ہو جائے گا یا نہیں؟ دوسرے الفاظ میں نکاح کیلئے جو دو گواہ لازمی ہیں، ان میں کسی کا استثناء تو نہیں ہے؟ مثلاً دو لہیا یا

دولہن کا والد، چچا، ماموں اور بھائی وغیرہ گواہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بیبیواؤ تو جو چرا

ساکس، کمپنیشن (ریٹائرڈ) زوار حسین عباسی، ناظم آباد، کراچی

الجواب:

(۱) حدیث میں ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے، جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ

مذاق میں بھی ہو جاتی ہیں، جن میں ایک نکاح بھی ہے۔ لہذا اسورت مستحکمہ میں اس طرح سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(۲) حالت حیض میں بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

(۳) نکاح کے گواہوں میں یہ شرط ہے کہ وہ مسلمان، عاقل اور بالغ ہوں۔ کسی کا رشتہ دار ہونے میں

بغیر گواہوں کے نکاح کا حکم

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے سے بارے میں کہ
زیدہ اور خالدہ دونوں نے ایک مجلس میں بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ یعنی باقاعدہ مہر کا ذکر نہ کرتے ہوئے
بیابانہ قبول کیا۔ اب معلوم رہتا ہے کہ بغیر گواہوں کے نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اگر یہ نکاح ضمیمہ ہوا تو
یہ اور خالدہ کا حیثیت میاں بی زندگی گذرنا شریعت کے نقطہ نظر سے کیسا ہے؟ خالدہ اور اسے پہلے شوہر کی اولاد کا
ہاں نفقہ زید پر واجب ہو گیا نہیں؟ یہ اور خالدہ سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی یا نہیں؟

سائل محمد مجید، ساہیوال

الجواب:

حدیث شریف میں ہے۔ اس حدیث کو امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری
متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی صحیح بخاری میں نقل کیا۔

لا يجوز نکاح بعیر شاهدین

(حک: ۱) کتاب الشہادات، باب شہادة القادف والمسارق والزانی، صفحہ: ۳۲۱،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی بغیر دو گواہوں کے نکاح جائز نہیں۔

شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر القرطبی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

ولا یعتقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین

مسلمین رجلین او رجل وامرأتین

(اولئین، کتاب النکاح، صفحہ: ۳۰۶، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی مسلمانوں کا نکاح معتقد نہیں ہوگا جب تک کہ دو آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان مرد گواہ یا ایک مرد

اور دو عورتیں موجود نہ ہوں۔

لہذا صورت سنہ میں یہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ زید پر ان میں سے کسی کا نفقہ واجب نہیں۔ ان سے ہونی
والی نہ ہوگا جائے۔

نکاح میں خنثی (تبیخڑے) کی گواہی کا حکم

الاستفتاء :

محترم مفتی صاحب! السلام علیکم

ایک مسئلہ درپیش ہے۔ اے میری اہل شریعتی جواب دیکر شکر یہ کاموقع دیں۔ شادی میں دو لہذا لہذا کی
طرف سے جو دو مرد گواہ ہوتے ہیں کیا ان میں کوئی ایک خنثی (تبیخڑا) ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

سائل اکبر خان، لائڈھی، کراچی

الجواب :

ایجاب و قبول کے وقت دو عاقل بالغ آزاد مسلمان مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کا موجود ہونا شرط ہے
۔ خواہ یہ دونوں گواہ شوہر کی جانب سے ہوں یا دلہن کی طرف سے یا کسی بھی جانب سے نہ ہوں۔ اگر ایک خنثی،
ایک عورت اور ایک مرد ہوں، جب بھی نکاح جائز ہو جاتا ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۸۸۰ھ نے در مختار
میں لکھا۔

وحنثی کافئ لہو مشکلا والا فلا اشکال

یعنی خنثی اگر مشکل (یعنی جس کا مرد یا عورت ہونے کا پتہ نہ چلے) ہے تو وہ مونث کی طرح ہے ورنہ
اس میں کوئی مشکل و پیچیدگی نہیں۔

اس پر علامہ ابن عابدین المعروف علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے لکھا

فیقبل مع رجل وامرأة فی غیر حد و قود

(جلد ۲) کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، صفحہ ۴۱۹،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی خنثی کی گواہی حد و قود اور قصاص کے علاوہ مرد و عورت کے ساتھ قابل قبول ہے۔

ایجاب و قبول کیلئے مجلس واحد کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قاضی صاحب نکاح اس طرح پڑھاتے ہیں کہ لڑکی سے ایجاب دو کو ادنیٰ موجودگی میں مروایا جاتا ہے۔ اسکے بعد قاضی صاحب ان دو گواہوں کے ساتھ کچھ کہتے اور ان کو — آدس پندرہ میل دور جاتے — (دولہا) کا نکاح پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد لڑکی کو دولہا کے ساتھ رخصت کر دیتے ہیں۔ از روئے شرع شریف نکاح منعقد ہو لیا نہیں؟

الجواب :

نکاح اور دیگر تمام عقود میں یہ شرط ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ایک مجلس میں ہوں۔ مجلس بدل جانے کے بعد عقد باطل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے نکاح میں لڑکی کا دکیل ہوتا ہے اور عیال خود ایجاب کرتا ہے یا قاضی کو اپنا دکیل کرتا ہے اور قاضی ایجاب کرتا ہے اور شوہر قبول کرتا ہے۔ اس طرح ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہو جاتے ہیں۔ صورت مسئلہ میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس طرح عقد نہیں ہو سکتا۔ لیکن قاضی دولہا سے پاس جا کر کیا الفاظ لہتا ہے۔ اور دولہا قبول کرتا ہے، اس کی مختلف صورتیں ہوں گی۔ جب تک واضح صورت نہ ہو کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

ٹیلی فون پر نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ ٹیلی فون پر نکاح کرنا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل سید محمد اسلم غزالی، بلاک ۱۳، فیڈرل علی امیر ایہ، راجپی

نحوہ جواب :

نکاح صحیح ہونے کی بہت سی شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایجاب و قبول دونوں ایک مجلس میں ہوں۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ ایجاب و قبول کے الفاظ دو مائل و بالغ مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ایک ساتھ سنیں۔ نبلی فون پر ظاہر بات ہے کہ مجلس ایک نہیں ہے۔ لہذا نبلی شرط نہ پائی جانے کی وجہ سے نکاح باطل ہے۔ اور دوسری شرط بھی نہیں پائی جاتی ہے اس لئے کہ نبلی فون سے ایک آدمی سنتا ہے، اگر قاضی نے سنا تو گواہوں نے کچھ نہ سنا اور جب گواہ سنیں تو دوبارہ نبلی فون کرنے والا دے گا اس نے نئے الفاظ سنے دو جو پہلے والے نے نہ سنے تھے اسی طرح دوسرا گواہ بھی سنے گا اس لئے دونوں گواہوں کا ایک ساتھ سنتا بھی نہیں پایا جائے گا۔

اور تیسری وجہ باطل ہونے کی یہ ہے کہ نبلی فون پر صرف آواز سنی جاتی ہے، کون شخص قبول کر رہا ہے؟ یہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور صرف آواز سے یہ متعین نہیں کیا جاسکتا کہ یہ فلاں شخص کی آواز ہے اس لئے کہ آواز دوسرے کی طرح بنائی جاسکتی ہے۔ لوگ جانوروں کی آوازوں کی اس طرح نقل کرتے ہیں کہ اگر سامنے نہ ہو تو پہچانا نہیں جاسکتا کہ یہ آواز جانور کی ہے یا انسان نقل کر رہا ہے۔ بہر حال نبلی فون پر نکاح باطل ہے۔ اس کے صحیح ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی ایسی ہی نیجوری ہے کہ نکاح جلد کرنا ہے اور شوہر یہاں نہیں آسکتا ہے تو یہ کر سکتے ہیں کہ شوہر وہاں سے کسی شخص کی معرفت یہاں اپنے والد بھائی وغیرہ کسی کو دکیل مقرر کر دے اور شرائط لکھ دے کہ فلاں شخص کی بیٹی فلاں نام والی کے ساتھ میرا نکاح چاہے قبول کر لے مجھے اتنے مہر پر۔ اس کے بعد قاضی نکاح پڑھاتے وقت اس دکیل سے یہ کہے گا کہ ”فلاں، بنت فلاں کا نکاح اتنے مہر پر میں نے تمہارے مؤکل فلاں شخص کے ساتھ کیا۔“ دکیل کہے گا کہ ”میں نے اپنے مؤکل فلاں شخص کیلئے قبول کیا۔“ تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اسی لئے نکاح کے فارم میں جس طرح لڑکی کے دکیل کا کالم ہے اسی طرح لڑکے کے دکیل کا کالم بھی دیا ہوا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مہر کا بیان

مہر کی مقدار اور اقسام

الاستغناء

محترم جناب مفتی صاحب

دارالعلوم امجدیہ، کراچی

مہر کی اقسام اور مہر کی مقدار تفصیل سے تحریر کیجئے۔

سائل روشن علی، چیک لائن، راجی

الجواب

مہر کی دو قسمیں ہیں۔ مغل اور ماہل۔ مغل کے معنی یہ ہیں کہ وہی جب مانگے گی اس وقت دینا ہوگا اور اس کے مطالبے کیلئے وہی اپنے نفس کو روک سکتی ہے کہ جب تک شوہر وہ ادانہ کر دے وہی کو ہاتھ نہ لگائے۔ اس کو "عند الطلب" بھی کہتے ہیں۔ اور دوسری قسم ماہل ہے۔ اس کے معنی ہمارے یہاں کے عرف میں یہ ہیں کہ

سب حرق و موت واقع ہو، تو یہ جانے لگا۔ مذکورہ تفریق سے پہلے وہ ان رجوع طلبہ کو سختی سے کہتا تھا۔۔۔ میں کہتا تھا کہ اس
 دورہ۔۔۔ سنی ہے۔ نصف سنی اور نصف سنی بھی ہو سکتا ہے۔ مرنے سے تم مقدادوں میں رہو چاندنی ہے۔ جس کا
 دورہ۔۔۔ تو اسے ساتھ ساتھ چاندنی ہی ہے۔ چاندنی کی قیمت بھٹی: حق رہتی ہے۔ اس کے اعتبار سے تم سے
 نمرود مقد بھی مزید ہو رہی رہتی ہے۔ ان کے زمانے میں تم سے تم مرنے مقد، ایک سا کچھ رہ پے۔
 واللہ تعالیٰ اعلم

مر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

آجکل چاندنی کی غیر ضروری رسوم میں ایک اہم فریضہ کو غیر اسلامی رنگ و بزم مقدار بٹھایا جا رہا ہے کہ اب
 فرض بھی رسوم کی شکل میں دکھائی دے رہا ہے۔ اس معاملے میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں۔ حسب ذیل مسئلہ کا حل
 اس طرح تحریر فرمائیں جو وہ دور میں کام آئے اور پھر اس کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے۔

مہر کے متعلق یہ بات جاننا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں اور آنے والے زمانہ میں مہر چاندنی اور سونے کے
 حساب سے کیا ہونا چاہیے؟ اور اگر سونے اور چاندنی کے بدلے مہر میں روپے وغیرہ دے جائیں تو اسکی نوائیگی کی کیا
 صورت ہو؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ فقہ حنفیہ میں مہر کی رقم ہزاروں یا کھول کے حساب سے دینا کیسا ہے؟ جواب جلد
 ارسال فرمائیں۔

سائل حافظ عبد الستار

الجواب

مہر نامہ کی رقم سے تم مقدار اس درہم چاندنی ہے جو ہمارے یہاں کے وزن کے حساب سے دو تولے
 ساڑھے سات ماشے چاندنی بھٹی ہے یا اس کی قیمت۔ چاندنی کی قیمت میں اس روز کا اعتبار ہوگا، جس روز نکاح ہوا
 تھا۔ اور اگر مہر میں چاندنی مقرر کی گئی تھی تو جس روز مراد آکر سے گا اس کی قیمت کا اعتبار ہو گا چاندنی دے گا۔

۔ ہوتے ہیں۔ مقدمہ معین نہیں ہے۔ لیکن یہی مقدمہ تھی ہونی چاہیے کہ جس کو شوہر اور شوہر کی بہن بھی یہ ہونی چاہیے کہ اور یہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہہ دیا کہ یہ مقدمہ مسترد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ مسترد نہ کریں۔ یہ کہتے وہاں یہ عورت لڑائی ہونی تھی، تم آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔

ہے کہ قرآن کریم میں یہ نئی ہدف مان ہے

وَأَمَّا أَنْتُمْ فَاحْذَرُوا فَلَا تَحْذَرُوا مِنْهُ تَمِيحًا

(سورۃ النساء، آیت ۲۰)

یعنی اور سے ڈھیر، مال دے چلے ہو تو اس میں سے ڈھرو اس نہ لو۔ (تفسیر الامامین)

اس سے معلوم ہوا کہ مزید بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا خطیب المسلمین کو یہ حق حاصل نہیں کہ ہمارے حق میں ہونی پابندی لگائیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل ارادہ ہمتی کر دیا۔

(تفسیر مطہری، جلد ۲) آیت مذکورہ (تفسیر خزان العرفان در حاشیہ

ترجمہ کنز الایمان، آیت مذکورہ)

نامعلوم مہر کی ادائیگی کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

میری شہنی میں مہر مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن نکاح نامہ وغیرہ موجود نہیں ہے اور مہر کی رقم کتنی تھی یہ بھی تم میں سے کسی ویار نہیں۔ اب اس قرض سے سبکدوشی چاہتا ہوں تو ایسا طریقہ کار کیا ہو گا؟ جواب باصواب حیات فرمائیں۔

سائل ہمدرد خدا

الجواب

شریعت نے ہر کی کم سے کم مقدار میں درہم چاندی مقرر کی ہے۔ اس کا وزن ہمارے یہاں کے حساب سے دو توں، ساڑھے سات ماٹھے ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس طرح نکاح ہوا تھا کہ ہر شری ہوگا، تو دس درہم چاندی کی جتنی قیمت ہزار میں ہے، وہ دینا ہوگی۔ جس دن ادا کرے گا، اس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

شوہر کی استطاعت سے زیادہ مہر نیز ادائیگی میں نیت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مہر لکھنا ہونا چاہیے؟ امیر لوگوں کی طرف دیکھ کر غریب لوگوں نے بھی مہر زیادہ رکھنا شروع کر دیا ہے، جس کو غریب آدمی ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ ایسی صورت میں لڑکی والوں کو مہر کس قدر باندھنا چاہیے؟ کیا ہونے والے شوہر کی استطاعت کے مطابق یا جتنا چاہیں باندھ سکتے ہیں؟ اس بارے میں حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

سائل گل زماں، محلہ صوفی سید محمود، راولپنڈی

الجواب

شریعت میں ہر کی کم سے کم مقدار کا تعین ہے۔ لیکن زیادہ کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔ مگر یہ خیال رکھنا چاہیے کہ مراعاتی مقدار میں باندھا جائے کہ شوہر یا سانی ادا کر سکے اور شوہر کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں مراہد کروں گا۔ اگر مہر قبول کر لیا اور ادا وہ یہ ہے کہ دوں گا نہیں، تو حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ ابو یعلیٰ و dانی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نکاح کرے اور نیت یہ ہو کہ عورت کو مہر میں سے کچھ نہیں دوں گا تو جس وقت مرے گا، زانی مرے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بغیر مہر نکاح اور مہر مثل کی تعریف

ارسلان

محترم۔۔۔ مفتی صاحب

والہ اعلم الامجد۔۔۔ راقی

مجھے ایک مسئلہ کا جواب چاہیے۔ اس کا تعلق نکاح سے ہے۔ نہ یہ کہ ایک لڑکی سے رشتہ طے ہوا اور نکاح
 دو تین سال بعد ہونا چاہیے۔ یہ لڑکی میری خالہ زاد بہن ہے اور میرے گھر میں اس کا آگیا جاتا ہے۔ دل میں محبت
 رکھنے کی وجہ سے اپنی نگاہوں پر قابو نہ رکھ سکا۔ ایک اچھے ماحول کو اپنا لے ہونے کچھ عرصہ ہوا ہے۔ اس ماحول کی
 راست سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی میرے لئے غیر محرم ہے اور اس کو دیکھنا میرے لئے جائز نہیں۔ گناہ سے بچنے کیلئے
 میں نے چاہا کہ خاتوشی سے نکاح کر لیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل طریقہ پر ہم نے نکاح کر لیا۔ پہلے خطبہ نکاح پڑھا
 گیا۔ وہ ابوبہ میں یکدم درود عمر میں تھیں جو ماقبل، بالغ، آزاد، صحیح العقیدہ و سنی مسلمان ہیں۔ ایجاب و قبول کے
 الفاظ یہ تھے۔ ”میں نے تم سے نکاح کیا“ ”مجھے قبول ہے“ یہ الفاظ ہم نے تین مرتبہ دہرائے جو کہ گواہوں نے سنے
 لیا اس طرح نکاح ہو گیا اور اب ہم ایک دوسرے کیلئے غیر محرم ہیں یا نہیں؟ مہر کے بارے میں یہ
 فیصلہ ہوا کہ یہ معاملہ بعد میں طے کر لیں گے۔ میں مہر دینے کا پوری طرح پابند ہوں۔ آپ جو اب ارشاد فرمائیں، تمام
 مہر احسان و نہ رسولوں کا۔ خصوصاً ایجاب و قبول کے الفاظ کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ درست تھے یا نہیں؟
 کی حاکمہ، بالغہ ہے۔ وہ اب اپنے دستخط اور اسناپ سمیت اس سال فرمائیں۔ عین خواہش ہوگی۔ اللہ عز و جل آپ کا سینہ
 وسیع بنائے۔

سائل سید حامد علی قادری

الجواب

صورت مسوئلہ میں نکاح صحیح ہو گیا۔ اور ایجاب و قبول کے الفاظ بھی صحیح تھے۔ مہر کا ذکر نہ ہونے کے
 باوجود نکاح ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں وضامندی سے مہر کی مقدار مقرر کر لیں۔ ورنہ ”مہر مثل“ لازم ہوگا۔ مہر مثل کا

۔ مطلب یہ ہے کہ لڑکی بھوس میں جو حسن و جمال، دیندارانہ، ہنرمندی، اور مالدار کی میں اس لڑکی کی مثل ہوں، ان کا جو مرتقد وہی اس لڑکی کا بھی ہوگا۔

مہر کی مقدار میں اختلافی صورت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری بیوی اکثر و بیشتر گھرتے دوسروں کے یہاں چلی جاتی ہے۔ میں نے اسے بارہا تنبیہ کی لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتی۔ میں اس کی حرکتوں سے تنگ آ گیا ہوں اور اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ ہمارا نکاح نکال میں ہوا تھا اور نکاح نامہ وغیرہ نہیں بنایا گیا تھا، جو گواہ وغیرہ تھے، وہ سب کے سب نکال میں ہی ہیں۔ میری بیوی کہتی ہے کہ ”مہر پچاس ہزار روپے مقرر ہوا تھا“ جبکہ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ”مہر پانچ سو روپے اور دو دینار مقرر ہوا تھا“ ایسی صورت میں کس طرح طلاق دیکر اس عورت سے جان چھڑاؤں؟ صحیح جواب عنایت فرمائیں۔ میری ایک چھوٹی جی بھی ہے۔ اسکی پرورش وغیرہ میرے پاس ہو گی یا اسکے پاس؟

سائل محمد تسنیم، اورنگی ٹاؤن، کراچی

الجواب

صورت مسلولہ میں عورت کو مہر کی مقدار ثابت کرنے کیلئے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔ مہر کی جو مقدار گواہوں سے ثابت ہو جائے گی، شوہر پر اس کا الوداع واجب ہو جائے گا۔ اور اگر عورت کے پاس گواہ نہ ہوں تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا۔

عورت سے جان چھڑانے کیلئے خلع کرنا ہو گا اور خلع ہی کی رضامندی سے ہو سکتا ہے، وہ جتنے مال پر خلع کرے گی شوہر اسے قبول کرے گا تو اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ جی نو برس تک اپنی مال کی پرورش میں رہے گی اور اس مدت میں جی کا خرچ اسے باپ کو ادا کرنا ہو گا۔ اگر جی کی مال نے کسی ایسے شخص سے شادی کی جو اس لڑکی کیلئے غیر مہر ہو تو یہ جائز ہے۔

مہر! قسطوں میں ادا کرنا

الاسئف

یہ فرماتے ہیں علمائے دین و متقین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
”رسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اور ابھی تک مہر ادا نہیں کیا تو مہر کی پوری رقم کس طرح ادا
رہے۔ ث۔ کائنات کہ ”میں مہر کی رقم ماہانہ قسط کی شکل میں ادا کروں گا“ کیا یہ درست ہے؟
سائل غلام رسول

الجواب

شوہر پر مہر عورت کی مدت عدت کا مان و نفقہ واجب ہے۔ طلاق دینے کے بعد شوہر پر مہر ادا کرنا بھی
واجب ہے۔ دوسرے قرضوں کی طرح یہ بھی ایک قرض ہے۔ شوہر کے انکار یا عکدستی سے اس کی ادائیگی پر کوئی
فرق نہیں پڑتا، یعنی اس کا کرنا بہر حال ضروری ہے۔ لیکن مطلقہ اگر یہ جانتی ہے کہ شوہر ساقی یکمشت مہر ادا
رہنے کی استطاعت نہیں۔ مہر تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کو مہلت دیدے۔ اور اگر معاف کر دے تو یہ بہت بڑے
ثواب کا کام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَنِكَاحًا ذُو عُسْرَةٍ فَنَظَرَ بِهَا إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَإِنْ تصدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

عالمین ۵

(سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۰)

اور اگر قرضہ رکھنے والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔ اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے بہتر
ہے اگر جانو (کتاب النیمان)

مہر کی معافی کیلئے بیوی پر دباؤ ڈالنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک پڑھے لکھے اور کھاتے پیتے آدمی سے کیا۔ رخصتی سے بعد ۱۰۰ برسے دن ہم گئے تو ہمشیرہ کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر صاحب اکاشد یہ اصرار تھا کہ حق میرا جو دس ہزار روپے رکھا ہے، وہ معاف کر دلوں اگر تم معاف نہیں کرو گی تو تم میرے لئے حرام ہو۔ اب شادی کو تقریباً چھ ماہ ہو چکے ہیں۔ ایک ماہ ہماری ہمشیرہ ان کے پاس رہی اور حقوق زوجیت بھی ادا ہوئے۔ مگر مہر معاف کرینکا اصرار، بار بار رہا ہے۔ اب انہوں نے ہمشیرہ کو مجھے بھیج دیا ہے اور کہتے ہیں کہ ”جب مہر معاف کر دے گی تو تے کہیں گا“۔ کیا ان کا مہر معاف کرنے کا اصرار صحیح ہے جب کہ وہ کھاتے پیتے آدمی ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کا جواب جلد دیجئے۔

سائل سید صدیق علی، نیو کراچی

الجواب

قرآن وحدیث میں مہر کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فرض ہے، اور مرد بی کا حق ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ بی کا حق ادا کرے، شوہر کا بی سے مہر معاف کرنے کا مطالبہ جائز نہیں ہے۔ یہ تو مہر کے معاف کروانے کا حکم ہوا۔ مگر شوہر نے جو لفظ کہا اگر تم معاف نہیں کرو گی تو تم میرے لئے حرام ہو، اس میں خلاق کا احتمال بھی ہے۔ لہذا اس کیلئے شوہر دلوں اذاعتاء آئے تو بالمشافہ اس بارے میں غفلتو کر کے ہی کچھ بتایا جاسکتا ہے کہ خلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

بیوی کا مہر معاف کرنا اور پھر مطالبہ کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

موسیٰ ۹۲۔ ۶۔ ۱۰ سیری شادی ہوئی تھی اور مجھ پر ۱۵۰۰۰۰ روپے کا مہر مؤجل عائد تھا جو کہ سیری مسیوی نے مجھے ۸۲۔ ۳۔ کو تحریری طور پر معاف کر دیا تھا اور مؤرخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۸۳ کو میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اب بیوی کا مطالبہ ہے کہ میرا مہر مجھے دیا جائے۔

یہ میرا بیانی قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلایا جائے کہ یہ حق مہر مؤجل معاف ہو چکا ہے یا نہیں؟

الجواب

گزشتہ کی نے خوشی بلا جبر واکراہ مہر معاف کرنے کے بارے میں لکھ دیا تھا، تو مہر معاف ہو گیا۔ معاف کرنے کے بعد دوبارہ اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مہر کے ساتھ دینار و درہم لگانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
۱۔ بکھل بعض لوگوں میں مہر مقرر کرتے وقت طرفین کی جانب سے سکہ رائج الوقت کے علاوہ ایک یا دو دینار یا درہم کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً گیارہ ہزار روپے اور دو دینار۔ سٹے کرتے وقت یہ ذکر نہیں کیا جاتا کہ سونے چاندی کا دینار و درہم دیا جائے گا یا کاغذ کا۔ جب لڑکا اپنی بیوی کو مہر ادا کرے گا تو وہ کوہ دینار یا درہم کو کس طرح ادا کرے گا۔ سونے چاندی کا یا کاغذ کا۔ جبکہ لڑکی موجودہ دینار کی جگہ سونے کے سکے کی مالیت کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اور لڑکا کہہ رہا ہے کہ عرب ممالک میں جو کاغذ کے دینار چلتے ہیں، وہی دوں گا۔ اذروئے شرع جواب عنایت کریں۔
سائل، رجب علی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

الجواب

اسلام میں درہم و دینار سے مراد سونے اور چاندی کے وہ سکے ہیں، جن کا تذکرہ احادیث اور فقہ کی کتابوں میں ہے۔ اور سکہ کے وہی وہ ممالک میں خود امریہاں کرنے سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں پانچواں

ابھی میرے ساتھ دو گھنٹے کا دور لیا جاتا ہے۔ اس سے مہینے کا دینار ہوتا ہے۔ ایک دینے، آدھل کے حساب سے۔ جسے چار ماہے ہے اور نصف دینار۔ ماہہ دو رتی کا ہوتا ہے۔ ایک گھنٹہ تین ماہہ ایک رتی کا ہوتا ہے۔

رخصتی سے پہلے طلاق اور ادائیگی مر

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ۔

زید کا نکاح ہندہ سے حق مر مبلغ ۵۰۰۰۰۰ روپے میں طے ہوا۔ اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔ اب زید اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو کیا مہر کی رقم دینی ہوگی یا نہیں؟
نوٹ۔ جس وقت نکاح ہوا تو قاضی صاحب نے زید کے والد سے پوچھے بغیر ہندہ سے خالہ زاد بھائی کے کہنے پر حق مر لکھ دیا تھا۔

سائل۔ احسان الحق، گلستان جوہر، کراچی

الجواب

نکاح کے بعد اگر یہ میاں بیوی شہنائی میں جمع نہ ہوئے ہوں، ایسی صورت میں شوہر طلاق دے دے تو ادھا مہر واجب ہو گا ورنہ پورا مہر۔ نکاح پڑھانے والا شوہر سے قبول کراتے وقت لڑکی کا نام مع ولدیت اور مقدار مہر بتا کر قبول کر دیتا ہے۔ لہذا جو مہر زبان سے بیان کیا گیا وہ مانا جائے گا۔ اگر نکھی ہوئی مقدار اور زبانی مقدار میں فرق ہے تو جو مقدار زبان سے بیان کی گئی ہے، اس کا اعتبار ہو گا۔ اور اگر زبان سے مقدار بیان نہ کی گئی اور لڑکی سے وکالت حاصل کرتے وقت مہر کی مقدار معین پر وکالت حاصل کی گئی تھی لیکن قبول کے وقت مقدار معین میں تبدیلی کر دی تو یہ نکاح موکلہ کی مرضی کے خلاف ہو گا، جس کا وکیل کو اختیار نہ تھا۔ اگر نکھی گئی مقدار کو شوہر کے سامنے بیان نہ کیا گیا اور مجلس نکاح میں ہی شوہر نے اس مقدار کو دیکھ کر مستحکم کر دینے جب بھی اس مقدار پر نکاح ہو گیا۔

طلاق کے بعد مہر مؤجل کی ادائیگی کا حکم

رہنمائی

”ماستیں ملکین و مقلیان شرع متین اس مسئلے سے مراد ہے۔ مہر مؤجل
مہر مؤجل کہہ کر یہ دو امور تین احکام کے تحت آتے ہیں۔ اولیٰ شخص عدالت اور دوسرے تو اس سے پہلے ادائیگی
نہ آ رہا صورت یہ ہے“

نہج

مہر مؤجل ہے، مہر طلاق سے پہلے بعد اس کا دیا جائے۔ قرض کی ادائیگی بعض جلدی ہو سکے،
نہ ہو سکی۔ لیکن اگر قرض، شخص عدالت اور دوسرے کی اس سے متعلق نہیں عدالت۔ تو تو کون کریم میں اس کے متعلق
تہا ہے

وہ کہ - عسر و غرر فطرۃ الی میسرۃ وان بصدقوا حد لکم ان کنتم

عمیں ۵

(سورۃ ۴) بقہ آیت (۲۸۰)

اور اگر قرض دار ملے، اسے تو اس مہر دیا جائے۔ اور قرض اس پر باطل چھوڑ دینا تمہارے لئے بھلا
نہا ہے۔ (کنز، بیان)

لہذا شہر کی جہد حتیٰ کہ اس استطاعت کی صورت میں مطلقہ۔ اس سے کہ وہ اس وقت تک مہر
نہا ہے۔ جب تک اس استطاعت حاصل ہو۔ اور شہر پر بھی یہ رہے۔ اسے قرض۔ اگر جلد سے جلد آ رہے
کی کوشش کرے۔

طلاق کی صورت میں مہر کی ادائیگی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مقلیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

مید نے پنچاویں سہات ہندو کو جذبات میں آکر ایک ہی دفعہ میں کہہ دیا کہ تجھے تین غلام قس ہیں۔ غلام
نے وقت صرف زید کی والدہ تھیں۔ ان کے پانچ بچے ہیں جو کہ سب نابالغ ہیں۔ اس صورت حال میں زید اور ہندو
بہت پریشان ہیں۔ چار ماہ سے مستقبل کا کیا ہے؟ کیا غلام کے علاوہ کوئی اور صورت ہے کہ یہ معاملہ حل ہو جائے۔
ہندو کا مہ ۵۰۰۰ روپیہ ہندو صاحب ہے، شوہر مٹا ہے کہ "میں نے معاف کر لیا ہے" جبکہ ہندو کہتی ہے کہ سترہ
سال کے عرصہ میں یہی کوئی بات نہیں ہوئی۔ لیا بھر کی ادا تھی شوہر پر واجب ہے؟

الجواب

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی کو تین غلام قس واقع ہو گئی ہیں۔ اور وہ اپنے شوہر پر حرمت مغلط سے
جراہ ہو گئی ہے۔ اب ان دونوں کا نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکتا۔ ہندو صاحب جو مٹا ہوا ہے، اس کا مقصد ہی
یہی ہوتا ہے کہ جب عورت مانگے گی تو دینا ہو گا اور طلاق کے وقت تو یہ مہر لیا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اب اختلاف
کی صورت میں کہ وہ بی نے مہر صنف کیا ہے یا نہیں؟ تو شوہر کو وہ گواہوں سے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ وہ بی نے مہر
صنف کر دیا تھا۔ اور اگر گواہوں میں تو وہی کو قسم دی جائے گی کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں نے مہر معاف نہیں
کیا تھا، تو شوہر کو مہر دینا ہو گا۔

خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا چار سو مثقال مہر ہوا
تھا۔ تو کیا آپ وضاحت کریں گے کہ مثقال کیا ہے؟ اس وقت کیا قیمت تھی، اور اب کیا قیمت ہے؟
سائل: سید علی الدین احمد، کورنگی، کراچی

الجواب

مثقال، قول کا ایک وزن ہے۔ جس مثقال کے سارے سات تولے ہوتے ہیں۔ حضرت علی سے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد ہوا جس چار سو مختال چاندی ہوا تھا۔ اب چاندی کی قیمت مارکیٹ میں جس حساب سے ہو، جوڑی جائے۔ مارکیٹ میں چاندی کی قیمت کم زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت چاندی اور سونا خود سکے کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ نوٹ یا ہار کوئی سکہ ان کی جگہ مستعمل نہیں تھا کہ جس کی قیمت حصصین کی جائے۔ مذکورہ بالا حساب سے چار سو مختال کے ایک سو پچاس تو لے جاتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بیس روپے مر باندھنے کا حکم

الاستفتاء

محترم و مکرم جناب مفتی محمد وقار الدین صاحب

مسئلہ ذیل میں ہماری رہنمائی کیجئے

تکاح میں بیس روپے مر باندھا گیا تھا۔ اور اب ہم طلاق دیں تو مری کتنی رقم ادا کرنی پڑے گی۔ مر بانی فرما کر قسلی عیش جواب عنایت فرمائیں۔

سائل نیک محمد ولد بلا دین، لاٹھی، کراچی

الجواب

مری کم از کم مقداردس درہم ہے یعنی دو تولہ ساڑھے چار ماشے چاندی یا اس کی قیمت۔ مارکیٹ میں موجودہ دور میں دو تولہ ساڑھے چار ماشے چاندی کی قیمت تقریباً ایک سو پچھتر روپے ہوتے ہیں۔ بیس روپے مر شرعاً درست نہ تھا۔ لہذا صورت مسئلہ میں شرعی مر یعنی دو تولہ ساڑھے چار ماشے چاندی کی قیمت ایک سو پچھتر روپے تقریباً ادا کرنی ہوگی۔

نکاح اور رضاعت

رضاعی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں ماموں کے بارے میں کہ
یہ ماموں کی بیٹی نے زید کی پھوپھی بہن زینت کے ساتھ دودھ پیا ہے۔ کیا اسے شرعاً زید اپنی
ماموں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

سائل: خالد جاوید، صدر، کراچی

الاجواب

زید! ماموں کی جس بیٹی نے زید کی ماں کا دودھ پیا ہے اگرچہ زید کے ساتھ نہ پیا ہو دودھ کی
رضاعی بہن ہے اور رضاعی بہن اس طرح حرام ہے، جس طرح حقیقی بہن۔ لہذا صورت مسئلہ میں اس لڑکی کا
نکاح زید سے نہیں ہو سکتا۔ بہت زید کے ماموں کی اور بی بی لڑکیاں جنہوں نے زید کی ماں کا دودھ نہیں پیا ہے، ان
میں سے کسی ایک سے ساتھ زید کا نکاح جائز ہے۔

رضاعی ماں ہونے کا اقرار پھر انکار کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے راسخ و متقیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک عورت نے اپنی خواہر زادی (بھانجی) کو دودھ پلایا۔ اس کا اس عورت نے خود اقرار بھی لیا اور دو سال تک بھر چوراہہ اند میں اس کو تسلیم بھی کرتی رہی۔ خاندان کے بقیہ افراد نے بھی اس کو تسلیم کر لیا۔ اس عورت نے اقرار اس انداز میں کیا کہ یہ سچی مجھے بہت پسند ہے میں اپنے پتے سے اس کا رشتہ مروی ہے۔ مگر اس نے میرا دودھ پلایا ہے۔ بعد ازاں اس مرضہ (دودھ پلانے والی) کے شوہر کے بھائی کیلئے اس رشتہ کی بات چلی تو اس عورت نے حلفا (قسم) کھا کر پلایاں تہہ لیں کر لیا کہ اس نے میرا دودھ نہیں پلایا۔

جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس عورت کا رشتہ کے حصول کیلئے بیان تبدیل کرنا جائز ہے؟ انکے انکار کے باوجود خاندان کے معززین اس انکار کو ضد پر محمول کرتے ہیں۔ کیا خاندان والے اس بات کے اس رشتہ میں شکست کر سکتے ہیں؟ نیز یہ کہ اس سچی کا کالج مرضہ کے شوہر کے سگے بھائی سے جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جواب دیکر مہتمم ماجور ہوں۔

ماں مہمانیق آزاد

الجواب

کسی عورت کا کسی بچے سے متعلق اپنا دودھ پلانے کے اقرار کے بعد پھر انکار کرنا، اسے پسند اقرار ہی آ رہا ہے۔ لہذا اس کا انکار مان لیا جائے گا۔ ماہرین مابین متوفی ۱۲۵۲ھ نے فتویٰ شریف میں بھی ونص فی الرضاع علی انہا اذا قالت هذا انہی رصاعا واصیرت علیہ حار لہ ان ینزوحیا لان الحرمة لیست البہا قالو اوبہ بننی فی جمیع الوجہ (جلد ۲) کتاب النکاح، باب الرضاع، صفحہ: ۴۸، مکتبہ رتبہ، کونستہ) یعنی رضاعت کے بارے میں اس بات ہے کہ جب کسی عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہے پھر اس قول سے انکار ہی ہو تو اس بچے کے کا اس عورت سے نکاح جائز ہے کیونکہ حرمت اس عورت کی طرف سے نہیں ہوتی

در قضا نے کہا کہ ان صورتوں میں بھی فتویٰ دیا جائے گا۔

لہذا صورت مسئلہ میں جب وہ عورت اپنے شوہر کے بھائی سے اس لڑکی کی شادی کرنا چاہتی ہے، تو یہ شادی جائز ہے۔ اور لوگوں کو اس میں شرکت کرنا بھی جائز ہے۔

ثبوت رضاعت کیلئے صرف مرحعہ کے قول کی شرعی حیثیت

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

زیادہ اور ہندو بچا زاد ہیں۔ دونوں کی آپس میں شادی کرتے کا خیال ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ چچی جان یہ فرماتی ہیں کہ ”لڑکی کی والدہ جب بیمار تھی تو میں نے لڑکی کو صرف بھلانے کیلئے دودھ پلایا ہے۔“ لیکن اس دودھ پلانے کا طلم باپ کو بے لڑکی کی والدہ کو۔ ایسی صورت میں اب آپ بتائیں کہ یہ شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟
مسائل حیدر الشیخ، ثلث آباد، کراچی

الجواب

رضاعت کے ثبوت کیلئے دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ لیکن نکاح سے پہلے اگر کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ ”میں نے اس بچے کو دودھ پلایا ہے“ اور وہ بظاہر قابل اعتماد ہے تو یہ بچہ اس کا رضاعی بیٹا ہو جائے گا اور دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی اسکی لڑکی سے جس کو دودھ پلانے کے متعلق یہ کہتی ہے، جائز نہیں ہے۔ شامی میں ہے

فی محرّمات الخانیة ان کان قبلہ والمخبر عدل ثقة لا یجوز النکاح

(جلد ۲) کتاب النکاح، باب الرضاع، صفحہ: ۴۳۸، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی فتاویٰ قاضی خان میں جو محرمات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس میں ہے کہ نکاح سے پہلے یہ خبر دی گئی

۔۔۔ یعنی وہ قابل اعتبار ہے تو نکاح جائز نہیں۔
لہذا صورت مسئولہ میں نکاح جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مجنونہ! کی گواہی سے ثبوت رضاعت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک مجنونہ (پاگل) عورت ایک شیر خوار بچے کو گود میں لے کر کہیں چلی گئی۔ چند گھنٹے کے بعد واپس آئی۔
جب دریافت کیا کہ تو بچے کو لٹکراتی دیر کہاں چلی گئی تھی یہ بھوک سے پریشان ہو گئی۔ مجنونہ نے جواب دیا کہ میں
نے اس کو اپنی ماں سے دودھ پلایا ہے اور کھانا بھی کھلایا ہے۔ اس بات کا کسی نے بھی اعتبار نہیں کیا۔
اب ۔ ال یہ ہے کہ وہ لڑکی جس نے مجنونہ کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ دودھ پلانے والی کے لڑکے کے ساتھ
مذکورہ بالا لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ صرف ایک بار پینے کا ذکر ہے۔ اور وہ بھی ایک مجنونہ کا قول ہے، دوسری
کوئی گواہی نہیں اور مجنونہ کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

سائل محمد عبدالحق، کورنگی، کراچی

الجواب

رضاعت کا ثبوت بھی اسی طرح دو گواہوں سے ہوتا ہے، جس طرح کہ مال کا ثبوت دو مرد گواہوں یا دو
عورتوں اور ایک مرد کی گواہی سے ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں صرف ایک مجنونہ عورت کی گواہی ہے، جو ناقابل
قبول ہے۔ لہذا اس لڑکی کا نکاح، اس لڑکے سے جائز ہے۔

اپنی خدمت میں چاہے کسی سے بھی ملے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

میں نے انہیں دیکھے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

سوال

نہج

آپ نے انہیں دیکھے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

پتہ زار اور مذاقی بہن سے نکاح ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب

آپ نے انہیں دیکھے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

آپ نے انہیں دیکھے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

آپ نے انہیں دیکھے۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔ آپ بھی انہیں دیکھیں۔

سوال کوثر جہاں سراہی

نحوہ انب

نرسہ کی والدہ اور ذہنی والدہ دوسری سے اس کے کو دودھ پلایا تھا اور لڑکی کا والد سب دار العلوم امجد یہ نے
 اور افتاء میں اسے اور سب سے حلینہ بیان دئے کہ اسی لڑکے نے لڑکی کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ یہ نصاب شہادت ہے۔
 ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں۔ لہذا رضاء ثابت ہے۔ رضاعی بہن سے نکاح باطل ہے۔ حدیث میں فرمایا۔ اس
 حدیث کو ابوالحسن امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ نے اپنی صحیح مسلم میں نقل کیا ہے۔ نیز اس حدیث کو
 امام بخاری نے کتاب النکاح اور کتاب الرضاع، ابن ماجہ نے کتاب النکاح مؤطا امام مالک میں کتاب الرضاع میں بھی
 نقل کیا ہے

یحرّم من الرضاۃ ما یحرّم من النسب

(کتاب الرضاع، فصل یحرّم من الرضاۃ ما یحرّم من النسب،

صفحہ: ۴۶۷، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

اس لئے یہ نکاح فوراً ختم کر دینا چاہیے۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے، لڑکی کا نکاح جہاں چاہیں کر سکتے ہیں،

اس میں حرج نہیں ہے۔

علاقائی (باپ جائی) رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں۔ اس کی ایک بیوی کا دودھ زید نے پیا۔ کافی عرصہ بعد اس کی دوسری بیوی کا

دودھ خالد نے پیا۔ معلوم یہ کہ زید کی بیٹی کا نکاح خالد سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

بانی دارالافتاء

نحوہ

صامت مسنونہ میں پلہ ۱۰۰ سے ملاتی (بایں پلہ ۱۰۰ میں اللہ لگے ہوں) صاف ہوتی ہے۔ صامت ۱۰۰ میں سے کون بھی پلہ رضائی بھائی کی بیعتی سے نکال نہیں آسکتا۔ اس لئے صامت ۱۰۰ میں سے کون بھی رضائی بھائی سے نکال کر صامت ۱۰۰ سے صاف ہوتی ہے۔ صامت ۱۰۰ میں سے کون بھی رضائی بھائی سے نکال کر صامت ۱۰۰ سے صاف ہوتی ہے۔

بحد من الرضاغة ما يحرم من النسب

(کتاب الرضاغة، فصل يحرم من الرضاغة ما يحرم من النسب)

صفحہ ۴۶۷، فتاویٰ کتب حابہ، کراچی

میں جو نسب سے حرام ہیں اور رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

بہت سے عورتیں یہ کہتی ہیں کہ میں تو ان میں سے ہر ایک عورت کا دودھ پینے والا

ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں رضاعت ٹامہ ہوئی۔ صاحب ہدایہ شیخ الاسلام برحمان الدین ابو الحسن

طہ بن علی بحر فرمائی متوفی ۵۹۳ھ نے حدایہ میں لکھا

لر لمعن یعنو بہ الفحید

(ابو لبر، کتاب الرضاغة، صفحہ ۳۵۱، مکنبہ شرکت علمیہ، ملتان)

میں نہ مت رضاعت کا تعلق اور سب حرمت شوبہ ہے یعنی اس دودھ کا سبب شوہر ہی ہے۔

رضائی خالہ زاد سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب

میں نے اپنی بیٹی کا دودھ پیا ہے۔ آیا یہ بیٹی شادی اس کی خالہ زاد سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سائل محمد جاوید، گلشن اقبال، کراچی

الجواب

دعہ نے جب اپنی نانی کا دودھ پیا، تو وہ اپنی ماں سمیت تمام ساموں اور خاؤں کا رضاعی بھائی بن گیا۔ وہ
 ماموں اور خاؤں کی تمام اولاد اس کے نیچے اور بھانجے ہیں۔ نیچے و بھانجی جس طرح نسب میں حرام ہیں اسی طرح
 رضاعت سے بھی ۶ ام ہیں۔ حدیث میں ایسا ہی ختم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

رضاعی بہن کی سوتیلی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان تبارہ اس مسئلے کے بارے میں کہ

میں نے اپنے چچے بشیر احمد کی مفتی سکی ممانی حمیرہ زوجہ غلام محمد کی بیٹی سے نکاح دوا دیا۔ وہ دوا دہ پتہ چلا۔
 بشیر احمد نے حمیرہ الہی کی کا دودھ پیا ہے۔ جس لڑکی کے ساتھ دودھ پیا ہے اس کی شادی کسی اور سے ہو سکتی ہے۔ لیکن
 اب ہم غلام محمد کی دوسری زوجہ یعنی عائشہ غلام محمد کی بیٹی سے بشیر احمد کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں
 بتائیے کہ کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

سائل محمد حش، میانوالی، ۵۰ ب

الجواب

بشیر احمد نے جب حمیرہ الہی کی کا دودھ پیا تو حمیرہ الہی کی رضاعی ماں اور اس کی تمام اولادیں دودھ پینے
 سے پہلے کی ذیادہ کی اس کے شوہر سے یا دوسرے شوہر سے، سب بشیر احمد کے بھائی بن جائیں گے۔ لہذا حمیرہ الہی کی کسی
 لڑکی سے بشیر احمد کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ غلام محمد حمیرہ کا شوہر، بشیر کا رضاعی باپ ہے۔ سکی دوسری بیوی سے، جو
 لڑکی پر ہوئی، وہ بشیر کی باپ میں شریک رضاعی بہن ہے۔ اس سے بھی نکاح حرام ہے۔ جس طرح نسب سے باپ
 میں شریک یا ماں میں شریک یا دونوں میں شریک تینوں قسم کی بہنیں حرام ہیں۔ اسی طرح دودھ کے رشتہ سے بھی

محمد رفیع دہلوی

بحرم من الرضاغة ما يحرم من النسب

(کتاب الرضاغة، فصل يحرم من الرضاغة ما يحرم من النسب،

صفحہ ۳۹، فقیمی کتب خانہ، کراچی)

• رتبے سب سے حرام ہوتے ہیں اور نہایت سے جن حرام ہو جاتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

داوی کا دودھ پینے والوں کے آپس میں نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

بندہ نے اپنے دو حقیقی بیٹوں کی نولاد کو بچپن میں دودھ پلایا۔ دونوں میں سے ایک لڑکا اور دوسری لڑکی ہے۔ اور دودھ پلانے میں چھ سات برس کا وقفہ ہے۔ کیا ان دودھ شریک بچپن کا نکاح آپس میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سائل محمد یامین قادری

الجواب

۱۰۰۔ اے اپنے جس پوتے پوتی کو دودھ پلایا ہے، یہ اسکے رضاعی بیٹے اور بیٹی بن گئے اور یہ دونوں آپس میں رضاعی بھائی بہن ہو گئے۔ جس طرح بھائی بھائی کا آپس میں نکاح حرام ہے۔ اسی طرح رضاعی بھائی اور بہن کا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

والد کی رضاعی بھانجی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

محترم مفتی صاحب!

السلام علیکم

مادر سے والد نے پل بن کا دودھ پیا ہے۔ اب ہم اپنے بھائی کی شادی اپنی رضاعی ماویٰ کی فوج سے
سکتے ہیں یا نہیں؟

سائل: عبدالرشید، موسیٰ لین، کراچی

الجواب

آپ کے والد نے اپنی جس بہن کا دودھ پیا ہے وہ آپ کے والد کی رضاعی والدہ اور آپ کی رضاعی ماویٰ
ہوگی۔ آپ کی رضاعی ماویٰ کی اولاد میں چچا اور چھوٹی ہوگی تو جس طرح نہیں چچا اور چھوٹی کی اولاد سے نکاح
جائز ہے اسی طرح رضاعی چچا اور چھوٹی کی اولاد سے بھی نکاح جائز ہے۔

دودھ شریک کے علاوہ دوسرے بہن بھائیوں سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما نے دین اس مسئلے میں کہ

زید نے اپنی ممانی کا دودھ پیا ہے اور جس جی کے ساتھ پیا ہے، اس سے تو نکاح جائز نہیں ہے۔ لیکن کیا زید
کا نکاح اسکی رضاعی ماں (ممانی) کی دوسری کسی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ کسی نے فتویٰ دیا ہے کہ جائز ہے۔
اس لئے بہن نے زید کی شادی بھائی کی دوسری جی کے ساتھ کر دی ہے۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ وضاحت
کریں کہ کیا شرعی نقطہ نظر سے یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟

سائل: ڈاکٹر محمد شفیع اللہ ر دارٹی

الجواب

جس لڑکے نے اپنی ممانی کا دودھ پیا ہے، اس ماموں اور ممانی کی تمام اولاد دودھ پلانے سے پہلے کی ہوں گی
بعد کی، اس شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، وہ سب اس دودھ پینے والے لڑکے کیلئے رضاعی بھائی، بہن ہو گئے۔
ان کی کسی لڑکی کی شادی زید سے نہیں ہو سکتی۔ زید کے دوسرے بہن بھائی جنہوں نے اس ممانی کا دودھ نہیں پیا ہے
اس سے رضاعت ہوتی رشتہ نہیں ہے۔ وہ پہلے کی طرح بچھیرے ممبرے بہن بھائی ہیں۔ ان کے نکاح انہیں میں
جائز ہیں۔

رضاعی ماموں سے نکاح کا حکم

اول مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرے بھائی کے ذمے اور میری بہن کی لڑکی دونوں نے میری ماں کا دودھ پیا ہے۔ لہذا ان دونوں کا نکاح تو جائز ہے۔ لیکن کیا بہن کی دوسری لڑکی سے بھائی کے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
سائل شہیر، کھارلور، کراچی

الجواب

آپ کے بھائی کے جس لڑکے نے آپ کی ماں کا دودھ پیا ہے، یہ لڑکا اس کا رضاعی بیٹا ہو گیا۔ اور اس دودھ پلانے والی کی تمام اولاد اسے رضاعی بہن بھائی ہو گئے۔ اور یہ دودھ پینے والا اپنی بیوی بچہ کی بیٹی اور بیٹوں کا رضاعی ماموں ہو گیا۔ تو جس طرح سگی بھانجی سے نکاح حرام ہوتا ہے، اسی طرح رضاعی رشتہ کی بھانجی سے بھی نکاح حرام ہے۔ حدیث شریفہ میں ہے، اور اس حدیث کو اسناد الحدیثین ابی یحییٰ محمد بن یحییٰ بن سوریہ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے جامع الترمذی میں نقل کیا ہے

ان الملقہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب

(حلد ۱) ابواب الرضاع، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب،

صفحہ ۱۳۶۰، فاروقی کتب خانہ، ملتان

بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادے رضاعت سے وہ (رشتے) جو حرام فرمادے نسب سے۔

بچے کو طویل وقفہ کے بعد دودھ پلانا

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں ملائے گرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک عورت بچے شیر خوار بچے کو ۴۴ گھنٹے ۱۰۰ گھنٹے یا ۱۰۰ گھنٹے سے زیادہ عرصے تک دودھ نہ پلائے
۴۴ ہے۔

سائل محمد امجد علی دہلوی، دہلی

الجواب

چوبیس گھنٹے بچے کو دودھ نہ پلانے سے اس عورت کا دودھ بچے کے لیے حرام نہیں رہتا۔ چنانچہ ۱۰۰ گھنٹے دودھ نہ پلانا
بے۔ لہذا دودھ بچے کو دودھ پلا سکتی ہے۔

شوہر کا بیوی کو خون دینا

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں ملائے گرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
کیا مرد اپنی بیوی کو خون دے سکتا ہے؟ اس حالت میں جبکہ زکوٰۃ کی میت میں صرف خاندان کا خون ملتا
ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔

سائل محمد مسعود

الجواب

اگر شوہر اپنی بیوی کو خون دے دے تو اس سے نجات میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔
نوٹ: اشمال خون سے متعلق حکم و قواعد الفتاویٰ جلد اول "حرام" کی بحث میں دیکھئے۔ (مرتب)
واللہ تعالیٰ اعلم

بھانجے کی رضاعی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں اپنے بڑے لی شادی چنے ہوئے بھائی کی لڑکی سے سہ چاہتا ہوں۔ ان دونوں میں قرضاعت کا کوئی
تعلق نہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میرے نواسے نے اپنی مائی کا دودھ پیا اپنی خالہ کے ساتھ اور اسی نواسے نے بڑے
بھائی کی مائی کا بھی دودھ پی لیا ہے۔ اس طرح اس نواسے نے مائی اور دونوں کا دودھ پی لیا ہے۔ تو کیا اس کے
دودھ پینے کی وجہ سے میرے بڑے کی شادی بھائی کی لڑکی کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟
سائل: عامل محمد زمان، ضلع مانسہرہ، سرحد

المجواب

صورت مسوولہ میں آپ کے لڑکے کی شادی آپ کے بھائی کی لڑکی سے نہ مہاجز ہے۔ آپ کے نواسے کا
پنی مائی اور آپ کا بھائی کا دودھ پینے سے ان دونوں کی شادی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جن کے بارے میں آپ نے
سوال کیا جبکہ ان دونوں میں سے کسی نے دودھ نہ پیا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بہن کی رضاعی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک لڑکی جس نے اپنی ممانی کا دودھ پیا ہے، اس لڑکی کا بھائی ممانی کی بیٹیوں سے نکاح کر سکتا ہے یا
نہیں؟ بیہودا وتوجروا

سائل: عبدالغفور ولد عبدالغفور، بہادر آباد، کراچی

الجواب

جس بڑی نے ممانی کا دودھ پلا وہ ممانی کی رضاعی بیہتی ہو گئی۔ اور ممانی کی تمام اولادوں کی رضاعی بہن ہے۔ اس کا نکاح ممانی سے کسی لڑکے سے نہیں ہو سکتا۔ اس لڑکی کے دوسرے بہن بھائی جنہوں نے ممانی کا دودھ نہیں پیا ہے، ان سے رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوا۔ ان کی ممانی کی تمام اولاد سے شادی جائز ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں دودھ پینے والی لڑکی کے بھائی کی شادی ممانی کی سب لڑکیوں سے جائز ہے۔

بیوی کا دودھ پینے والے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کے یہاں بیٹا پیدا ہوا، چھ اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا۔ کچھ روز بعد زید نے سچے کو ماں کا دودھ پلانا چھڑوا دیا۔ اور وہ بیٹا کا دودھ پلانا شروع کر دیا۔ زید نے خود اپنی بیوی کا دودھ پلانا شروع کر دیا، جس طرح چھ پیتا ہے۔ زید کے اس عمل اور اس کے نکاح کے بارے میں حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب

نکاح کی حرمت اس صورت میں ہوتی ہے، جب دودھ پینے والے کی عمر ذہائی سال سے کم ہو، اور جب ذہائی سال سے زیادہ ہو جائے تو دودھ پلانا اس وقت ناجائز ہوتا ہے۔ لہذا شوہر کا یہ فعل گناہ ہے، اسے اس فعل سے باز رہنا چاہیے۔ مگر اس فعل کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ماموں زاور رضاعی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

یہ سہ ماہوں سے بچے بعد، ٹیکرے، شوہاں لی ہیں۔ پہلی وان ممائی کا میں نے دودھ پیا ہے۔ ایز
 . . ن ممائی . ن سے نہ لگانا چاہئے یا جائز؟

الحواب

سہ ماہ تک پہلی ممائی . ن سے لگانا حرام ہے، اسی طرح دوسری ممائی کی بڑی سے بھی نکاح
 حرام ہے۔ . ن سے کہ ۱۱ مری ممائی کی بڑی بھی اس کی رضاعتی بن ہے۔ رضاعت میں شہرہ کا اعتبار ہوتا ہے۔ پہلی
 ممائی ۱۰-۱۱ھ پینے کی وجہ سے ماموں اور کارضاعتی باپ ہے۔ اور دوسری ممائی کی لڑکی رضاعتی باپ کی بیٹی ہے تو یہ
 رضاعتی باپ میں شریک ہوئی۔ جس طرح نسب میں تینوں بہنیں یعنی حقیقی بن، باپ میں شریک بہن اور ماں
 میں شریک بہن حرام ہیں اسی طرح رضاعت میں بھی تینوں قسم کی بہنوں سے نکاح حرام ہے۔ بدایہ میں ہے

ولیس الفعل متعلق بہ التحريم

(اولین، کتاب الرضاع، صفحہ: ۲۵۱، مکتبہ شرکت علمہ، ملتان)

یعنی حرمت رضاعت کا تعلق اور سبب حرمت شہرہ ہے یعنی اس دودھ کا سبب شہرہ ہی ہے۔

لہذا سو قلی رضاعتی بہن سے بھی نکاح نہیں کیا جاسکتا۔

نکاح کا بیان

نکاح سے پہلے کلمہ شریف پڑھانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ :

کیا نکاح صحیح ہونے کیلئے، نکاح سے پہلے کلمہ شریف پڑھانا ضروری ہے یا نہیں :

سائل عبد الرزاق قادری، حیدرآباد

الجواب

نکاح صحیح ہونے کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ کلمہ بھی پڑھایا جائے۔ لیکن آج کل زبان آزاو ہے اور جو منہ میں

آتا ہے انسان نال دیتا ہے۔ لہذا ابھر یہ ہے کہ کلمہ اور استغفار پڑھا دیا جائے۔ لیکن بغیر پڑھائے بھی نکاح ہو جاتا ہے

مسجد میں نکاح اور دنیاوی باتیں

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
آج کل مساجد میں نکاح کی تہذیب منعقد ہوتی ہیں۔ کیا شریعت — حافظتِ مکان کا مسجد میں منعقد کیا جانا
ضروری ہے؟ یا اس تقریب کو کہیں بھی منعقد کیا جاسکتا ہے؟

آج کل مساجد میں جو نکاح کی تقریب منعقد ہوتی ہے، اس میں شریعت نے وہاں مسلمان بھائی، باند
کواڑ کے ساتھ ایک دوسرے سے کاروباری اور مختلف دنیوی موضوعات پر گفتگو کرتے ہیں اور مذاہق بھی کرتے ہیں
، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سلسلہ گفتگو خطبہ نکاح کے دوران بھی جاری رہتا ہے۔ اس
بارے میں معذرت طلب سوالات کے جوابات شریعت مطہرہ کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔

(۱) مسجد کو بے حرمتی سے چلانے کیلئے اگر مکان کی تقریب مسجد سے باہر منعقد کی جائے، تو کیسا

ہے؟

(۲) اگر مسجد میں نکاح کے دوران شرکاء، مسجد کی بے حرمتی سے مرتکب ہوں، تو کیا وہ ناجائز
ہوں گے اور اگر ایسا ہے تو ان لوگوں کے گناہ کا وبال اس شخص کے سر بھی ہوگا۔ جس نے نکاح کی تقریب مسجد میں
منعقد کی؟

سوالات کا مفصل جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

سائل: محمد عارف، عبدالغفور، بہنوالدین منڈی، پنجاب

الجواب:

(۱) مسجد میں نکاح کی تقریب منعقد کرنا ضروری نہیں۔ مستحب ہے۔ شادی بال یا گھر میں بھی تقریب

نکاح منعقد کی جاسکتی ہے۔

(۲) مسجد کے قریب بنے غلاف آبرے والے گناہگاروں کے۔ لیکن شرکاء کی ناجائز باتوں کی وجہ سے مسجد میں کھانے کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ لوگوں کو ناجائز باتوں سے روکا جائے گا۔

بدعتیہ قاضی سے نکاح پڑھوانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے سے بارے میں کہ
سنی صحیح العقیدہ و مسلک اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھنے والے لڑکے اور لڑکی کا نکاح سی دیوبندی،
دہلوی، نجدی قاضی نے پڑھایا۔ مختار مدعی کے مطابق یہ نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ یا فرضاً یہ نکاح صحیح نہ ہو، تو کیا
اسی صحیح العقیدہ سنی قاضی سے دوبارہ پڑھوانا ہوگا؟ جبکہ اب باوجود اسے خاڑک شکر یہ کاموقع مناسبت فرمائیں۔
سائل ابو الاحمد عبدالعظیمی، مری

الجواب

جو دہلوی، نجدی وغیرہ ان تو بین آمیز عبارات کو ضمیمے جانتے ہیں، جن کی وجہ سے ان عبارات کے لکھنے والوں پر حکم کفر دیا گیا ہے، ایسے قاضی سے نکاح پڑھوایا، جب تو اس نکاح میں کوئی خرافی نہیں ہے۔ اور اگر یہ نکاح پڑھانے والے ان عبارات کو جانتا ہے اور پھر بھی ان کے لکھنے والوں کو مسلمان جانتا ہے تو یہ بھی ہر ہو جائے گا لیکن نکاح پھر بھی صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ مرتد کو کوئی نئے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگرچہ اچھا نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص کا کہ جسے عقیدے میں خرافی ہے احرام کیا جائے اور اس سے نکاح پڑھوایا جائے۔ ماہ نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ نے فتاویٰ مائتبی میں لکھا

وتجوز وكالة المرتد بان وكل مسلم مرتدا وكذا لو كان مسلما وقت

الفوکیل ثم ارتد فهو علی وكالة الا ان يلحق بدار الحرب فتبطل وكالةه كذا

فی البدائع

(جلد ۲) کتاب الوكالة، الباب الاول، صفحہ ۵۲۴، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی مرتد کی نکاح نہ ہو۔ جسے کہ جب مسلمان نے مرتد کو نکاح کی طرح آمادہ شخص نکاح سے
میت مسلمان کا چہرہ مرتد ہو گیا تو بھی وہ اپنے نکاح پر قائم رہے گا۔ جب وہ راجع چلا جائے تو اسکی نکاحات
باطل ہو جائیں گی اسی مرتد کے نکاح میں بھی ہے۔

نکاح حرہ (آزاد عورت) میں اسکے اذن اور عدم اذن کا حکم

الاستفتاء

میں محمد اقبال نے تقریباً بیس سال قبل اپنے چچے محمد الطاف کیلئے مکھن خان ولد محمد ایوب بی بی
شاہدہ پروین کا رشتہ مانگا، جس کو مکھن خان نے خوشی تسلیم کیا اور توثیق نکاح کیلئے میں باقاعدہ جرگہ لکیر گیا، جس
میں کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اور روہڑہ مسلمان گواہان کے سنت نبوی کے مطابق باقاعدہ نکاح ہوا۔
مولوی صاحب نے مکھن خان کو کہا "اس طرح تو نے اپنی بیٹی شاہدہ سب شہادت کے ساتھ محمد اقبال کے چچے محمد
الطاف کو دی۔" اقبال نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کیلئے الطاف کو قبول کیا۔ اس طرح باقاعدہ نکاح ہوا۔ اب بیس سال
سال بعد محمد مکھن خان نے انکار کر دیا۔ جواب طلب یہ ہے کہ آیا نکاح جسکو فقہاء نے اس انداز میں بیان کیا ہے
النکاح بمعنی باہجاب و قبول و حضور الشاہدین یعنی نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں باہجاب و قبول سے منعقد
ہو جاتا ہے۔ تو آیا لڑکی بغیر طلاق یا اجازت کے کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ اگر نہ سکتی ہے تو کس رو سے؟
سائل محمد صدیق، عزیز آباد، کراچی

الجواب

سوال میں یہ لکھا ہے کہ لڑکی کے باپ مکھن خان سے مولوی صاحب نے کہا کہ "تو نے اپنی بیٹی
شاہدہ کو سب شہادت کے ساتھ محمد اقبال کے چچے الطاف کو دی۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کے باپ سے
ایجاب نہ ہوا گیا ہے۔ بالذات لڑکی کا ایجاب وہ خود کرے گی یا اسکاکیل۔ ولی یا جنسی کو کسی بالغ مبالغہ کی طرف سے
ایجاب کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس طرح یہ نکاح فضولی ہوا۔ نکاح فضولی کا حکم یہ ہے کہ "اس نکاح کے بعد جب لڑکی
کو خبر دی جائے کہ میرا نکاح میرے باپ نے کر دیا ہے اور وہ اس پر اپنی رسوائی کا قصور کرے تو یہ نکاح جائز

• جہت تہ اور رضا مندی کا احساس ۔ ۔ نکاح منع ہو جاتا ہے ۔ ۔ باپ نے لڑکی سے پہلے نکاح حاصل کر لیا تھا تو اس نکاح کا ثبوت لڑکی سے قرار پایا اور اس سے بوجاہل کا تو یہ نکاح صحیح ہو گا۔ اب جو صورت ہو گی اور یہ حکم دینا ہی ہو گا۔ ۔ پہلا نکاح صحیح ہو گیا تھا تو دوسرا نکاح باطل ہے کہ پہلا نکاح باطل ہے تو دوسرا نکاح صحیح ہے۔

لڑکی کیلئے اپنی پسند کی شادی کرنے کا حکم

الاستفتاء

لینا فرماتے ہیں علماء اہل اسلام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک نوجوان لڑکی اپنے دوست لڑکے کے ساتھ فرار ہو گئی۔ عرصہ پانچ ماہ سے وہ اسے ساتھ رہ رہی ہے۔ ان لڑکی نے اپنے ماں باپ سے صاف کہہ دیا کہ "میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے۔" اور مجھے بانی کورٹ میں بھی جانا پڑا تو میں عدالت میں کہہ دوں گی کہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور اس کے ساتھ رہوں گی "ان کے والدین اس سے کبھی کبھی ملتے بھی ہیں۔ کیا ماں باپ کی بغیر اجازت اور رضا مندی کے شرع محمدی میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سائل: محمد ایوب الرحمان اوکاڑوی، خطیب جامع مسجد صادقی، سعید آباد، کراچی

الجواب

لڑکی کا نکاح اس کے علم اور اجازت سے ہی ہوتا ہے۔ لہذا وہ اپنی مرضی سے اگر کسی شخص سے گواہوں کے سامنے نکاح کرتی ہے، تو اسے جائز ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ جس سے وہ نکاح کر رہی ہے، وہ تو میت مال و دولت اور زمین اری میں اس کے برابر نہ ہو۔ اگر اپنے سے کم مرتبہ والے سے شادی کرے گی تو پہلے باپ کی اجازت لینا ضروری ہے۔ صحیحہ حسب میں بغیر اجازت ولی جو لڑکی اپنے سے کم درجے کے آدمی سے نکاح کرے گی وہ نکاح باطل ہے۔ اور تمہارے ہا نہیں تو جائز ہے مگر ماں باپ کی عدم رضا مندی سے نکاح کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

بالغہ کا والدین کی مرضی کے بغیر نکاح

ازسنتفاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں :-

میں نے اپنے بڑے عارشتہ محمد اشرف کو لڑکی سے شے یا - وادری کے متعلق فیصلے نے مطابق وادری کے ماننے محمد اشرف نے اپنی لڑکی زابدہ کو اجازت دی کہ میں نے محمد عارف و لد محمد خان کو اپنی لڑکی دے دی۔ لیکن اب لڑکی کا تالیاس رشتہ میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ وہ کسی اور شخص سے زابدہ کا نکاح کروانا چاہتا ہے جبکہ لڑکی کے والدین اب بھی یہ رشتہ ہمیں دینے کیلئے تیار ہیں۔ معلوم یہ کہ ہے کہ یہ نکاح والدین کی مرضی کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد خان، ماتھہ آئی لینڈ

الجواب

مسائل کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے، تو لڑکی بالغ ہے۔ بالغہ کا نکاح اسکی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا لڑکی جس جگہ نکاح کرنے پر مرضی ہو گئی، اس جگہ نکاح کیا جاسکے گا۔ مگر اب نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کرنے کیلئے لڑکی کو سمجھا کر اسی جگہ شادی کرنے پر مرضی کرنا چاہیے اور تیار ہو کر اس کی موجودگی میں کوئی حق حاصل نہیں ہے، اس لئے اسے معاملے میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔

نکاح بالغہ میں اسکی مرضی کا حکم

ازسنتفاء :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

حادثہ بالغہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح منعقد ہو گیا تو لڑکی کے نکاح پر قائم بھی رہا یا نوٹ کیا؟ اگر نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا منعقد تو ہو اگر لڑکی کے نکاح پر نوٹ کیا اور ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کو اپنی بیوی جان کر صحبت کی تو یہ گناہ میں شمار ہو گیا نہیں؟ گناہ کی صورت میں لڑکے

پر یا نہ ہو، جب ہونی یا نہ ہونا مقرر واجب ہوگا۔ اب ذی کا والد طلاق اور حق مہر کا مطالبہ کرتا ہے، جو کہ چالیس ہزار روپیہ ہے، جبکہ لڑکے کا والد بھی فوت ہو گیا ہے۔

سائل: عبد الغفور، لیاری، کراچی

الجواب

کسی بالغ لڑکی کا نکاح اسکی رضا مندی کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ صاحب ہدایہ شیخ الاسلام بر حبان الدین ابو اعین علی بن ابی بحر متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

لا يحوز للولي اجبار البكر البالغة على النكاح

(اولین، کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والاکناء، صفحہ: ۲۱۴، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی ولی کیلئے بالغ بکرہ کو نکاح پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ یعنی بالغ بکرہ عورت کا نکاح ولی زبردستی بغیر اجازت نہیں کر سکتا۔

لہذا صورت مسئولہ میں جو لکھا ہے، اگر وہ صحیح ہے تو اس لڑکی کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا، اگر پہلے اس نے انکار کر دیا تھا، جب تو ظاہر ہے۔ اور اگر پہلے انکار کیا تھا، جب بھی باپ کا اپنی بالغ بیٹی کا نکاح منعقد کر دانا نکاح فضولی تھا۔ نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ جب لڑکی کو متایا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو وہ نکاح ختم ہو گیا۔ اسکے بعد شوہر کے گھر بھیج دینا اور شوہر کا اس سے وطی کرنا حرام اور قلم ہوا۔ مگر وطی ہونے کے بعد اس پر عدت واجب ہو جائے گی۔ عدت کے بعد یہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے کفو میں نکاح کر سکتی ہے، اور غیر کفو میں ولی کی اجازت سے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بالغہ کا نکاح اور والدین کی ذمہ داری

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

۱۰۔ کوئی لڑکی والدین سے بے حد کوشش پا جو نہ فی سے نکاح کرتی ہے۔ بعد ازیں قہر پڑتا ہے۔
 ہے اور اسلامیت میں یہ کیا ہے۔ نکاح پہلے جو جو کچھ فی سے کہہ کر لڑکی کو نکاح کی ذمہ داری
 دی گئی ہے اور میں کسی طرح بھی حرام کا قہر نہیں کھا سکتی۔ اب اس کے والد کا اقبال ہو گیا ہے اور والدہ حیات میں
 ان کی یہ کوشش ہے کہ لڑکی عقد لے کر راضی ہو جائے تاکہ والد اور اس کے والدہ کے لئے اچھا ہے۔ کوشش نظر ہم
 اپنے فرض سے کوشش ہو جائے۔ آپ سے یہ وصاحت چاہیے کہ اگر لڑکی شہر میں نہیں رہتی تو والدین کو قیامت
 ان یا قہر میں کسی قسم کی جو بہ دینی یا مادہ اتونہ ہوگی؟

سائل سید محمد علی شرر B دہلی اپنی

الجواب:

بالذکر کی پر کسی کو نکاح کے معاملے میں جو نے واقعہ حاصل نہیں رہتا ہے۔ اس کو سمجھا دیا جائے
 نہیں آیا دیکھا جائے۔ اگر وہ ان کے توالے والد اور اس کے والدہ کے لئے اچھا ہے۔ ان کے لئے اور والدین کی
 فرمانبرداری کا ثواب مل جائے گا اور اس عقد کے دور میں غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح میں واقع ہونے سے حفاظت
 بھی ہو جائے گی۔ اگر سمجھانے پر بھی نہ مانے تو والدین پر کوئی سزا نہیں؟

نکاح اور نکاح کے نکاح کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب السلام میکم

بعد سلام عرض ہے کہ ذیل کی لڑکی، جس کی عمر نو سال ہے اور بچہ کا نکاح، جس کی عمر ۳ سال ہے۔ یہ
 شرعی اعتبار سے ان دونوں کی شادی جائز ہے؟

سائل محمد زین الدین و اولاد، مدارس کالونی دہلی، دہلی

الاجواب

نکاح کا قسم تو یہ ہے کہ بالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح، ان کی اجازت سے ہو گا۔ ان کی بغیر اجازت نہیں ہو سکتا۔ اور بالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح، ان کے والد، دوا، بڑے بھائی اور چچا جو ولی ہو گا، اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔ وہ ان کی اجازت سے بغیر بالغ اپنا نکاح کرے تو نہیں ہو سکتا۔ بالغ ہونے کی علامتیں یہ ہیں کہ عورت کو حیض آجائے یا حمل قرار پا جائے تو وہ بالغ مانی جاتی ہے اور لڑکے کو احتلام ہو جائے، تو بالغ ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں تو چند دو سال کی عمر میں دونوں بالغ ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس لڑکے اور لڑکی میں اگر علامات بلوغ پائی گئی ہوں تو ان کی مرضی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ اور اگر علامات بلوغ نہیں پائی گئیں، تو جو ولی قریب تر ہو گا، اس کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بالغ کا بغیر ولی کے نکاح

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

دو چھوٹی بیاہتی ہوئی، جس میں ایک لڑکی بالغ تھی جبکہ دوسری نابالغ تھی۔ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کر لیا گیا۔ جبکہ چھوٹی لڑکی اور لڑکے کے ایجاب و قبول سے وقت لڑکے کے والد موجود تھے اور نہ ہی لڑکی سے والد۔ چھوٹے لڑکے سے قبول کر لیا گیا تو لڑکے نے انکار کر دیا اور چھوٹی لڑکی سے بھی ایجاب نہیں کر دیا گیا۔ مگر نکاح خواتن کتاب ہے کہ ”نکاح ہو گیا“ نکاح ہونے کے کچھ عرصہ بعد لڑکے کی بہن نے لڑکی والوں کو آکر بتایا کہ میری بھائی کتاب ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے بالغ ہونے پر دوبارہ نکاح کرائیں گے۔ لڑکے کو فارم ہمد و سخطہ کر کے کیلئے قلم دیا گیا تھا تو لڑکے نے قلم لینے سے انکار کر دیا اور ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔ لہذا معلوم کرنا ہے کہ شریعت محمدی کے تحت یہ نکاح ہوا یا نہیں اور اگر نکاح ہو گیا تھا تو لڑکے کے بعد میں انکار کرنے پر یہ نکاح قائم رہ گیا نہیں؟

الجواب

مبالغہ نہ کرے اور لڑکی کا نکاح وہی اجازت سے ہی ہو سکتا ہے۔ پھر اجازت وہی مبالغہ کے نکاح کی کوئی صورت نہیں۔ گرچہ وہ مبالغہ نکاح کی اجازت بھی دے دیں، جب بھی ایسا نکاح مبالغہ ہے۔ لہذا اگر واقعی ایسا ہی ہوا جیسے کہ سال میں نہ گزرے تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ شیخ الاسلام برحمان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی متوفی ۵۹۳ھ نے حدایہ میں لکھا

ويجوز نكاح الصغير والصغيرة اذا روجهما الولي بكر اكانت الصغيرة او

نید

(اولین۔ کتاب النکاح، باب فی الاولیاء والاکناف، صفحہ ۳۱۶، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)۔

یعنی مبالغہ لڑکے اور عیال لڑکی کا نکاح جائز ہے جبکہ انکا نکاح انکے ولی نے کیا ہو۔ خواہ وہ عیال یا کرہ (کنواری) ہو یا شیبہ (شادی شدہ)

بلوغ کے بعد نسخ نکاح کا حکم

الاستفتاء .

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل ہمدرد جو ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
مبالغہ لڑکی کا نکاح اگر باپ یا دادا کر دیں، بعد میں اسکو اگر فسخ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں۔

سائل: مدد خدا

الجواب .

شریعت میں باپ، دادا اگر مبالغہ لڑکی کا نکاح کر وادیں تو وہ لازم ہو جاتا ہے۔ لڑکی کو مبالغہ ہونے کے بعد انکے فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ شیخ الاسلام برحمان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی متوفی ۵۹۳ھ نے حدایہ میں لکھا

اور جبکہ وہ اور الحد یعنی نصعیر و الصعيرة ۳۰۰ حب رہے۔ بعد

شروع

اولین۔ کتاب النکاح ۱۰۰ حب ہی اولیٰ۔ وادکفا۔ صناعہ ۳۱۰۰ ممکنہ طور پر علمہ

ملتان۔

میں بدشگونی یا نرے کا نکتہ جب باپ والے۔ اولیٰ تو انھیں بچے ہونے کے بعد (نکاح کو فتح کرنے

کا اختیار نہیں رہتا۔

واللہ تعالیٰ مد

مطلقہ کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب!

سلام شکر

برائے کرم حسب ذیل مسائل پر فتویٰ صادر فرمائیے

زید بنی منکود ہندہ سختہ صارت تھی۔ اس نے زید کو ترغیب دی کہ وہ اس کی سہیلی بن رہنوب سے نکاح کرے

۔ زید نے ہندہ کی زندگی میں ہی اس کو طلاق دے کر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی زینب سے نکاح کر لیا۔

زینب سے نکاح سے چھ ماہ بعد ہندہ کا انتقال ہو گیا۔ برادر اکرم قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ دیجئے کہ کیا زید کا نکاح

زینب سے جائز ہے؟ اگر زینب سے چھ ماہ بعد ہندہ کا انتقال ہو گیا تو وہ ولد الحرام کہلائے گا یا نہیں؟ اگر بچے کا حقیقہ کیا جائے تو صحیح ہے یا

غلط؟ اس بچے کے حقیقہ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زینب کا نکاح صحیح نہیں ہے تو چونکہ اب ہندہ مر چکی ہے،

لیا اب دوبارہ نکاح کر لیا جاتا ہے؟

مسائل مختار احمد، مکتبہ پیر کالونی، کراچی

الحواب

یہ کاپی بنی و منگی بہن سے جو فی الواقع دینیئے سے بعد عدت میں نکاح فاسد تھا۔ اب دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ نکاح فاسد میں جواہر پیدا ہوتی ہے وہ ثابت الحسب ہو جاتی ہے۔ لہذا اس کا عقیدہ بھی صحیح ہے اور اس عقیدہ میں شہادت مانگی جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب



متعلقاتِ نکاح

دوسری شادی کیلئے پہلی بیوی کی رضامندی

الاستمضاء

محترم جناب مفتی صاحب!

ایک شخص نے ایک شادی کی ہے، اب دوسری شادی بھی کرنا چاہتا ہے۔ اگر اس کی پہلی بیوی سے نکاح ثانی کی اجازت نہ دے تو شریعت کی رو سے دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

سائل سید حمید القادر، جوڑیا بازار، کراچی

الجواب

قرآن کریم نے آزاد مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔

(سورۃ (۳) النساء، آیت ۳)

ن میں یعنی صفیٰ بنیٰ رضامندی یا عدم رضامندی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ہاں یہ تاکید فرمائی ہے کہ جب جنتہ دیاب میں تلوں میں جہر سرے گا۔ سب کے ساتھ کیساں ہر تاؤ راہ دو ہاں ر کھے گا اور اگر اہل حق نہیں کرے گا تو انہی حدیثوں میں سخت وعید ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

دلال کے ذریعہ عورت خرید کر نکاح کرنا

الاستثناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
 بہرے ہاں ایک حاجی صاحب ہیں۔ انھوں نے تریلا ڈیم کے قریب وجود اور میں چند حضرات سے واقفیت
 بنا رکھی ہے، ان کا کام یہ ہے کہ شادی کے خواہشمند حضرات کے رشتے وغیرہ طے کروائیں لیکن وہ عورت قیمت لیکر
 دیتے ہیں۔ اور پیسے چھپتے ہیں کہ تمھیں کتنی رقم تک کی عورت چاہئے مثلاً سو ہزار، پچاس ہزار، پھر
 حاجی صاحب شادی کے خواہشمند کا شناختی کارڈ اور نقد ایک ہزار لیکر تریلا ڈیم کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں وہاں کے
 واقف کار نوگوں کو شناختی کارڈ اور ایک ہزار روپیہ پہلی قیمت دیکر ساتھ ہی ساتھ شادی کے خواہشمند آدمی کے ساتھ
 طے شدہ رقم بھی بتا دیتے ہیں مثلاً ہمیں پچاس ہزار روپے تک کی عورت چاہئے۔ اس کے بعد وہاں کے لوگ عورت
 کی تلاش کرتے ہیں، عورت مل جانے پر حاجی صاحب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ شادی کے خواہشمند آدمی کو ہمراہ
 میں اور عورت کو لے جائیں۔ اطلاع ملنے پر حاجی صاحب شادی کے خواہشمند آدمی کو ہمراہ لے کر وہاں جاتے ہیں اور
 رقم ادا کر کے عورت اپنے ساتھ لے آتے ہیں۔

اب کوئی ثبوت نہیں کہ یہ عورت ۲۵ ہے، ۶۰ سالہ نہ زندہ ہے یا اغوا شدہ ہے صرف اور صرف قیمت لڑائی اور عورت حاصل کی، بعد میں اپنے گھر آکر نکاح کر لیا جاتا ہے۔

یہ لوگ قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیل سے وضاحت فرمادیں کہ کیا شرعی احکام کی رو سے ان صاحب کا فعل جائز ہے یا نہیں؟

۱- کلیدی کلمات: جبرائیل علیه السلام، وحی، قرآن مجید، نزول، برات صحف، ضلع.

الجواب

ترجمہ: یعنی اگر عورت محل زوج نہیں ہے کہ وہ نکاح ختم ہو چکا ہے۔ عورت کے بھائی کیلئے بھی یہ جائز نہیں ہے۔ وہ اپنی بہن کا نکاح کرنے کیلئے شوہر سے یا اس کے والد سے کسی قسم کی رقم کا مطالبہ کرے جب بھائی کیلئے جائز نہیں ہے تو کسی اجنبی کیلئے تو یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۰ھ نے عراقی میں لکھا ہے

لو خطب امرأة في بيت احيها هابی الاح الا ان يدفع اليه دراهم فدفع ثم
تزوج كان للزوج ان يسترد ما دفع له
اور اس کے حاشیہ میں لکھا
ای قانما او هالکا لانه رشوة

(جلد ۲) کتاب النکاح، باب المهر، صفحہ ۱۸۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
ترجمہ: اگر کسی خاتون کو اس کے بھائی کے گھر میں پیغام نکاح دیا گیا اور بھائی نے مقدمہ دینے سے انکار کر دیا
تو یہ کہ اس کو کچھ رقم دی جائے تو بھائی کو حق ہے کہ اپنے (سارے) رقم کی واپسی کا مطالبہ کرے۔
یعنی اگرچہ وہ رقم اس کے پاس رہی ہو یا ضائع ہو گئی ہو (وہ واپس کرنی ہے) کیونکہ وہ رشوت تھی۔
لہذا اس سلسلہ میں جتنی رقم لوگوں سے لی گئی ہے اسکا انہیں لوگوں کی طرف لوٹا دینا واجب ہے اور آئندہ
اس مذموم فعل کو ترک کر دینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔ اسلام میں اس طرح کے
فعل کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عدم نکاح کی صورت میں مال دینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ
زید نے اپنے لڑکے کو ہر خان کا نکاح مہمانہ عزیزہ بیگم بنت شیر خان سے اس شرط پر کیا تھا کہ میں اپنی لڑکی

فی فی آمد کا نکاح باغ ہو۔ کے بعد منور خان من شیر خان۔ روں کا حصہ۔ تادم اٹھاء صد مبلغ ۳۰۰۰ روپے اور
روں کا حصہ باقی عدد تو بر موجود سے اور میں جو کچھ میان کر رہا ہوں یہ حلفیہ بیان ہے یعنی اس میں کسی قسم کی کمی و
بلائی نہیں ہوگی۔ یہ بات ایسے ہو گئے ہیں کہ عزیز و حکم کو طلاق ہو چکی ہے اور منور خان کا نکاح بھی دوسری جگہ
ہو چکا ہے اور فی فی آمد بھی وہاں نکاح کرنے میں راضی نہیں۔ لہذا دوسری شرط مبلغ ۳۰۰۰ روپے کے متعلق زیادہ پر
اور۔ شرع کیا حکم ہے؟

ماوراء زمین زیادہ سے عزیز و حکم کی شادی کے وقت عزیز و حکم کے والد شیر خان کو مبلغ ۶۰۰ روپے نقد و عزیز
تو روپہ ۵۰۰ روپے کھانے، خیر و کیلئے دیئے۔ اس شرط پر کہ فی فی آمد کے نکاح کے وقت یہ چیزیں شیر
خان واپس کرے گا۔ قسلی طش جواب سے مطمئن فرمائیں۔

الجواب

فی فی آمد کا نکاح منور خان و لد شیر خان کے ساتھ نہ کرنے کی صورت میں تین ہزار روپے دینے کی شرط
ماں سے۔ اس سے کہ ماں، ماں کے نقصان کے بدلے میں لازم ہو رہا ہے۔ یہاں یہ صورت نہیں ہے تو اب اگر آمد
فی فی آمد کا نکاح نہ ہو و شخص سے نہ کیا گیا تو مال دینا لازم نہیں ہوگا۔ یعنی زیادہ پر تین ہزار روپے دینا لازم نہیں۔
عزیز و حکم کی شادی کے وقت جو مال دیا گیا تھا اس کا لوٹنا اس شرط کے ساتھ مشروط تھا کہ آمد فی فی کی
شادی کے وقت لوٹا جائے گا۔ جب آمد فی فی کی شادی منور خان و لد شیر خان سے نہ کی گئی تو شرط نہ پائی گئی۔ لہذا اس
مال کا لوٹنا بھی واجب نہ ہوگا۔

عدم عمل زوجیت اور فسخ نکاح کا حکم

الاستفتاء :

محترم مفتی صاحب !

میری شادی میرے والدین نے مجھ سے ۵ اکروہ ۱۱۔ دو سال قبل رخصتی ہوئی۔ اسکے کچھ ہی عرصہ

بعد میری بیوی نے مجھ سے ناراضگی کے سبب خودکشی کی کوشش کی، مجھے اللہ کے کرم سے چھایا گیا۔ مگر اسکے اس عمل سے میری، میرے والدین اور میرے خاندان کی خستہ و خرابی ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی سے اپنی ناراضگی کا اظہار کچھ اس طرح سے کیا کہ تقریباً دس ماہ تک اس سے کلام نہیں کیا اور نہ ہی حق زوجیت ادا کیا۔ مگر والدین کے سمجھانے پر میں نے اپنی روش چھوڑ دی۔

اب آپ سے سوال یہ ہے کہ میں نے دس ماہ تک جو حق زوجیت سے کنارہ کشے رکھا، کیا میرا یہ عمل کسی طرح بھی نکاح میں رکاوٹ کا سبب ہے؟ اور میرے نکاح میں کسی قسم کا فرق پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے آپ سے رجوع کرنے کا خیال اس لئے آیا کہ پچھلے دنوں اخبار میں آیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ فیصلہ جاری کیا ہے کہ مخصوص مدت کیلئے قیدیوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ رہنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص بلا عذر حق زوجیت ادا نہ کرے تو خود خود اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو میرے مسئلے پر روشنی ڈالئے۔

الجواب :

صورت مسئلہ میں نکاح میں شرعاً کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ اگر قسم کھا کر بیوی سے یہ کہا جاتا کہ ”میں چار مہینے تک تمہارے قریب نہیں ہوں گا“ تو اس صورت میں یہ ”ایلاء“ ہوتا۔ قرآن کریم میں ہے

لَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثَرْبُصً اَرْبَعَةً اَشْهُرٍ

(ممتورہ (۲) البقرة، آیت: ۲۲۶)

ترجمہ وہ جو قسم کھا گئے ہیں اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی انھیں چار مہینے کی مہلت ہے۔

جبکہ حکم یہ ہے کہ اگر شوہر، ان چار مہینوں میں کسی دن بھی قرمت نہ کرے تو قسم کی یہ مدت پوری ہونے پر بیوی کو طلاق باندھ ہو جاتی ہے۔ چونکہ صورت مسئلہ میں ایسا کوئی امر نہیں۔ لہذا نکاح باقی ہے۔ اس میں کوئی حرج واقع نہیں ہوا۔ تین ماہ تک حق زوجیت ادا نہ کرے کی صورت میں نکاح ٹوٹ جانے کی بات درست نہیں ہے۔

خنتی (بیچوڑے) کے نکاح کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ ۔

ایک شخص ہمارے۔ اسے شادی کرنی چاہیے یا نہیں؟ اور اگر شادی کرنی ہے تو کیا عورت پابند ہے کہ
نکاح میں رہے یا طلاق لینے کا حق رکھتی ہے؟

الجواب .

شوہر جب اس قابل نہیں ہے کہ وہ جماع کر سکے، تو اسکا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی کے پاس دعویٰ
کرے تو قاضی شوہر سے دریافت کرے گا۔ اگر وہ اپنے ہمارے ہونے کا اقرار کرے تو قاضی ایک سال کی مہلت دے
دیگا کہ وہ اپنا علاج کرائے۔ اس ایک سال میں بیوی اس کے پاس رہے گی، اگر اس نے اس ایک سال میں جماع کر لیا تو
عورت کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا اور اگر جماع نہ کیا اور عورت جدائی کی خواہش کرے تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کا حکم
دے۔ اگر وہ طلاق دیدے تو اچھا ہے اور طلاق نہ دے تو قاضی تفریق کر دے گا۔ مگر تفریق کے مطالبے کا حق
عالمہ، بالغہ، آزاد لڑکی کو ہے۔ اس کے اولیاء کو یہ حق نہیں ہے۔ اگر لڑکی نابالغ ہو جب بھی اس کے اولیاء کو حق نہ ہوگا بلکہ
لڑکی کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ ملامہ طلاء الدین ^{حصصی} متوفی ۸۸۰ھ نے در مختار میں لکھا ہے

فرق الحاکم بطلبها لحرارة بالغة

اس پر شادی نے لکھا

فلو صغيرة انتظر بلوغها

جلد (۲) کتاب الطلاق، باب العین وغیرہ، صفحہ ۲۴۳.

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی اگر بالغہ عورت خلع کا مطالبہ کرے تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کا حکم دے گا بلکہ تفریق کروائے گا
اور اگر نابالغ ہے تو اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائیگا۔

لہذا اگر لڑکی راضی ہے تو کوئی دوسرا تفریق نہیں کر داسکتا ہے لیکن عادات کو دیکھتے ہوئے لڑکے کے
والدین لڑکے کو سمجھا کر طلاق دلاویں تاکہ لڑکی دوسری شادی کر کے اپنی زندگی گزار سکے۔

زنا سے حاملہ کے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے نراء اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید نے ایک غیر شادی شدہ لڑکی سے محاشقہ شروع کیا۔ ہر دو کے والدین بے دودوں کا طبعی میلان دیکھ کر بھی مقلی کر دی۔ مقلی کے بعد زید لڑکی کے گھر آتا جا سمہا۔ لڑکی کے اہل خانہ نے شرمی پر دے کو طوطہ نہ رکھا، اسی دوران لڑکی زید سے حاملہ ہو گئی۔ لڑکی کی ماں کے علم میں یہ بات آئی تو اس نے زید کے والدین سے اس کو اخفاء رکھتے ہوئے، ان پر شادی کیلئے دہانہ زور ڈالا۔ زید کے والدین نے زید کی اسی لڑکی سے دھوم دھام سے شادی کر دی۔ مناکحت کو تین ماہ ہوئے ہیں اور لڑکی پورے دنوں سے ہے۔ اب قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ کیا نکاح درست تھا؟ پیدا ہونے والے اس بچہ کو زید اور اسکی منکوحہ کے پاس رہا مل اور پرورش کا حق ہوگا؟ مدلل جواب سے احکام فرمائیں۔

الجواب:

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح جائز ہے۔ اگر زانی سے ہی نکاح ہوا تو اسے وطی کرنا بھی جائز ہے اور اگر غیر زانی سے نکاح ہوا تو نکاح جائز ہے مگر پیدا ہونے والے بچے تک وہ وطی نہیں کر سکتا ہے۔ حامد ماء الدین مصطفیٰ حنفی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ ای الزنا وان حرم وطیہا

وندواعیہ حتی تصع

اور آگے لکھا

لو نکحہا الرانی حل لہ وطیہا اتفاقا

(بر حاشیہ شامی، جلد ۲) کتاب النکاح، مطلب میم فی وطی السراری،

صفحہ ۳۱۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی زنا سے حاملہ کا نکاح جائز ہے اگر غیر زانی سے ہوا تو وضع حمل تک وطی اور وطی کی طرف رغبت دلانے والی باتیں حرام ہیں۔ اور اگر خود زانی نے اس سے نکاح کر لیا تو وہ اس سے وطی بھی کر سکتا ہے۔ اس پر تمام احکام کا اتفاق ہے۔

پیدا ہونے والا بچہ ولد الزنا ہو گا، اس کا نسب باپ سے ثابت نہیں ہو گا، مگر جس ماں سے پہنچے سے پیدا ہوا، اس کا بچہ تو بھر حال ہے۔ اس بچہ کی پرورش اور رہائش ماں کے ساتھ ہو گی۔

مطلقہ ممانی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

جناب عالی مفتی صاحب!

عرض خدمت یہ ہے کہ کیا از روئے شریعت مجھے ماموں کی مطلقہ (حلاقہ شدہ) یعنی سابقہ ممانی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سائل یوسف خٹن، کراچی

الجواب۔

ممانی سے طلاق یا ماموں کی موت کے بعد نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم نے محرمات کو منع کرنے کے بعد فرمایا۔

وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورۃ النساء، آیت: ۲۴)

یعنی جن کا حرام ہونا پہلے بیان کیا گیا، ان کے سوا تمھارے لئے حلال ہیں۔ اور محرمات میں ممانی کو شمار نہیں کیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نانا کے سگے بھتیجے سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل اسلام اس مسئلے کے بارے میں کہ
عندہ 'کا نکاح اس کے سگے نانا کے سگے بھائی کے بیٹے سے جائز ہے یا نہیں

الجواب

حقیقی نانا کا بھائی نانا نہیں ہے۔ اور اس کے بیٹے حقیقی ماموں نہیں۔ لہذا ان سے نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم
میں محرمات کو بیان کر دینے کے بعد فرمایا
وَأَحْلَلْنَا لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورۃ النساء، آیت: ۴۳)

یعنی تمہارے لئے ان محرمات کے علاوہ دوسری تمام عورتیں حلال ہیں۔

پھوپھی زاد کی بیٹی سے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
زید کی ایک بھینچ اور بھانجیاں میں میاں بھئی ہیں۔ ان کی لڑکی سے زید کے نرسے کی شادی جائز ہے یا
نہیں؟

سائل عادل محمود حسن قریشی، چکب لائن، کراچی

الجواب

زید کے رکنے کی شادی ان کے بھائی اور بھینجی کی مرضی سے جائز ہے۔ چچا اور پھوپھی زاد بھائی سے نکاح جائز ہے۔ یہ لڑکی تو ان سے بھی نیچے ہے۔ قرآن کریم میں حرام عورتوں کو بیان کر کے فرمایا
وَأَحْلَلْنَا لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورة (۴) النساء، آیت ۲۴)

اور ان محرمات کے سوا تمہارے لئے حرام ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

پھوپھی زاد بھائی کی بیٹی سے نکاح

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ

میرے والدین میرا نکاح میرے پھوپھی زاد بھائی کی بیٹی سے کرنا چاہتے ہیں جبکہ بڑی بیٹی بھی میری دوسری پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ”یہ لڑکی تمہاری بھینجی ہے۔ لہذا اس سے تمہارا نکاح صحیح نہیں۔“ صحیح جواب سے سرفراز فرمائیں۔

سائل محمود علی، لیاقت آباد

الجواب

صورت مسئلہ میں جس لڑکی سے والدین آپ کی شادی کرنا چاہتے ہیں یہ لڑکی آپ کیلئے محرمات میں سے نہیں ہے۔ قرآن کریم میں محرمات کا ذکر کئے جانے کے بعد فرمایا گیا
وَأَحْلَلْنَا لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورة (۴) النساء، آیت: ۲۴)

الجواب

زیادہ کے لڑکے کی تعداد سے بچانے اور بچھڑکی کی لڑکی سے جائز ہے۔ چچا، دادا اور چچو جی ۔ ہوسوں سے
بچان جائز ہے۔ یہ لڑکی تو ان سے بھی بچنے ہے۔ قرآن کریم میں حرام عورتوں کو بیان کر کے فرمایا
وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورة النساء، آیت: ۲۴)

اور ان محرمات کے سوا تمہارے لیے حرام ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

پھوپھی زاد بھائی کی بیٹی سے نکاح

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ

میرے والدین میرا نکاح میرے پھوپھی زاد بھائی کی بیٹی سے ردینا چاہتے ہیں جبکہ لڑکی لی ماں بھی
میری دوسری پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ "یہ لڑکی تمہاری بھینجی ہے۔ لہذا اس سے تمہارا
نکاح صحیح نہیں"۔ صحیح جواب سے سرفراز فرمائیں۔

سائل: محمود علی، لیاقت آباد

الجواب

صورت مسئلہ میں جس لڑکی سے والدین آپ کی شادی کروانا چاہتے ہیں یہ لڑکی آپ کیلئے محرمات میں
سے نہیں ہے۔ قرآن کریم میں محرمات کا ذکر کئے جانے کے بعد فرمایا گیا
وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

(سورة النساء، آیت: ۲۴)

یعنی وہ حرمت بن کاڑ مر جو اس نے حلالہ طور میں تمہارے سے طلاق کر دی گئی ہیں۔
 فہم یہ شادی ہو سکتی ہے۔ حلالہ اور یہ پھر بھی کی بیعتی سے بھی شادی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کا یہ خیال غلط
 ہے۔ کیونکہ یہ رشتہ کی سبھی گتھی نہیں۔ ہاں سبھی گتھی سے نکاح حرام ہے۔

لڑکی کا رشتہ دینے پر لڑکے سے روپ لینے کا حکم

الاستغناء

علمائے دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟
 ایک لڑکی اور لڑکے کی شادی کا بندہ دست ہوا اور لڑکی کی عمر تقریباً ۲۰ سال ہے اور شادی پر لڑکی راضی
 ہے۔ اسے باپ نے لڑکے سے ۳۰ ہزار روپیہ مانگا۔ اس نے ۳۰ ہزار دے دیا پھر بہانہ لیا کہ چالیس ہزار روپیہ چاہیے۔
 اس نے چالیس ہزار روپیہ بھی دے دیا۔ پھر یہ لاکھروں روپیہ مانگا۔ پھر بھی اسے مزید ۵۰ ہزار روپیہ لینا چاہتا
 ہے۔ شریعت میں یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

صورت مسوولہ میں لڑکی نے باپ کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکی سے نکاح کرنے کیلئے شوہر سے یا
 اس کے والد سے کسی قسم کی رقم کا مطالبہ کرے۔ اس سلسلہ میں جتنا روپیہ لیا ہے اسکو کوٹا دینا واجب ہے۔ علامہ شیخ زین
 الدین المعروف ابن قیم متوفی ۷۵۰ھ نے فی الرائق میں لکھا

لو خطب امرأة فی بیت احبها فابی الا ان یدفع الیہ دراهم فدفع ثم
 تزوج کان للزوج ان یسند ما دفع له
 اور اس کے خاٹھی میں تحریر فرمایا گیا ہے
 ای ہانما او ہالکا لانہ رشوة

(جلد ۳) کتاب النکاح، باب المیر، صفحہ ۱۸۹، مکلفہ رشیدیہ، کونٹہ)
 جینی گر کوئی عورت اپنے بھائی سے گھر میں سے اور اسکو نکاح کا بیٹھام دیا گیا اور بھائی نے انکار کر دیا تو یہ کہ
 سند پھر و قہودی جائے (ہونے والے شوہر نے) رقم بڑی پھر نکاح ہوا شوہر کو حق ہے کہ وہ دینی رقم کی واپسی کا
 مطالبہ کرے۔ اس پر محشی نے لکھا۔ یعنی چاہے وہ رقم اس کے پاس باقی ہو یا ختم ہو گئی ہو (۱۰۰ روپے کرے گا) کیونکہ وہ
 رشوت ہے۔

غیر مسلم زوجین میں سے کسی ایک کے مسلمان ہونے کے بعد نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ

ایک عیسائی عورت سرین چکی شادی ۱۹۸۰ء میں اسحاق علی نسیم سے ہوئی، جسے چار بچے ہیں۔ مسہ
 سرین اپنے خاوند کو متلائے بغیر ایک مسلم شخص محمد صالح عرف سلیم کے ساتھ چلی گئی اور اپنے ساتھ ایک چار ماہ کی
 بچی بھی لے گئی۔ بعد میں سرین نے عیسائی مذہب چھوڑ کر سلام قبول کر لیا اور محمد صالح عرف سلیم نے عدالت کی
 اجازت پر نکاح کر لیا۔ مسلمان ہونے یا نکاح جانی سے متعلق اسحاق علی کو قصی بے خبر رکھا اور اب یہ دونوں سلیم اور
 سرین میاں بوی کی حیثیت سے رہنے لگے۔ جناب سے گزارش ہے کہ درج بالا صورت پر سلامی رو سے روشنی
 ڈالیں۔

محور نمٹ کورٹ، پاکستان

الجواب

خامریاں دینی سے گر ایک مسلمان ہو جائے تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اور اسے مسلمان
 ہونے کی ترغیب دینی جائے گی۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو وہ پہلے نکاح پر ہیں گے۔ جبکہ انکے مذہب کی بناء پر نکاح
 صحیح ہوا تھا اور اگر اسلام لانے سے انکار کر دے تو قاضی تفریق کر دے گا۔ اگر عورت مسلمان ہوئی تھی اور شوہر نے
 مسلمان ہونے سے انکار کیا تو قاضی کی تفریق ایک طلاق بائن کے حکم میں ہوگی۔ اگر دونوں میں نکاح کے بعد

جماعت بھی پائی مٹی تو عورت نین ماہواری عدت گزارنے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکے گی اور اگر حاملہ ہوئی تو چھ مہینوں کے بعد نکاح کر سکے گی۔ غلامہ علاء الدین صحتی متوفی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

وانذا اسلم احد الزوجین المجوسیین او امرأة الکتابی عرض الاسلام علی الآخر وان اسلم قبیلاً ولا یان ابی او سکت فرق بینہما اس کے بعد لکھا۔ والتفریق بیدہما طلاق ینتقص العدد لو ابی ۶ لو ابنت

اس پر علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے لکھا

قال فی البحر و اشار بالطلاق الی وجوب العدة علیہا ان کان دحل بہا (جلد ۲) کتاب النکاح . باب نکاح الکافر . صفحہ ۴۲۰ . مکتبہ رشیدیہ . کوئٹہ

یعنی مجوسی زوجین میں سے ایک مسلمان ہو جائے یا کتابی کی بیوی مسلمان ہو جائے تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر اسلام لے آئے تو اچھا ہے اور اگر انکار کرے یا خاموش رہے تو دونوں میں جدائی کر دی جائے گی اور ان دونوں کی جدائی اس صورت میں طلاق مانی جائے گی جب بیوی مسلمان ہوئی اور شوہر نے انکار کیا اور اگر بیوی نے انکار کیا اور شوہر مسلمان ہوا تو یہ تفریق طلاق نہیں ہوگی اس پر شامی میں ہے کہ بحر میں فرمایا کہ تفریق کو طلاق کہنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حد واجب ہو جائے گی اگر صحبت ہو چکی تھی۔

لہذا صورت مسئلہ میں بیوی کا مسلمان ہونا تو صحیح تھا جب اس کے چند دن کے بعد شوہر نے مقدمہ دادر کر دیا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوئے کو تیار ہے۔ نہیں تو بیوی کو حج کے پاس درخواست دیکر تفریق کروانا چاہیے تھی جب تفریق ہو جاتی، اس کے بعد عدت گزارنے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی تھی۔ یہاں تفریق کا حکم حج نے دینہ بیوی نے عدت گزار لی بلکہ جس بائیس دن کے بعد نکاح کر لیا۔ لہذا یہ نکاح باطل ہے۔ لیکن بیوی کا مسلمان ہونا صحیح ہے۔ اس لئے حج سے تفریق کا گزرد کر دینے کے بعد عدت گزار کر دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

کافر سے مسلمان ہونے والے کے نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک عیسائی عورت اسلام لے آئی لیکن اسکا شوہر ابھی عیسائی ہے۔ تو کیا یہ عورت جو مسلمان ہو گئی ہے کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا حکیم امجد علی صاحب اعظمی قدس سرہ نے بہار شریعت حصہ ہفتم، صفحہ ۲۲ پر مسئلہ لکھا ہے

”مرد اور عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق باقی ہے۔ جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں اگر مسلمان ہو گئی تو لہذا ورنہ تفریق کر دیں۔ یوں ہی اگر عورت مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں گے اگر تین حیض گزرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح متاقی ہے ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کرے، کوئی اسے منع نہیں کر سکتا۔“

اب سوال یہ ہے کہ اگر عورت نے مرد پر اسلام پیش نہیں کیا اور عورت کو تین حیض بھی آگئے اب کیا وہ عورت دوسری جگہ کسی مسلمان سے نکاح کر سکے گی یا نہیں؟ جو اب باصواب سے شرف فرمائیں۔

مسائل: محمد نور عالم، جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

الجواب

بہار شریعت میں جو مسئلہ لکھا ہے، وہ صحیح ہے۔ اگر مسلمان ہونے والی عورت سے جماعت (محبت) ہو چکی تھی تو اسکی عدت تین ماہواری ہوگی۔ جب وہی مسلمان ہو جائے تو شوہر پر اسلام پیش کیا جائیگا جیسا کہ بہار شریعت میں لکھا ہے، جب وہ مسلمان ہونے سے انکار کر دے گا تو تفریق کی جائے گی اور تفریق کے بعد تین ماہواری عدت گزارنا ہوگی۔ تفریق سے پہلے کے حیض عدت میں شمار نہیں ہوں گے۔ عدت ختم ہونے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے شادی کر سکے گی۔ اسلام کون پیش کرے گا؟ یہ کام قاضی کا ہے۔ وہ شوہر کو طلب کر کے اسے بتائے گا کہ تیری وہی مسلمان ہو گئی تو مسلمان ہو جائے گا تو یہ بیوی تیری زوجیت میں رہے گی۔ ورنہ بدل کر دی جائے گی۔ لہذا اب قاضی نہ ہونے کی صورت میں عورت بیچ کے پاس درخواست دے، کہ وہ یہ کام کر دے۔

شادی شدہ عورت کا گھر سے غائب ہونا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل صورت حال سے بارے میں کہ
 حندہ کا نکاح زید سے عقد حنفی کی روشنی میں سردیا گیا۔ لیکن حندہ اپنے گھر میں مطمئن نہیں رہتی شوہر اور
 ساس وغیرہ کی طرف سے ہر جیت اور طوط و تشدد ہوتی رہی اور جائین کی طرف سے تعلقات کی بہتری کی کوششیں
 ہوتی رہیں لیکن بار آور ثابت نہ ہو سکیں۔ آخر کار حندہ ان حالات سے تنگ آ کر نا معلوم منزل کی طرف نکل گئی۔ اب
 ۳ سال کے عرصہ کے بعد وہ بذات خود ہی لوٹ آئی۔ اس سے استفسار کیا گیا کہ اتنا عرصہ وہ کہاں رہی؟ تو اس نے
 بتایا کہ میں ریل میں سوار ہوئی اس نے پشاور پہنچا دیا۔ چونکہ کسی خاص منزل کا تصور نہ تھا اور دائمی حالت بھی صحیح نہ
 تھی۔ لہذا پشاور اترنے پر قاعدت کی۔ پشاور میں ایک تبلیغی جماعت کے گروہ نے مجھے اجنبی سمجھ کر پوچھا کہ کون ہو
 کہاں جاؤ گی؟ چونکہ میں صحیح جواب نہ دے سکی لہذا اذراہ ہمدروسی و مدد اپنے گروہ میں شامل کر لیا اور گھر کیلئے کام سپہ
 کر دیا۔ یہ گھر پر وہ آتھا اور میرے ساتھ دو دور مستورات بھی خدمت پر معہور تھیں۔ خوراک اور کپڑوں کے علاوہ
 ۳۰۰ روپے ماہوار ملتے تھے۔

ایک روز میں بہت اذراہ میں کر یہ و ڈاری کر رہی تھی، میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے اپنے ماں
 باپ بہت یاد آ رہے ہیں، میں جانا چاہتی ہوں اگر نہیں ملیں گے تو واپس آ جاؤں گی۔ جماعت کو سکھر تبلیغی دورے پر جانا
 تھا۔ لہذا انھوں نے میرے لئے بھی بذریعہ راک کر اچی کا ٹکٹ لیا۔ جب سکھر آیا تو میں نے کہا کہ "یہاں میرے
 ماسوں رہتے ہیں، میں بھی اتروں گی" تو انھوں نے جواب دیا کہ "ہم نے تمھارا ٹکٹ کر اچی کا لیا ہے، تم کر اچی جاؤ۔
 اگر تمھارے ماں باپ مل جائیں تو اطلاع دے دینا۔"

کر اچی اترنے پر وہ سب سے پہلے ماں باپ کے پتہ پر پہنچی، لیکن وہ اس جگہ کو چھوڑ چکے تھے پھر وہ شوہر
 کے پتہ پر پہنچی، وہ بھی جگہ چھوڑ چکا تھا، آخر کار میں اپنے دادا کے پتہ پر پہنچی۔ دادا کا معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ
 انتقال کر گئے ہیں۔ ان کے نواسے یہاں رہتے ہیں۔ آخر وہ ان سے ملی اور ایک دوسرے کو پہچان گئے۔ پھر دیگر سب
 رشتہ داروں سے ملاقات ہو گئی۔ ان حالات کے تحت جناب سے فتویٰ پوچھتا ہے کہ کیا یہ نکاح بغیر کسی فسق و فجور کے

قاصد ہے یا طلاق واقع ہو چکی ہے۔

سائل اقبال حسین ولد افضل حسین، کورنگی، کراچی

الجواب

عورت انہیں اس طرح شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے چلا جانا حرام ہے۔ اور وہ عورت سخت ننگا و نگار ہے۔ مگر اس سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا۔ نکاح باقی ہے شوہر چاہے قوا سے رکھ سکتا ہے اور نہ رہنا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے مگر بغیر طلاق وہ عورت کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ تعجب — جماعت پر ہے۔ اس واقعہ سے ان کے باطنی کردار کی قلعی کھل جاتی ہے کہ اجنبی عورت کو اسنے زمانے تک رکھا، جو کہ سخت گناہ ہے۔ اور حدیثوں میں فرمایا کہ ”جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے“۔

(ترمذی، حصہ دوم، ابواب الفتن، باب فی لزوم الجماعة، صفحہ ۳۹۰،

فاروقی کتب خانہ، ملتان)

مصلحتیں اس حرمت سے یہ ظاہر ہو گیا کہ ان کے — دورے و صومے کیلئے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

باندی سے بغیر نکاح مباشرت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ

کنیز (لوٹھی) کے ساتھ بغیر نکاح مباشرت (وطی) جائز ہے یا نہیں؟

سائل عبدالرحمن، کورنگی، کراچی

الجواب

جب اسلامی جہاد ہوتا تھا، اس میں جو کافر عورتیں قیدی جاتی تھیں ان کو جہاد کرنے والوں میں تقسیم

مردیا جاتا تھا، وہ ان کے مالک ہو جاتے تھے۔ ان سے بغیر حیا و عفتی کرنا جائز تھا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اس کا حکم بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَانْخَنُتُمْ اِلَّا فَاِْحَدَةً اَوْ مٰ مَلِكَةٍ اِيْمَانُكُمْ

(سورۃ النساء، آیت ۳)

پھر اگر وہ ایک دوسری عورت کو ہار نہ رکھ سکے تو ایک ہی کرو یا کنیز میں جن کے تم مالک ہو۔ (کنز الایمان)
 نکاح میں عورت پر شوہر کو ذات کی ملکیت حاصل نہ تھی، صرف منفعت کی ملکیت حاصل تھی، اسلئے اس سے صحبت جائز تھی باندیوں پر باندیوں کی ذات پر بھی ملکیت ان کے مولا (مالک) کو حاصل ہوتی ہے۔ لہذا طریق اولیٰ ان سے صحبت جائز ہے۔ اب زمانہ و راز سے جماد اسلامی دنیا میں نہیں ہے۔ لہذا باندی اور غلام بھی نہیں ہیں۔ اب بعض عرب ممالک میں بعض عورتوں کو باندی کہہ کر فروخت کیا جاتا ہے، وہ بھگتائی ہوئی عورتیں ہوتی ہیں۔ ان کو خریدنا اور ان سے دھلی کرنا جائز ہے۔

شادی بیاہ اور فضول خرچی

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 اسلام نے غیر شادی شدہ شخص کے بارے میں کیا حل پیش کیا ہے کہ وہ اپنی جنسی خواہش کو کس طرح
 پوری کرے کہ شاد نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے کہ

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَنفُسِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اِيْمَانُهُمْ فَاتِّفَاقُ
 عَدْلٍ مَّشْهُورٍ مِّنْ اٰتِنَعٰ وَرَآ، ذَالِكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدِلُونَ

(سورۃ المؤمنین، آیت ۵، ۶، ۷)

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی عورتوں یا شرعی باندیوں پر، جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں
 کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ (کنز الایمان)
 اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا ذکر کیا ہے۔

- (۱) یہ کہ بی ایم ای پاس کرنا واجب تھا تو اس سے گناہاں نہ آئے تھے۔
 (۲) دوسرے یہ کہ شرعی و تمدنی پاس کرنا واجب تھا تو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔
 اس سے بہت اتر تمام طریقے ناجائز ہیں۔ مثلاً

(۱) جامعہ سے پیشہ بہت لوگوں نے لیا (۲) واپس : (۳) نہ لیا۔

یہ وہ ذرائع ہیں جن سے انسان اپنی خواہش کو پورا کر سکتا ہے لیکن یہ تمام ذرائع حرام ہیں۔ حضور ﷺ سے فرمودہ ہے کہ جس سے دست رکھو وہ کھان کرب اور کھان کر کے کی استطاعت نہ رکھتا، وہ روزہ رکھنے سے قناب سوال پیت نہ اس اور حاضر میں آپ جاتے ہیں جب تک انسان نے پاس چھٹی نہ لیں۔ رقعہ نہ لے تو تب تک وہ کھان نہیں کرسکتا۔ مذاثر بیعت مہر، دینی، شہری میں اس کو اب رعایت فرمائیں۔

مائل : محمد شاد جہاں پوری، ملتان

الجواب

کھان کھینے کا یہ رقعہ ضروری نہیں۔ لوگوں کی حرص اور غیر ضروری تیار ہونے کی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ کھان کھینے استطاعت چاہیے اور شریعت میں استطاعت سے مراد یہ ہے کہ کھان کر کے، ام اور نان، نفقہ ادا کر سکتا ہو۔ یعنی تم زمرہ یہ اخراجات پوری کرنے کی حد تک کھا سکتے۔ حدیث میں ہے کہ حدیث لو میرا نہیں فی حدیث امام ابو عبد اللہ محمد اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں نقل کیا
 من استطاع البائة فليمنونج فانه اغض للبصر وأخصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وحاة

(حدیث ۱) کتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف علی بسبه العربیة، صفحہ ۲۵۵،
 فنیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی تم میں سے جو شخص نان و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو وہ کھان کرے کیونکہ یہ آنکھوں کیسے پر دہ اور
 شرمکاو کی حفاظت ہے۔ اور جس میں یہ استطاعت نہ ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ کسی حد تک شہوت نفسانیہ کو
 کم کرتا ہے۔

معمیت و برائی سے چھڑکیلئے ضروری ہے کہ اپنے اندر خوف خدا ابھی پیدا کیا جائے اور نکوی اختیار کیا

ہا۔۔ لہذا مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کریں۔ معاشرے میں موجود خرابیوں، افسوس خیزیوں، اذیتاں، رسوم اور نام و نمود سے اجتناب کرتے ہوئے مسند کے مطابق عقد کریں۔ اور ناجائز حرکات کے جہنم کے عذاب کے سرا اور نہ شب۔

دو بہنوں کے دو لمبے بدلنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ۱۔ ایک ملاقات میں دو بہنوں کا ایک ساتھ عقد ہوا اور غلطی سے دونوں اپنے مختلف دولہائے
 پاس چلی گئیں۔ چنانچہ یہ مسئلہ اخبارات کا موضوع بھی بنارہا۔ درج بالا مسئلے کا دارالعلوم کو درگئی کرچی والوں نے
 درج ذیل فتویٰ صادر کیا ہے۔ آپ کے فتوے کی بھی اشد ضرورت ہے۔

دارالعلوم کراچی کا فتویٰ درج ذیل ہے

الجواب

اس طرح سے ایک دوسرے غلطی سے دوسرے کے گھر چلے جانے سے نکاح نہیں ہوتا۔ لہذا صورت
 مسودہ میں اگر طسوت (دونوں میاں بیوی کا حنائی میں جمع ہونا) ہو چکی تھی تو زید کے پاس جو عورت (بہن کی بیوی) گئی
 ہے وہ عین حیض عدت گزارے گی۔ لیکن اگر حمل نہ ہو گیا ہے تو وضع حمل تک عدت گزارے گی۔ اور ”دوران
 عدت کا نفقہ بھر کے ادا ہو گا۔“ عدت کے بعد وہ عورت بھر کیلئے حلال ہو جائے گی۔ اسی طرح جو عورت یعنی زید کی
 بیوی بھر کے پاس گئی ہے وہ بھی اسی طرح عدت گزارے گی پھر زید کیلئے حلال ہو جائے گی۔

دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ زید و بھر دونوں اپنی بیویوں کو طلاق دیں یا نصف مہر پر طلع کر لیں
 اور ہر ایک اس عورت سے شرعی قاعدے کے مطابق نکاح کرے جو اس کے پاس آئی ہے۔ اس صورت میں عدت
 گزارنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عدت کے اندر بھی نکاح ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ ارا العلوم احمدیہ کا جواب

الجواب

مذکورہ سوالیہ صورتیں ہیں۔ دونوں شبہ ان میں سے جو صورت چاہیں اختیار - سکتے ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جو شوہر، جس عورت کے ساتھ شبہ نذر چلتا ہے، اسی کو اختیار کر لے، تو دونوں شوہر اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق دے، کیا۔ اب چونکہ ہر بڑی جسکی منکوحہ تھی اسکے ساتھ وطی نہ ہوئی اور نہ ہی خلوت سمجھ (نہن) کے بعد میں بیوی کا ایک ساتھ تھائی میں جمع ہوتا) اس صورت میں ان پر طلاق کی عدت واجب نہیں ان کے لیے طلاق کے بعد فوراً ہر ایک اس لڑکی سے نکاح کر لے جس کے ساتھ رات نذر چلتا ہے۔ اس صورت میں انھما پر زہم ہوگا۔ قبل وحی طلاق اپنے کا یہی حکم ہے۔ یا وہ دونوں لڑکیاں مر معاف کر، میں یا نصف مر پر مانع کر لیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک اپنی منکوحہ بیوی کو بھی رخصتا چاہتا ہے تو اس صورت میں یہ دونوں غلطی سے جس کے پاس شبہ نذر چکے ہیں فوراً اس سے جدا ہو جائیں اور اس صورت میں ہر ایک بڑی کو اگر حاصل نہ ہوا ہو تو تین حیض عدت نذر کرنا ہوگی اور اگر حاصل ہو تو چھ ہونے تک عدت گزارنا ہوگی۔ عدت ختم ہونے کے بعد شوہر اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ زندگی گزارے گا لیکن اس عدت کے زمانے کا نام نفقہ ان عورتوں کو نہیں ملے گا۔ ارا العلوم کو رنگی والوں نے نفقہ دینے کا حکم اصل شوہر پر یعنی جو جسکی منکوحہ تھی، لکھا ہے وہ غلط ہے۔

اصل شوہر پر نفقہ طلاق کی صورت میں واجب ہوتا ہے۔ یہاں شوہر نے نہ طلاق دی ہے نہ زمانہ عدت میں بچے پان رکھ سکتا ہے تو نفقہ کس بنا پر ہوگا اور جسکے پاس عورت نے شبہ نذاری، اس پر بھی عدت کا نفقہ واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ وطی بائیمہ میں عدت کا نفقہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ امام سید محمد امین ابن ماجہ نے سنہ ۱۲۵۲ھ نے فتاویٰ شامی میں لکھا

فی الحلاصة کل من وطنت بشبهة فلا نفقة لها لان زوجها ممنوع عنها
سعدنی من حیثہا

(حلد ۲) کتاب الطلاق، باب النفقة، صفحہ ۶۰۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی خلاصہ ۲ ویں میں ہے کہ جس عورت سے شبہ میں وطی کی گئی، وہ نفقہ کی مستحق نہیں کیونکہ اس کے شوہر اور کات اس کی طرف سے ہوئی ہے۔

سگے خالو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے کا حکم

الاستفتاء

تیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ

زید اپنی بیٹی کا نکاح اپنی سگی خالہ کے شوہر یعنی خالو سے کرانا چاہتا ہے، خالہ زندہ ہے۔ بچہ نہ
امتداف کیا کہ جس طرح زید کی خالہ زید پر حرام ہے، اس طرح زید کی بیٹی زید کے خالو کے نکاح میں نہیں
آسکتی۔ زید کی ماں چاہتی ہے کہ میری بہن کی کوئی اولاد نہیں ہے، اس لئے میں اپنی پوتی کا نکاح بیوگی سے کر دوں تاکہ
او بار ہو جائے، قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن سے نکاح جائز
ہے؟

سائل فضل احمد مھاشن

الجواب

سورت مسئلہ میں زید اپنی بیٹی کا نکاح سگی خالہ کی موجودگی میں اپنے خالو سے نہیں کر سکتا۔ البتہ
خالہ کے انتقال یا طلاق اور اسکی عدت کے بعد کر سکتا ہے۔

(اس حکم کو سمجھنے کیلئے ایک آسان اصول یہ ہے کہ کوئی بھی شخص ایسی دو عورتوں کو ایک وقت اپنے نکاح
میں نہیں رکھ سکتا کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد تصور کر لیا جائے تو ان دونوں کا آپس میں نکاح ناجائز ہو)

(مرتب)

گمشدہ شوہر کی بیوی کے عقد ثانی کا حکم

الاستفتاء

مفت جناب مفتی صاحب

میری بہن رخسانہ دکنم کی شادی دھکھ دیش میں عبدالکریم ولد محمد طہین کے ساتھ ہوئی تھی۔ شادی کے

صرف چار دن کے بعد محمد نعیم میری بہن کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ہم لوگوں نے اسکو کھدو دیش کے تمام شہروں میں تلاش کیا۔ حتیٰ کے ہندوستان اور پاکستان میں بھی اس کا کھوج لگایا، مگر آج تقریباً نو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی یہ نہیں چلا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ چونکہ وہ لڑکا تھا۔ اسے والدین نے ۱۹۷۷ء کے ہنگاموں میں مارے گئے تھے، اس لئے شادی کے موقع پر ایک صاحب اسے سر پرست بنے تھے، ان سے معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے تو انھوں نے شرم سے ساتھ کہا کہ "میری لڑکی بھی اسے ساتھ فرار ہو گئی ہے" پھر بھی ہم نے اسکو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن آج تک اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

ان وقت میری بہن میرے پاس رہتی ہے، مان و نفقہ کا ذاتی کوئی اعلان نہیں ہے۔ یہ بی مالی حالت بھی مستحکم نہیں ہے۔ میری بہن بھی جوان ہے۔ عرصہ نو سال سے اکیلل رہتی ہے۔ ان پر فتنے معاشے میں بغیر خانہ رہنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے نہ اوکرم نہ کورہ بالا حقائق کی روشنی میں فقہ حنفیہ کے مطابق دوسری شادی (نکاح) سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ جبکہ میں نے اپنی بہن سے یہ دریافت لیا کہ آیا وہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ تو اس نے دوسری شادی کیلئے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

سائل محمد نوح خان، کورنگی، کراچی

الجواب

حنفیہ کے مختار مذہب پر دعویٰ زوجہ مفقودہ کا اس وقت تک انتظار کرے گی، جب تک اسے شوہر کے ہم عمر، ہم وطن میں سے کوئی بھی زندہ رہے گا تو جب اسے ہم عمر سب انتقال کر جائیں گے تو اس مفقودہ (@) کی موت کا بھی حکم دے دیا جائیگا۔ صاحب فقہ القدیر نے اس کیلئے ستر سال کی عمر مقرر کی ہے۔ یعنی جب شوہر کی عمر ستر سال ہو جائے گی تو اس کی موت کا مالک گمان ہو جائے گا اور اسکی موت کا حکم دے دیا جائے گا۔ اس سے پہلے مفقودہ کی دعویٰ کسی سے نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ موت کا حکم ہونے کے بعد موت کی عدت گزارے گی جو کہ چار مہینے و سونے۔ اور پھر عدت ختم ہونے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔

بیوی کا شوہر کی واڑھی مونڈ دینا اور نکاح کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں۔
میر نے واڑھی رکھی تھی اور بیوی نے سلسلہ میں آزاد کشمیر چلا گیا اب بھی تقریباً ۲۳ سال بعد ہوئی میر نے البیہ
۔ واڑھی کی شرعی حیثیت اور اہمیت سے روشنی کی۔ ۷۰ پر ریزر کے ذریعہ واڑھی کا کچھ حصہ مونڈا۔ جس پر میں نے
خستہ ہر انگلی کا انکمار کیا اور دل میں خیال کیا کہ اسے حلاق دے دوں۔ لیکن وہ ستوں نے اس سے منع کیا۔ جنوری
۱۹۸۹ء کے ”اخبار جہاں“ میں واڑھی مونڈنے کے متعلق ایک جو ب میر نے البیہ کی نظر سے گزرا کہ واڑھی
مونڈنے کا فعل، قبیح ہے۔ توپ اور تجدید نکاح نہ دیتی ہے۔ اس مسئلے سے سال بھی علم تھا اس لیے ۶۔۱۹ سے
۹۸۹ تک عمل زوجیت بھی نہ کیا۔ اب آپ رشاد فرمائیں کہ کیا بیوی کے اس عمل سے تمام نکاح ختم ہو گیا تھا یا
نہیں؟ کسی غلطی جو ب سے نوازیں۔

الجواب :

کسی سنت کی توہین نہ کرنا کفر ہے۔ یہ تو مسلمانوں کا مستحق قیصلہ ہے۔ لیکن بیوی کا واڑھی مونڈ دینا، جبکہ اسکے
ساتھ کوئی اور توہین کا قول نہ ہو تو اسکو توہین نہیں کہنا جا سکتا۔ البتہ یہ فسق اور گناہ ہے۔ جس طرح جو شوہر خود اپنی
واڑھی مونڈنے یا منڈواتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں۔ لہذا صورت مسنولہ میں بیوی کو توپ آرنی چاہیے۔ تجدید نکاح
ضروری نہیں۔

”نیوتا“ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

اور حاضر میں بہ شمار فیہ شریعی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں جو مختلف برادریوں اور طبقوں میں رائج ہی

ہیں۔ یہی شادی ہوئی اور شادی میں کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ بھر نے طعام میں شرکت کی اور بطور "نیوتا" (شادی بیاہ کی تقریبات میں نقدی دینے کی رسم) مزید کو ۲۵ روپے ادا کئے اور جب بھر کے گھر شادی ہوئی اور کھانے کا اہتمام ہوا اور مزید نے شرکت کی تو اس نے ۲۵ روپے اپنا قرض یعنی اصل اور اس کے مزید ۵ روپے زیادہ اکر دیے۔ اس طرح کی سالوں سے ہماری برادری میں اصل رقم سے زیادہ دینے کا رواج ہے۔

پوچھنا یہ ہے کہ جو رقم زیادہ دی گئی، قرآن وحدیث کی روشنی میں کہیں دوسو کی شکل تو نہیں ہے، کیا شادی کی تقریبات اصل رقم سے زیادہ دینا جائز ہے یا نہیں یا بھٹا روپیہ بطور نیوتا دیا جاتا ہے یا لیا جائے؟

سائل شرکت علی بھٹا کا دینی، راجہ

الجواب

جن لوگوں میں برادری نظام ہے، ان میں "نیوتا" قرض ہی شمار کیا جاتا ہے۔ وہ کچھ کر رکھتے ہیں۔ کس نے کتنا دیا ہے، اس کے یہاں شادی ہو نے کی صورت میں انتہائی واپس کرتے ہیں۔ ان برادریوں میں نیوتا قرض ہی سمجھا جاتا ہے۔ لہذا کم یا زیادہ نہیں کر سکتے اصل سے زیادہ دے گئے تو وہ زیادتی سو، شمار ہوگی۔ اور جن برادریوں میں ایسا کوئی برادری کا قانون نہیں ہے یا خیر برادری کے لوگ دوستی، تعلقات اور عقیدت کی وجہ سے شادی میں کچھ دیتے ہیں وہ "ہدیہ" ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے خرچ لینا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما نے دین ومکیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شادی کے موقع پر لڑکی والے، لڑکے والوں سے روپے لے کر شادی کے اخراجات وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

سائل عبدالرشید رشیدی، کلکتہ، کراچی

سجواب

شریعت میں نہ فی کمال تعدیہ میں ہے جو آج کل ہم نے اپنا معمول بنالیا ہے۔ مثلاً: حرامش و نہی پائش، خانا، بیہ، پینے اور ریختہ وغیرہ کا جب تک تھا تو نہ ہوا، شرابی نہیں ہوتی۔ اور مرد و عورت کی پابندی نے معاشرے میں یہ غریب پید ہوئی کہ غریبوں کی ڈیریاں قبضہ کرتی ہیں۔ مسلمانوں کو جو کوشش یہ کرتی چاہیے کہ معاشرے کی ان خرابیوں سے خوف چھوڑ دے اور سادگی کو اپنائے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے خواہشیں نہیں اور اپنی نشانیں دی ہیں۔ مسلمانوں کی شریعت کا طریقہ باعث نجات ہے۔ لہذا یہ مجبوری، مجبوری کی تقریباً میں نہیں ہے۔ ہم اتنا چاہتے تو تخرج نہیں کر سکتے ہیں ذلے وادوں سے۔ میں۔ شریعت میں نہی کوئی صورت نہیں ہے۔ لہذا نہی کے بعد ہم بزم نہ کرتے، وہ وقت نکال میں سے زوتہ ہے اور مطالبہ کا حق شرابی کے بعد یا تفریق کے بعد۔ ہاں میں جو کہتے آپ نے لکھی ہے، یہ پائل حرام ہے اور رشتہ ہے۔ اللہ عز و جل ان مشہور ابن کرم صوفی معہد نے جو اوراق میں لکھا

لم حطب امرأة هي بيت احببا فاني اذخ الا ان يدفع اليه دراعم فدفع مع
نروحها كان للرجع ان يسرد ما دفع له

(حلد ۲) کتاب النکاح، باب المیر، صحنہ: ۱۸۹.

مطبوعہ مکتبہ رتبندہ، کوئٹہ

یعنی اگر کسی عورت کو شہر کی کا پیغام دیا جو اپنے بھائی کے گھر رہتی تھی بھائی نے شہر سے انکار کیا مگر یہ

کہ شہر اس وچروپہا شہر نے روپ دے دینے تو شہر کی کے بعد شہر وروپ لے گا۔

جو اوراق کے حاشیہ میں مخدع الخاق میں اس جگہ پر لکھا کہ "یہ رشتہ ہے" اور اسی قول کو صاحب محیط کا

قول کا یہ لکھتا ہے "یہ عداوت ہے" اور کہ "یہ عداوت ہے" ناواب ہے۔

سالی سے زنا کرنے والے کے نکاح کا حکم

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں علامہ ابن کثیرؒ کے بارے میں۔

(۱) سید المرسلینؐ دو شخص ہیں۔ سید المرسلینؐ سے اور کلمہ نبی شریفؐ ہی تھیں المرسلینؐ سے دونوں سے۔ لیکن سید المرسلینؐ ہی سنی کلمہ سے بھی زمانہ عام تحسب ہوتا رہا۔ اب سید کو سنا دیا احساس ہوا تو توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سید کے سید المرسلینؐ کا کلمہ سید سے ہر قرار پر پلٹا منسوخ ہو گیا۔

(۲) آخر کلمہ منسوخ ہو گیا تو کیا سید کے ساتھ دوبارہ کلمہ کرنے کی ضرورت پڑے گی یا ایسے

یہ تجدید کلمہ ہو جائے گا؟

(۳) اسی طرح حکیم کا کلمہ ہر قرار پر مایاں ہے بھی تجدید کلمہ کرنا پڑے گا؟

الجواب

زمانہ حرام سے زمانہ کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔ مگر سالی سے زمانہ کرنے کی وجہ سے زانیہ کلمہ ہوتا ہے اور نہ سالی کا۔ دونوں کو توبہ کرنی چاہیے، کلمہ دونوں کے باقی ہیں۔ دوبارہ کلمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جنت کی ازدواجی زندگی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علامہ کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) خاوند کے جنسی ہونے کی صورت میں جنتی بوی کو کیا نعم البدل ملے گا؟

(۲) دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوئے والے جوڑے یعنی میاں بوی کی جنت میں کیا حیثیت

ہوگی؟

(۳) کیا میں ایک سے زیادہ خاوند ہونے کی صورت میں، جنتی عورت کس خاوند کو ملے گی۔ مگر طہیکہ قیام

خاوند جنتی ہوں۔

مسائل خدمہ شفیع الدین، فیہ رملی اریہ، کراچی

الجواب

- (۱) خاوند آراہدی جنسی ہوگا، تو اس کی بیوی ایسے شوہر کو دے دی جائے گی، جس کی بیوی اپنی جنسی سوچی۔
- (۲) وہاں دونوں میں بیوی کی حیثیت سے رہیں گے۔ اور اس بیوی کو خوروں سے زیادہ خوبصورت نہ روایا جائے گا۔
- (۳) سب سے آخر میں جس کی بیوی تھی، اس کو ملے گی۔

بغیر شب زفاف ولیمہ کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ سے بارے میں کہ کسی لڑکی کا نکاح ایام حیض میں ہوا، ابھی وہ پاب نہیں ہوئی تھی کہ ولیمہ نہ روایا گیا پھر جب پاب ہوئی تو اسے والوں نے دوبارہ مختصر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اب لڑکے والے لڑکی والوں سے یہ کہتے ہیں کہ پہلی دعوت ولیمہ کا خرچ تم، آدرا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ لڑکے والوں کا مطالبہ درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

حالت حیض میں نکاح جائز ہے، اگر ایسا ہو گیا تو زواجین تنہائی میں کچھ وقت گذار لیں اگرچہ حقوق زوجیت ادا نہ کریں، تو ولیمہ بھی ہو جائے گا، ولیمہ کو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہ تھی، اس کے خرچ کا مطالبہ لڑکی، والوں سے کسی طرح نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۱۳۰۲

۱۳۰۲



ضبط تولید (برتھ کنٹرول)

مانع حمل ادویات فروخت کرنے کا حکم

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
مانع حمل ادویات کا فروخت کرنا اور استعمال کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟

سائل رفیع احمد، راجہ

الجواب

مانع حمل دواؤں کو فروخت کرنا جائز ہے۔ لیکن دواؤں کا استعمال کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ جب
عورت کی صحت چھٹی نہ ہو۔ جلدی جلدی حمل ہونے سے اسکی صحت خراب ہو جائے کا اندیشہ ہو تو اسکو حمل روکنے
والی دوا میں استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔ اس قصد سے کہ آبادی کی کثرت ہونے کی صورت میں غذا کی کمی واقع ہوگی تو

ہیں صورت میں، امن و امان کا استعمال ہمارے۔ حدیثوں میں رستا فرمایا کہ تم اپنی عورتوں سے شادی کرو جو محبت
نے انہیں سوں اور زیادہ پہنچنے والی ہوں، اس لئے کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔

مانع حمل ادویات استعمال کرنے کا حکم

الاستمقاء

محترم جناب مفتی صاحب،

جناب عالی،

آپ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ اس کا جواب مفید و عملی عیناً فرمایا
گئے۔ یہ بات تو تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ چھوٹی کی پیدائش کو روکنا اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔ سوال یہ ہے
کہ عورت و حمل نہ ہونے کے بعد اگر اسقاط حمل کی گولیاں وغیرہ استعمال کر لئی جائیں، تو وہ صریحاً ایک چھوٹی کا قتل
ہو گا۔ لیکن اگر حمل سے پہلے یا یوں سمجھ لیجئے کہ زوجہ سے ہم ستری سے پہلے ہی "برتھ کنٹرول" گولیاں استعمال کی
جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اللہ جبار و قہار کا شکر ہے کہ میں نے کسی بھی طرح سے بچہ کی پیدائش کو نہیں روکا ہے
۔ لیکن ایک سال ذہن میں رہتا ہے اس لئے احتیاطاً معلوم کرنا چاہتا ہوں؟

سائل: مندہ خدا، سعودی عرب

الجواب

برتھ کنٹرول کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ حمل نہ ہوئے کہ روکا جائے نہ یہ کہ حمل قرار پانے کے بعد ساقط
کیا جائے۔ برتھ کنٹرول کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) آپریشن کر کے حمل کی صلاحیت کو ضائع کر دیا جائے۔ یہ ناجائز و حرام ہے اور "مثلاً" کے حکم میں ہے
۔ مثلاً کے معنی یہ ہیں کہ کسی عضو کو ضائع کر دینا۔ اس میں بھی رحم کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ایسی ادویات استعمال کی جائیں کہ جب تک دوا کا استعمال جاری رہے گا،

نہیں ہے۔ اور جب وہ استعمال ہوتا ہے تو حاصل قرار ہوتا ہے۔ ان میں آئینہ ہے۔
 ہے مگر یہاں پر چھوڑ دیا ہے وہاں جس نے ان کی صحت خراب ہو کر پانی کی صحت اچھی نہیں ہے۔ جلدی
 جلدی ہے پی پی پی سے ان کی صحت اور خراب ہو جائے گی تو ان دونوں کا استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ بالکل "عادل"
 کے قسم میں ہے۔ جس کا ذکر خواجہ بیٹے میں ہے۔ علامہ سید محمد مین ان حامدین شانی متوفی ۱۲۵۲ھ نے فی شانی
 میں لکھا

يعور لب سہ دم وحميا کما نعلہ المسد .

(جلد ۲) کتاب المسکاح ، باب مسکاح الرقيق ، مطلب فی حکم اسقاط الحمل .
 صنفہ ۴۱۴ ، مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ)

یعنی اس کیلئے رحم کا منہ بند کرنا جائز ہے جیسے عورتیں کیا کرتی ہیں۔

لیکن حکومتیں جو نہ تھک کر رہی ہیں اور ان کو کو منصوبہ بندی کی ترغیب دے رہی ہیں،
 ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی آبادی بڑھنے سے خوراک میں کمی واقع ہو جائے۔ اس قصد (ارادے) سے ان دونوں کا
 استعمال ہوتا ہے۔ رزق کی، نہ اس کی خالق کائنات نے اپنے ذمہ رکھی ہے، حکومتیں رازق نہیں ہیں۔
 واللہ تعالیٰ اعلم

عدم استقرار حمل کیلئے چھلکا وغیرہ استعمال کرنا

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل مسئلے میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔

اگست ۱۹۸۲ء کو پی سی اے کے چند ماہ قبل میری اہلیہ کے ہاں اسقاط (حمل ضائع) ہو گیا۔ پی سی اے کو
 صاف کر دیا گیا۔ ڈاکٹر کی ہدایت یہ تھی کہ ایک سال تک حمل قرار نہیں پاتا جائے۔ اگر اس سے پہلے ایسا ہو گیا تو
 وہ بار اسقاط ہونے کا خطرہ ہے۔ بطور احتیاط رحم کے منہ پر "چھلکا" (رنگ) لگا دیا گیا۔ سال کے پورا ہونے پر میں نے
 اہلیہ سے کہا چھلکا نکلاؤ! لیکن بار بار کہنے سے باوجود وہ سال اور ایک ماہ اوپر ہو رہا ہے۔ وہ اس کیلئے تیار نہیں ہے۔ اس

صورت میں دریافت طلب مہیہ ہے۔

(۱) اکثری ہدایت سے ہست، جو زیہ دم صدر نذر کیا، اس میں جوہ خلیفہ زوجیت اور کیا گیا کیا وہ گناہ میں

شہر ہوگا؟

(۲) آئندہ شوہ اور بیوی کے درمیان خلیفہ زوجیت کے تعلقات قائم ہونے چاہئیں یا نہیں؟

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں کوئی گناہ نہیں اور گناہ کی قسمی قسم سے اس کا تعلق نہیں۔

(۲) عمل زوجیت کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ جو صورت کے رحم سے ساتھ کیا گیا ہے اگر مصلحت کی وجہ

سے ایسا کیا۔ مثلاً بیوی کی صحت اچھی نہ تھی یا دوبارہ حمل ساقط ہونے سے، اس کی جان کو خطرہ تھا، تو یہ فعل بھی جائز ہے اور اگر اس کی کوئی وجہ نہیں تھی، تو یہ فعل ناجائز ہے۔ یعنی چھلانگ سے رہنا۔

تنگی رزق کے خوف سے منصوبہ بندی کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

دین اسلام میں موجودہ حالات کے پیش نظر خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جس ضرورت کے پیش نظر خاندانی منصوبہ بندی کرانے کا اعلان کیا جاتا ہے اور بے دریغ روپیہ اس پر

خرچ کیا جاتا ہے وہ اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن کریم میں ہے

وما من دأبہ فی الارض الا علی الفہ رزقہا

(سورۃ ۱۱) ہود، آیت: ۶)

کثرتِ آبادی کی وجہ سے نس بندی کا حکم

الاسمفتناء

یہ فرماتے ہیں علامہ برادر مندوچہ دین مسائل تہ مارے میں کہ

(۱) آیا مذہب اسلام میں ضبطِ تولید جائز ہے ؟

(۲) آیا وہ شخص جس کی معاشی حالت مزید ۵۰۰۰ روپے پر اتکت نہ ملتی ہو گیا وہ ضبطِ تولید کی رو

تقیار رکھ سکتے ؟

(۳) کچھ عیسائیوں جو ملکی نقطہ نظر سے والدین سے اولاد میں فطرتی بونگھتی ہیں، کیا ایسی صورت میں

ہمارے مذہب میں ضبطِ تولید جائز ہے یا نہیں ؟

آپ سے درخواست ہے کہ تمام جوابات کیلئے حوالے ضرور استعمال فرمائیے تاکہ کسی سے شکوک میں ان کتب

کو حوالہ دیا جاسکے۔ اس بات وہ نظر رکھیں کہ ہم جس مادیات پر مبنی کے دور سے گزر رہے ہیں، اس میں، ٹیلیسٹ

ضروری ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے مسائل کا حل ہمارے دین میں موجود ہے کیونکہ ہمارا مذہب کامل ہے۔

مسائل : زاہد محبوب، سرانچ الدولہ روز، کرچی

الجواب

آنجل "ضبطِ تولید" کی جو تعلیمات ہو، جو بیان کی جاتی ہے، وہ یہ ہے کہ دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے،

خوراک کم ہو رہی ہے۔ اس لئے ضبطِ تولید کیا جائے۔ یہ وجہ تو قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے اور اس قصد سے

ضبطِ تولید ناجائز ہے۔ اس لئے کہ "ترزاق" اللہ تعالیٰ ہے اور رزق پہنچانا اس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ باقی کسی عذر کی وجہ

سے مثلاً مالِ چوں کو، دودھ نہیں پلا سکتی یا باپ دودھ پلانے کا خرچہ نہیں پورا کر سکتا۔ حدیثوں میں مذکور ہے۔ علامہ

سید احمد طحطاوی حنفی حنفی ۱۲۳۰ھ نے حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار میں لکھا

یباح لہا ان تسد فم الرحم لئلا تحبل

(جلد ۲) کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، صفحہ ۷۷، مکتبۃ العربیہ، کوئٹہ

یعنی حرمہ وہی نہیں ہے جاز ہے کہ رحم کے منہ کو دھو دے تاکہ حمل نہ ہو۔

اور علامہ سید محمد امین ابن طاہرین متوفی ۱۲۵۴ھ نے فتاویٰ سنائی میں لکھا

ومن الاعذار ان یقتطع لبساً بعد طہور الحمل ولیس لابی الصبی ما
یساحر بہ الطئر ویعاف ہلاکہ

(جلد ۲)۔ کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی اسقاط الحمل،

صفحہ ۴۱۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی عذر کی صورت یہ بھی ہے کہ عورت کا دودھ "نقطع" ہو جاتا ہے حمل نماہر ہونے سے اور بچہ کیلئے باپ

کے پاس سے پیسے نہیں کہ دودھ پلانے، الی کو اجرت پر رکھے اور بچے کے حلاک ہونے سے ڈرتا ہے۔



رسوماتِ شادی

دولہاد لہمن کے لئے آنچ بنانے کا حکم

الاستیعاب

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں۔

شاء الی۔ دن دو لہا اور لہمن کیلئے آنچ بنایا جاتا ہے۔ کیا یہ شریعت میں جائز ہے

سائل محمد کریم موتی والا، طارق روڈ، ۱۰، اپتی

الجواب

دولہا، دو لہمن کیلئے اعزازی نشست بنادینے میں کوئی حرج نہیں۔ لہذا آنچ تو بنا سکتے ہیں، مگر اسراف

(باجائز خرچ) کا جائز ہے اس سے بچیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

سرہندی کا حکم

الاستنباب۔

یافومات میں ملے دین و مکتیان شرع تین اس مسئلے کا۔ ۷ ص ۷

سرہاند حنا جاز ہے یا نہیں؟ بعض ملے دومند سرہاند ہنے کو، ام اور ناجائز قرار دیتے ہیں۔

سائلین جمعیت القریش، راجی

الجواب

شادی میں پھولوں کا سرہاند حنا جاز ہے شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ "اصل فی الاشیاء الاباحۃ" یعنی
تیسارے میں صل اباحت (جواز) ہے۔ چنانچہ قرآن وحدیث میں جب تک کسی چیز کی ممانعت نہ ہو اس وقت تک وہ جائز
ہے۔ ممانعت ہونے کے بعد وہ ناجائز ہو جاتی ہے۔ یہ اصول فقہ حنفیہ کی کتابوں میں متعدد جگہ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ
علامہ سید محمد رشتن انن مابین (شامی) متوفی ۱۲۵۲ھ نے اس بات کو ثبات دینے کیلئے ایک عنوان مقرر فرمایا

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

(جلد ۱) کتاب الطہارۃ، مطلب المحتار ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ، صفحہ

۷۷، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بعد حدیث میں بھی یہ بات ہے اور اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ شریف و النورین الی عبداللہ محمد بن عبداللہ

الخطیب متوفی ۷۴۲ھ نے نقل کی۔

فما احل فہو حلال، وما حرم فہو حرام، وما سکت عنہ فہو عفو

(مشکوٰۃ المصابیح، باب ما یحل اکلہ وما یحرم، الفصل الثالث، صفحہ ۳۶۲،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اور جس چیز کے

بارے میں شکوت فرمایا وہ عاف ہے۔

لہذا جب سرے کی ممانعت قرآن وحدیث اور فقہ میں بھی نہیں ہے تو اس کو حرام کہنا شریعت میں زیادتی

اور شریعت نے الزام (جھوٹ) نہیں دیا۔ یہ بھی علماء کا یہ کہنا ہے کہ ہندوستان کا یہ رسم ہے جو حرام ہے غلط ہے۔ وہ کوئی دلیل اس بات پر بیان کریں کہ کافر پہلے سے امانت حاصل کرتے تھے مسلمانوں نے ان کی نفس شروع کر دی ہے۔ جب تک اس فعل کا ثبوت قویں نہ کریں اس وقت تک یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ہندوستان پر صدیوں تک مسلمانوں نے حکومت کی۔ اس زمانے میں بہت سے کام ہندوؤں نے مسلمانوں کی نقل کرتے ہوئے شروع کر دیئے، یہی زیادہ ظاہر ہے۔ بہر حال سرے کو حرام کہنے سے قرآن کریم کی ایسی نفس قطعی دکھلا میں جس سے سرے کی حرمت ثابت ہو جائے ہندوؤں کی نقل کرنے کی دلیل بیان کریں اور یہ بھی بیان کریں کہ یہ ہندوؤں کے شعائر میں سے ہے تو مشابہت حرام ہوگی۔ اور اگر شعائر سے ثابت نہ ہو تو مشابہت حرام نہیں ہوتی۔ ہندو اس کا ہندو جتنے کافر اندر سم کہنا اور اسے حرام بتانا صحیح نہیں ہے۔

نکاح کے موقع پر سر اور گانے باجے کا حکم

الاستفتاء

کیا نماز میں علانے عین و معینان شرع حتمی اس مسئلے کے بارے میں۔
شادی بیاہ کے موقع پر سر باندھنا، دخول، باجا بجانا اور عورتوں کا گانا گانا، ردوے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

مسائل صوبہ دار علی حسین، ضلع پونچھ، بکراؤ کشمیر

الجواب

سہ اہل ہندوستان ہے مگر گانا گانا اور باجا بجانا ہر صورت میں ناجائز ہے۔ خصوصاً شادی میں عورتوں کا اس طرح گانا گانا کہ ان کی آواز باہر غیر مردوں تک پہنچے۔ شادی کے متعلق شریعت کا غلط یہ ہے کہ بالا عاوان جو اگر پہنچ کر کسی عورت سے شادی کر کے لائے گا تو قوموں میں بدعنوانی پیدا ہوگی۔ اور کوئی قسمت لکھائے گا کہ عورت کو ہتھکڑیاں لایا ہے۔ اسی لئے حد حد میں ہے، اس حد حد کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن زید الرازی ابن ماجہ القزوی متوفی ۵۲۷ھ نے اپنی سنن میں نقل کیا

علموا هذا المنكح واصرروا عليه بالعرس
(مسئلہ این ص ۷۷، ابواب المنکاح، کتاب اعلان المنکاح، صفحہ ۱۳۱)
قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی تم کائنات کا مالک ہو، اور اگرچہ یہ مالک وہ جا کر رہی ہو۔
لیکن یہ رست لگائی جاتی ہے، کاروبار چھوڑے جاتے ہیں، سرموئے لگاتے جاتے ہیں اور دوسروں کو مدعو کر
جاتا ہے، یہ باتیں مالک کیلئے کافی ہیں۔ وہ جانے کی حاجت نہیں ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

شادی بیاہ میں شرکت کی شرائط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ
عام لوگوں کی طرح میرے پاس بھی شادی کا رد آتے ہیں، ان شادیوں میں شرکت --- نیچے میں
جو چیز سامنے آ رہی ہے، وہ یہ ہے کہ اسلامی رسوم کے ساتھ خفیہ اسلامی رسوم میں اضافہ ہو تا جا رہا ہے۔ مگر
احمد نذوق بھی ایسی شادیاں صورت میں جو قرآن و حدیث کے میزان پر پوری قریبی ہیں۔ تاہم مجھے آپ سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جب شادی، ولیمہ یا کسی اور تقریب کا کارڈ آگئے تو کیا اس کے جواب میں مندرجہ ذیل باتیں (اے اے)
موت، سینہ والا) کے گوش گزار کر دی جائیں کہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ میں آپ کی دعوت میں شرکت
کر سکتا ہوں اور اگر ان شرائط پر عمل نہیں ہو گا تو میں شرکت نہیں کر دوں گا۔

(۱) فونو گرافی، ویڈیو فلم، کانوں کی ریکارڈنگ اور میوزک تمام چیزوں سے اجتناب ہو گا۔

(۲) کسی قسم کے ہنسی اور طعنے کا اجتناب نہیں ہو گا۔

(۳) مقام، دعوت پر اگر مردوں اور عورتوں دونوں کی شرکت کا اہتمام کیا گیا ہے تو اسلام کے بتائے
موجب پردے کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے الگ الگ اجتماع کیا جائیگا۔

(۴) جہاں عورتوں کا الگ اہتمام کیا گیا ہو وہاں عورتوں کے درمیان انتظامی امور سرانجام دینے کی ذمہ

نہیں خواہتیں۔ مہ، جو، جس کیسے، حواتین مقرر اور متعین کی جائیں۔

(۵) جو رہیں سلام کے خلاف ہوں خواہ وہ پرانی ہوں یا نئی، ان سب سے ایقتاب کیا جائے گا۔

(۶) نکاح اور کھانے سے فراغت کے بعد دوسرا اور اس کے مرد ساتھی عورتوں کی تقریب کا وہ نہیں جائیں گے۔

(۷) خواہتیں جو مردے کی پابند ہیں اور اسلام کی بنی ہوئی حدود کی پوری پابندی کرتی ہیں ان کا، ان خواتین سے بھی پرہیز کا انتقام کیا جائے، جو پرہیز نہیں کرتی ہیں۔

(۸) پرہیزگار مکین ایسا وقت مقرر کیا جائے جس کا نماز کے اوقات سے ٹکرا نہ ہو۔

(۹) کارڈ پر لکھے سوئے وقت کے جانے وہ وقت بتایا جائے، جس وقت پر ورام ملا شام ہوگا تاکہ خواہ کر اور وقت ضائع نہ ہو۔

(۱۰) رات کے آنے اور جانے میں بیٹہ باجے کا استعمال نہ ہوگا۔

(۱۱) آتش بازی، ہوائی فائرنگ اور اس طرح کی دوسری چیزیں نہیں ہوں گی۔

(۱۲) مردوں اور عورتوں کی تقریب گاہوں میں چھتہ نہ کھانے کا انتقام کیا جائیگا۔

مذکورہ شرط کرکے اگر اسی قبول نہ کرے تو کیا دعوت قبول کرنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب

(۱) مذکورہ شرط شرعی (دعوت دینے والے) کو بتائی جا سکتی ہیں۔

(۲) مذکورہ شرط پر اگر اعلیٰ عمل نہ کرے تو اس کی دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

منگنی میں لڑکے اور لڑکی کا ایک دوسرے کو انگوٹھی پہنانے کا حکم

الاستفتاء

دیا فرماتے ہیں علامہ دین و مقیدان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

منگنی کی رسم میں لڑکا لڑکی کو انگوٹھی پہناتا ہے۔ کیا یہ شریعت میں جائز ہے؟

سائل محمد فیصل صغیر، ہار تھہ کراچی

انجواب

کچھ سے پہلے نماز اور نذر یک دوسرے سے جتنی دور عید محرم میں۔ دونوں کو ایک دوسرے کے جسم کو چھو نہ جائے۔ بعد از نماز اگر کسی ایک دوسرے کو خود انکو چھنی نہیں پڑنا سکتے۔

لڑکی والوں سے سامان جینز کا مطالبہ کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ۔

میسوں میں ایک جماعت ہے جس کے یہاں شادی کے موقع پر یہ روئے ہے کہ۔۔۔ لڑکی والوں سے مکان، فرنیچر اور دیگر سامان جینز وغیرہ کا تقاضہ کرتے ہیں۔ اگرچہ اس مکان اور دیگر سامان کی مالک لڑکی ہی رہتی ہے۔ لڑکی لڑکی کو طلاق دے دے یا لڑکے کا انتقال ہو جاوے ان دونوں صورتوں میں مکان اور سامان وغیرہ لڑکی کو مل جاتا ہے۔ اب سوچا یہ ہے کہ کیا اذروئے شرع لڑکی والوں کا یہ مطالبہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو لڑکا اس فعل کا مرتکب ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے اس قسم کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن مکان فرنیچر وغیرہ سب جدائی اور عدم جدائی کی صورت میں لڑکی کی ملکیت میں رہتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ شوہر یا شوہر کے گھر والوں نے یہ مال نہیں لیا ہے۔ صرف یہ مطالبہ کیا ہے کہ تم اپنی لڑکی کو یہ چیزیں دے دو تو یہ لوگ پگڑی لینے والے نہ ہوئے (لڑکی کی حیثیت سے مطالبہ جینز کی قیمت کا تعین کرنا پگڑی کے ملتا ہے) انھیں یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ البتہ ایسے شخص کی مامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کثرتِ جہیز، سونے کی انگوٹھی، پیڑ، رت جگا اور مہندی کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شرع میں کوئی چیز کی حد مقرر ہے؟ بھری قریش، ہراوری میں یہ رائج ہے۔ محض حصول (دولت

مند) حضرات اپنی بیویوں کو بچاس ہزار سے لے کر پانچ لاکھ تک کا جہیز دیتے ہیں اور اس برادری میں بہت سے غریب اپنی بیویوں کو اس قدر جہیز نہیں دے سکتے۔ اس لئے ان کیوں سے ہراوری میں لونی رشتہ کرنے کو تیار نہیں۔ کیا حصولِ حضرات کا اس طرح کرنا جائز ہے؟

(۲) کیا شادی کے موقع پر جو دو لاکھ ۵۰ سونے کی انگوٹھی پر نانی جاتی ہے تو کیا یہ رسم شریعت کی رو سے

جائز ہے؟ اور کیا دو لاکھ اور دس کا سرمایہ صاف جائز ہے؟

(۳) بارات میں پیڑ باجاء ناچ گانے کا اور آتش بازی کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) شادی یا دوسرے رت جگا اور مہندی کی رسم کے بارے میں بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب

دیں۔ جمعیت القریش کراچی آپ کی شکر گزار ہوگی۔

سائلین: حاجی مہد احمد، کورنگی، کراچی

شمس الدین، لیاقت آباد، کراچی

ہاشم احمد، لیاقت آباد، کراچی

حاجی چراغ الدین، لیاقت آباد، کراچی

الجواب

(۱) یہ انتہائی المومناں کی بات ہے کہ کثرتِ جہیز نے، اس کی تکلیف دہ صورت حال اختیار کر لی ہے کہ جس

کی وجہ سے بہت سے والدین کیلئے اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے، ان کے دل کا چین اور رات کا سکون چھین گیا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ رشتہ کرنے والوں کی طرف سے منہ مانگا جہیز نہیں دے سکتے۔ ان کی زندگی ابتر بن گئی ہے۔ اسلامی معاشرے میں اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں ان لوگوں کو خاص طور پر پسند قدم اٹھانا چاہیے جو بے تحاشا جیز دیتے ہیں۔ وہ آگے آئیں اور اس بات کو شرم کرنے میں تھک نہ کریں اور وہ جیز جتنی مقدراتی کر سکیں کہ جو غریب و کم بھی دے سکیں۔

(۲) مرد کیلئے سوئے تنی انگوٹھی ۶ ام ہے، البتہ سر لاندھنا جائز ہے۔

(۳) بیڑا باندھ جائے اور آتش بازی وغیرہ کسی موقع پر بھی ہوں، ۶ ام ہیں۔

(۴) رات بچے جس میں تمام رات حور تیں گانے جاتی ہیں، ۶ ام ہے۔ منہ ذی قی رسم اگر گانے جانے وغیرہ خلاف شرع امور سے خالی ہو، تو جائز ہے۔

لڑکی کی شادی میں دعوت کا حکم

الاسئلۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مشائخ شرع متین اس مسئلے نے بارے میں کہ
آج کل شادیوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی ہیں، قسم قسم کے کھانے پکھانے جاتے ہیں۔ خواہ مخواہ
حضرت کی کافی تعداد موجود ہوتی ہے۔ جیز کا سامان بھی زیادہ اور قیمتی ہوتا ہے۔ از روئے شرع کیا اس طرح کرنا جائز
ہے؟ جواب سے فرمادیں۔ ہمیں نوادرش ہوگی۔

سائل محمد کاشف انصاری، ابٹھھی، راجپوت

الجواب

شادی میں اپنی استطاعت کے مطابق جیز اور دعوت وغیرہ کا اہتمام کرنا، اس شرط سے جائز تو ہے کہ دیا
گاری، فخر اور بڑائی کے اظہار کیلئے نہ ہو۔ لیکن ہر جائز کا۔ کوثر کے کیلئے دوسری مصلحتیں بھی ملحوظ رکھنی چاہئیں۔
سرماہیہ اردوں نے شادیوں پر بے درغلی و پیہ خرچ کر کے غریبوں کیلئے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بے ہر لڑکا اس قسم کا
مطالبہ کرتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ مجھے بھی ایسا ہی جیز ملے، اس لئے غریب کی لڑکیاں بھی رہتی ہیں اور ان کی
شادیاں نہیں ہو پاتیں۔ سرماہیہ دار فضل خرچیاں بند کر دیں تو غرباء کیلئے بہت سہولت ہو جائے۔

ولیمہ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں ۔
شادی کے ایک خطے یا ایک میلے بعد ولیمہ کیا جاوے تو از روئے شرع یہ ولیمہ درست ہو گا یا نہیں ؟ ان دو
حدیث کی روشنی میں جواب بتا کر فرما کر خداوند مہربان ہو ۔

سائل محمد نذوق حسن

الجواب

دعوت ولیمہ سنت ہے اور اس میں منیم ثواب ہے۔ جبکہ ولیمہ اولیٰ ہے۔ ہر مقتدر اداے سنت ہو۔
ولیمہ اور دعوت ہے جو ”شب زفاف لی تیج“ واپسے دوست و احباب، عزیز و اقارب نہ بھگتے۔ لوگوں کیلئے اپنی
استقامت کے مطابق کی جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے لارہ سرے دن بھی جتنی ۱۰۰۰ نفل اس دعوت کو ولیمہ کہا
جاسکتا ہے۔ دو دن بعد اس دعوت پر ولیمہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ بلکہ انعام ”دین متقی“ ۶۱۱ حدیث کی روشنی میں
کلی

وتسمیة العرس سنة وفیہا مثنویة عظیمة وعی۔ اذ منی الرجل بامرأته انه
ینسعی ان یدعو الجیران والاقرباء والاصهار، ویذبح لہم ویصنع لہم طعاماً
یعنی دعوت ولیمہ سنت ہے اور اس میں ثواب منیم ہے۔ اور دعوت ولیمہ یہ ہے کہ جب یہ شخص اپنی
عورت سے زفاف کرے تو اس کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں، عزیز و اقارب اور دوست و احباب کیلئے
دعوت کرے اور صہانوں کیلئے جانور ذبح کرے اور کھانے تیار کرے۔ اس کے بعد فرمایا

ولا یأس بان یدعو مومئذ من العدو و بعد العدو ثم ینقطع العرس والولیمة
(حلد ۵) کتاب الکراہیة، الباب الثانی عشر فی البدایا والصیافات، صفحہ: ۳۴۳،
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ولیمہ اگلے روز کرے یا اگلے سے اگلے روز۔ اس کے بعد اس دعوت کو
ولیمہ نہیں کہا جائے گا۔

عقیدہ کا گوشت ولیمہ کے کھانے میں کس کرتا

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں علمائے دین و مقیدان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ولیمہ کے کھانے میں عقیدہ کا گوشت یا کرمہ مانوں کو کھلائے، تو قزوے شرع اس کا کیا حکم

۳

الجواب

عقیدہ کے گوشت کا وہی حکم ہے، جو قربانی کے گوشت کا حکم ہے۔ قربانی اور عقیدہ کی مساوات اللہ تعالیٰ سے نام پر ذبح کر دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔ گوشت عقیدہ اور قربانی کرنے والے کی ملکیت ہوتا ہے، اسے فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کسی کام کے معاوضہ میں دے سکتا ہے۔ خود کھائے، دوسروں کو کھلائے، غریب و مالدار جس کو چاہے دے۔ فقہاء نے قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کو مستحب لکھا ہے واجب کسی نے نہیں لکھا اور قربانی اور عقیدہ کا حکم ایک ہے لہذا ولیمہ میں عقیدہ کا گوشت شامل کرنا حلال و مکھلا ناجائز ہے۔

کھڑے کھڑے کھانے پینے کا حکم

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں علمائے دین و مقیدان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کھڑے ہو کر کھانا پیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ”ایسا کرنا جائز ہے۔ میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تھا تو انہوں نے اسکو جائز قرار دیا تھا“ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب

حدیث میں ہے اور اس حدیث کو عساکر علیہ السلام والدین ابو الحسن امام مسلم بن الحجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم میں نقل کیا

عن اسر عن النبی ﷺ انه نهى ان يشأ - الرخل قانما قال قتادة فقلنا
والا كل فقال ذلك اشراً واخبثاً

(جلد ۲) کتاب الاشریہ، باب فی الشرب قانما، صفحہ ۱۷۳.

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک آپ ﷺ نے کفر سے
ہو رہے ہیں سے منع فرمایا حضرت قتادہ کہتے ہیں ہم نے عرض کی کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے "تو شام فرمایا وہ
اور زیادہ سخت ناپسندیدہ اور برا ہے۔

عقیدہ کے حصول اور گوشت کے استعمال کا حکم

الاستفتاء.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین سے مسئلے کے بارے میں۔

زید اپنے لڑکوں کا عقیدہ کرنا چاہتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکے کیسے دوجرے ہو گا، بڑی ہیں یا
ایک جگرے سے بھی کام چل جائے گا؟ اور مال باپ، ماما، مانی اور دوا اور دواوی بھی عقیدہ کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟
سائل انوار احمد، کراچی

الجواب:

عقیدہ کرنا مست ہے۔ لڑکے کیلئے دو جگرے اور لڑکی کیلئے ایک جگرے مستحب ہے۔ اگر لڑکے کیلئے بھی ایک
جگرہ کر دے تو عقیدہ ہو جائے گا۔ اور لڑکے کیلئے جگرے اور لڑکی کیلئے جگرہ کرنا بھی جائز ہے اور گائے میں دو حصے
لڑکے کیلئے اور ایک حصہ لڑکی کیلئے مستحب ہے۔ اور اگر سب کیلئے ایک ایک حصہ کرے گا جب بھی جائز ہے۔ اور عقیدہ
کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے۔ چے کے مال باپ، دوا، دواوی، ماما، مانی سب کھا سکتے ہیں۔

حقیقہ کے گوشت سے ولیمہ اور تحائف کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل سے بارے میں کہ
ایک شخص اپنی دو دیکھوں اور ایک لڑکے کا حقیقہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی اسے ن فتنہ بھی۔ کیا
حقیقہ کا گوشت پکا کر سب دعوت میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں " حقیقہ کے گوشت کا صحیح مصرف کیا ہے "۔
وضاحت فرمائیں۔ نیز جس طرح شادی بیاہ میں تجھے تحائف دیئے جاتے ہیں۔ کیا حقیقہ اور فتنہ کے موقع پر بھی
دیئے اور لئے جاسکتے ہیں " جبکہ شادی میں جو نقدی، روپے و لہا والوں کو ملتے ہیں وہ بے والوں کی شادی بیاہ میں
دائیں بھی کئے جاتے ہیں۔

مسائل حافظ عبد الرحمن، شاہ جہاں مسجد، بی کالونی، کراچی

الجواب:

حقیقہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح کر دینے سے سنت اور سوچا جاتا ہے۔ گوشت حقیقہ کرنے
والہ کی ملکیت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ قربانی کی طرح اس کے بھی تین حصے کئے جائیں یہ حصہ غلام کو، ایک حصہ
رشتہ داروں کو اور ایک حصہ خود کھانے کیلئے رکھ لیں۔ اور اگر مہار کوشت تقسیم کر دیں یہ سارے گوشت خود پکا کر کھالیں
جب بھی حقیقہ ہو جائے گا۔ لہذا صورت مسئلہ میں اگر وہ حقیقہ کے گوشت کو پکا کر رشتہ داروں کو کھلانے کو چاہتا
ہے۔ مگر اس دعوت میں کچھ نہ کچھ غریب کو بھی شریک کر لے۔

شادی میں جس طرح لوگ نقدی، کپڑے یا دوسری چیزیں دیتے ہیں، وہ لینا جائز ہے، اسی طرح حقیقہ اور
فتنہ میں بھی لینا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

پردے کا بیان

احکام پردہ

بسم اللہ

یہ باتیں ہیں جن سے ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے کہ وہ اس سے باز رہے۔

اسلام میں عورت پر پردہ کا کیا حکم ہے؟ پردہ کرنے کی کہاں تک رعایت ہے؟ معزز مہمانوں کی آمد پر رقص و منظر میں خوش گھبراہٹ وغیرہ کیا ہے؟ لاور مردوں کیلئے غیر محرم کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ عورتوں کو سنگھار کر کے گھر سے باہر لے جانا کیا ہے؟ ان ضمن میں حاکم وقت اور متعلقہ حکام کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ درخواست دی جاتی ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب باصواب عنایت فرمائیں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔

سائل سلطان محمود مغل، مصطفیٰ آباد، راجپوت

الفرع اب

قرآن کریم میں ہے

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكُمْ أَوْفَىٰ لِمَا يَسْتَلِمْ سِيْرُهُمْ أَنْ يَفْهَمُوا لِقَاءَ رُسُلِهِمْ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُ اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اللّٰهُ حَبِيزٌ ۚ بِمَا يَصْتَغُورُونَ ۝

(سورة (۲۴) النور، آیت: ۳۰)

یعنی مسلمان مردوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی نکاحیہ بیویں اور اپنی شریکاتوں کی حفاظت کریں یہ ان سید

بہت مستحضر ہے۔ یہ شک اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔ (آیت ۱۰ بیان)

اسے بعد ان آیت مہرکہ میں ایمان والی عورتوں کو ختم ہوا

اور مسلمان عورتوں کو حکم دے کہ وہ اپنی نکاحیہ چھٹی پر تھیں اور اپنی پادرسافق حفاظت کریں اور اپنا نام

نہ دکھائیں مگر جتنا خود ظاہر ہے اور وہ اپنے رب بنانوں پر ڈالے رہتا اور ہر شے کا ظاہر نہ کریں مگر اپنے

شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے چچا یا شوہروں کے چچا یا بھائی یا اپنے ممتھیہ چنے بھانجے یا اپنے

دین کی عورتیں یا اپنی کمزریں جو اپنے ہاتھ کی مدد ہوں یا نوکر اور طہیکہ شہوت و سہ مرد نہ ہوں یا دوپے جنہیں

عورتوں کی شرمجہ کی چیزوں کی خبر نہیں، اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں۔ چاہتا ہے کہ کچھ بچا ہو اسے تنگوار۔ اور

اللہ کی طرف توجہ کرو، اے مسلمانو! سب سے سب اس امید پر کہ تم خلافت چاہو۔

قرآن کریم میں اس سے مقام پر ارشاد ہوا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَهْلِ الْبَيْتِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي هَذِهِ آيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

جَلَّابِيهِمْ ذَلِكَ اِذْنِي اَنْ بَعَرْتُمْ فَلَا يُؤْذِنُ وَكَانَ اللّٰهُ غَفِيْرًا رَّحِيْمًا

(سورة الاحزاب، آیت: ۵۹)

یعنی اسے نبی ﷺ اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیکہ اپنی حادروں کا ایک

حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی بچپان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان

ہے۔ (کفر ایمان)

ترجمہ کی اور ادا، لہذا میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبد اللہ ام کتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ پرہیز کرو! کہتی ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو بیہوش ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم انھیں نہیں دیکھو گی؟ ہستی میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت۔ یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے آپ کو بلا عذر دکھائے۔ حدیث میں ہے اس حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی ترمذی متوفی ۲۵۵ھ نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے

المرأة عورة، فاذا خرجت استغشرت بها الشيطان

(حصہ اول، ابواب الرضا، صفحہ ۱۴۰، فاروقی کتب خانہ، ملتان)

یعنی عورت پرہیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔

حدیث میں ہے، اس حدیث کو امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیبہ بن علی بن خرقان سنن بن یار نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے سنن نسائی میں نقل کیا۔

اَيْتُكُنْ حُرْجَتِ الْمَسْجِدِ فَلَا تُقْرِبُنَا طَبِئًا

(حصہ دوم، کتاب الزینة، باب النبی للمرأة عن تشهد الصلوة اذا اصابته من البخور، صفحہ: ۲۷۷، مکتبہ سلفیہ، لاہور)

یعنی جب تم عورتوں میں سے کوئی عورت مسجد جاسے تو وہ خوشبو لگا کر نہ جائے۔

عورتوں کے گھر سے نکلنے کے بارے میں اور پردے سے متعلق قرآن کریم کی یہ آیتیں اور چند احادیث جو اوپر لکھی گئی ہیں، ان سے ہر مسلمان، جس کے دل میں قرآن و حدیث کی عظمت اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کا جذبہ ہو تو وہ سمجھ لے گا کہ اللہ اور رسول کا قضاء قضا کے دروازے کو بند کرنا ہے۔ اور قضا کی ابتداء نظر سے ہوتی ہے اسی لئے انہی عورت کو دیکھنے پر احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، جو اوپر گزریں۔ اور مساجد میں جانے کیلئے یہ پابندی لگائی کہ خوشبو لگا کر اور زینت کر کے گھر سے نہ نکلیں اور مسجد نبوی میں مردوں پر یہ پابندی لگائی کہ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رو بیٹھے ہو۔ جب عورتیں پیچھے سے اٹھ کر چلی جائیں تو منہ موڑیں۔

ان احکام کی موجودگی میں عورتوں کا عین سنو کر گھروں سے نکلنا، بازاروں میں گھومنا اور قوم کی چھٹیوں کو اسکولوں اور کالجوں سے دوسرے ممالک کے سربراہان کے استقبال کیلئے لے جانا اور انتہاء یہ کہ رقص وغیرہ کے

مظہر سے کروانا مسلمانوں کیلئے باعث شرم و حیا ہے۔ اور تعجب ان والدین کی غیرت پر ہے جو اپنی لڑکیوں کو اس حالت میں دیکھ کر حکومت سے احتجاج نہیں کرتے کہ ہم نے اپنی لڑکیوں کو اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے کیلئے بھیجا ہے تاکہ بے حیائی و بے غیرتی کا سر میکیت حاصل نہ کیٹے۔ قرآن کریم میں حکومت کی ذمہ داری یہ بیان فرمائی کہ

وَلْيَبْصُرُوا الْفَرْقَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَزِيزٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَفْسَدُوا فِيهَا وَإِنَّا لَنَذَرُهُنَّ لِلَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۚ وَاتَّقُوا الزُّكُوتَ ۚ وَامْرَأُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوُا عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ (۲۴) الحج . آیت ۱۰۰-۱۰۱)

یعنی اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ مد فرمائے گا اسکی جو اللہ تعالیٰ سے دین لی مد فرمائے گا بے شک ضرور قوت والا غالب ہے۔ وہ لوگ کہ ہم انھیں زمین میں قلاو دیں وہ نہایت فاسق بن کر کریں اور زکوٰۃ میں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس آیت میں چار باتوں کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے، لہذا حکومت کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے اور اس پر عمل کرتے ہوئے ہر رے فعل کی ممانعت کر دینی چاہیے۔

شرعی پردے کی کیفیت

الاستفتاء

قبلہ مفتی صاحب!

قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے، تفصیل سے بتائیے کہ عورت شریعت کے مطابق چادر کا استعمال کس طرح کرے، جبکہ اسے غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا مطلوب ہے۔

سائل محمد عارف، فیڈرل لی امیریاہ کراچی

نحوہ۔

چہرہ۔ اس سے زیادہ مطلوب ہوتا ہے۔ سواں طرح لازماً چاہیے۔ اس سے تمام جسم چھپ جائے اور
اس میں کوئی عیب اس سے ظاہر نہ ہو۔

چہرے کے پردے کا حکم

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علما نے؟ یقیناً اس مسئلے کے بارے میں کہ
علما نے دین کا بے پردہ عورتوں کے اجتماع سے خطاب کرنا شریعت سے رو سے جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و
سنت نبی رو شنی میں جو ب عزائم فرمائیں۔ نیز عورت کا چہرہ، پردہ میں شامل ہے یا نہیں؟
سائل اشتیاق احمد ساطانی

الحواب

عورتوں سے بلا حجاب مرد کو خطاب کرنا، ناجائز ہے اور اگر مرد میان میں پردہ ڈال دیا جائے تو جائز ہے۔
ادھر نماز میں جن اعضاء کو چھپانا فرض ہے، اسی میں چہرہ داخل نہیں ہے، مگر خوف فتنہ کی وجہ سے قرآن کریم میں
عورتوں کو حکم دیا

يٰۤاَيُّهَا النِّسَاءُ عَلَيْهِنَّ مِنْ خُلَاطِيئِهِنَّ

(سورۃ الاحزاب، آیت ۵۹)

یعنی عورتیں اپنی چادر اور ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔
اصل فتنہ عورتوں کو، یکھنے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں فرمایا
العیفان تہذیبان

(مسند الامام احمد بن حنبل، جلد ۱/۱۲۱، مطبوعہ

دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی آنکھیں نہ مارتی ہیں۔

اس لیے اجنبی عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ان ماجد میں

حدیث ہے۔ فرمایا

قال رسول اللہ ﷺ من نظر الى محاسن امرأة اجنبية فيذاب في عينيه

الاسمک

یعنی جو شخص کسی اجنبی عورت کے حسن و جمال کو دیکھے گا اسکی آنکھوں میں سیہ۔ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

لہذا بے پردہ عورتوں سے اجتناب ضروری ہے۔

بوڑھی عورت کیلئے پردے کا حکم

الاستفتاء:

جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل مسئلے میں رہنمائی فرمائیں کہ

عورت جب بوڑھی ہو جائے تو کیا وہ پردہ ترک کر سکتی ہے؟

الجواب:

بوڑھی عورت بھی پردہ کرے گی۔ مگر چہرہ کھول سکتی ہے، جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

پردے کی نیت سے موزے، دستانے اور چشمہ پہننے کا حکم

الاستفتاء:

محترم مفتی صاحب!

مندرجہ ذیل امر میں آپ کی رہنمائی قرآن و حدیث کی روشنی میں مطلوب ہے۔

اگرچہ شریعت میں عورت کے ہاتھ اور پاؤں غیر محرم کے سامنے کھلے رہنے میں، کوئی مضائقہ نہیں۔

خیر عورت نہ کھائی پر عمل کرتے ہوئے، تامل اور مراقبہ نہ کرے اور اپنی آنکھوں کو تکیہ پوشیدہ نہ کر چھپائے تو شریعت نہ ختم نہیں رہتا ہے۔

الجواب

یہاں کے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اچھا ہے۔

پروے کیلئے ہر قعدہ پہننا

الاستفتاء

- جناب مفتی صاحب مندرجہ ذیل امور میں آپ کی رہنمائی قرآن و حدیث کی روشنی میں مطلوب ہے
- (۱) کیا مرد و چھ کالہ رنگ کا ہر قعدہ جو عام طور پر خواتین استعمال کرتی ہیں، شریعت کے میزبان پر پورا اترتا ہے؟
- (۲) سفید رنگ کا ہر قعدہ جو عام طور پر بوی عمر کی خواتین پہنتی ہیں اور بہت کم نوجوان عورتیں استعمال کرتی ہیں کیا شریعت — میزبان پر پورا اترتا ہے؟
- (۳) آپ کی نظر میں کوئی تیسرا رنگ ہے، جس میں سفید رنگ کا قعدہ کی خوبیاں موجود ہوں اور کالہ رنگ کا قعدہ سے ناقص موجود نہ ہوں۔

الجواب

- (۱) ہر قعدہ سے مطلوب ستر پوشی ہے، خواہ وہ کسی بھی رنگ کا ہو، اگر اس سے شرعی تقاضے پورے نہ ہوتے تو اس کا استعمال ممنوع ہے، خود ہر قعدہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے جو اپنی طرف متوجہ کرے۔
- (۲) سوال میں مذکور ہر قعدہ شریعت کے مطابق ہے۔

۱۲۱) مولیٰ بھی سی چاہا، ریاضہ فقہ جس سے شرعی تہذیب کے مطابق ستر پوشی ہو جائے... شرعی پردہ یا

تہذیب ہے۔

عورتوں کا دوکاندار سے بے پردہ چیز خریدنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
جو آدمی گھر میں بیٹھے رہے جس یا عازمت کرتے ہیں، انکی عورتیں بغیر پردے کے بازاروں میں خرید و
فروخت کرتی ہیں۔ ایسی عورتوں اور ان کے شوہروں کیلئے کیا حکم ہے؟ "نیز دوکانداروں کا ان بے پردہ عورتوں کے
ساتھ خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟"

سائل محمد عبداللہ قادری، میرپور خاص

الجواب

بے حجابانہ طور پر عورتوں کا نکلنا ناجائز و حرام ہے۔ اور ان کیلئے سخت وعید ہے۔ ان کے مرد، ان کی اس
حزت پر مطلق ہونے کے باوجود منع نہیں کرتے اور اس پر راضی بھی ہیں تو وہ بھی اس جرم، گناہ اور عید میں برابر
کے شریک ہیں۔ اور ان مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو پردے کا پابند کریں۔ دوکانداروں کا ان کے ساتھ
خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مگر ان کے چہروں کی طرف قصد نگاہ کرنا گناہ ہے۔

منگیتر سے پردہ کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب! چند مسائل در پیش ہیں قرآن، حدیث کی روشنی میں جواب دے کر منقول فرمائیں۔
منگیتی کے بعد منگیتر سے بات کرنا، پردہ نہ کرنا اور آئینے میں ملنا کیسا ہے؟

سائل عقیل احمد، سیانی، کراچی

الجواب

رشتہ جوڑنے سے بعد بھی نہ محرم شخص کے احکام پاتی رہیں گے نہ اس سے بات کر سکتی ہے اور نہ ہی اس سے ساتھ تنہائی میں جمع ہو سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

گھر میں دوپٹے کا استعمال

الاستفتاء

قبلہ مفتی صاحب امندر جد ذیل امور میں آپ کی رہنمائی درکار ہے

- (۱) انتخاب ایک دوپٹہ، جس میں سے عورت کے بال اور گردن نظر آئیں تو کیا ایسا باریک دوپٹہ گھر کی حدود میں محرموں کے سامنے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 - (۲) گردن کو دوپٹے اور چادر وغیرہ سے ڈھانپنا چاہیے؟ یا ایسی قمیض پہنی چاہیے جس سے گردن ڈھنپ جائے؟ آپ کی نظر میں زیادہ بہتر صورت کیا ہے؟
 - (۳) حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں صحابیات کا طرز عمل کیا تھا؟
- سائل محمد شیراز، مجلس بیمار، کراچی

الجواب

- (۱) ایسا باریک دوپٹہ گھر کے اندر محرم کے سامنے مذکورہ صورت میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- (۲) مقصود چھپانا ہے، چاہے قمیض سے ہو یا چادر سے۔
- (۳) صحابیات چادر استعمال کرتی تھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

سالی کو بھوئی سے پردے کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل مسئلے میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔

سیاسالی کو اپنے بھوئی سے پردہ کرنا چاہیے؟

سائل: محمد صادق قریشی، میر وڑائ، راجپی

الجواب

سالی پر اپنے بھوئی سے پردہ کرنا لازمی ہے۔

قریبی نامحرم رشتہ داروں سے پردے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

شریعت مطہرہ میں عورت کو نامحرموں سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاں تک اجنبی نامحرموں کا تعلق ہے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ لیکن قریبی رشتہ داروں سے جو نامحرم بھی ہوں، ان سے موجودہ دور میں پردہ کرنے کی کیا عملی صورت ہو سکتی ہے۔ آیا چہرے کا پردہ ہونا بھی ضروری ہے۔ یا صرف زیب و زینت کا پردہ ضروری ہے۔ کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ شرع پر بھی عمل ہو جائے اور رشتہ داروں سے تعلقات بھی خراب نہ ہوں۔

اس کے علاوہ شہری زندگی میں بعض اوقات مرد کی غیر موجودگی میں عورت کو ضروریات زندگی کے سلسلے میں گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اس کی شرعی طور پر کیا عملی صورت ہوگی۔ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

سائل: یکینچن زوار حسین عباسی، اسلام آباد

الجواب

صورت مسئلہ میں ان رشتہ داروں سے جو نامحرم ہیں، چہ وہ بھیلی، مٹھی، قدم اور غنٹوں کے علاوہ ستر (پراہ) کرنا ضروری ہے۔ غنٹہ، پتھر، تختہ اور بھی ان کے سامنے ظاہر نہ کیا جائے۔ مجبوری کے تحت ہاچہ ہو کر عورت شریعہ ضرورت خریدنے کیلئے بازار جاسکتی ہے۔

اجنبیہ کو بری نیت سے دیکھنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی اجنبیہ عورت کو جو ردیکٹا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ اور برے خیالات و دوسومات بھی گناہ میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

شریعت نے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے پر پابندی لگائی ہے۔ حدیث شریفہ میں فرمایا۔
 من نظر الی محاسن امرأة اجنبیة فیداب فی عینہ الانک
 یعنی جو کوئی اجنبیہ عورت کے حسن و جمال کو دیکھے گا قیامت کے دن سیسہ پتھلا کر اسکی آنکھوں میں ڈال دیا جائے گا۔

امتنافا غیر ارادی طور پر نظر پڑ جانے پر مؤاخذہ نہیں ہے مگر اس نظر کو باقی رکھنے پر مؤاخذہ (پوچھ گچھ) ہے۔ لہذا نہ نظر کرے گا نہ برے خیالات پیدا ہوں گے۔ فاسد خیالات گناہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ لہذا برے خیالات سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ لیکن جب تک ان خیالات پر بالعموم ارادہ نہ کیا ہو یا ان پر عمل نہ کیا، اس وقت تک گناہ کا اطلاق ان پر نہ ہوگا۔

ہے پردہ محافل میں شرکت کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب!

رشتہ داروں میں ایسے نکاح یا ولیمہ وغیرہ کی تقریب، جس میں فونو گرافی اور ویڈیو فلم ہو، عورتوں اور مردوں کے درمیان پردے کا کوئی انتظام نہ ہو اور شرکت کرنے والی خواتین کی اکثریت ہے پردہ نہ ہو۔ تو کیا ایسی محافل میں شرکت کرنا شریعت کے نقطہ نظر سے جائز ہے یا نہیں؟

سائل عبدالرشید دارغانی، کھارار، کراچی

الجواب

جہاں غیر شرعی افعال کا ارتکاب ہو، وہاں شرعاً شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

اختلاط مرد و عورت والی محافل میں شرکت

الاستفتاء:

جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل مسئلے میں آپ کی رہنمائی قرآن و حدیث کی روشنی میں مطلوب ہے

میری شادی ایک ایسے گھر میں ہوئی جہاں پردے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اپنے گھر میں بھی کوئی نہ شرعی پردے کے مطابق رکھا ہوا ہے۔ لیکن جب کبھی اس کے بھائی یا بہن کی شادی ہوتی ہے تو وہی حالت ہوتی ہے جو عام طور پر شادی کے موقع پر ہوا کرتی ہے۔ یعنی عورتوں اور مردوں کے درمیان اختلاط۔ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہی خود بھی اس ماحول میں جا کر پردہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔ اور نہ ہی وہ وہاں پردہ کرنا چاہتی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ کیا مجھے ایسے حالات میں اپنی بیوی کو شادی کے موقع پر بھیجا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

جہاں عورتوں نے درمیان تا محرم روں کا اختلاط ہو، فوراً پردے کا کوئی لحاظ نہ ہو اور نہ ہی بھی اس غیر شرعی صورت میں اہتساب نہ کرے، تو ایسی صورت میں یہ فی کونہ بھیجیں۔

حالت نماز میں عورت کیلئے لباس کی حدود

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب!

قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل مسئلے میں آپ کی رہنمائی درکار ہے

(۱) عورت جب اپنے گھر میں نماز ادا کر رہی ہو، تو ہاتھ پاؤں اور چہرے کے کھلے رکھنے کی حدود کیا ہیں؟

(۲) عورت جب مسجد میں نماز ادا کر رہی ہو، تو ہاتھ پاؤں اور چہرے کے کھلے رکھنے کی حدود کیا ہیں؟

(۳) عورت جب کسی دوسرے کے گھر میں نماز ادا کر رہی ہو اور دوسرا گھر بے پردہ مسلمانوں کا ہو، تو

ایسی حالت میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے کھلے رکھنے کی حدود کیا ہے؟

الجواب

عورت! اپنے گھر، مسجد یا کسی دوسرے کے گھر میں نماز ادا کرے، ہر جگہ "ستر عورت" کا ایک ہی

علم ہے۔ عورت کیلئے ستر عورت کی حدود یہ ہیں کہ منہ کی نکلی، ہاتھوں کے ٹخنوں سے ذرا آگے (ہاتھ کی طرف)

اور پاؤں کے ٹخنوں سے ذرا نیچے کے علاوہ تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔

مجھے من لاؤڈ اسپیکر لگا کر عورتوں کا میلاد اور نعت خوانی کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
عورتوں کا لاؤڈ اسپیکر پر میلاد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل صدیق خیل، جٹاگیر روڈ، اپنی

الجواب

عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ انجینی آدمی کو بلا ضرورت شرعی اپنی آواز نہیں سناسکتی ہے۔ ضرورت شرعی کا مطلب یہ ہے کہ شہادت وغیرہ میں اپنی آواز سناسکے گی۔ لہذا عورتوں کے میلاد کا طریقہ جو میاں رائج ہے وہ جائز نہیں ہے۔ بہت بڑا مکان ہو، اس میں عورتیں میلاد پڑھیں یا نعت خوانی کریں اور اس کی آواز باہر نہ جائے تو پھر جائز ہے۔ اور مائیک سے پڑھنا اور آواز باہر کے لوگوں کو سناتا جائز نہیں ہے۔

لے پالک اور داماد کے محرم ہونے کا بیان

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک عورت نے ایک بچے کو گودے کر حقیقی بیٹے کی طرح پرورش کی۔ اور جب وہ بالغ ہو گیا تو اسکی شادی کر دی۔ اسکے چچے بھی ہوئے۔ کیا یہ پالک لڑکا ماں کے انتقال کے بعد اسکا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟ کیا داماد اپنی ساس کے انتقال پر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟ یا نہیں؟

الجواب

مرنے کے بعد عورت کا چہرہ، ہر وہ شخص دیکھ سکتا تھا، جو اسکی زندگی میں دیکھ سکتا ہے۔ اور زندگی میں

نرم و جلد و خفص جس سے ہمیشہ کیسے نکاح حرام ہے و کچھ سنتا ہے۔ پھر وہ اپنا زانی رحم محرم نہیں ہے۔ لہذا وہ
پہن نہیں سکتا۔ والا۔ زانی رحم محرم ہے۔ لہذا وہ اپنی ساس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

عورتوں کا تعویذات کیلئے ائمہ اور پیروں کے پاس بے پردہ جانا

الاستفتاء

محترم جناب مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقار الدین صاحب

مندرجہ ذیل مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ جاری فرمائیں تاکہ مسئلہ آسانی سے سمجھ میں آسکے
اور کئی لوگوں کی مشکل حل ہو جائے۔

ایک شخص اپنے آپ کو عالم بھی ظاہر کرے اور تعویذ و دعا سے روحانی علاج اجرت لیل کرے۔ دن بھر
اپنے پاس عورتوں کا جھوم رہتا ہو۔ جو ان لوگوں کی عمر میں عورتیں آتی ہیں۔ وہ ان سے بے تکلف بغیر کسی کھنگو بھی
رہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے تو یہ کہہ دے کہ "ڈاکٹر کے پاس بھی تو عورتیں جاتی ہیں، میرے پاس آئیں تو کیا
ہو گیا؟ میں بھی طیب ہوں۔ یعنی روحانی علاج کرتا ہوں۔" اس طرح بے حجاب عورتوں کا کسی بھی شخص کے پاس
جانا جائے۔ یہ یا نہیں اور اگر ایسے شخص کو امام بنایا جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی یا نہیں؟ تفصیل سے ارشاد
فرمائیں۔

سائل محمد یاز، کورنگی

الجواب

عام ہو یا نجس، کسی کے سامنے غیر محرم عورتوں کا بے پردہ جانا جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص بے حجاب
عورتوں کے آنے پر راضی ہے، وہ گناہ گار ہے۔ اس کو امام بنانا بھی ناجائز ہے۔ ڈاکٹروں کے پاس جانے کی اجازت اس
صورت میں ہے، جب کوئی ڈاکٹر نہ ملے اور اجازت بھی بے پردہ جائیگی نہیں ہے۔ عورت پردے کے ساتھ جائے
گی۔ لہذا پردہ نہ کرنے کیلئے سوال میں مذکور استدلال غلط ہے۔

عورت کا شوہر اور تقریبات کیلئے میک اپ کرنے کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل مسائل میں رہنمائی فرمائیں۔

- (۱) عورت کا میک اپ کتنا سنگھار کیا صرف شوہر کیلئے ہے؟
- (۲) شادی اور دوسری تقریبات کے موقع پر عورت کا میک اپ کتنا سنگھار اور دس شریعتی مسائل؟
- (۳) کیا غیر شادی شدہ عورت یا نابالغ لڑکی کو سنگھار کرنا چاہیے؟

الجواب

(۱) عورت کا میک اپ سنگھار اور انکلی عزت شوہر کیلئے ہے۔ اپنی عزت مندرجہ ذیل ۱۰ - مادہ سکی پر ظاہر

نہیں کرے گی۔ قرآن کریم میں ہے

وَلَا يَبْدِيْنَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ اَوْ اَبَائِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِي اِخْوَانِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوْ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولٰٓئِی الْاَزْوَاجِ مِنَ الرِّجَالِ اَوْ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَطْمُرُوْا عَلٰی عَوْرَتِ النِّسَاءِ

(سورة النور، آیت: ۳۱)

اور اپنا بدن نہ دکھائیں مگر بھتیانہ و خاصہ اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے چچے یا شوہروں کے چچے یا اپنے بھائی یا اپنے چچے یا اپنے بھانجے یا اپنے دینا کی عورتیں یا اپنی کنبیوں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بطور طیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ (کنز العمال)

ان کے علاوہ دلدار پر دانا اور چٹا مائل وغیرہ تمام محارم بھی مندرجہ بالا افرار کی طرح ہیں کہ ان پر اپنا سنگھار ظاہر کرنا ممنوع نہیں ہے۔

۱۔ اعضاء مستحارہ سے یہاں مراد آنکھوں کا سر، کاہل اور ہاتھ کی انگوٹھیاں وغیرہ اور ہیں۔

(۲) عورت کیلئے نہت کرنا جائز ہے۔ لیکن ایسی شادی بیاہ کی جگہوں پر، جہاں غیر محرم کی آمد و رفت ہو، وہاں ان کو پردہ کرنا چاہئے اور غیر محرم کے سامنے نہت کرنا بھی ناجائز ہے۔ نہت کے ساتھ چاندیہ ناجائز ہے۔

(۳) اپنے گھروں میں غیر شادی شدہ لڑکیاں بھی نہت کر سکتی ہیں تاکہ آنے والی عورتیں، انہیں دیکھ کر شادی کا پیغام، یہ، غیر محرم افراد کے سامنے ان کا آنا جانا ناجائز ہے۔

منہ بولے بھائی سے پردے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے ایک دوست کا انتقال ہوا، اس کی بیوہ نے عدت اپنے شوہر مرحوم کے گھر میں گزاری۔ مسئلہ یہ ہے کہ بیوہ عدت ختم ہونے کے بعد اپنے منہ بولے بھائی کے یہاں جا کر کچھ دن قیام کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ بیوہ اس گھری دنیا میں ماں کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور ماں بھی بیوہ اور بے سہارا ہے۔ ایک عرصہ سے بیٹی کے یہاں رہتی ہیں۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ عدت میں عورت صبح سے شام تک گھر سے باہر نہ سکتی ہے اور مغرب تک اپنے گھر واپس آجائے۔ رات اپنے گھر میں بسر کرے اور بیوہ اس بات پر اصرار کر رہی ہے کہ عدت کے بعد وہ گزرا ہے جہاں چاہے دور بہ اور جہاں چاہے رات بسر کرے۔ برائے کرم قرآن و سنت کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں۔ (بیوہ کی عمر پچیس سے چالیس سال کے درمیان ہے)

سائل: محمد فاروق خان، ماڈل کالونی، کراچی

الجواب

موت کی عدت میں بیوہ کی کافتق واجب نہیں ہوتا ہے۔ لہذا اگر اسکے پاس گزراوقات کیلئے جیسہ نہ: دن تو وہ دن میں محض مزدوری کرے اور بیوہ کسے جا سکتی ہے۔ رات اس گھر میں گزارے گی، جس میں عدت گزار رہی ہے۔ عورت بلا ضرورت دن میں بھی گھر سے باہر نہیں جا سکتی۔ منہ بولے بھائی شریعت میں غیر محرم ہے، اس کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے۔ اس کے ساتھ غیر محرم جیسہ ملا کر بھی۔

عدت اور غیر عدت میں پردے کا حکم

الاستفتاء.

محترم جناب مفتی صاحب! دارالعلوم امجدیہ، کراچی،

السلام علیکم!

عورت عدت میں ہو تو کن لوگوں سے پردہ کرنا چاہیے؟ مگر کے دروازے پر کھڑا ہونا یا غیر مرد سے بات کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ کریں۔ عین نوازش ہوگی۔
سائل تلام وارث، لیاقت آباد، کراچی

الجواب:

عدت اور غیر عدت میں پردہ کے احکامات میں کوئی فرق نہیں۔ قبل عدت جن لوگوں سے پردہ فرض ہے، دوران عدت بھی، ان سے پردہ کرنا فرض ہے۔ ضرورت اور مجبوری کے بغیر دروازے پر کھڑا ہونا، نا محرم سے گفتگو کرنا سخت گناہ ہے۔

عورت کا غیر محرم سے ہاتھ ملانے کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

کیا ایک جوان مسلمان لڑکی، بیہوئی سے، ملاقات کے وقت، اس سے ہاتھ ملا سکتی ہے یا نہیں؟
بیہوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ اگر عورت یہ حکم نہیں مانتی، تو کیا اس کو طلاق دینا جائز ہے؟

الجواب:

شرعاً بیہوئی سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ اس سے ہاتھ ملانا حرام ہے۔ اگر وہ بی ان احکام پر عمل نہیں کرتی ہے اور شوہر کے سمجھانے کے باوجود نہیں مانتی، تو اس کو طلاق دینا جائز ہے۔

طلاقِ جمعی اور بائن کا بیان

طلاقِ بائن پر بائن کے مرتب ہونے کا حکم

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علما و مفسرین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
زید اپنی بیوی کو کرہ کی خرابی پر گزشتہ چھ مہینوں سے سمجھاتا رہا۔ لیکن بیوی نے کوئی بات نہیں مانی۔
تک اگر زید نے کہا ”میں اس کو شرع کے حساب سے اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اب میرا اس سے کوئی تعلق واسطہ
نہیں ہے، میں بچوں کو لے جا رہا ہوں، ان کا چھوٹے سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہے“ مگر یہ رقم ۵۰۰۰ روپے ہوتی ہے، جو
اس نے معاف کر دی ہے۔ یہ تحریر لکھ کر بیوی کو دی۔ وضاحت فرمائیں کہ اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر
ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

سائل عبد الرحمن

الجواب

موردہ مسئلہ میں سائل کے تحریر کردہ الفاظ کہ ”میں شرع کے اعتبار سے اپنی بیوی کو نکاح سے آزاد

۔ رہا ہوں۔ اب میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ الفاظ منافیہ کے ہیں۔ ان سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ ان سے پھر آگے چل کر کہا کہ "میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، میں اسکو چھوڑ کر اور بچوں کو لے کر چار ہائیوں" اس جملے سے دوبارہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ ان سے کہ بائن کو بائن ملحق نہیں ہوتی ہے۔ یعنی ایک مرتبہ جب طلاق بائن دی تو پھر دوبارہ طلاق بائن اس کو نہیں ہوگی۔ جب تک کہ کوئی ایسا لفظ نہ دے جس سے نئی طلاق ہونے کا یہ چلتا ہو، ورنہ یہ کمال لفظ پیسے والے کی تاکید مانا جائے گا اس لئے صرف ایک ہی طلاق بائن واقع ہونی ہے۔ اب یہ وہ نون میاں کی ہے۔ چاہیں تو مدت کے اندر یا مدت کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ طلاق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق بائن کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متکلمان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے متعلق یہ الفاظ کہے کہ "میں اسکو طلاق دیتا ہوں، اپنی زوجیت سے معذور کرتا ہوں، آج کے بعد وہ آزاد ہے، طلاق موثر ہے، بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مجھے کوئی امانت نہ ہوگا۔" اب اس عورت پر کتنی طلاقیں واقعی ہوئیں؟ بیٹھنا اور تو جروا

سائل محمد مختار احمد، فیصل آباد

الجواب

صدرت مسلولہ میں شخص مذکور کی بیوی پر دو طلاق بائن واقع ہو گئیں، پہلی طلاق، طلاق دیتا ہوں سے ہوئی۔ اس کے بعد اس نے لکھا کہ اپنی زوجیت سے معذور کرتا ہوں، اس سے طلاق بائن ہوئی اس لئے پہلی طلاق بھی بائن ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے لکھا آج کے بعد وہ آزاد ہے یہ ان دو طلاقوں پر حکم مرتب ہے۔ لہذا اس سے تیسری طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور دو طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ "اگر یہ دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں دوران عدت اور مدت گزرنے کے بعد بھی" طلاق کی ضرورت نہیں۔

رجوع کرنے کا طریقہ

الاستفتاء

ایا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
عہد الرحمن کچھ باتوں پر اپنے مجمعہ نے بحال سے بدراض تھا اس پر انھیں کے وقت میں نے اس سے کہا تھا کہ
اگر میں نے (محمد مراد) سے فیصلہ کے طبع جن اپنا حق لینے کے ساتھ بات نہ تو میری عورت یہ طلاق بہ قدرت ہ
نہ یہ ہو کہ محمد مراد صدار ہو گیا اور عہد الرحمن کو دیکھ کر مراد کے پاس لے کے آپ یہ دو تو بھائی آپس میں خوشی خوشی
رہتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ ”عہد الرحمن نے کہا تھا کہ میں نے مراد سے بات نہ تو عورت کو طلاق واقع ہوئی سہ کیا
طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟“ صوابی فرما کر مطلع فرما میں۔

الجواب

عہد الرحمن نے اپنے بھائی سے بات نہ کرنے پر طلاق کو معطل کیا تھا اور بھائی سے بات نہ کر لی تو شرط کے
مطابق اس کی بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی تھی اس سے رجوع نہ کرنا شوہر کیلئے جائز ہے۔
رجوع زبان سے بھی ہو تا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو آدمیوں کے سامنے یہ کہے کہ میں اپنی طلاق واپس
لیتا ہوں اور اس بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنا ہوں۔ اور رجوع عمل سے بھی ہو تا ہے اس بیوی کے ساتھ اگر زوجیت
کے تعلقات قائم کئے۔ تب بھی رجعت ہو جائے گی۔ نکاح جدید کی ہر حال ضرورت نہیں ہے۔

طلاق رجعی میں مطلقہ کیلئے زیب و زینت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں نے اپنی بیوی کو جو کہ ۵ ماہ کی حاملہ تھی اس کو ایک طلاق دے دی۔ جس کے بعد رجوع نہیں کیا۔
اب جبکہ ولادت ہو چکی ہے تو رجوع کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ کیا دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے؟ نکاح ثانی کی
صورت میں صر جدید کی ضرورت ہوگی۔ حاملہ عورت اگر ایک طلاق کے بعد عدت نہ گزارے تو کیا کفارہ دلو اگر؟
چہ سے گا؟

الجواب

اگر واقعی یک طلاق دی تھی، تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی تھی۔ طلاق حاملہ کو بھی ہو جاتی ہے۔ چہ پیدا ہونے سے عدت ختم ہو گئی۔ اب نکاح ثانی نے صر کے ساتھ دوبارہ کرنا ہو گا۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ عدی نے اگر عدت نہیں گزارنی تو طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ اس میں عدی سزا سنگھارا ترک نہیں کرتی ہے۔ بدھ یہ سب کام کرتی ہے تاکہ شوہر کو اس عدی سے رغبت ہو اور شوہر طلاق سے رجوع کر لے۔

رجوع کے بعد تین طلاقیں کے مالک ہونے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی ہو۔ پھر عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیا تو یہ طلاق زندگی بھر قائم رہے گی یا اس کی حیثیت ختم ہو جائے گی؟

زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، عدت سے پہلے رجوع کر لیا، کچھ عرصہ بعد ایک نئی طلاق دی، پھر عدت سے پہلے رجوع کر لیا، چند سال بعد پھر ایک طلاق دی اور عدت گزارنے سے پہلے رجوع کر لیا۔ اس طرح بار طلاق دینے سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟ اور کیا اس طرح زید کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

مسائل اشتیاق سلطانی، مارچھ ناظم آباد، کراچی

الجواب

شوہر کو اپنی زندگی میں بیوی کو صرف تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور دو طلاق رجعی میں اسے رجوع کا بھی حق حاصل ہے۔ قرآن کریم میں ہے

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَامْتَسِكْ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيْعٍ بِإِحْسَانٍ

(سورۃ البقرہ ۲) آیت ۲۲۹

یہ طلاق دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا چھانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

(کنز العیان)

رجوع کر لینے کے بعد بھی یہ طلاق شمار ہوتی ہے اور اس کی حیثیت ختم نہیں ہوتی، باقی رہتی ہے۔ لہذا ان کے بعد اگر طلاق دے گا تو اب رجوع نہیں کر سکتا۔ صورت مسئولہ میں زید نے دوسرے طلاق رجعی دی اور رجوع کر لیا۔ پھر حلاق دی، جس سے زید کی بیوی پر تین مغلطہ طلاقیں واقع ہو گئیں اور زید پر یہ بیوی حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا نکاح بغیر حلالہ شرعی کے نہیں ہو سکتا۔

اپنی بیوی سے کہنا کہ تو میرے لئے حرام ہے

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متحیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے کہ ”اگر میں تمہارے ساتھ صحبت نہ کر دوں تو اپنی بیوی سے نہ کر دوں، تو میرے لئے حرام ہے“ یہ الفاظ ایک ہی بار کہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب

صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کی بیوی پر طلاق بائن ہو گئی۔ یعنی یہ بیوی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو گئی، اب شوہر چاہے تو عدت کے اندر اور عدت کے بعد بھی مہر جدید کے ساتھ، نکاح جدید کر سکتا ہے۔ حلالہ کی اس میں ضرورت نہیں۔

طلاق ثلاثہ کا بیان

ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے کا شرعی حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ مسلک احناف کے علماء نے شرعی حکم بتا دیا کہ تین
طلاق پڑ گئی ہیں۔ اب تیری بیوی تیرے لئے بغیر حلالہ کے جائز نہیں۔ مگر اس شخص نے ابجدیٹ حضرات سے
فتویٰ لے کر بیوی کو الگ نہیں کیا۔ ایسے شخص کے ساتھ رشتے داروں کو ملنا چاہیے یا نہیں اور یہ شخص کس درجے کا
گناہگار ہے؟

(۲) اثر مذکورہ بالا شخص دو تین ماہ بعد لوگوں کے سمجھانے سے بیوی کو الگ کر دیتا ہے اور اب وہ بغیر حلالہ
کے اس کو نکاح میں نہیں لاتا تو وہ جو درمیانی عرصہ میں اہل حدیث کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے مطلقہ کو بیوی
سمجھ کر رکھا تو شریعت میں اس کی حلالی کی کیا صورت ہے؟ تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔

الجواب

(۱)۔ امرہ یعنی امام اہم، حنفیہ، امام مالک، امام شافعی، امام حنبلی اور امام ربیعہ میں امام احمد مختصم، بمعین سے ایک تین طلاق ایک مجلس میں، سینے سے بھی تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔ غیر مقلدین خلافتوی۔ جیتے ہیں۔ تین طلاق دینے کے بعد بیعتی سے بغیر حلالہ دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ لہذا صورت مسئولہ میں جس شخص نے مطلقہ ثلاثہ کو اپنے پاس رکھا ہے وہ حرام کاری میں مبتلا ہوا۔ وہاں محلہ اور رشتہ داروں کو اس سے ملنا جلانا جائز و مکناہ تھا جب تک وہ اس عورت کو اپنے سے جدا نہ کر دے اور باا حلال توہ نہ کرے۔

(۲) بغیر حلالہ اور بغیر نکاح جتنے دن بیعتی اور شوہر ایک ساتھ رہے، نکاح نہ کرتے رہے اور اگر انہوں نے حقوق زوجیت لو اٹکے تو حرام کاری میں مبتلا رہے، انھیں با امان جدا ہونے کے بعد توبہ کرنی چاہیے۔

غیر مدخولہ پر طلاق ثلاثہ واقع ہونے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے حالت بلوغ میں بالغہ عورت ہندو سے نکاح کیا۔ ایک سال بعد، خصی ہونا تھی۔ لیکن ہندو کے گھر والوں نے طلاق کا مطالبہ کیا اور زید نے حواس کی درنگی کے ساتھ تین طلاقیں دیں۔ بعد تحریر الگ کر دیا اور نکاح کیا کہ ہندو بیچ پر حرام ہے، میرا اس سے رشتہ ازدواج باقی نہیں ہے۔ کچھ مسابا کو حق ہے کہ وہ جس شخص کے ساتھ چاہے نکاح کر لے۔ ہندو رخصت ہو کر زید کے گھر نہیں گئی اور نہ ہی زید اور ہندو میں کوئی تعلق زن و شوہر ہوا تھا۔ کیا زید دوبارہ ہندو سے بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے؟

سائل: مظفر علی خان، مظفر گڑھ

الجواب

جو بیعتی اپنے شوہر کے ساتھ کبھی عتائی میں جمع نہیں ہوئی، شوہر نے اس کو تین طلاقیں تین افظوں سے دی ہیں۔ جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ لہذا پہلے افظ سے بیعتی پر غیر مدخولہ (ہندوئی جس سے عمل زوجیت نہ کیا گیا

سوا سو گناہ سے ایک طلاق پان واقع ہوئی۔ پانی لوہا بن گیا۔ یعنی میں ہوتی ہے۔ لہذا بعد کے الفاظ سے اور طلاق نہیں ہوگی۔ یہ شوم منہ کی بات ہے۔ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں۔ مگر پہلے والے نکاح میں جو مرد مقرر ہوا تھا اس میں قبل صحبت طلاق دینے کی وجہ سے کہ حاملہ شوہر پر ریٹائرمنٹ ہو گیا۔

غیر مدخولہ پر طلاق ثلاثہ واقع ہونے کی دو صورتیں

الاستغناء

کیا قرابت میں علماء دین و مفتیان شرع تین اس مسئلہ سے باہر ہیں کہ زید نے شادی سے تین ماہ بعد اپنے سر اور پارکواہوں کے سامنے اولاد نبائی ثلاثہ لکھ کر اپنے دستخط سے ساتھ صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اور بعد میں علمائے دین سے فتویٰ لایا۔ اس میں علمائے دین نے کہا کہ ازدواجی حیثیت باقی نہیں رہی، نکاح بالکل ختم ہو گیا۔ لیکن چند دن بعد زید نے بیوی سے بغیر طلاق کے ازدواجی حیثیت قائم کر لی۔ جب زید سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا میں نے تین ماہ کے اندر تین طلاقیں دیں اس بیوی سے جماعت نہیں کی تھی۔ لہذا طلاق کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس بارے میں آپ سے یہ پوچھا ہے کہ (۱) کسی نے شادی سے بعد جماعت سے پہلے بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ تو کیا طلاق کئے بغیر دوبارہ تجدید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اس کے ساتھ معاشرتی زندگی میں بیعتنا الخنا کیسا ہے؟

(۳) اگر وہ شخص نام ہو تو اس کے پیچھے اقتدا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو جو نمازیں اسکی اقتداء میں

کئے اس عمل کے بعد پڑھیں؟ ان کو ہرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

مسائل احمد، شکر، چانگام، حکیمہ دیش

الجواب

نکاح کے بعد اگر شوہر نے مدعی نہیں کی اور غلط سمجھ (دونوں میاں بیوی کا تہائی میں جمع ہونا) بھی نہیں ہوئی ہے، تو طلاق دینے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں دیں۔ مثلاً یہ کہہ کر کہ تجھے تین طلاق تو تین طلاق واقع ہو جائیگی۔ اس صورت میں بغیر طلاق شرعی کے دوبارہ ان کا نکاح جائز ہو گا۔ اور اگر تین مرتبہ الگ

اُن تین طلاقیں ہیں۔ مثلاً یہ کہا کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو پہلی طلاق سے ہی نکاح ختم ہو جائے گا اور دوسری دو طلاقیں واقع نہیں ہوں گی۔ اس لئے کہ غیر مدخول (جس کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو) کو طلاق رجعی نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک طلاق دینے سے بھی طلاق بائن ہوتی ہے اور طلاق بائن کے بعد وہ عورت محل طلاق نہیں رہتی۔ اس لئے طلاق کے دوسرے الفاظ لغو ہو جاتے ہیں۔

اس صورت میں یہ شوہر دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور ان دونوں صورتوں میں عدت نہیں۔ اور اگر وطی کر چکا تھا تو دونوں صورتوں میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ خواہ ایک لفظ سے دے یا جدا جدا تین الفاظ کے ساتھ دے۔ دونوں صورتوں میں یہ شوہر بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر زیادتی کو تین طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ کے ساتھ رکھے ہوئے ہے، تو وہ فاسق ہے۔ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک یہ شخص اس بیوی کو جدا کر کے بلا اعلان توبہ نہ کرے، اس وقت تک اس سے قطع تعلیق کر لیں اور اس سے ملنا جلنا بند کر دیں۔ اگر یہ لوگ قطع تعلیق نہیں کرتے تو یہ بھی اس گناہ کے عذاب میں شریک ہوں گے۔

اور اگر غیر مدخول بیوی تھی اور اس سے بغیر حلالہ نکاح کر لیا تھا، جبکہ طلاق تین الفاظ کے ساتھ یعنی تین مرتبہ میں دی تھی، تو یہ نکاح جائز تھا اور اگر بغیر نکاح ثانی رکھے ہوئے ہے، جب بھی حرام کارہ ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو اوپر لکھ دیا گیا ہے۔

ایک ہی لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دینے کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

بیوی سے تنازع کے دوران حالت غصہ میں، میں نے اپنی بیوی سے فرزند کو ایک ہی سانس میں تین بار طلاق طلاق طلاق کہا اور پھر کہا تو میری ماں بہن ہے۔ اب ہم دونوں پشیمان اور نادم ہیں اور ہمارا ایک شیر خوار چہ ہے۔ اگر ہمارے درمیان بغیر حلالہ شرعی کے میاں بیوی کی حیثیت قائم ہو سکتی ہو تو اسے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔ جناب کی مین نوازش ہوگی۔

سائل صادق خان،

الحجواب

یہ سوال ہو، شوہر ۱۰ قراء میں رہ گیا اور اس سے یہ بیان نیا کہ "میں نے تین بار ساطاق و طلاق
 کی طلاق کی"۔ لہذا صورت ۱۰۰ میں شخص مذکور کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو سکتیں۔ اور یہ بیوی حرمت مغلطہ
 سے حریم بنوئی۔ دونوں کا دوبارہ نکاح مغلطہ حال کے نہیں ہو سکتا اس استثناء کے ساتھ جو بیوی مسائل نے منسلک کیہ
 سے، وہ غلط رہا باطل ہے۔ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ چاروں امراء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک مجلس میں تین
 حلاقین دینے سے اگرچہ ایک ہی لفظ سے ہوں، تینوں طلاقین واقع ہو جاتی ہیں۔ شیخ الاسلام محی الدین ابنی ذکر کیا مگر
 شرف النووی شافعی متوفی ۶۷۲ھ نے شرح مسلم میں لکھا

قال الشافعي ومالك وابو حنبلہ واحمد وحماہیر العلماء من السلف
 والحلف بفتح الثلاث

(ابو حاتم شریف، حلیہ (۱) کتاب الطلاق، باب وجوب الکفارة، صفحہ
 ۴۷۸، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی امام شافعی، مالک و ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے علاوہ جمہور علماء سلف و خلف کا یہی قول ہے کہ
 ایک لفظ سے تین حلاقین دینے سے تینوں واقع ہوتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک بار تین طلاقیں دینے سے نہ صرف حنفیہ کے نزدیک بلکہ باجماع امراء
 طلاق مغلطہ واقع ہو جاتی ہے۔ شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن حمام متوفی ۶۸۱ھ نے فتح القدیر
 میں لکھا

ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعده من ائمة المسلمين الى انه يقع
 ثلاث

(جلد (۲) کتاب الطلاق، صفحہ ۳۳۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
 یعنی جمہور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد امراء مسلمین کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق
 دینے سے تین واقع ہوتی ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ نہ صرف فقہاء بلکہ جمہور صحابہ و تابعین اور امراء مسلمین کا بھی یہی مذہب ہے جو

نو ۱۰۔ شہداء سے سند جو بقیہ غیر مقدمہ کا ہے جو ہم سے ماری ہے اور جسے یہ بھی نہیں معلوم کہ ایک
جس میں تین علاقہ ہیں جو جانتے ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں اور جو وراثت مسلمین رضی اللہ عنہم کا انہماک ہے۔ لہذا غیر
مقدمہ ۱۰۔ وہ بتائی ہے کہ گزرا نہیں کیا جائے گا۔

حدیث رکاتہ اور طلاق ثلاثہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے سے بارے میں کہ
اے کرم مندرجہ ذیل حدیث کی وضاحت فرمائیں کہ ”حدیث رکاتہ رضی اللہ عنہ مجلس واحدہ میں اپنی
حدیث کو تین علاقہ میں دیکر سخت پریشان ہوئے، یہی کرم ^{میں} نے پوچھا کیسے طلاق دی تھی؟ جواب دیا تین۔ فرمایا کیا
ایک ہی مجلس میں؟ جواب دیا جی ہاں! فرمایا پھر تو وہ ایک ہی شمار ہوگی۔ اگر رجوع کرنا چاہتے ہو تو کر لو! انھوں نے
رجوع کر لیا۔ وضاحت کا طلبگار ہوں۔

سائل ثروت خان، کراچی

الاجواب

حدیث رکاتہ کے واقعہ کو صحیح سند کے ساتھ ترمذی، ابو داؤد، دارقطنی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابو
داؤد، سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ کے الفاظ یہ ہیں:

ان رکاتہ ابن عبد یزید طلق امرأته سہیمۃ البتۃ فاحبر النبی ﷺ بذلك
وقال واللہ ما اردت الا واحدة فقال رسول اللہ ﷺ واللہ ما اردت الا واحدة فقال
رکاتۃ واللہ ما اردت الا واحدة فردھا الیہ رسول اللہ ﷺ فطلقھا الثانیۃ فی زمان
عمر والثالثۃ فی زمان عثمان

(ابو داؤد، حصہ اول، کتاب الطلاق، باب فی البتۃ، صفحہ ۳۰۷،

مکتبہ حقایق، ملتان)

ہے شک رکانہ من مہدیہ سے اپنا دی حیدر کو طلاق البتہ دی بی کریم علیہ السلام کو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت رکانہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میرا ایک طلاق کا فی ارادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کارادہ تھا تو حضرت رکانہ نے کہا کہ قسم حد میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک ناپس رسول اللہ ﷺ نے ان کی حدی کو ان کی طرف پھیر دیا۔ پھر حضرت رکانہ نے حضرت عمر کے دور خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عمر کے دور خلافت میں تیسری طلاق دی۔

ابوداؤد، میں اسی رکانہ کی حدیث کے بارے میں اس باب سے تین باب پہلے لکھا
ان رکاتہ انما طلق امرأته البتة فجعلها النبی ﷺ واحدة

وہلک حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک قرار دیا۔

تو صحیح واقعہ یہ ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے طلاق "البتہ" دی تھی۔ حضرت علیؓ نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے حلفیہ ایک طلاق کا اقرار کیا تو حضور ﷺ نے ان کی بیوی کو انکی طرف لوٹا دیا۔ جن لوگوں نے حضرت رکانہ کے تین طلاق دینے کی روایت کی، وہ روایت سند کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔ شیخ الاسلام محی الدین الی زکریا یحییٰ بن شرف نووی دمشقی شافعی متوفی ۶۷۶ھ المعروف علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا

واما الروایة التي رواها المحاللون ان الركاة طلق ثلاثا فجعلها واحدة
فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين وانما الصحيح منها ما قدمنا انه طلقها البتة
ولفظ البتة محتمل للواحدة والثلاث ولعل صاحب هذه الرواية الصعيفة اعتقد ان
لنط البتة يقتضي الثلاث فررواه بالمعنى الذي فيه غلط في ذلك

(مسلم شریف، جلد ۱) کتاب الطلاق، باب وجوب الکفارة، صفحہ: ۴۷۸،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

بہر حال وہ روایت جس کو مخالفین نے روایت کیا کہ رکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور اس کو ایک قرار دیا گیا ہے یہ روایت کمزور ہے۔ کیونکہ روایان غیر معروف ہیں اور صحیح وہ ہے جو ہم نے اوپر لکھ دیا کہ حضرت رکانہ نے اپنا بیوی کو طلاق البتہ دی تھی اور لفظ البتہ میں ایک اور تین دونوں کا احتمال ہے شاید روایت ضعیفہ کے ردی نے یہ سمجھ لیا کہ لفظ البتہ تین پر لا جاتا ہے پس اپنی سمجھ میں آنے والے معنی کی روایت کر دی اور اس میں غلطی کی۔

لہذا صحیح یہی ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق البتہ دی تھی

ہی نے اپنی روایت میں البتہ کے معنی تین سمجھ کر غلط کا لفظ بڑھا دیا کیونکہ البتہ کا لفظ ایک اور تین دونوں کا تھا لیکن حضور ﷺ نے حضرت رکانہ سے پوچھا تو انھوں نے عرض کیا کہ میری نیت ایک کی ہے جیسا کہ اوپر صحیح روایت میں نقل کیا گیا۔

طلاق مغاظ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
میاں بی بی میں بچوں کی وجہ سے جھگڑا شروع ہوا۔ نومت مار بیٹ تک پہنچ گئی۔ عورت نے طلاق کی وجہ سے
شوہر چھپا۔ پڑوسی جمع ہو گئے۔ پڑوسیوں نے ان کو چھڑایا بعد میں شوہر نے چار پائی پر بیٹھ کر اپنی بی بی کو کہا "میں نے کپ
کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی"۔ پڑوسیوں نے اسکو سمجھایا مگر اسنے باوجود اس نے دوبارہ کہا کہ میں نے طلاق دی
طلاق دی، طلاق دی۔

برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے۔ مگر مشکور و ممنون فرمائیں۔

سائل: محمد جمیل، سماجریکپ، سعید گاد، کراچی

الجواب

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدقہ سائل تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔ اب ان دونوں کا نکاح بغیر حلالہ
کے نہیں ہو سکتا ہے۔ حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شوہر کی عدت ختم ہونے کے بعد یہ عورت کسی دوسرے شخص
سے شادی کر لے اور ان دونوں میں زوجیت کے تعلقات قائم ہوں۔ پھر جب وہ شوہر طلاق دے دے یا مرنے کے بعد
شوہر ثانی کی عدت گزارنے کے بعد اس عورت کا نکاح شوہر اول سے ہو سکے گا۔

طلاق ثلاثہ کے بعد ایک ساتھ رہنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ :

یہ عورت اپنے شوہر کی جائزت کے حیرانکے چلی گئی۔ اس کے شوہر نے عرصہ میں شوہر اس کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس نے یہ لکھا کہ "میرے شوہر اور اس سے سب سے آگے تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا، مگر جتنی بھی صرف ایک طلاق کچھ کر لے کر رہا ہوں۔" اس نے بدھتے ہی صورت فوراً واپس آئی اور ان کی ازدواجی زندگی پھر سے نئی خوشی مڈ کرنے لگی۔ مگر ایک یا دو سال بعد اس شخص نے ایک اور شادی کر لی۔ کافی عرصہ بعد جب اس کی پہلی بیوی کو خبر ہوئی کہ اس کے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہے، تو وہ بہت ناراض ہوئی۔ لہذا آکر میں خوب لڑائی جھگڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے شوہر نے غصہ میں آکر دوسرے طلاق طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ مگر اب بھی وہ دُک سا تھا کہ بچے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد اس شخص نے اپنی دوسری بیوی کو بھی طلاق دے دی اور پہلی بیوی کے ساتھ اب بھی زندگی سر کر رہا ہے۔

آپ یہ بتائیے کہ اس مسئلے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا وہ بیوی اب بھی اس کے نکاح میں ہے یا نہیں؟
سائل: اخصار الدین، پی آئی ٹی کالونی، کراچی

الجواب

شوہر کو عمر بھر میں تین طلاقیں دینے کا اختیار ہے۔ اگر متفرق اوقات میں طلاقیں دیتا رہے، اور رجعت بھی کرے، تو یہ طلاقیں شمار میں باقی رہتی ہیں۔ جس دن تیسری طلاق دے گا پہلی طلاقوں کے ساتھ ملکر یہ طلاق وہ بیوی کو حرمت مغلطہ کے ساتھ ۷۰ کر دے گی۔ اور پھر اس کا نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکے گا۔ لہذا صورت مسئلہ میں پہلے جو ایک طلاق دی تھی، اس کے بعد شوہر کو دو طلاقوں کا حق رہ گیا تھا۔ اب اس نے جس دن دو طلاقیں دیں، وہ پہلی طلاق کے ساتھ ملکر تین ہو گئیں اور یہ بیوی اس کیلئے حرمت مغلطہ سے حرام ہو گئی۔ ان کو ملنا جلتا، ساتھ رہنا، سب حرام ہو گیا۔ یہ لوگ جو اب بھی ساتھ رہ رہے ہیں، یہ حرام کاری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو فوراً جدا ہونا فرض ہے۔ اور اہل محفل اور رشتہ دار جو، ان کے حالات کو جانتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اثرات اور طاقت کا استعمال کر کے انہیں جدا کریں۔ اور اگر یہ جدا نہ ہوں تو ان سے تعلقات منقطع کر لیں، ان سے سلام کلام نہ کرے، یہی وہ نہی بھی ان کے گناہ میں شریک ہوں گے۔ قرآن کریم میں فرمایا

فَلَا تَعْدُوْا بَعْدَ الذِّكْرِیْ مَعَ النِّسْوٰمِ الظَّالِمِیْنَ ۝

(سورۃ (۶) الانعام، آیت (۶۸))

یعنی نصیحت آجانے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (کنز الایمان)

ایک لفظ میں بولی گئی طلاق ثلاثہ کا حکم

المستفتی

کیا فماتے ہیں ملکہ دینا و مستیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
اس خط کے ساتھ ایک قادی کی کاپی منسلک ہے، جو مفتی رحمت خاں نے الحمد للہ کی جانب سے دیا گیا ہے۔
اپنے سہ رشتہ ہے۔
(۱) کیا یہ قادی صحیح ہے؟
فتہ حنفی کے مطابق صورت مذکورہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔
سائل محمد اقبال، غلامی، اپنی

الجواب

قرآن کریم میں ہے

فَإِنْ طَلَّهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَفْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

یعنی پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے طلاق نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے خاوند کے
پاس نہ رہے۔ (کنز الدیان)

اس آیت شریفہ سے یہ ثابت ہوا کہ تین طلاقیں کے بعد عورت شوہر پر حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام
نہو جاتی ہے۔ اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح، جب تک کہ طلاق نہ ہو۔ یعنی بعد حدت دوسرے سے
نکاح کرے اور وہ حدت طلاق دے پھر اسکی حدت گذارے۔ پھر شوہر اول کیلئے طلاق نہ ہوگی۔

اس سوال کے ساتھ نیز مقلد کے قادی کی جو فوٹو کاپی منسلک ہے، یہ قادی نہیں گمراہی کا سرٹیفکیٹ
ہے۔ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے نہ صرف فقہانے احناف کے نزدیک بلکہ باجماع مذاہب اربعہ تین
طلاقیں مغلطہ ہو جاتی ہیں۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے کسی امام نے
اس بارے میں اختلاف نہیں فرمایا۔ ایک مجلس میں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ نہ صرف ائمہ اربعہ المسلمین
متفق ہیں بلکہ جمہور صحابہ اور تابعین و تبع تابعین بھی اس پر اتفاق ہے۔ فتح القدیر میں ہے

ذہب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى ان

يقع ثلاث

(جلد ۳) کتاب الطلاق ، صفحہ : ۲۴۰ ، مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ

غیر مقلد کا قوی قرآن و حدیث جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ المسلمین کے صریح خلاف ہے۔ آج تک کسی مستند مفتی نے یہ قوی نہیں دیا جو غیر مقلد دیتے ہیں۔ مسلمان ہرگز اس قوی پر عمل نہ کریں۔ جس شخص کے بارے میں غیر مقلد سے سوال کیا گیا تھا، اس کی بیوی پر تین مغلطہ طلاقیں واقع ہو گئیں اور یہ بیوی اپنے شوہر پر حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو گئی اب ان دونوں کا دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکتا۔ غیر مقلدوں کا یہ کہنا کہ عہد نبوی اور عہد صدیقی میں ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ عہد فاروقی میں تین شمار کی جانے لگیں۔ غیر مقلد اس کے ساتھ یہ بھی لکھیں کہ عواذ اللہ سب سے پہلے دین کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدلے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق ثلاثہ کے بارے میں غیر مقلدین کی ہٹ دھرمی

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں ایک ہی لفظ میں دے دیں۔ طلاق دینے کے بعد اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ غیر مقلد ائمہ علماء سے رجوع کیا تو ان لوگوں نے جو جواب دیا، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ آپ قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں جواب دیں کہ کیا ان لوگوں کے جواب کے مطابق ایک ہی طلاق واقع ہوئی یا مجھ پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ تسلی حش جواب سے نوازیں گے۔

سائلہ: خورشید بانو، تارتھ کراچی

نحوہ

یہ امر کہ... نہ جانے سے پیش کیا گیا ہے اور اس سوال سے ساتھ اس فتویٰ کی فوٹو بھی منسلک ہے۔ جن کے سابق نائب امین مسعود خان نے ہم نے علامہ عتاسیغین غیر مقلدین سے حاصل کیا ہے۔ اس ردہ کی فصل نے میں علاقوں کے متعلق جو جواب دیے ہیں، اسے پڑھا۔ عجیب کا جواب نہ صرف قرآن وحدیث بلکہ جمہور میں پانچویں اور مسلمانین سے موقف کے بالمش خلاف ہے۔ چند اس سے اس گرد و لی مگر انہی اور بے دینی بھی عام موقوف ہے۔ تو ان کے لیے میں بہ

فان طلقہ فله من بعد حتی تدکح زوجا غیرہ

(سورہ ۲) البتہ (۲) آیت (۲۳۰)

پھر مرتبہ میں طلاق دی تو آپ وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے خاندان کے پاس نہ رہے۔ (تفسیر)

آیت سے ثابت ہوا کہ تین طلاقوں کے بعد، عورت شوہر پر حرمت مغلطہ حرام ہو جاتی ہے۔ یہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے نہ وہاں نکاح۔ جب تک کہ طلاق نہ ہو۔ یعنی بعد ہر دوسرے سے نکاح کرنے اور دوسرے محبت حقیقی۔ یہ پھر اس کی بھی حرمت گزر جائے۔ لہذا صورت مسئلہ میں شخص نہ کو رکھتی ہے کہ تین مغلطہ حرام ہیں، قیام نہیں۔ اور یہ وہی اپنے شوہر پر حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا دوبارہ نکاح صحیح ہے۔ نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو اب، ابو سلیمان بن الاشعث متوفی ۲۷۵ھ نے سنن ابو داؤد میں نقل کیا

عن معاہذہ قال کنت عند ابن عباس فعادہ رجل فقال انہ طلق امرأته
ثلاثا قال فسکت حتی طلقنا انہ رآذھا الذیہ ثم قال بنطلق احدکم فیرکب
الخنوفہ ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس وان اللہ قال ومن یتق اللہ یجعل لہ
مخرجاً وانک لہ تقی اللہ فلا احد لک مخرجاً عصیت وبک وبانت منك
امرأتک

(کتاب الطلاق، باب نتیۃ نسخ المراجعة بعد النطلیقات الثلاث، صفحہ: ۳۰۶،

مکتبہ حقایق، ملتان)

حضرت مجاہد سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ یہ سن کر وہ خاموش رہے یہاں تک کہ مجھے لگن ہو کہ آپ اس کی بیوی اسے لوٹا دیں گے۔ پھر فرمایا تم میں جو حقائق پر سوار ہو جاتا ہے۔ پھر چیخا ہے۔ اے ابن عباس! اے ابن عباس۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دیتا ہے“ اور تم ڈرے نہیں تو مجھے تمھارے لئے کوئی راہ نہیں سوچ سکتی۔ تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تم سے تمھاری عورت چھوٹ گئی۔

جسور صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد ائمہ المسلمین کے نز، یک ایک ہی وقت میں اور ایک ہی لفظ سے دینی گئیں تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ باہر اہل مذہب اور ہر ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین محفوظ طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہذا سائل پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو قطعاً حلال نہ جانے اور خود کو اس کے نکاح سے خارج یقین کرے۔ اگر بغیر حلالہ شرعی اپنے سابقہ شوہر سے رجوع کیا تو دونوں حرام کاری کے مرتکب ہوں گے اور ایسی صورت میں برادری والوں پر ضروری ہو گا کہ وہ ان دونوں کو اپنی برادری سے خارج کر دیں اور ان سے سلام و کلام اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ کریں نہ ان کے پاس بیٹھیں اور نہ ہی انھیں اپنے پاس بیٹھنے دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

فَلَا تَقْعُذَ مَعَهُ الذَّكَرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

(سورۃ النور (۶) الانعام آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (کنز الایمان)

طلاق مکرہ کا بیان

زیر دستی طلاق دلوانے کا حکم

الاستقنا.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں لکھ کر دے۔ مثال کے طور پر اس طرح لکھا کہ میں باہوش و حواس طلاق دے رہا ہوں، طلاق دے رہا ہوں، طلاق دے رہا ہوں۔ لکھنے بھی اور زبانی بھی کہے۔ لیکن یہ لکھنا اور یہ اپنی رضا مندی سے نہیں بلکہ زیر دستی اور جان سے مارنے کی دھمکی سے ہو اور ایک دو ہفتہ بعد بھی دئے گئے ہوں۔ تو کیا شریعت میں زیر دستی دلوائی ہوئی، طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

سائل محمد صدیق برنس روڈ، کراچی

الجواب

شریعت میں کرہ (زہ) (جی) سے معنی یہ ہوتا ہے جس کو قتل کرنے کی دھمکی یا کسی عضو کاٹ دینے کی دھمکی دی جائے اور جس پر جبر کیا جا رہا ہے اس کا غلبہ حلال یہ ہو کہ دھمکی دینے والا یہ کام کر دے گا۔ جو وہ کر رہا ہے۔ محض ڈرانے، ہمکانے یا دو چار پتھر مار دینے کو شریعت میں اگر وہ جبر نہیں کہتے ہیں۔ لیکن طلاق اگر جان سے مار دینے سے یا کسی عضو کے ہٹ دینے کی دھمکی دے۔ تو لوائی جائے تب بھی شریعت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ہمارے تمام فتاویٰ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔ فقہ اسلام برحمان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر القرظی متوفی ۵۵۳ھ نے حدایہ میں لکھا

وطلاق المکرہ واقع

(اولین، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ویقع طلاق کل زوج، صبحہ ۳۵۸، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی زہ و جی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ہر ایہ کی جلد دوم میں ہے

وان اکره علی طلاق امرأته او عقی عبده ففعل وقع ما اکره علیہ

(آخرین، کتاب الاکراہ، صبحہ ۳۵۰، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یا غلام کو آزاد کرنے پر اور اس نے ایسا کر دیا تو جس چیز پر مجبور کیا گیا وہ واقع ہو جائے گی۔

لہذا صورت مسئلہ میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور یہ جی ایسے شوہر پر حرمت مغلطہ سے حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا نکاح بھی بغیر طلاق شرعی نہیں ہو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق مکرمہ سے چنے کیلئے تبدیلی مسلک کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
”ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق مکرمہ دی یعنی ”برہ ستی طلاق دلوانی کہی۔ مگر باپ اور بھائیوں کی طرف
سے دباؤ تھا۔ یہ ایک صورت میں طلاق واقع ہو جائے کیا نہیں؟“ طلاق کے علاوہ کوئی اور صورت بھی ممکن ہے کہ
جس سے دوبارہ میلا جی فی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔ کیا کوئی حنفی اپنے مسلک کے ماہر و شوافع کے قول پر
عمل کر سکتا ہے ”اسی کوئی رعایت ہے“ بیعوا و تو جروا

الجواب

شریعت میں امر کا مطالبہ یہ ہے کہ زبردستی کرنے والا اہل قتل نہ رہے یا کسی عہد کو کاٹ دینے کی دھمکی
۔ اور جس کو دھمکی دی جارہی ہے اس کا لب لہجہ یہ ہے کہ یہ ایسا کر دے گا۔ اگر ایسا کر لو (زبردستی) بھی ہو، اور
طلاق رجوانی ہے، تو بھی حقائق واقع ہو جاتی ہے۔ اس پر حلیہ کا اتفاق ہے۔ اور یہ جائز نہیں ہے کہ جب چاہے، جس
مسئلے میں چاہے دوسرے امام کے مسلک کو اختیار کرے۔ یہ تبدیلی مسلک نہیں بلکہ اجراع نفس کھلانے کا۔ لہذا
نہ شخص کی بیوی پر تین مظالم قیام واقع ہو گئیں۔ اور یہ بیوی اپنے شوہر پر حرمت منقطع کے ساتھ حرام ہو گئی۔
بہ دونوں کا مکان، دوبارہ بغیر طلاق شرعی کے نہیں ہو سکتا۔

زبردستی طلاق دلوانے کا حکم

الاستفتاء

یہاں فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
”میر نے ہندو سے شرعی طور پر نکاح کیا تھا۔ زید کے ساتھ سسر اور دوسرے رشتہ داروں نے اسے ڈرا
۔ صدمہ، برائے ذہنی سے زید کو گھر سے باہر لے جا کر ہندو کو طلاق دینے کا دباؤ ڈالا۔ جان کے ڈر سے زید نے ان
سے کہنے پر ہندو تین طلاقیں دے دیں۔ حالانکہ وہ دل سے طلاق نہیں دینا چاہتا تھا اور نہ ہی ہے۔ اسکی بیوی بھی

حلاق پینے کے حق میں نہیں تھی۔ ورنہ اس کے ساتھ گنہگار بنانا ہوتا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ برائے کم قرآن و شریعت کے لحاظ سے تحریری جواب دیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

سائل: خلیل احمد، اللہ جالونی، کراچی

الجواب

یہ سوال ہم نے خود سائل سے دریافت کیا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اور یہ بیوی اپنے شوہر کیلئے حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ اب ان دونوں کا نکاح بھی دوبارہ بغیر عدالت کے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اگر لو شرعی ہے ہی نہیں۔ شریعت میں اگر ادا کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اس طرح اگر قتل کو باقیہ میں لے کر اس طرح کھڑا ہے کہ جس پر جبر کیا جا رہا ہے، اس کا ٹھنڈا ہو جائے کہ اگر میں اس کا کتا نہیں مانوں گا تو یہ مجھے قتل کر دے گا۔ لیکن طلاق اس صورت میں بھی واقع ہو جائے گی۔ اس بارے میں فقہاء کے دلائل اسی حد تک شروع میں ملاحظہ کیجئے۔

قتل کرنے کی دھمکی دے کر طلاق دلوانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ذید کو اس کے سر ایلیوں نے اپنے گھر بلا کر کمرے میں بند کر کے مارا پینا اور اس کے گلے پر چاقو رکھ کر دھمکی دی کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ تمہیں جان سے مار دیا جائے گا۔ چنانچہ ذید نے اپنی جان چھانے کی خاطر اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ کیا یہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟

سائل: عبدالحمید خان، مہتمم جبر روڈ، کراچی

الجواب

زبردستی طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۷۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

صح نکاحہ و طلاقہ و عتقہ

(بر حاشیہ شامی، جلد (۵) کتاب (۱) کراہ، صفحہ: ۹۵، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
یعنی زیر دستی کا نکاح، طلاق اور آزاد کرنا واقع ہو جاتا ہے۔

باقی رہا یہ معاملہ کہ طلاقیں کتنی ہوئیں تو اگر یہی لفظ جو سوال سے ظاہر ہوتا ہے، صرف ایک بار بولا ہے، تو عورت کا مدخول ہوا (جس سے دلی ہو چکی ہو) ہونے کی صورت میں ایک طلاق رہتی ہوگی۔ عدت کے اندر شوہر رجوع کر سکتا ہے، نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے اور اگر عورت مدخول ہوا نہیں ہے تو طلاق بائن ہوگی۔ اس میں دوبارہ نکاح عدت میں بھی اور عدت کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور اگر اس نے یہ لفظ تین بار بولا تھا یا یہ کہا تھا کہ تین طلاقیں دیں تو تین طلاقیں ہو گئیں اور اب ان دونوں کا نکاح بغیر حوالہ شرعی کے نہیں ہو سکتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم



طلاق معلق کا بیان

طلاق معلق کی مختلف صورتیں

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
عبد الستار نے طلاق کہا "اگر میں عبد الجبار کے لڑکے کو اپنی لڑکی کا نکاح دوں تو میری بیوی کو طلاق ہو، اب عبد
الستار کے والد صاحب اور بھائی یہ نکاح اپنی ذمہ داری پر کرادینا چاہتے ہیں۔ اب اس صورت حال کی روشنی میں مندرجہ
ذیل مسائل وضاحت طلب ہیں۔

- (۱) دنیاوی رسوم کے مطابق عبد الستار شادی میں شرکت کر سکتا ہے یا نہیں؟
- (۲) دنیاوی رسوم سے مطابق عبد الستار اپنے گھر میں براءت کو دعوت دے سکتا ہے یا نہیں؟ جواب مرحمت
فرمائیں۔

مسائل مردین، مظہر اقبال

الحجاب

میں (حرم اور تنہائی) کے الفاظ میں عرف میں جو معنی حصارف ہوتے ہیں وہی مراد لے جاتے ہیں۔
 مدت کے یہ الفاظ۔ "میں عہد لہجہ کے لئے کو اپنی لڑکی کا کالج۔ دوں تو میری عورت کو طلاق ہو" عرف عام
 میں نکاح، رعنائی کرنے کے معنی میں حصارف ہے، صرف عقد کروا دینی معنی نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا شادی کے انتظامات
 میں چیز کا انتظام دے۔ موت دینا وغیرہ بھی مراد لئے جائیں گے۔ ان میں کوئی کام عہد انتشار نہیں کر سکتا ہے اور دوسرے
 وہ، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ وغیرہ کوئی بھی کرے تو عہد انتشار کی شرط نہیں پائی جاتے گی۔ انتظام ان لوگوں نے کیا۔ عہد انتشار نے نہ
 موت دی نہ پیرہ خرق کیا، صرف شریک ہو گیا تو شرط نہیں پائی جائے گی اور اگر عہد انتشار خود یہ کام کرے گا تو شرط کے
 معنی طلاق واقع ہو جائے گی۔

الاستفتاء

نیا فرمات ہیں علامہ دین و مطہان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 وہی شخص یہ کہے۔ "آج کے بعد اگر میں ساس کے گھر میرا تو میری بیوی پر تین طلاقیں" اب اگر شخص
 ۱۔ اور اپنے ساس کے گھر چلا جائے تو کیا اسکی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ حالت غصہ میں وہی مطلق کا کیا حکم
 ہے؟ "ایہ طلاق ہو جاتی ہے یا اسکا کوئی کفارہ وغیرہ دینا پڑتا ہے۔ اور مرابی ان سوالات کا جواب عنایت فرمائیں۔

سائل سید گل، مہاجر کھپ، کراچی

الحجاب

صورت منسورہ میں جب بھی وہ شخص ساس کے گھر جائے گا تو اسکی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ
 نہ پیرہت مغلط سے حرام ہو جائے گی۔ تنہائی اور حالت غصہ میں وہی مطلق واقع ہو جاتی ہے، اس میں کوئی کفارہ
 وغیرہ نہیں ہے اور یہ الفاظ دینے کے بعد، ان الفاظ کو واپس بھی نہیں لیا جاسکتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الاستفتاء

نیا فرمات ہیں علامہ دین و مطہان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ہاں نے اپنے ایک بیٹے سے کہا "اگر تم نے دوکان سے چورنی لی، تو تمہاری بیوی پر طلاق"۔ بیٹے نے کہا "ہاں"۔ اس نے چورنی کی ہے یا نہیں۔ مگر کی ہے تو حلاق واقع ہو جائے گی۔ دوکان کا مالک اس کا بڑا بھائی ہے اور بھائی نے یہ کہہ دیا ہے کہ "اگر تمہیں جیسوں کی ضرورت پڑے تو تم۔۔۔" تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

مسائل: قاری عزیز، امداد حقانی، فرخندہ کالونی، کراچی

الجواب

ہاں کے حکم کی تائید کرنے کے بعد اگر دوکان مخصوص سے چوری کرے گا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجوع واقع ہو جائے گی۔ اردو میں شرط کیلئے استعمال ہونے والا لفظ "اگر" بدلتا ہے (ہمیشہ) کیلئے نہیں بلکہ جب ایک مرتبہ شرط پائی گی تو قطعاً ختم ہو جائے گی۔ دوبارہ چوری کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ وقوع طلاق کی صورت میں عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، اور عدت کے بعد نکاح جدید کی ضرورت ہوگی۔ بھائی نے جب اجازت دے دی ہے تو ہاں کے منع کرنے سے پیسے لینا چوری نہ ہوگا۔ چوری تو وہ ہے، جو بغیر مالک کی اجازت کے لی جائے۔

طلاق معلق بالوقت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا بیٹا بیوی کا حکم دے گا اور والد شفیق محمد سے جھگڑا ہوا اور باتوں باتوں میں، میں نے اپنے بیوی کو کہا کہ "جب تک آپ اپنی بہن کی شادی میرے بھائی کے ساتھ نہیں کر دیں گے میری بیوی مجھ پر تمین طلاق کے ساتھ حرام ہے اور میں اپنا بہن تمہارے ساتھ نہیں لکھوں گا۔ اس صورت میں میرے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

مسائل: محمد رمضان، کوثر نیازی کالونی، کراچی

الجواب

سوال میں مذکور الفاظ سے طلاق دینے والے نے، طلاق کو اس وقت تک کیلئے محدود کیا ہے، جب تک کہ حکم اپنی بہن کی شادی اس کے بھائی سے نہ کر دے۔ طلاق کسی وقت محدود کیلئے نہیں ہوتی ہے۔ توقیت (وقت کا تعین کرنا) باطل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میری بیوی کو ایک مہینے کیلئے طلاق ہے۔ ایک ماہ کی قید انکو قرار دی جائے گی۔ شیخ الاسلام

جس میں طلاق اس طعن ہی پر الزامی ہوئی ۱۵۹۳ء کے ہوا یہ میں لکھا

وَلَمْ يَلِدْ طَالِقٌ لِمَكَّةَ أَوْ فِي مَكَّةَ هَبِي طَالِقٌ فِي الْحَالِ فِي كُلِّ الْبِلَادِ
بَلْ لَكَ لَوْ قُلْتَ طَالِقٌ فِي الدَّارِ لِأَنَّ الطَّلَاقَ لَا يَتَحَصَّنُ بِمَكَانٍ دُونَ مَكَانٍ

(اولیٰ لیس، کتاب الطلاق، باب ابقاع الطلاق، صفحہ ۳۱۲)

مکلفہ شرکت علمہ، مثنان)

نور کسی نے کہ کہ تجھے کد میں طلاق تو اسے اسی وقت طلاق ہو جائے گی چاہے وہ کسی بھی شہر میں ہو اور اسی
جس کسی نے کہا کہ تجھے گھر میں طلاق (تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی) اس لئے کہ طلاق کو کسی مکان کو چھوڑ کر دوسرے
مکان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔

جس طرح کسی جگہ کی قید سے طلاق اس جگہ سے متعین نہیں ہوتی ہے اسی طرح کسی زمانہ کے ساتھ متعین
رہنے سے بھی طلاق متعین نہیں ہوگی، سب زمانوں میں طلاق ہو جائے گی۔ لہذا صورت مسوئلہ میں تین طلاقات واقع
ہو گئیں اور یہ وہی اپنے شوہر پر حرمت مغفلہ سے حرام ہو گئی، اب ان دونوں دادہ دار نکاح بطور حلالہ شرعی کے نہیں
ہو سکتے۔

طلاق معلق اور تعلیق کو زبردستی ختم کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما دین و مقیال شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

میں نے اپنی بیوی سے تھوڑی سی حد کے بعد کہا کہ ”اگر تو آج میرے گھر میں داخل ہوئی تو تین

طلاق“ میں نے یہ الفاظ ایک ساتھ کہہ دیئے۔ الگ الگ اور رک رک کر نہیں کہے اور محل کے دو آدمی، جن کو واقعہ کا صحیح طور
پر علم نہ تھا، انھوں نے لڑکی کو زبردستی گھر میں تھسا دیا۔ حالانکہ لڑکی گھر میں نہیں جاتی تھی۔ وضاحت فرمائیں کہ طلاق
واقع ہوئی یا نہیں؟

سائل محمد ایوب، بندہ کراچی

الجواب

سوال میں مذکور شوہر نے وہی کو یہ الفاظ کہے کہ اگر تو آج میرے گھر میں داخل ہوئی تو تین طلاق تو اس میں

تین طلاقوں کو بھی کے گھر میں آنے پر معلق کیا ہے۔ اور طلاق تطبیق کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جس شرط پر معلق کی جائے
 گی اس شرط کے پائے جانے سے وہ طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ لہذا صورت مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور
 یہ حیثی اپنے شوہر پر حرمت مغلطہ سے حرام ہو گئی۔ ان کا نکاح بھی بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں
 عورت کو گھر میں داخل ہونے کیلئے اگر شوہر کی تو نہیں کیا گیا اگر شوہر کی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قتل کر دینے یا کسی
 عضو کے کاٹ دینے کی دھمکی دی جائے۔ اور اگر اگر شوہر کی بھی ہو، جب بھی شرط کا پایا جاتا ہے ہو جائے۔ اور جو
 حکم معلق کیا گیا تھا، وہ پایا جاتا ہے۔ علامہ حسین بن منصور اوزجندی متوفی ۷۹۵ھ نے فتاویٰ قاضی خان میں لکھا
 بان کان حلف ان لا یدخل دار فلان او لا یکلم فلانا او نحو ذالک ثم اکره
 علی الدخول والکلام ففعل کان حائثاً

(بہر حاشیہ عالمگیری، جلد ۲) کتاب الاکراه . صفحہ : ۳۸۳،

مکنبہ رشیدیہ . کوئٹہ

اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہو گا فلاں سے بات نہیں کرے گا یا اسی قسم کی کوئی
 اور بات کی پھر اسے گھر میں داخل ہونے یا بات چیت کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے ایسا کر دیا تو ان دونوں حالتوں
 میں اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

تین فور سے طلاق معلق کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق۔ جناب سے التماس ہے کہ وضاحت
 فرمائیں آیا بیوی اگر گھر سے نکلے گی تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب

جن میاں بیوی سے متعلق یہ سوال آیا کہ ان دونوں کو وراثۃ میں طلب کیا گیا اور ان سے حلیہ بیان کیا گیا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی کے حلیہ بیان کی روشنی میں سوال کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔

شوہر کا بیان

میں احمد نبی ولد محمد نبی یہ حلیہ بیان دیتا ہوں کہ ”میری بیوی میرے ایک عزیز کے یہاں کسی قریب میں جانے کیلئے تیار تھیں میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نہیں جاؤ گی لیکن میری بیوی کی ضد تھی کہ میں جاؤں گی میں نے کہا ”اگر تم میری اجازت کے بغیر نہیں تو دوسرے الفاظ استعمال کروں گا“ پھر میں نے دوسرے الفاظ استعمال کئے کہ ”اگر تم جاؤ گی تو میری طرف سے طلاق طلاق“ لیکن میرے کہنے پر عمل کرتے ہوئے وہاں نہیں گئی قریب ہی میرے ایک دوسرے عزیز کے یہاں چلی گئی اور دوسرے دن سویرے ہی میرے عزیزوں نے ہماری گاہ میں صلیغ کر لوی۔ اب بعض لوگ باتیں کر رہے ہیں کہ طلاق واقع ہو گئی ہے۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ مجھے دو دفعہ کا یاد ہے تیسری مرتبہ کا مجھے یاد نہیں۔

سائل: احمد نبی، کورنگی ساڑھے تین

بیوی کا بیان

میں شاہد و حکم ہمت نے میاں یہ حلیہ بیان دیتی ہوں کہ میں ایک قریب میں جانے کیلئے تیار تھی۔ میرے شوہر احمد نبی ولد محمد نبی نے مجھے جانے سے منع کیا لیکن میں نے کہا کہ میں جاؤں گی تو کہنے لگے کہ ”سوچ لو“ میں دوسرے الفاظ استعمال کروں گا تو میں نے کہا ”استعمال کر دیں میں جاؤں گی“ تو کہنے لگے کہ ”جاؤ گی تو پھر طلاق طلاق“ میں پھر نہیں گئی جہاں میرے شوہر مجھے جانے سے روک رہے تھے بلکہ میں اپنے شوہر کے عزیزوں کے گھر چلی گئی اس کے بعد دوسرے دن ہمارے عزیزوں نے آپس میں ملاپ کرادیا۔

شاہد و حکم ہمت نے میاں

الجواب

جب کسی کام سے رخصت ہو، شوہر اس کو اس کام سے روکنے کیلئے اس کے فعل کو روکنے پر طلاق کو معلق کر دے، تو شریعت میں اسے "یمن فور" کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ فوراً عورت کام کرے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کچھ دیر تک جی اور اسکے بعد وہ کام کرے گی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ شیخ الاسلام علامہ برهان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفراءنی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

لو ارادت المرأة الخروج فقال ان خرجت فان طالق فجلست ثم خرجت لم

يحدث

(اولین، کتاب الایمان، باب الیمن فی الخروج الح۔ صفحہ ۸۶)۔

مکتبہ شرکت علمہ۔ ملتان)

یعنی اگر عورت نے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق پھر عورت
بیتھ گئی اور کچھ دیر بعد نکلی تو وہ حادث نہیں ہوگا یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

علامہ علاء الدین صہبلی متوفی ۱۰۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

وشرط للحديث في قوله ان خرجت مثلا فانبت طالق او ان صربت عبدك

فعبدی حر لمريد الخروج والضرب فعله فوراً

شوہر کے حادث ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق یا اگر تو نے اپنے غلام
کو مارا تو میرا غلام آزاد اسلئے کہ لکھنا اور مارنا فوراً پایا جائے۔

در مختار کی اس عبارت پر علامہ سید محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ نے رد المحتار المعروف فتاویٰ شامی

میں لکھا

ارادت ان تخرج فقال الزوج ان خرجت فعادت وجلست وخرجت بعد

ساعة لا يحدث

یعنی عورت نے اپنے شوہر کو لکھا کہ اگر تو نکلی پس وہ پلٹ آئی اور بیٹھ گئی اور کچھ دیر بعد نکلی تو
شوہر کی قسم نہیں پڑے گی۔

تھے بعد نکاح

لاں قصده معبعا من الحروح الذی بهیات له فکاهه قال ان خرجت الساعة

(حذ ۲) کتاب الایمان، مطلب فی یمین النور، صفحہ: ۹۲،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

لہذا صورت مسوومہ میں بر تقدیر صدق سائلین جب وہ ی جانے کیلئے تیار تھی تو شوہر نے طلاق کے الفاظ استعمال کئے یہ اسی وقت جانے کیلئے تھے اگرچہ ی اس وقت چلی جاتی، تو طلاق واقع ہو جاتی۔ مگر جب وہ ی نہ گئی، تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ اور یہ تحقیق بھی ختم ہو گئی، اب وہاں جانے سے بھی طلاق واقع نہ ہو گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق معلق کو باطل کرنے کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرے ایک دوست نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر تم نے کسی بھی شخص پر گناہ لکھو تو ہمارے

درمیان طلاق واقع ہو جائے گی۔“ اب وہ اس بات سے سخت پریشان ہے کہ فی زمانہ مرد کی غیر محرم عورت پر نہ

جانے کتنی دفعہ غلط نظر پڑتی ہے، اسی طرح کسی عورت کی بھی غیر مرد پر غلط نظر پڑ سکتی ہے۔ شخص مذکور اپنے اس

قول پر اب سخت پریشان ہے۔ اس نے اکیلے میں اللہ کو گواہ بنا کر کہا کہ جو الفاظ میں نے کہے تھے، اس سے مراد ایک ہی

طلاق تھی۔ اور دوسری دفعہ کی نظر کیلئے میری وہ شرط نہیں۔ دے ائے مہربانی تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد سلیم ولد حاجی قاسم

نحوہ ایب

طلاق جب کسی شرط پر معلق ہو جاتا ہے، تو شوہر اس شرط کو داخل کر سکتا ہے نہ اس میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ صورت مسئولہ میں شوہر نے اگر طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے تو اس سے صرف ایک دفعہ شرط پائی جائے گی۔ ایک طلاق واقع ہو گئی۔ دوسری مرتبہ پھر شرط پائے جانے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور شوہر نے نظر ڈالنے کو بھی ممانعت کی ہے۔ لہذا بیوی کا حلیہ بیان تسلیم کیا جائے گا کہ اس نے گناہ کا وہ نظر ڈالی تھی یا ایسے ہی نظر پڑ گئی تھی۔ اگر واقعی بیوی نے گناہ کا وہ نظر ڈالی ہے تو ایک رجعی طلاق واقع ہو گئی شوہر عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت مذر گئی تو نکاح جدید صحر جدید کے ساتھ کرنا ہوگا۔

طلاق مغالطہ معاقبہ سے بچنے کا حیلہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و متیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید جہاں اپنی بیعتی کا رشتہ طے کر رہا تھا، زید کا بیٹا اس پر خوش نہیں تھا اور مخالفت کر رہا تھا کہ زید نے جذبات میں آکر اپنے بیٹے کو کہا کہ ”اگر میں تجھے متھے لگاؤں یعنی دوہرو کروں تو مجھ پر طلاق ہے اور مجھ پر عورت حرام ہے“ اور یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ لیکن اب زید پریشان ہے۔ برضا اور رغبت اپنے بیٹے سے صلح کرنا چاہتا ہے اور جناب سے عرض ہے کہ کیا شریعت محمدی کے تحت اس امر کی گنجائش ہے کہ زید کفارہ (اگر کوئی واجب ہے تو) ادا کر کے اپنے بیٹے سے راضی ہو جائے تو بیٹے سے راضی ہونے کی صورت میں کیا زید کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اے کرم اس مسئلہ فیصلہ شریعت محمدی کی روشنی میں صادر فرمائیں۔ واضح رہے کہ زید کی جس بیعتی کا تنازع تھا ابھی کارشتہ کہیں طے نہیں ہوا۔

سائل رکن الدین، خوشاب، ۵ ب

الحواب

صورت مسئولہ میں شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ لڑکے کو دوہرو کروں تو بیوی

وہ طلاق نہ جب یہ شرط طلاق کی موجودگی ہو۔ نہ کہ جس پانچ جہان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی۔ اگر شہرہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ جو جائز اور نہ ہی حلال مطلق بھی واقع نہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اپنی طلاق کو یہ طلاق بنائے۔ اور پھر پوری مدت عدت اس سے بالکل چھوڑ دے، مدت ختم ہونے کے بعد اس سے عدت چھوڑ دے۔ اس طلاق کے بعد ختم ہو جائے اور طلاق اس کے واقع نہ ہوگی۔ اس وقت وہ عدت اس کی طلاق نہیں ہے۔ اس سے بات کرنے کے بعد اپنی طلاق سے دوبارہ نکاح کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیین شرعاً متینین مسئلے کے بارے میں کہ

زید نے اپنی سالی کو کھانے پر بلایا سالی نے کچھ بدتمیزی کی اور کھانا کھانے سے انکار کر دیا، جس پر زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم کھانے والوں کے بدتمیزی کی ہے۔ اس پر بیوی نے کوئی جواب نہ دیا اور بات بدتمیزی نہ زید نے غصہ میں اپنے حرم و اولاد اور سالی کی موجودگی میں لڑائی لڑ کر کہا کہ میرے اور یہ سے سر لیوں کا بیٹا میرا اور خوشی و غمی جدا ہے اور بیوی سے کہا کہ تم میرے گھر سے میرے گھر آؤ۔ تو تم کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ پھر زید نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "ای سی سن لیس آپ کی ماں والد صاحب کی اجازت سے بھی یہ اپنے والدین کے گھر نہیں جاسکتی۔ سو اب میری چار بات کہے۔"

اس کے بعد بعد معاذ ختم ہو گیا اور اب اس دن کے بعد سے آج تک اس کی بیوی نے اپنے میکے نہیں گئی ہے اور نہ کوئی ان سے ملے۔ اگر اب وہ یہ پوچھتی کہ ختم کرنا چاہتا ہے۔ آیا یہ قسم اب ختم ہو سکتی ہے یا کہ نہیں یا پھر یہ قسم عمر لے کر قرار دے گی؟ اور اگر ختم ہو سکتی ہے تو کیا کوئی کفارہ اور کرنا ہوگا؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد محمود احمد

الجواب

شوہر جب کسی شرط پر طلاق کو معلق کر دے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو شوہر کے پانچ اس تعلق کو باطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں رہتا ہے۔ مگر ایک صورت یہ ہے کہ جب شرط پائی جائے اور شوہر نے شرط کے ساتھ کوئی عہدہ کا لفظ نہ دیا ہو، مثلاً جب کبھی تو جانتے گی تو تجھے طلاق وغیرہ تو شرط پانے جانے کے بعد تعمیل ختم

• پائی ہے اور شرط پایہ جانے کے وقت آبی حی کلاخ میں ہے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر حی اس وقت کلاخ میں نہیں ہے تو طلاق نہیں ہوگی۔ لہذا صورت مسؤل میں شوہر یہ حیدر کر سکتا ہے کہ اپنی حی کو ایک طلاق پائی دے اور اس کی عدت طہر ہو جانے کے بعد یہ حی اپنے مال باپ کے گھر چلی جائے لہذا شرط اس وقت پائی جائے گی جب یہ حی بی، اس شوہر کی زوجیت میں نہیں ہوگی، تو تحلیل بھی ختم ہو جائے گی اور طلاق بھی واقع نہ ہوگی اس کے بعد شوہر سے پھر کلاخ کر لے، اب حی اپنے مال باپ سے گھر آ جاسکتی ہے اور تعلیق ختم ہو جائے گی وجہ سے طلاق بھی نہ ہوگی۔ علامہ علاء الدین حصکلی متوفی ۷۸۸ھ نے رمحا میں لکھا ہے

و تَنْحِلُ الْمَيْمِينَ بَعْدَ وَحْدِ الشَّرْطِ مَطْلَقًا لَكِنْ إِنْ وَجَدَ فِي الْمَلِكِ طَلَنْتَ وَعَقِبَ وَلَا لَا وَحِيلَةَ مِنْ عِلْقِ الثَّلَاثِ بِدُخُولِ الدَّارِ إِنْ يَطْلُقُهَا وَاحِدَةً ثُمَّ بَعْدَ الْعِدَّةِ تَدَحُّلُهَا فَتَنْحِلُ الْمَيْمِينَ فَيَنْكَحُهَا

(بر حاسنیہ شامی، جلد (۲) کتاب الطلاق، مطلب روال الملک الح.)

صفحہ: ۴۵، ۴۴۔ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی شرط مطلق سے پائے جانے کے بعد شرط طہر ختم پوری ہو جاتی ہے، لیکن طلاق اور آزاد کرنا اس وقت موثر ہوگا جب حی اور غلام وغیرہ اس کی ملکیت میں ہوں ورنہ نہیں۔ جس شخص نے طلاق ثلاثہ کو حی کے گھر میں داخل ہونے پر معتقل کیا ہے تو اس سے چنے کا خیلہ یہ ہے کہ حی کو ایک طلاق دے دے اور عدت کے بعد وہ اس گھر میں داخل ہو نہیں اس کی قسم پوری ہو جائے گی پھر یہ اس سے کلاخ کر لے۔

طلاق معاقہ مغالطہ سے بچنے کی صورت

الاستفتاء.

کیا فرماتے ہیں علما و دین و متعلمین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ میں اپنی حی سے کہا کہ ”اگر تو اس کے بعد میری یا میرے گھر والوں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی، تو تجھے ایک طلاق۔ اسی طرح دوسری بار بھی تو تجھے دوسری طلاق، اسی طرح اگر تیسری مرتبہ نکلی تو تجھے تیسری طلاق“ لیکن اس مرد نے کچھ ہی دنوں بعد یہ الفاظ واپس لے لئے۔ یعنی میں نے ویسے ہی کہا تھا اب

میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اس کے بعد وہ عورت دوسرے بغیر پوچھے مگر سے باہر جاسکتی ہے۔ وضاحت فرمادیں کہ کیا وہ اپنے الفاظ سے رجوع کر سکتا تھا یا نہیں؟

سائل مولوی غلام احمد زیدی، نائب خطیب، پانستان آرمی، راولپنڈی

الحواب

شوہر جب طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کر دے تو وہ اس تطیق کو واپس نہیں لے سکتا اور جس شرط کے ساتھ طلاق کو معلق کرے گا جب وہ پائی جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ لہذا صورت مسبوہ میں جب شوہر نے عین طلاق اپنی اجازت کے بغیر ننگے پر مشروط کی تھیں دوسرے شوہر نے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باہر چلی گئی تو یہ طرح اس پر دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں۔ اب اگر تیسری مرتبہ بھی بغیر اجازت کے گئی تو اس پر تیسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور یہ اپنے شوہر پر حرمت مغلطہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی۔ اور ان دونوں کا دوبارہ نکاح بھی بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکے گا۔ یہاں شوہر کو یہ چاہیے کہ وہ دہائی سے یہ کہہ دے۔ "میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ تم عمر بھر میں جہاں چاہو جا سکتی ہو" تو یہ کہہ دینے سے تیسری طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اگر یہ نہ کہیں جائے گی تو شوہر سے اجازت کی ضرورت نہیں ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق معلق کی ایک صورت

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

مندرجہ ذیل مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

حالات میں مقدمہ کے دوران مدعی زید مدنی علیہ خالد کے خلاف بیان دیتا ہے کہ "خالد نے شراب پی کر خالد نے شراب نہ پی ہو تو میری بیوی پر تین طلاقیں"۔ خالد کہتا ہے کہ "میں نے شراب باہل کبھی بھی نہیں پی ہے، تمھاری بیوی پر تین طلاق پڑ گئیں" اس پر زید کہتا ہے کہ "یہ بات تو تمھارے والد مرحوم نے تمھارے لڑکے کے سامنے مجھ سے بیان کی تھی"۔ خالد کے لڑکے سے معلوم کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ "میرے والد مرحوم نے

ہے اس لئے میں عوام کی نہیں کی وہ جہت ہوتا ہے۔ خالد کتاب کہ "زید نے ان سے پہلے بھی میرے ساتھ جہت دے تھا اور اب میرے ذریعہ جہت لگائی ہے۔"

مذکورہ صورت میں زید کی بی بی پر تین طلاقیں پڑ چکی ہیں؟ جہت لگانے والے پر اگر شرعی حکومت ہو تو حاکم وقت اسکو کیا دے گا؟ مذکورہ صورت میں جس حد کے سامنے یہ بات کہی ہے وہ یہ معاملہ کس طرح طے رہے گا؟ اس کے ذریعہ اور حلف اس سے لیا جائے گا؟ جواب عنایت فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سائل محمد عمر، لیاقت آباد، کراچی

الجواب

زید نے اپنی بی بی کی طلاق کو اس شرط پر معلق کیا ہے کہ اگر خالد نے شراب نہ پی ہو، تو میری بی بی کو تین طلاقیں۔ جبکہ خالد کتاب ہے کہ "میں نے کبھی شراب نہیں پی ہے۔" تو زید کی بی بی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ لیکن اگر زید دو گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ خالد نے عمر میں کبھی شراب پی ہے، تو اسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس کا ثبوت دینا زید کی ذمہ داری ہے۔ خالد سے قسم نہیں لی جائے گی اس لئے کہ حدود میں حلف نہیں لیا جاتا۔ زید جب گواہوں سے یہ ثابت نہ کر سکے تو اس نے خالد پر شراب پینے کی جو جہت لگائی، اس کی سزا دینا تو حکومت کا کام ہے۔ لیکن اسے مذہب آخرت سے بچنے کیلئے بالاعلان توبہ کرنی چاہیے اور جس پر جہت لگائی ہے، اس سے معافی مانگنی چاہیے۔

قطع تعلق اور وقوع طلاق کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

چند دن پہلے میرا بڑی سے جھگڑا ہو گیا اور جھگڑا حد سے بڑھ گیا۔ میں جھگڑا نہیں کرتا چاہتا تھا اور جب بات حد سے بڑھ گئی تو میں نے اپنے پڑوسی سے کہا کہ میں تم سے واسطہ نہیں رکھوں گا اگر میں تم سے بات کروں تو

ہرمذی بھی پر طلاق ہو۔ چنانچہ آج تک میں نے پچھلے پانچ بات نہیں کی ہے۔ اس کا علم میرے دوستوں و
 ہمدرد چاہتے ہیں کہ ہمارا آپ ہو جائے۔ جھگڑا چھی بات نہیں ہے۔ میں بھی جانتا ہوں کہ پڑوسیوں کے کیا حقوق
 ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے جو قسم کھائی تھی، اس کے بارے میں وضاحت چاہتا ہوں کہ اگر بات چیت کر لوں اور قسم
 تازہوں تو قسم کا کیا کفارہ اور اگر ہو گا؟ یہ سے نکاح میں اگر کوئی فرق ہو تو تفصیل درج کریں۔ واضح رہے کہ میں
 نے یہ الفاظ صرف ایک مرتبہ کہے تھے۔

مسائل کا مہر ان عطاری، مہمان

الجواب

حدیث شریف میں ہے، اور اس حدیث کو امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن، رمی سر قندی متوفی ۲۵۵ھ
 نے سنن دارمی میں نقل کیا ہے

من حلف علی یمین فرأی عبرها حیراً ملجاً فلیت الذی عو خیر ولیکفر
 عن یمینہ

(حلد ۲) کتاب لندور والایمان، باب من حلف علی یمین الح

صفحہ: ۲۴۳، قدیمی کتب خانہ، کراچی

یعنی جب کوئی قسم کھائے اور اس قسم کو توڑنے میں بھلائی کیجے تو قسم کو توڑنے سے اور کفارہ اور اگر ہے۔

لہذا صورت مسئلہ میں پڑوسی سے کس ملاب کر لینا چاہیے اور اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع
 ہو جائے گی۔ طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ حدت کے اندر رجوع کیا جاسکتا ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ رجوع
 کا طریقہ یہ ہے کہ ”دو گواہوں کے سامنے شوہر یہ کہہ دے کہ میں طلاق سے رجوع کرتا ہوں۔“

کسی کے نکاح کے ثبوت اور عدم ثبوت پر طلاق معلق کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

بندہ۔ لیکن تم معذرت میں... میں اختلاف ہوا۔ پہلے وہ کہہ چکا کہ میں نے کہا کہ بندہ،
 کاش کہ وہ ہے چند... سہ سے وہ کہہ چکا کہ میں نے کہا کہ بندہ کا نکاح نہیں ہو۔ پہلے کروہ کے چانچ آدمیوں نے لے لے
 بندہ کا نکاح نہیں ہوا تو بوری بیویوں کو تین تین طلاقیں... دوسرے کروہ نے کہا کہ اگر بندہ کا نکاح ہو تو
 بوری بیویوں کو تین تین طلاقیں۔

ارشاد فرمایا کہ اس صورت میں زیادہ نہیں ہوگی کی بیویوں کی تین تین طلاقیں ہوں گی یا صرف پہلے
 وہ کہے یا دوسرے یا بوری بیویوں کو تین تین طلاقیں... تین تین طلاقیں ہوں گی؟ بیہودہ و نوحہ کروا
 سائل محمد معین الدین القادری الرضوی الشافعی، فیصل آباد

الجواب

شریعت میں ثبوت کسی چیز کے وجود کا ہوتا ہے۔ ثبوت کے معنی وجود ہے، نفی کا ثبوت نہیں ہوتا۔
 اس لئے کہ اس کے ذمہ ہیں جو کسی چیز کے وجود کا دعویٰ کرے، نفی کرنے والے کے ذمہ گواہ نہیں ہوتا۔
 اس سے حلف لیا جاتا ہے۔ لہذا فریق اول نے یہ جو دعویٰ کیا کہ اگر بندہ کا نکاح نہ ہوئے گا ثبوت ملے تو ہماری بیویوں
 کو تین تین طلاقیں، اس سے مراد شرعی ثبوت تو ہو نہیں سکتا ہے ہاں اگر کسی مجلس خاص یا کسی معین تاجر اور معین
 جگہ کے متعلق مطالبہ ہو تا تو فرق ثبوتی کے لوگ وہاں موجود ہوتے تو یہ ممکن تھا کہ وہ کہتے کہ ہمارے سامنے نکاح
 نہیں ہوا تو اسی صورت ہے نہیں۔ لہذا ان لوگوں کی شرط پائی جانے کی کوئی صورت نہیں اور چونکہ ان کی شرط
 نہیں پائی گئی اس لئے انکی بیویوں کو وہ طلاق جو اس ثبوت پر معلق تھی، نہیں ہوگی۔ اگر ان لوگوں نے اس ثبوت کا
 کوئی اور مطلب مراد لیا تھا تو اس کو بیان کرنے کے بعد ہی کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے۔ مگر چہ آدمیوں نے چونکہ اپنی
 بیویوں کی طلاق کو کسی شرط پر معلق نہیں کیا۔ لہذا ان کی بیویوں کو تین تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔

خلع کا بیان

شوہر کا قول کہ تم کو میں طلاق خلع دیتا ہوں

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں :-

مندونے یہ ایک تحریر لکھی، جس پر خود اس نے اپنے اور اس کے والد، اس نے تایاں نیز دوسرے دو گواہوں کے دستخط تھے، اس میں لکھا گیا تھا کہ ”میں اپنا حق مہر مبلغ گیارہ ہزار روپ چھوڑتی ہوں اور پیدا ہونے والے بچے کی پیدائش کے بعد فوراً اپنے شوہر کے پاس پہنچا دینے کا وعدہ کرتی ہوں۔ اس فیصلے میں مجھ پر کسی کا دباؤ نہیں ہے۔ نیز اب کوئی مطالبہ اپنے شوہر کے ذمہ باقی نہیں ہے، اس کے عوض میں طلاق کا مطالبہ کرتی ہوں۔“
ہندہ کے شوہر نے طلاق دے دی، اب وہ بد عمدی کرتی ہے، چہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ اس تحریر کے علاوہ اس نے متعدد بار طلاق کا مطالبہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ”پیدائش کے بعد اپنا بچہ اگر لے جاؤ ورنہ یہاں یتیم خانوں کی کمی نہیں ہے۔ نیز لکھا کہ میرا چھپچھا چھوڑو۔ ورنہ تمہارے ساتھ وہ کچھ کروں گی جو بھی سوچا بھی نہ ہو گا۔ میری طرف سے دس

جواب :- اگر ثر افت۔۔۔ نہ اچھی پھوس۔۔۔ ان حالات میں شوہر نے بائیں لفظ طلاق سے دینی کہ "تھری" جانب سے تحریرینی مطابق بدلتے طلع مجھے ملا، لہذا تھری خوشی کے مطابق میں تم کو طلاق خلع دیتا ہوں، تاکہ خیرہ نہ ہو، نہ نکاح۔۔۔ اب آپ سے معلوم کرنا ہے۔

(۱) یہ صحت ہو یا نہیں۔

(۲) طلع کی عدت کتنی ہے۔

(۳) کیا عورت پھر روکنے کا حق رکھتی ہے۔

(۴) بعد انقضائے عدت دوبارہ نکاح نہ ہونے کا کیا فیصلہ ہے۔

سائل احمد حسن، سعید گل، حمزہ مسور، صمن کپور، راجہ

الجواب

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صدق سائل ایک طلاق بائن واقع ہوئی تھی۔ بچہ کی پیدائش کے بعد عدت ختم ہو چکی۔ طلاق بائن کی صورت میں عدت کے اندر اور عدت کے بعد نکاح جدید کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہ دونوں دوبارہ نکاح نہ چاہتے ہیں تو دوبارہ نکاح نہ کھتے ہیں۔ حالانکہ کرنی ضرورت نہیں۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ نکاحات میں عمر تک اور ۱۰ سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گی۔ اس کے بعد ماں لے سکتا ہے۔ عورت نے جو وعدہ کیا تھا، اس کا پورا کرنا ضروری تھا اس پر لازم تھا، مگر اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ماں فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے یا کسی ایسے شخص سے شادی کرے جو بچہ کیلئے ذی رحم محرم نہ ہو تو شاہد سابق بچے کو اس سے اجازت لے سکتا ہے۔

خلع کی درست صورت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
میرنی شادی ۹ اگست ۸۷ء کو والدین کی پسند سے ہوئی۔ اور لڑکی کے خاندان سے متعلق نہ والدین نے

دو پہرہ معلومات حاصل کرنے کے لیے کہ اس کی زندگی جو معلومات میں دسم ہیں، دیکھنے والے ہیں۔ تحقیق یہاں وہ کی بھاری ذہنی ہم آہنگی نہ ہو سکی۔ شہنشاہ نے یہ ایک سال جو چکائے ہیں، وہ تین دن کی یہی معلومات جہالت سے ۱۵، ۲۰، ۲۵، ۳۰ کیسے کیے گئے، آخر یہ باتیں ماہر مدققانہ نمونے سے چھٹس بھی دیکھا گیا۔ اب ذہنی نہیں آتی۔ آپ طلاق دے دیں اور ہمارا سامان باہر رکھ دیں، میری طرف سے طلاق کی حالت ذہنی قطع کا مظاہرہ کیا گیا۔ ۲۰ کروڑ و صورت حال یہ ہے کہ لڑکی کے اپنا تمام بیڑ اور متذہبات چھوڑ گئے ہیں۔ ان کے ہمارے بیڑ بھی واپس نہ رکھے ہیں۔ لڑکی کی طرف سے غلط موصول ہوتے، جس میں طلاق کا مظاہرہ ہے۔ صورت ہے کہ لڑکی نے لڑا، مہربانی یہ تحریر فرمائی کہ میں کون کون سی شرطیں منسلک کروں چاہے طلاق ہو۔

ماملہ جہانگیر احمد سرور کی رہائش چاہئے کہ ساسی، اپنی

الجواب

طلاق میالہ کی رخصت مندی سے ہوتا ہے۔ جس میں بیوی چھوڑ دے۔ ماملہ میں اصل بیوی ہے۔ غلط طلاق سے طلاق بائن ہو جاتی ہے، اگر زیادتی شر کی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ ماملہ میں بیوی و حقوق کے اسے اتنا کہ نہ رکھے۔ اور اگر زیادتی بائن ہے تو شوہر اسے اتنا کہ نہ رکھے۔ ماملہ میں بیوی و حقوق کے اسے اتنا کہ نہ رکھے۔

طلاق میں مال لینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت کے اس مسئلے کے بارے میں۔

لوئی خاندان کی خوشحالی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے تیس۔ پچاس یا سو فیصد حصہ۔ ۱۰۔ ۲۰۔ ۳۰۔ ۴۰۔ ۵۰۔ ۶۰۔ ۷۰۔ ۸۰۔ ۹۰۔ ۱۰۰۔ اس پر لڑکی اور اس کے والدین خاندان سے طلاق مانتے ہیں کہ نہ حاکم نہیں دینا چاہتے۔ اس صورت میں یعنی وقوع طلاق کے بعد خاندان کا حصہ اس کے کاؤمہ وار سے یا لڑکی و اولاد سے ملے گا۔ ۵۔ جواب ہے کہ عند اللہ ماجور ہوں۔

صفحہ -

جاد میں صورت کے ۱۰۰ روپے نہ بھیجیں۔ مگر شوہر پر اہم سے کہ وہ وہی کو شریعت کی پیروی کرنے کا حکم دے۔ خلاف شرع کاموں سے وہ۔ غیر محرم مردوں سے ملنے جلنے بات چیت کرنے سے منع ہے۔ اگرچہ فی ان معاملات میں شوہر ہاتھ نہیں مانتی، تو وہ فرمان ہے اور جب ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ زوجین میں اچھائی کے ساتھ تعلقات قائم نہیں رہ سکتے تو طلاق دیتے ہیں۔ اس کا حکم قرآن کریم میں ہے ترجمہ اور تمہیں جائز نہیں۔ جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں نفیض حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ بدلہ لے کر عورت چھٹی ہے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں" (کنز لایمان)

(سورۃ (۲) بقرہ، آیت (۲۲۹))

تہذا صورت مسئلہ میں دونوں طلع کر سکتے ہیں، طلع کا مطلب یہ ہے کہ مال کے بدلے میں طلاق دی جائے۔ عند شوہر ہی مگر جو مقرر کیا، ساقط کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ، ان کا مطالبہ، مکروہ ہے۔ علامہ ماہ نامہ الدین متوفی ۶۹ھ نے عا کی میں لکھا

وان کن لستور من قتلها کرخا لہ ان یاحذ اکثر مسا اعطاھا من المهر

(جلد (۱) کتاب الطلاق، الباب الثامن فی الحلع وما فی حکمہ صفحہ ۳۸۸،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور اگر نہ فرمائی نہ فی طرف سے ہے تو طلع میں مہر سے زیادہ (رقم کا مطالبہ مکروہ ہے۔

خلع اور مال مکروہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

تم جہاں سے محمد رضا اپنے شوہر سے خلع حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس کا حکم کیا ہے؟ جبکہ موصوفہ

میتے بھی ہیں۔ یہ سب سے بدست پر ہیں

سہ ماہی محمد منیر، خدا داد کالونی، راولپنڈی

نہایت

معنی یہ ہے کہ یہ نیک انسانوں سے بدست ہے۔ یعنی اگر شوہر میں با حقیقی پیدا ہو جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ رہا نہ چاہتے ہوں تو شمع سے ہیں۔ اُٹھ کر لی طرف سے دیا قی ہو تو حلق پر مال لینا شروع ہے۔ اور اگر یہ دینی حلقہ کی طرف سے ہو تو شوہر کے جتنا مال ہو، میں یا نہ نکالے سکتا ہے۔ اس سے یہ دینا شروع ہے۔ اور جب حلقہ میں تو حلقہ باندھ کر قلعہ ہو جائے گی۔ اور جو مال حلقہ سے ملے گا، عورت پر رکھا اور نہ لازم ہو گا۔ جو نقد سہ ماہی میں نہ ہو، نہ تو نہ حاصل ہے، تو اس کی بدست پر پیدا ہوئے پر حق ہوگی۔ حاملہ سے بھی حلقہ کو جاتا ہے۔



عدت کا بیان

عدت کہاں گزاری جائے؟

المسئلت

یہ مدت میں حائے دین و مہیاں شرع میں مسئلہ ہوتی ہیں۔
ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس کی بیوی دوسری لڑکا کی ہے۔ حوائی کی بیوی میں۔ بے وقت طلب
امر یہ ہے کہ زیادہ مدت یہاں پاکستان میں گزارے گی یا سری لڑکا میں؟ یہاں اس کا کوئی نہیں، البتہ مکان ذاتی
ہے۔

سائل حاتی محمد عارف، شہید ملت روڈ، کراچی

الجواب

شوہر کی موت یا طلاق کے وقت، عورت جس مکان میں ہوگی، اسی میں عدت گزارے گی، بغیر مجبوری
کے۔ مکان بھی تبدیل نہیں کر سکتی ہے۔ لہذا جب مکان اس کی ملکیت ہے تو اس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے۔

عدت کی چند پابندیاں

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلے کے بارے میں کہ میرے بڑے بھائی انتقال کر گئے ہیں، جن کی عمر تقریباً ۶۹ سال تھی۔ بھائی کی وصیہات ہیں، بن کی عمر تقریباً ۶۲، ۶۰ سال ہے، کیا میری بھانجی عدت کے دوران میں سے یا دیگر رشتہ داروں کے سامنے آجاسکتی ہیں؟ ان سب سے دوران عدت نئے کپڑے پہننا کیسا ہے؟ نیز یہ کہا جاتا ہے کہ جس ان عدت \bar{a} ہوئی تو معتدہ (عدت وان) صرف اپنے بھائی کے عوائے ہوئے کپڑے پہنے گی، کسی اور کے عوائے نہ پہنے گی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا معتدہ سر، تیل اور خوشبو کا استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟ اے مرتبی مفصل جواب سے نوازیں۔

مسائل سر فراز علی

الجواب

عدت میں عورت محرم کے سامنے آسکتی ہے غیر محرم کے سامنے نہیں۔ وہ کیسے دوران عدت نئے کپڑے پہننا، زیب و زینت اور استحباب کرنا، سر، تیل، عطر اور دیگر خوشبو جات استعمال کرنا ممنوع ہیں۔ حذر کی وجہ سے بغیر خوشبو کا تیل اور سفید سر۔ استعمال کر سکتی ہے۔ دوران عدت یا بعد عدت یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے عوائے ہوئے کپڑے پہنے۔

معتدہ کا سر، تیل لگانے اور غیر محرم سے بات کرنے کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) عدت کے دوران مجبوراً سر میں تیل، سر لگانا، شامنا، عطر یا عیس؟

(۲) عدت کے دوران حالت مجبوری کسی نامحرم سے گفتگو کرنا شرعاً کیسا ہے؟

مسائل محمد اقبال، ڈارگ روڈ، کراچی

الجواب

- (۱) عدت کے زمانے میں عورت سر میں، دن، چہرے ایسا تیل لگا سکتی ہے، جو خوشبودار نہ ہو، اور آنکھ میں آئینہ وغیرہ کی وجہ سے سر نہ لگانے کی شرط یہ ہے کہ اگر سفید سر نہ مل جائے تو وہ لگایا جائے، اگر نہ ملے تو سیاہ۔ عورت کو انکے اور اُمراس سے تکلیف دور نہ ہو تو دن میں بھی لگا سکتی ہے۔ مگر تیل اور سر نہ لگانے میں زیست کا ارادہ نہ کرنے صرف تکلیف دور کرنے کے ارادے سے لگانے۔
- (۲) باعزم سے بات کرنے کے احکام میں عدت اور غیر عدت کا کوئی فرق نہیں۔ بلا ضرورت دونوں حالتوں میں ناجائز ہے۔ اور ضرور جناحوں، نونہ حالتوں میں ناجائز ہے۔

زمانہ عدت کا خرچہ کتنا اور کس پر واجب ہے؟

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کو طلاق کے بعد دوران عدت شوہر کی جانب سے جو خرچ دیا جاتا ہے تو وہ شرعی طریقہ سے کتنا اور کتنے خرچہ تک دیا جائیگا؟

مسائل محمد انور، لد محمد اکبر، نشر بستی، کراچی

الجواب

یعنی کے زمانہ عدت کا خرچہ اور سکونت شوہر پر واجب ہے اس میں شوہر کی استطاعت کا اعتبار ہوگا، وہ اس حیثیت کا ہوگا، اس کے مطلق خرچہ دے گا۔ اگر عیسیٰ حاملہ یا آکرے (دو عورت جو اس عمر کو پہنچ جائے جب عموماً اولاد نہیں ہوتی) نہ ہو تو اس کی عدت تین حیض اور حاملہ ہو تو وضع حمل اور آکرے ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

زمانہ مدت کا خرچ اور مکان کس کے ذمہ ہے؟

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میں نے اپنی بیوی کو چاہے مانے کو کہا مگر اس نے چاہے خود چاہے مانے سے لڑی تو کہا کہ تم بناؤ! اس پر مجھے جھٹھلاہٹ ہو گئی۔ ایک تھپڑ بیوی کو مارا، مگر وہ نے چاہے نہیں مانی۔ تین چار دن تک بیوی کو چاہے مانے کو کتار ہا مگر اس نے چاہے نہیں مانے کی تو رہا ہو گا۔ تیرہ اور میرے راستے جدا ہوں گے۔ تجربے میں نے بیوی کو تین بار چاہے مانے کو کہا مگر اس نے میرا کہنا نہیں مانا۔ میں نے اس کی ضد پر تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ دیا۔ بدولہ کرم قذافی صادر فرمائیں کہ بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں لازمہ گھر میں بیڑے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ اور ایام مدت کی سکونت اور خرچ کس کے ذمہ ہے؟

سائل: آکرام الدین ولد شرف الدین ذوالسبب روزہ راجی

الجواب:

صورت مسئلہ میں زوجہ کو وہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ زمانہ مدت میں بیوی کی خور و خرچہ اور سکونت کی جگہ شوہر پر واجب ہے، مگر پہنچے ساتھ مکان میں نہیں رہ سکتا، علیحدہ رہنا ہو گا۔

عدت والی کیلئے گھر سے نکلنے اور نہ نکلنے کی صورتیں

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

مسئلہ ذیل میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

۱۔ عورت کا دوران عدت کسی قریبی عزیز کی خوشی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ بھجوری کی بنا پر کہیں

ہے۔ تو کیا آنکھوں پر پٹی باندھ کر جائے؟
کیا حدیث میں یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی میت کو ماتحتہ لے سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے اور اسی طرح عورت
اپنے شوہر کی میت کو؟ وضاحت فرمائیے۔
سائل: محمد صدیق مغل، دہلی کالونی، راجپوت

الجواب

شوہر کی موت کے وقت بیوی، جس مکان میں رہ رہی تھی اسی میں اسکو حدت گذارنی واجب ہے۔ اس
مکان سے باہر کسی دوسرے مکان میں حدت کیسے جانا جاتا ہے۔

ہر عورت کو بلا ضرورت گھر سے نکلتا، چا جاز ہے۔ ضرورت کی صورت میں فقہاء نے بیان کی ہیں مثلاً: اس
کا ذریعہ معاش، صرف اس کی کمائی ہو، اگر یہ کہہ دے باوجود نکلتی تو اس کی نہ روایات کو پورا کرنے والا کوئی نہیں،
اس کے کام کو دیکھنے والا کوئی دوسرا آدمی نہیں یا اسکو ضروریات زندگی کی چیزیں بازار سے یا گھر دینے والا کوئی
نہیں۔ تو ان صورتوں میں یہ گھر سے باہر جاسکتی ہے لیکن رات اسی گھر میں بسر کرے گی، جہاں حدت گذار رہی ہے
۔ اس کے علاوہ دوسرے کاموں مثلاً بیمار پرستی، موت یا تادیبی سبب نکلتنے کی فقہاء نے حدت نہیں دی، اس لئے
نہیں نکلتا چاہیے۔ جن صورتوں میں نکلتا جاز ہے، ان میں آنکھوں پر پٹی باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اسے دیکھ سکتا ہے اور نہ بلا حائل اس کے جسم کو ماتحتہ لے سکتا ہے اور شوہر
کے مرنے کے بعد بیوی اسکو دیکھ بھی سکتی ہے اور ماتحتہ بھی لے سکتی ہے۔

غمر حیض میں انقطاع حیض اور عدت

الاستفتاء.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مکہ میں شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس عورت کو صدامی کے سبب حیض نہیں آتا، عالج سے حیض آتا
ہے۔ شادی کے بعد ملان سے ایک دوسرے کو تہہ بھر رہا ہو گیا۔ طلاق کے بعد اسکی عدت کس طرح شمار کی جائے گی
؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

سائل: قادی محمد عبدالرحمن، نیاباد، کراچی

الجواب

ایسی عورت و حلاق ہی کہی جو ابھی سن یاس (وہ عمر جس میں حیض آتا ہے) کو نہیں پہنچی اور پہلے سنو حیض آچکا ہے، مگر طلاق سے بعد حیض نہیں کر رہا ہے، تو اس کی عدت حیض سے ہی ہوگی۔ جب تک حیض نہیں آئے گا، عدت ہوتی رہے گی یا سن یاس کو پہنچ جائے۔ ماہنامہ الدین متوفی ۱۶۱۱ھ نے عا K ی میں لکھا

ولو رأيت ثلاثة دماء ثم انقطع فعندنا بالحیض وان طال الى ان تیأس

(جلد ۱) کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة، صفحہ ۵۲۷،

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

اور اگر اس نے تین حیض دیکھے اور پھر حیض منقطع ہو گیا تو اس کی عدت حیض سے ہی ہوگی اور اگر اختراع خون کی مدت طویل ہو گئی تو پھر اس کی عدت سن یاس تک ہے۔

علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۰ھ نے بحر الرائق میں لکھا

اذا رأيت ثلاثة ايام وانقطع ومضى سنة او أكثر ثم طلعت فعندنا بالحیض

الى ان تطلع الى حد الاياس وهو خمس و خمسون سنة فی المحتار

(جلد ۳) باب العدة، صفحہ ۱۳۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی جب کسی عورت نے تین دن خون دیکھا پھر مرد ہو گیا اور سال یاس سے زیادہ عمر نہ گزر گیا پھر اسے طلاق ہوئی تو اس کی عدت حیض سے ہوگی یہاں تک کہ سن یاس کو پہنچ جائے یعنی اس عمر کو جہاں حیض آتا ہے ہو جاتا ہے اور یہ مذہب مختار میں پچپن سال کی عمر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نو مسلم منکوحہ کی عدت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک غلط فہمی خاتون پاکستان آئیں، جو کہ وہاں شادی شدہ تھیں۔ یہاں اس نے دین اسلام قبول کر لیا اور

عین میں پہنچے۔ لوط و سہیل سے اپنے اسلام مبارک میں آگاہ کیا اور اسے بھی اسلام کی دعوت دی۔ مگر شہر
سے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ اب یہ واپس فلپائن نہیں جانا چاہتی اور یہیں عقد ثانی کا ارادہ رکھتی تھیں۔ لڑوے
شرع سے مدت پوری کی چاہیے یا نہیں؟ اس کیلئے کیا حکم ہے؟

سائل: محمد حش ولد کریم حش رانی

الجواب

صورت مسوئلہ میں جب یہ شادی شدہ غیر مسلم خاتون ترقی و وطن کر کے ہمارے یہاں آگئی اور اس کا
شہر فلپائن میں ہے اور اس خاتون نے اسلام قبول کر لیا ہے اور یہ واپس جانے کا ارادہ بھی نہیں رکھتی اور شادی کر کے
خاتون پر امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک عدت نہیں۔ شیخ الاسلام برحمان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر الفراء خانی متوفی
۵۵۳ھ نے مدایہ میں لکھا

وكذا اذا خرجت المحرّبة اليينا مسلمة فان ترو جفت حار الا ان تكون حاملا

(ابو الحسن: کتاب الطلاق، باب العدة، صفحہ ۴۲۶، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی اور اسی طرح جب کوئی حریہ ہماری طرف مسلمان ہو کر آگئی اگر اس نے نکاح کیا تو (بلا عدت) اس کا
نکاح کرنا جائز ہے مگر یہ کہ حاملہ کیلئے وضع حمل تک جائز نہیں۔

حدایہ کی عبارت پر شہار بدایہ غلامہ امام اکمل الدین محمد بن محمود البہرقی متوفی ۸۶۶ھ نے غنایہ میں

لکھا

مراجعة على نية ان لا تعود الى دار الحرب ابدا

انکے بعد آگے لکھا

قال الامام الترمذی ادا خرج احد الزوجین اليينا مسلما او ذميا او
مستامنا ثم اسلم او صار ذميا والاخر على حربه فقد زالت الزوجية ثم ان كانت
المرأة عی الحارحة فلا عدة عليها وانما قيد المصنف بقوله مسلمة بيانا
لاحسن حالاتها

(جلد ۳) بر حاشیہ فتح القدیر، باب العدة، صفحہ ۱۵۸، مکتبہ رشیدیہ

حاملہ کی عدت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 زید نے اپنی بیوی حندہ کو تین حدایں دیں، جس کے اہل محلہ گواہ ہیں۔ طلاق سے دو، ۱۰ سے دن معلوم ہوا
 کہ حندہ حاملہ ہے۔ آگے کچھ لوگ آتے ہیں کہ ”زید طلاق کے وقت نشے میں تھا“ جبکہ دیر نشے سے انکاری ہے وہ
 اجلاس میں بھی ہوش و حواس کے ساتھ طلاق دینے کا قراری ہے۔ اب حسب ذیل سوالات کا جواب دیجئے
 (۱) کیا مندرجہ بالا طلاق مؤثر ہوگئی یا نہیں؟
 (۲) کیا عدت کی مدت وضع حمل تک ہوگی اور اس مدت میں کیا شوہر مذکور رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

سائل: سید رشاد علی، فیڈرل ملی ایریا، کراچی

الجواب

صورت مسئلہ میں اگر شوہر طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے یا انکار کرنے کی صورت میں گواہوں سے طلاق
 دینے کا ثبوت ہو جائے تو تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور بغیر حلالہ ان کا نکاح دوبارہ نہیں ہو سکتا ہے اور حاملہ کی عدت
 چھ کی پیدائش پر ختم ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

نامردی طلاق کی عدت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 شادی کے بعد شوہر نے نامرد ہونے کی وجہ سے طلاق دے دی، تو کیا عدت ہوگی؟ اور مرد H دینا ہوگا
 ؟ شادی کے بعد میاں بیوی کی طرح کچھ مینے وہ چکے ہیں تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل: یعقوب انصاری، فیڈرل ملی ایریا، کراچی

الجواب

میں نے یہ سن کر حیرانی میں ایسی جگہ پہنچا ہوا ہوں۔ جہاں کوئی مانع و ممانعت نہ ہو۔ اور شوہر آرمہ ہو، جب یہی نیت صحیح ہو جاتی ہے اور خلوت صحیح کے بعد طلاق دینے سے عدت اور پورا مہر بھی ادا کر دیا جاتا ہے۔ لہذا جس سے طلاق دی ہے اس کے بعد تین ماہ واری ختم ہو جانے سے عدت ختم ہو گی۔

معتدہ کا زیباش کرنا اور نکاح میں شرکت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ
(۱) شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اب یہ حدت میں ہے۔ جبکہ اس کی دوسری بیوی نے فی تنہا ہی کسی مرد سے بے ہوشی و غمی ہو کر زانیہ کے والدین دوسری بیوی کے عدت میں ہونے کی وجہ سے فی تنہا شادی نہیں کرنا چاہتے جبکہ لڑکے والے جلدی کر رہے ہیں، کیا اس صورت میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) شوہر کے مرنے کے بعد عورت اپنے سر میں قبل اور گھر میں بھارو لگا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب
حایت فرمائیں۔

مسائل عبد الغفور۔ سند حمی بونہ۔ لیاقت آباد

الجواب

(۱) جو عورت عدت گزار رہی ہے، اس کا نکاح حدت میں ناجائز ہے۔ لیکن بہن کے نکاح میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعد اس کا نکاح کرو دینا ہی نظر شرع میں پسندیدہ ہے۔ اور معتدہ و گھر چلو حد تک سادگی کے ساتھ شادی کے پروگراموں میں شرکت کر سکتی ہے۔ بال و غیرہ یا باہر کی تقریبات میں شریک نہیں ہو سکتی۔
(۲) عورت عدت میں سر میں قبل نہیں لگا سکتی ہے۔ بھارو و تیرہ دے سکتی ہے۔ برتن و حونا اور گھر کے دیگر کام کاج بھی کر سکتی ہے۔

عدت میں سر سے پردہ کرنے کا حکم

الاستفتاء

یافرات میں جسے کوئی ہستیائے شرعیہ میں اس مسئلے سے کہ
عدت گزارنے والی عورت پر دراصل عدت سے پردہ کرنے میں جواب دہیت

ہے۔

سائل عبد الرشید، مسجد، کراچی

الجواب

قبل عدت جن سے پردہ فرض تھا، عدت میں بھی ان سے پردہ فرض ہے۔ اور جن لوگوں سے
عدت سے پہلے پردہ کرنا فرض نہیں تھا ان سے عدت میں بھی پردہ کرنا فرض نہیں۔ سر سے پردہ نہیں ہے لہذا
شہر سے مرنے کے بعد شوہر کے باپ سے پردہ کرنا فرض نہیں ہے۔

عدت میں دیوروں وغیرہ سے پردہ

الاستفتاء

یافرات میں طاعت کرام کے مسئلے کے بارے میں کہ
ایک عورت جبکہ شوہر انتقال کر چکا ہے۔ کیا عدت کے ایام میں دیور یا سوتے تڑنے اسکے پاس آسکتے

ہیں؟

سائل محمد مسعود

الجواب

یہ سب احکام میں عدت اور غیر عدت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ غیر محرم سے پردہ ہمیشہ کرنا ہے۔
دیور، جینہ بھی غیر محرم ہیں، ان سے بھی پردہ کرنا ہے اور دیور کیلئے تو حدیث میں ہے، اس حدیث کو امیر
المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا

الحمد للمو۔

(جلد ۲) کتاب النکاح، باب لا یحلون رجل بامرأة الحج، صفحہ: ۷۶۷،

قدیمی کتب خانہ، کراچی

جی دیور موت ہے۔

یعنی جس طرح آدمی کو موت سے پہنچا ہے ایسے عورت کو، ورنہ اور پہنچا ہے۔

عدت میں نکاح کرنے والی اور اس کو جائز سمجھنے والوں کا حکم

ادستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص فوت ہو گیا، اس سے ورثہ میں فقط ایک بیوی ہے۔ اس عورت نے عدت بھی نہیں لی،
 محو متی رہی اور ایک ماہ، پندرہ دن کے بعد شادی کر لی۔ آیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور اگر ہاں تو اس کے عالموں نے
 کیا فتاویٰ دیے؟ کیا یہ نکاح نہیں ہے اور نکاح پڑھنے والے، بیٹے والے، بیٹھنے والے، سب سے نکاح ٹوٹ گئے اور یہ
 سب دوبارہ نکاح پڑھوائیں۔ کیونکہ انھوں نے قرآن کے حکم کی صراحتاً خلاف ورزی کی ہے۔ تفصیل سے مطلع
 فرمائیں۔

الجواب

مفتی کی بیوی کی عدت چار مہینے، دس دنات۔ قرآن کریم میں ہے

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَذْهَبَ إِبْرَاهِيمَ رِجَالًا وَعَدَّتُمْ بِمِثْلِهِ لَنَنْتَقِمَنَّهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(سورۃ البقرة، آیت ۲۳۳)

یعنی اور جو قوم میں سے مرے اور میری جھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔

(کنز الایمان)

لہذا صورت مسئول میں یہ نکاح نہیں ہوا اور جن لوگوں نے اس نکاح میں، اس نیت کے ساتھ شرکت

کی کہ یہ جائز ہے، ان سب کے نکاح ٹوٹ گئے کیونکہ یہ حکم قرآنی سے روگردانی اور صریحاً مخالف ہے۔

حلالہ کا بیان

حدیث سے حلالہ کا ثبوت

الاستفتاء

ایا فرماتے ہیں علما دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ
 بحر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ جب تک عورت دوسرے شوہر سے
 نکاح نہ کرے، اس کیین حلال نہیں ہو سکتی۔ حضور ﷺ کی حیات پاک کے اندر کیا کوئی حلالہ کا واقعہ پیش آیا یا
 نہیں؟

مسائل محمد جمال خان، اورنگی ٹاؤن، کراچی

الجواب

عہد نبوی میں بھی تین طلاقیں دینے کے واقعات پیش آئے۔ ترمذی شریف میں ہے، اس حدیث کو
 المستدرک میں ابی ہریرہ جیسی ترمذی متوفی ۲۵۷ھ نے جامع ترمذی میں اس حدیث کو نقل کیا

حلالہ کی تعریف

الاستفتاء

یافرماتے ہیں صاحب دین و مقیمان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک شخص نے طلاق کیا مگر اس سے صحبت میں صرف، دخول ہوا، انزال نہیں ہوا۔ تو کیا اس صورت میں
عدہ ہو گیا یا نہیں؟ عورت پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

سائل عبد السلام، لیاقت آباد، راجہ

الجواب

حلالہ کہنے سے دخول شرط ہے۔ انزال ضروری نہیں۔ شیخ الاسلام برحمان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر
القرطابی حنفی ۵۹۳ھ نے ہادیہ میں لکھا

و الشرط الايلاج دون الانزال

(اولئیں، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما نحل به المطلقة،

صفحہ ۴۰۰۰، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی دخول شرط ہے، انزال نہیں۔

لہذا صورت مسئلہ میں اگر دخول ہو گیا تھا، تو یہ حلالہ درست ہے۔ بعد طلاق عورت پر عدت لازم
ہے۔ مطلقہ کی عدت تین ماہ واری ہے۔ جبکہ حاملہ نہ ہو۔ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت چھ مہینہ ہو سہ پر ختم ہوگی۔

حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقیمان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک مرد اور ایک عورت کا نکاح کرنا مقصود ہے، لیکن نکاح حلالہ کی نیت سے کیا جا رہا ہے۔ کیا اس کی

اجازت ہے؟ نیز کیا صرف دخول سے حلالہ ہو جائے گا یا کہ انزال ہونا بھی شرط ہے۔

(۲) سنا ہے کہ نکاح کے وقت اگر یہ بات نہ دی جائے کہ طلاق کا حق عورت کو دیا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں اگر عورت دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں فلاں سے طلاق یعنی ہوں، میں فلاں سے طلاق یعنی ہوں، میں فلاں سے طلاق یعنی ہوں، تو اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمایا۔

سائل محمد نعیم، فیڈرل بی ایریا، کراچی

الجواب

(۱) جو شخص اس نیت سے حلالہ کرے کہ ان دونوں کا گھر آباد ہو جائے تو ایسے شخص کیلئے اس میں اجر ہے۔ حلالہ کیلئے دخول شرط ہے نہ کہ انزال۔ لہذا محفل (حلالہ کرنا) اگر دخول کرنے کے بعد اخراج کرے اور انزال نہ بھی ہو تو حلالہ درست ہو جائے گا۔
(۲) صورت مسئلہ میں جب یہ شخص خود جس چیز کا مالک نہیں تو یہ دوسرے کو اس کا اختیار نہیں دے سکتا۔ ہاں یہ کر سکتا ہے کہ عورت سے کہے کہ میں جس روز تم سے نکاح کروں اسکے ایک روز بعد تمہیں اختیار ہو گا کہ اپنے آپ کو ایک طلاق دے سکتی ہو۔ ایک طلاق کا اختیار دے دینا کافی ہے۔ اس صورت میں جب یہ عورت اپنے آپ کو طلاق دے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

اعلانیہ نکاح حلالہ کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کا نکاح حلالہ کرنا مقصود ہو اور کو شخص یہ ہو کہ یہ کام رشتہ وندوں اور محلہ والوں سے راز میں رکھا جائے تو اس مقصد کیلئے مصلحہ عورت اپنا اور اپنے والد کا نام بدل سکتی ہے؟ کیا نکاح حلالہ صرف زبانی طور پر ہو سکتا ہے؟ یعنی اس کیلئے فارم وغیرہ نہ بھرے جائیں۔

سائل محمد نعیم، فیڈرل بی ایریا، کراچی

الحجاب

نکاح کیسے دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ ان گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو۔ امر لڑکا اور لڑکی۔
گواہوں کے سامنے حجاب و قبول کریں تو نکاح ہو جائے گا۔ مگر حدیث شریف میں نکاح بالا اعلان کرنے کا حکم آیا۔
اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر چھپ کر لڑکے اور لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے نکاح کر لیا اور کسی کو معلوم نہ ہو تو ان کو
ساتھ رہتے دیکھ کر لوگ حسرت لگا میں گئے۔ اس سے بچنے کیسے نکاح بالا اعلان کرنا چاہیے۔ جب لڑکی اور لڑکا خود
حجاب و قبول نہ کریں تو لڑکی سے نکاح حاصل کرنا ہوتی ہے۔ لہذا ایک شخص کو وکیل بنایا جاتا ہے۔ اس کی نکاح
حاصل کرنے کیلئے بھی دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ ان گواہوں کا نکاح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ گواہ اس کے
ہائے حالت ہیں کہ اگر لڑکی نکاح کا انکار کر دے اور یہ کہے کہ یہ نکاح میری مرضی کے بغیر کر دیا گیا ہے تو ان
گواہوں سے نکاح ثابت کی جائے گی۔

نکاح پر چھاننے والے کے ملا دو گواہ تو نے چاہئیں۔ مدت گزرنے کے بعد کسی ایسے شخص سے مطلقہ کا
نکاح کیا جائے جو صحبت کرنے پر قادر ہو اور وہ صحبت بھی کرے۔ اور اس نکاح حلال کا علم ان لوگوں کو ہونا چاہیے
جو اس کے مطلقہ ہونے کو جانتے ہیں ورنہ وہ تحت لگائیں گے کہ تین طلاقوں کے بعد بھی بیوی کو رکھ کے ہوئے ہے۔
نکاح صحیح ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ جس عورت کا نکاح کیا جا رہا ہے، اس کو شوہر پہچانتا ہو۔ لہذا
عورت کا وہ نام یا جائے گا، جس سے وہ پہچان لے اور خفیہ نکاح کرنے کے بارے میں اوپر بتا دیا گیا ہے۔ شرعاً قارم کی
ضرورت نہیں ہے۔

حلالہ کی چند صورتیں

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب! و اہل العلوم امجد یہ! کراچی
السلام علیہ

ایک شرعی مسئلے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے کہ ہمارے معاشرے میں طلاق اور بعد میں حلالہ
کے مسائل عکین صورت اختیار کر چکے ہیں۔ کیونکہ ہمالو قات ایسا بھی ہوتا ہے کہ حلالہ کی مدت کے دوران حمل

آپ جانتے ہیں کہ جب سے پہلا شوہر اس عورت سے نکاح کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ اور صرف حلالہ کی عیت سے شادی کرنے والا امر پیدا ہونے والے بچے کی ذمہ داری سے مجبوری ظاہر کرتا ہے بہر صورت نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عورت اور بچہ احکامات میں پڑ جاتے ہیں۔ جزوی طلاق اس مسئلے کا کامل حل نہیں کیونکہ طلاق ثلاث ہو جانے کی صورت میں دوبارہ شادی کیلئے شرعی احکامات کی جاتی ہیں یعنی حلالہ ضروری ہے۔

اس قسم کا ایک مسئلہ درپیش ہے۔ ایک شریف خاندان ایمانداری سے حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کا تردد مند ہے۔ طریقہ کار اس خاندان کے نزدیک یہ پسند کیا گیا ہے کہ حلالہ کے فرائض انجام دینے والے شخص کو بطور تحفہ کچھ معاوضہ دیا جائے گا وہ شخص کثرت اولاد کی وجہ سے نس بندی کراچکا ہے لیکن دینی کی حلالہ صلاحت رکھتا ہے۔ البتہ حمل قرار نہیں پاتا کیونکہ وہ نس بندی کراچکا ہے۔ لہذا اگلے کرام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(۱) کیا حلالہ کرنے والا شخص حلالہ کا معاوضہ لے سکتا ہے؟

(۲) اگر حلالہ کے کام کیلئے معاوضہ تو نہ مقرر کیا جائے لیکن بطور تحفہ یا بے اس شخص کو کچھ دیا جائے تو

یہ فعل جائز سمجھا جائے گا؟

(۳) اگر حلالہ کے نتیجے میں منجھڑے ہوئے میاں بیوی دوبارہ ازدواجی تعلقات میں منسلک ہو جائیں

اس سے حلالہ کے فرائض انجام دینے والے کو کیا ثواب ملے گا؟

مسائل: خادمہ امین عمر انصاری، ایم اے جناح روڈ، کراچی

الجواب

حدیث میں ہے، اور اس حدیث کو حافظ ابو داؤد سلیمان بن الاشعث متوفی ۲۷۵ھ نے سنن ابو داؤد میں

نقل کیا

ان الثمنیٰ ﷺ قال: لئن المحل والمحلل لہ

(حصہ اول، کتاب النکاح، باب فی التحلیل، صفحہ: ۲۹۰، ۹۱)

مکتبہ حقانیہ، ملتان

یعنی بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا حلالہ کرنے والے پر اور جسکے لئے حلالہ کیا گیا ہے، دونوں پر

حنتی تھی۔

حنتی نے ترویج کے لئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف اس قصد سے نکاح کرے کہ ایک دوسرے
حلاق سے دیکھا گیا صرف پہلے کیلئے حلال کرنا مقصود تھا۔ اسکا یہ فعل اور پشاور شہر جس نے اس شرط کے ساتھ
حلالہ کروایا، دونوں پر لعنت ہے۔ لیکن حلالہ اس صورت میں بھی ہو جاتا ہے۔

شریعت کا نکاح سے مقصد تاحیات نکاح کو باقی رکھنا ہے۔ نکاح اسی لئے ہے کہ نہ چاہیے۔ حلالہ کرنے
کی اجرت لینا حرام ہے۔ اور اگر بطور نذرانہ لینے کا حرف کیا جائے یا ان لوگوں کے ذہنوں میں حلالہ سے پہلے، اس کا
خیال تھا جب بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر شرط نہیں ہے لیکن حلالہ کرنے والے کی نیت یہ ہے کہ پہلے والے کیلئے نیک
حلال ہو جائے گی اور میرے اس فعل سے ان کا گھر تباہی سے بچ جائے گا۔ تو حلالہ کرنے والے کو اس صورت میں
ثواب ملے گا۔ جس نے نسبی کروائی ہے اور وہ دھلی پر قادر ہے، اس سے نکاح ہو تو حلالہ ہو جائے گا۔ حلالہ کیلئے
عورت کا حاملہ ہو جانا شرط نہیں ہے۔

وانہ تعالیٰ اعلم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ۔

زید نے چینی دی کو طلاق دے دی۔ اس نے اپنی سلفہ سے دوبارہ نکاح کیلئے حلالہ کروایا۔ حلالہ کیلئے نکاح
کچھ اس طرح ہوا کہ نکاح کرنے والے نے لڑکی سے یوں کہا ”متم تے نکاح کا معاملہ ۵۰۰ روپے میرے عوض قبول
کیا“ لڑکی نے اقرار کے طور پر قبول سے کہا۔

اس مجلس میں نکاح کرنے والے کے علاوہ ۲ گوی اور بھی تھے، ایک کو نکاح کا علم تھا جبکہ دوسرے کو نہیں
۔ جسے علم نہیں تھا اس نے بھی نکاح والے الفاظ کو سنا تھا۔ نکاح کرنے والے نے اپنی منکوحہ سے بھڑکی کی اور اس
کے بعد اسے تمین طلاق دے دیں۔ کیا یہ نکاح صحیح ہو یا غلط؟ نیز پہلے شہر کیلئے وہ عورت حلال ہو یا نہیں؟ اگر
یہ نکاح غلط ہو اب تو کیا حلالہ کیسے لڑکی کو دوبارہ نکاح کرنا چاہئے گا؟

سائلین محمد جاوید، کھار اور، کراچی

الجواب

صورت مسئلہ میں نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے کہ عورت سے جو لفظ کہے گئے وہ ایجاب کے نہیں اور اس میں شہر کا بھی قیمن نہیں ہے۔ یعنی یہ نہ کہا کہ اس سے نکاح قبول ہے۔ بلکہ قیمن شوہر ایجاب و قبول میں ہو سکتا۔ لہذا جب یہ نکاح فاسد ہوا تو حلالہ بھی نہیں ہوا۔ اور یہ صورت پہلے شوہر کیلئے حلال بھی نہ ہوئی۔ مگر عورت سے دہلی ہالہ ہے۔ اور دہلی ہالہ میں بھی عدت واجب ہو جاتی ہے۔ لہذا اس دہلی کے بعد جب تین جنس مضر جا میں تو پھر کسی شخص سے یہ عورت نکاح صحیح کرے، وہ اس کے ساتھ دہلی کرے۔ اور اس کے بعد خود اس کے حلاق دے دے یا سر جائے تو پھر عدت گزارنے کے بعد یہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

حرمت ابدی والی مطلقہ سے حلالے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

عرض یہ ہے کہ زید اپنی ساس سے شہوت کے ساتھ ملا اور کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ یا زید کا نکاح باقی رہ گیا یا نہیں؟ اور اب غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق بھی دے دی تو کیا اس صورت میں حلالہ کے بعد زید کی مطلقہ اس کیلئے جائز ہوگی یا نہیں؟

سائل محمد عبداللہ، کراچی

الجواب:

یہ بیان خود شوہر کا ہے، ساس کا شہوت کے ساتھ دہلی کو چھونا حرمت مصاہرت کا سبب ہے۔ لہذا اسکی وجہ سے یہ بیوی اپنے شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گئی۔ جب یہ حرام ہو چکی تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہذا ان دونوں کے حلال ہونے کی یا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

حقوق العباد کا بیان

حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد میں کوتاہی

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص ایک بچی، جماعت سے، امت سے، صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے، شرعی لباس بھی پہنتا ہے، چہرے پر داڑھی مبارک بھی ہے، لوگوں کو نیک کام کرنے کی ترغیب اور دعوت و تبلیغ کا کام بھی کرتا ہے۔ اس سال حج کی سعادت حاصل کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ لیکن دوسری طرف اپنے ماں باپ سے بدگامی کرتا ہے، گالیاں دیتا ہے، ایک آدھ مرتبہ والدین پر ہاتھ بھی اٹھا چکا ہے۔ اس کے باپ نے اس کا داخلہ اپنے گھر میں بند کر دیا ہے۔ اپنی والدہ کی خدمت نہیں کرتا، جو کہ اکثر بیمار رہتی ہیں، جبکہ والد اور والدہ دونوں عمر رسیدہ ہیں۔ دوکان کے ملازم سے ہلکے آمیز سلوک کرتا ہے، پچھلے سال ایک معاہدہ کیا، اس کی ادائیگی نہیں کی اس سال بھی ایک تحریری معاہدہ کیا لیکن وقت پر اس معاہدے سے انکار کر دیا تاکہ معاہدے کے مطابق رقم کی ادائیگی نہ کرنی پڑے۔

سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کے دنیاوی عمل (حقوق العباد) کی روشنی میں اس کے شرعی عمل (حقوق اللہ

یہ حیثیت ہے وہ سب تک قابلِ قبول ہیں۔ یہاں فقہاء و محدثین کے حقوق، عِلّامہ کے واجبات اور ائمہ کے عہدہ پر سے میرے جبر و ستم کے حقوق اور ترکِ مَنکات اور اُتار دینے کے حق قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرمائیے۔ آمین و حق ہوگی۔

سائل محمد اسماعیل

نُجواب

ساتھ ساتھ یہ حق کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں عبادات ہیں، ان میں جہاد اور کئی دوسرے اور اللہ کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا معاف فرمائے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا۔ حقوق العباد میں بندوں سے ساتھ ساتھ ممانعت ہوتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ حق اللہ کا ہے، اس کے بعد رشتہ داروں کا، پھر پڑوسیوں اور عام مؤمنین کا اور علی العموم انسانوں کا۔ کالی دینا بد ظنی سے پیش آتا، وعدہ خلافی کرنا اور یہ ایمانی بددیانتی وغیرہ یہ تمام حقوق العباد کو پامال کرنے والی باتیں ہیں۔

حقوق العباد کا معاملہ اتنا سخت ہے کہ ان سے متعلق صحاح ستہ کتب احادیث میں متعدد احادیث اس مضمون کی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”میدانِ حشر میں اللہ جہاد، تعالیٰ اعلان فرمادے گا کہ بدو! اگر میرے حقوق سے معاف نہیں کرو گے تو میں تم سے چاہوں معاف کروں گا جسے چاہوں سزا دوں گا مگر محدودوں کے حقوق سے معاف میں میں چھ نہیں روں گا۔ جس کا حق ہے وہ اگر چاہے تو معاف کرے“ اسی لئے حدیث میں فرمایا، اور اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ نے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری حقوق ۲۵۶ھ نے اپنی صحیح بخاری میں نقل کیا

الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(جلد ۱) ابواب المظالم والتقصاص، باب الظلم ظلمات يوم القيامة،

صفحہ: ۴۴۱، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فرمایا کہ دنیا میں چھوٹا ظلم یعنی کسی کی حق تلفی قیامت کے دن بہت سے ظلموں کا مجموعہ ہوگا۔

اس لئے، دنیا میں مرنے سے پہلے لوگوں کے حقوق اور کرد و بیان سے معاف کرالو۔ حشر میں کوئی معاف کرنے والا نہیں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے، اس حدیث کو حافظ اللہ بیٹ امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل علی عبد اللہ ۷۱ھ نے اپنی مسند میں نقل کیا۔ اس کے علاوہ مسلم کتاب البر اور ترمذی شریف، کتاب القیامت میں بھی یہ

حدیث شریف ۱۰۰۰ سے۔

حضور ﷺ نے صحابہ سے سوال کیا کہ مفسس کون ہے انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو مفسس وہ ہے جس کے پاس روپ پیسہ ہو۔ حضور نے فرمایا ہذا مفسس وہ ہے جس نے، نیاس نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ... کی عبادت کی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی حق تلفی کی تھی یعنی حقوق العباد ادا نہ کئے تھے۔ حدیث حدیث میں یہ تمام حقوق والے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ ہمارے حقوق اسی شخص نے ادا نہیں کئے ہیں۔ اس کا بدلہ ہمیں دینا چاہیے تو اس کی جگہ لے کر دے، وہی جائیں گی اگر اس سے ان کا بدلہ نہ پورا ہو گیا جب بھی یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اور جہنم میں جائے گا اور ان لوگوں کا بدلہ پورا نہ ہوا تو ان کے گناہ ان کی گردن پر مسلط کر دیئے جائیں گے اور یہ جہنم میں جائے گا۔ یہ ہذا مفسس ہے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل، ۳۳۴/۲، واریاء التراث العربی، بیروت)

صاحب مشکوٰۃ، ابی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ، متوفی ۷۴۲ھ نے

حدیث نقل کی

حضرت ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرمایا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کے بارے میں اس کی کثرت نماز اور روزے اور صدقہ کے متعلق تذکرہ کیا جا رہا ہے مگر وہ اپنے بڑے بیویوں کو اپنی زبان سے اذیت پہنچاتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے، پھر اس شخص نے عرض کی کہ حضور فلاں عورت کے بارے میں یہ بیان کی جاتا ہے کہ وہ روزہ، صدقات اور نماز بہت کم ادا کرتی ہے اور بنیر کے کچھ بڑے صدقہ کئے اور وہ اپنے بڑے بیویوں کو اپنی زبان سے ایذا رسانی نہیں کرتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثالث،

صفحہ ۴۲۴، فتیمی کتب خانہ، کراچی)

لہذا سوال میں جس شخص کا تذکرہ ہے، اسے خدا کے مذاپ سے چٹا چاہیے اور جلد از جلد والدین سے معافی مانگ کر آئندہ کیلئے ان کے حقوق کو اگر نکاحاً عہد کرنا چاہیے اور دوسرے جن لوگوں کے حقوق اگر مالی ہیں تو انھیں فوراً ادا کر دے اور اگر وہ غلامی، ایذا رسانی گالی وغیرہ سے متعلق ہیں تو ان اصحاب سے معافی طلب کرنی چاہیے۔

دوسرے کا حق مارنے کی مذمت، اپنا حق لینے کا حکم

الاستقضاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 زید و بحر چھ سال تک شراکتی کاروبار میں برادری سے حصہ دار تھے۔ زید کی بیوی بندوقی ریشہ دانی سے
 تھامہ میداؤ اتو عمر نے چار ٹی کانکر دار اویلیا۔ بحر کا حصہ اکیس ہزار روپے زید نے تسلیم کئے مگر بندوقی نے مداخلت و
 مزاحمت کر کے یہ رقم بس ہزار روپے تک گھٹا دی، جس کی اس قسطیں ایک ایک ہزار روپے مقرر ہوئیں۔
 پہلی قسط ایک ہزار روپے دیکر بقیہ نو ہزار روپے روک لئے۔ زید فوت ہو گیا اور بندوقی نے ترقہ میں کثیر رقم پائی لیکن بحر
 کا حق لو اکر نے کو تیار نہیں۔ مگر بھی بندوقی کا طرف دار بن گیا۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۳، ۲۸۴، سورہ مائدہ کی آیت
 ۸، سورہ نساء کی آیت ۱۳۵، مع تفسیر و تشریح نقل کر کے بھیجیں۔ عمر گواہی کیلئے تیار نہیں۔ بندوقی اور اس کے
 ہمراہی عمر کیلئے حکم شرع کیا ہے؟ ظالم کے مال پر کسی وقت مظلوم کا پیادے تو اپنا حق وصول کرنے کی اجازت ہے یا
 نہیں؟ جبکہ زیادتی سے بچ کر صرف اپنا حق مغلوب حاصل کرنا مقصود اور مطالبہ ہو۔ بینوا و توجروا
 سائل احمد حسن، محسن آباد، کراچی

الجواب

جب اتفاق رائے سے فیصلہ ہو چکا۔ تو جتنی رقم ادا کرنی تھی وہ فوراً ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث میں فرمایا،
 اس حدیث کو رئیس الحدیثین محمد بن اسلمیٰ بخاری علیہ الرحمہ متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی صحیح میں نقل کیا
 مطل العنی ظلم

(جلد ۱) کتاب الاستقراض، باب مطل العنی ظلم، صفحہ ۳۲۳،

قدیمی کتب خانہ، کراچی

یعنی جو دینے کی استطاعت رکھتا ہے پھر بھی لوگوں کا حق دینے میں نال مثل کرے وہ ظالم ہے۔
 اگر واقعی دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو حق والے سے مصلحت لے لے اور اس کو مصلحت دے دینی
 چاہیے۔ لہذا یہ رقم فوری ادا کرنا ضروری ہے۔ اس میں دیر کرنا جائز نہیں اور جو حق تلفی میں اس کا ساتھ دے، وہ بھی

میں شریک ہے۔ قرآن میں ۲ جگہ

وَلَا تَدْرِي لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاحِشِينَ وَالْعَذْوَانِ

(سورة (۵) المائدہ - آیت: ۲)

یعنی مگر اور زیادتی میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کرو۔ (کنز الایمان)

صاحب حق کو اپنا حق لینے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ جس قسم کا حق تھا اسی قسم سے لے لینی روپ
تھے تو روپ لے گا، سوٹا چاندی تھی تو وہی لے گا اور جتنا حق تھا اتنا ہی لے گا، اس میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔
جب موقع مل جائے بلا اجازت اپنا حق حاصل کر سکتا ہے۔

والدین کی خدمت اور بیوی بچوں کی ان سے علیحدگی

الاستفتاء .

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر گھریلو حالات والدین کے ناروا سلوک کی وجہ سے خراب ہوں، تو کیا والدین سے علیحدگی اختیار

کی جاسکتی ہے؟

(۲) علیحدگی کی صورت میں والدین یا دونوں میں سے کوئی ایک اگر یہ کہے کہ "میں نے تمہیں نہیں چھوڑا"

تو کیا میں عذاب کا مستحق ہوں گا؟ جبکہ میں حق پر ہوں۔

(۳) علیحدگی کا شرعی طریقہ کیا ہو گا اور علیحدگی کی صورت میں کیا میں والدین کو علیحدہ خرچ دینے کا پابند

ہوں؟ جبکہ میری آمدنی خود میرے لئے بھی کم ہے۔

(۴) اگر والدین خود ہی علیحدگی کے بہانے تلاش کریں، تو کیا میں اس وجہ سے عذاب کا مستحق ہوں گا؟

(۵) کیا ہمہ ادنیٰ و خوشی علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں اور اس کا شرعی طریقہ کیا ہو گا؟

(۶) علیحدگی کی صورت میں اگر میرے کچھ عزیز بچے سے قطع تعلق کر لیں تو کیا میں گناہ گار ہوں گا

کیونکہ جو شخص رشتوں کو توڑتا ہے وہ گناہ گار ہے۔ جبکہ جوڑ کا قاعدا ہو توڑ کا۔

(۷) کیا میری بیوی میرے علاوہ میرے والدین اور دیگر افراد خانہ کی خدمت کی بھی شرعی پابند ہے؟

(۸) اگر میری بی بی یہ کہے کہ میں تو ان حالات سے بچ آگئی ہوں اور مجھے علیحدہ دھڑلے کر دوسری جگہ رہنا اور میری آمدنی اتنی نہیں کہ بیک وقت والدین اور بی بی کو علیحدہ علیحدہ رکھ سکوں۔ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیا میں اس کی ایسی بات ماننے کا پابند ہوں یا نہیں؟ واضح رہے کہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے جو سروس کرتا ہے اور اس کے علاوہ میرے والد صاحب ہیں۔ ان دونوں کی آمدنی بہت قلیل ہے۔

سائل: ہمدرد

الجواب

حقوق والدین کے متعلق یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اولاد، دن رات والدین کی خدمت کرے، تب بھی ان کے حقوق ادا نہیں کر سکتی۔ قرآن وحدیث میں حقوق والدین کی ادائیگی کی سخت تاکید آئی ہے۔ لہذا اس میں کوتاہی کرنا کسی طور جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کی نظر میں وہ غلم بھی کرتے ہوں، تب بھی ان کے حقوق ادا کرے گا ان کی خدمت کرے گا، ان سے تعلقات قائم رکھے گا، کبھی ترش روئی سے ان سے پیش نہیں آئے گا، ان سب پر عمل کرتے ہوئے ساتھ رہنا ضروری نہیں ہے، علیحدہ رہ سکتا ہے۔

علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بی بی بچوں کیلئے رہائش کا علیحدہ انتظام کرنے یا اسی مکان میں علیحدہ خور و نوش کا انتظام کرے۔ خصوصاً اس صورت میں، جبکہ ساتھ رہنے میں، تعلقات زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ والدین کو چاہیے کہ شادی شدہ لڑکوں کو علیحدہ رہنے کی اجازت دے دیں۔ علیحدہ ہونے کے بعد بھی اگر والدین کو بدنی یا مالی خدمت کی ضرورت ہو، تو یہ کرتا رہے گا۔ اگر اس کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ اپنے بی بی بچوں کا گزارہ ہو سکے اور اگر والدین کی آمدنی ایسے گزارے کے لائق ہے تو ان کی منت سماجت کر کے اپنی

حالت انھیں بتائے گا کہ اس قابل نہیں ہوں کہ میں آپ کی مدد کر سکوں۔ اور انھیں عذر قبول کرنا چاہیے۔ اور اگر والدین کی آمدنی ان کے گزارے کے لائق نہیں ہے تو خود خرچ میں کچھ کی کرے اور ان کی مدد کرے۔

شرعاً بلاوجہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔ علیحدہ ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے تعلقات منقطع کر دینے جائیں۔ مگر حدیث کا حکم یہ ہے، اس حدیث کو امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل متوفی

۲۴۱ھ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے

صل من قطعک

(مسند امام احمد بن حنبل ۱۳۸۲ - احیاء القرب العریبی، بیروت)۔
یعنی تم سے جو رشتہ داری کے تعلقات منقطع کرے، اس سے تعلقات قائم نہ رہیں۔

لہذا یہ اپنی طرف سے کوشش کرے اس کو ثواب ملے گا اور رشتہ وار تعلقات منقطع نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوگا۔ وہ ہی اپنے شوہر کے والدین کو خوش رکھنے کی پابند ہے اور اگر وہ عمر رسیدہ ہیں اور ان کو بدنی خدمت کی ضرورت ہے، کوئی دوسرے یہ خدمت کرنے والا نہیں ہے، تو اس کیلئے یہ باعث معافیت ہے کہ وہ ان کی خدمت کرے ثواب حاصل کرے۔

مطلقہ ماں اور باپ کے حقوق

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
ایک بڑی عمر والے صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ساری جائیداد بیوی کے پاس ہے اور جو ان
بالغہ لڑکوں کا ساتھ ہے۔ ایک ہی مکان میں سب رہتے ہیں۔ بزرگ کمانے کی حالت میں نہیں ہیں۔ اس
لئے لڑکوں کے لئے یہ بتائیں کہ بالغہ لڑکوں کو روٹی کپڑا دینے کی عبادت ہے یا نہیں؟ بیٹھنا، قیام کرنا
سائل حاجی امیر احمد خان ولد محی الدین، منٹھوچر روڈ، کراچی

الجواب

بیوی کو طلاق دینے کے بعد صرف زمانہ عدت کا خرچہ اور رہائش دینا شوہر پر واجب ہے۔ اور شوہر اپنی
زندگی میں ساری جائیداد کا خود مالک ہے۔ بالغ بیویوں کا خرچہ بھی باپ پر واجب نہیں۔ اور مرض الموت سے پہلے جب
بیوی کو طلاق دے دی جائے تو بیوی ترکہ کی بھی حقدار نہیں رہتی ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں لڑکوں اور بیوی مکان
وغیرہ کے مالک نہیں ہیں۔ اولاد پر باپ کا جو حق ہے، وہ انھیں ادا کرنا چاہیے اور باپ کے مال سے اسے نفع اٹھانے سے
روکنا ظلم ہے اور اس ظلم سے انھیں باز رہنا چاہیے۔

والدین کا اولاد کے مال میں تصرف اور ہبہ کی ہوئی چیز کی واپسی کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) والدین کا اپنی اولاد کی ملکیت پر کتنا حق ہے؟ ملکیت خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی؟

(۲) بیٹے کے دو بڑا روپ والد کے پاس بطور لانت رکھے ہوئے تھے۔ دو پیسے والد نے خرچ کر دیے

۔ کیا پاپا اپنے والد سے پیسے وصول کر سکتا ہے؟ اور اگر کر سکتا ہے تو کس طریقے سے؟

(۳) والد نے بیٹے کو پلاٹ کا ایک حصہ ہبہ کر دیا تھا کہ اپنے حصہ پر مکان تعمیر کرے۔ مگر بیٹے نے

سارے پلاٹ پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ دوسرے بیٹے بھی ہیں اور ان کا بھی پلاٹ میں حصہ اور حق ہے۔ اب والد صاحب

ہبہ والے حصے کے علاوہ باقی پلاٹ گزوا کر واپس چاہتے ہیں تو انھیں شے عاکیا کرنا چاہیے، جس سے باقی حصہ مل جائے تاکہ

باقی حصوں میں تقسیم کر سکیں۔ بچہ والد صاحب نے جو حصہ ہبہ کیا تھا، اسے بھی واپس لینا چاہتے ہیں۔ برائے کرم

مختصر اور جامع جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد سلیمان جبکائی بلوچ

الجواب

(۱) باپ کے اپنی اولاد پر بہت سے حقوق ہیں۔ مگر باپ کو اولاد کے مال میں تصرف کرنے کا حق صرف

اس صورت میں ہوتا ہے کہ باپ کے پاس کھانے وغیرہ کیلئے پیسے نہ ہوں تو بیٹے کے مال سے ضرورت کے مطابق

خرچ کر سکتا ہے اور اگر باپ اتنا محتاج نہ ہو تو بیٹے کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۲) باپ کے پاس اگر بیٹے نے لانت رکھی تھی تو باپ پر واجب ہے کہ وہ اس کی لانت لوٹا دے اگر خرچ

کر چکا ہے تو ضمان دے۔

(۳) باپ نے پلاٹ کا جتنا حصہ بیٹے کو دیا تھا صرف اتنے حصہ پر اسے مکان بنانے کا حق تھا، باقی پلاٹ پر

مکان مانے کا حق نہ تھا، اس لیے باپ کی اجازت کے بغیر اور بغیر علم کے باقی پلاٹ پر مکان بنایا تھا تو اسے پلاٹ کا وہ حصہ خالی رہنا ہو گا، جس کی اسے اجازت نہ تھی اور اس پلاٹ پر باپ جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ جسے جسے کی اجازت دی تھی، وہ واپس نہیں لے سکتا۔

ولدیت کو بدلنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے عزیز نے چند وجوہات کی بناء پر اپنا نام مع ولدیت اپنے والد صاحب کی زندگی میں تبدیل کیا ہے۔ چونکہ ان کے والد صاحب فالج زدہ تھے اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے فالج کی وجہ سے بات چیت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا نام کی تبدیلی کے بارے میں ان کی اجازت لینا ناممکن تھا۔ کچھ عرصہ قبل ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب چونکہ لڑکے کے تمام کاندھات وغیرہ نئے نام سے ہیں اور لڑکا اپنے نئے نام سے پچھانا اور پکارا جاتا ہے۔ براہ کرم اس بارے میں فتویٰ سے نوازیں۔ آمین نوازش ہو گی۔

سائل احسان اللہ

الجواب

اپنے باپ کا نام بدل کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت حرام ہے۔ بخاری و مسلم وغیرہ محدث کی کتابوں میں ایسا کرنے والے کیلئے سخت وعید کی روایتیں آئی ہیں اور یہ باپ کی حق تلفی ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے اور باپ کیلئے دعائے مغفرت کی جائے اور صدقات وغیرہ دیئے جائیں تاکہ باپ کی جو حق تلفی کی ہے، اس کا کفارہ بھی ادا ہو سکے۔

ترہیت اولاد اور والدین کی ذمہ داری

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ۔

ماں باپ نے اپنے بڑے ترسے کی شادی کر لی، شادی کے بعد طلم ہوا کہ بہو جی تعلیم سے نا آشنا ہے، بہن نہیں آتی اور قرآن پاک بھول اس کے ۳-۴ پارے پڑھے لیکن وہ سب بھول گئی۔ اب کیا سرکاریوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بہو کو تعلیم سے سرے سے دیں یا اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیں۔ نیز کیا وہ نوس میاں بی بی کی تربیت بھی والدین کی ذمہ ہے یا ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ ان کو براہ چلنے سے روکنے اور نیکی کے کاموں میں ان کی مدد کرنی چاہیے اور اگر سختی کی ضرورت ہو تو سختی کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟ ماں باپ کے اپنے لڑکے پر کیا اقتدار ہے؟ تفصیل سے آگاہ کریں۔

سائل - خیر و زالدین، صدر و کراچی

الجواب

شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بی بی کو دین کی ضروری باتیں سکھائے، اور قرآن پڑھائے۔ ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنی لوندا کو اچھی باتیں کرنے کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ حدیث شریف میں ہے اور اس حدیث کو امام ابو یوسف، محمد بن یحییٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ نے اپنی جامع ترمذی میں نقل کیا ہے کہ تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے سمجھا کر روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جائے اور یہ ایمان کا کمزور مرتبہ ہے۔

(حصہ دوم، ابواب الفتن، باب ما جاء فی تغیر المنکر بالبدیع،

صفحہ: ۴۰، فاروقی کتب خانہ، ملتان)

ماں باپ اپنی اولاد کو ہر طرح سے سمجھا کر برائی سے روکیں اور اچھا چال کا حکم دیں۔ اس میں چھوٹے بڑے کی کوئی قید نہیں ہے۔

مرحوم پر بے عمل اہل و عیال کا وبال

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ :

مرحوم کی بیوی اور اولاد، نماز، روزہ اور حلاوت وغیرہ کی پابندی نہ کرتے ہوں بلکہ بالکل ہی نہ کرتے ہوں
تو کیا ان کی اس بے عملی کی وجہ سے مرحوم کو کچھ اثر پڑتا ہے؟

الجواب

مرحوم اگر اپنی زندگی میں اپنی بیوی اور اولاد کو نماز، روزہ اور حلاوت وغیرہ کے بارے میں نصیحت کرتا رہتا
تھا، اس کے باوجود انھوں نے پابندی نہیں کی، تو ایسی صورت میں اس سے مؤاخذہ (باز پرس) نہیں ہوگا۔

تاویب کیلئے دوسرے کی اولاد کو مارنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
زید اور بجز آپس میں بہت گھرے دوست ہیں اور اسی دوستی کے خاطر میں وہ ایک دوسرے کے چلوں کی
اخلاقیات پر بھی نگاہ رکھتے ہیں۔ اور اگر اپنے یا دوسرے کے چلوں میں کوئی اخلاقی خرابی دیکھتے ہیں تو تاویباً (لوب
سکھانے کیلئے) دوسرے کے بچے کو مار سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر زید و بجز میں دوستی یا رشتہ داری کے ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے کے چلوں کو غلطیوں پر تنبیہ
کرتے رہتے ہیں۔ تو اب سکھانے کیلئے جس طرح تنبیہ کر سکتے ہیں اسی طرح معمولی طور پر مار بھی سکتے ہیں۔ یہ
صرف تاویب کیلئے ہی کر سکتے ہیں تکلیف دینے کیلئے تو اب بھی نہیں مار سکتا۔ اگر دونوں میں ایسے تعلقات نہیں
ہیں، تو دونوں ایک دوسرے کی اولاد کو نہیں مار سکتے۔

بہن کو بہن تسلیم نہ کرنے کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

رہے گا نکاح ہو گیا۔ یہ نے در ثناء میں ایک بیعتی اور دیکھتے چھوڑے۔ محرم کے چوں میں سے ایک سے نکاح نہ کرتے ہیں۔ سچ کرتے وقت حکم مال کے پورے اسلاف کے سامنے یہ کہا کہ ”میرے صرف وہ بھائی ہیں۔ بہن کوئی نہیں ہے۔“ جبکہ انکی ایک بہن نے، جس کا نام شیخ نور دین خاں محمد ہے۔ تمام کتابوں والے اس بات کی کوالت دیتے ہیں۔ ”بھائی نے اپنی بہن کو باپ کی بیعتی تسلیم نہیں کیا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ”یہ میرے باپ کی بیعتی ہے۔“ اس سے ثابت ہوا۔ بھائی نے اپنی بہن کو باپ کی بیعتی تسلیم نہ کر کے اپنی ماں پر زیادہ اصرار کیا۔

اب اسلامی رو سے ایسے شخص کیسے کیا حکم ہے ”جبکہ بہن جاہلادی خواہش نہیں رکھتی ہے۔ اس کے وجود بھائی نے اصرار کیا ہے۔ اب اگر بھائی بہن سے معافی مانگے اور بہن معاف نہ کرے تو ایسی صورت میں وہ یا کرے ”قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں تاکہ بہن کو جائداد سے محروم نہ کیا جائے۔“ فوازش ہوگی۔

سائل محمد جاوید احمد خان، عزیز آباد، کراچی

الحواب

صورت مسئلہ میں شخص مذکور کا یہ کہنا کہ ہماری کوئی بہن نہیں ہے، یہ صراحتاً زیادہ اصرار نہیں ہے۔ البتہ یہ شخص اپنے اس قول کے باعث تقریر کا مستحق ہے۔ اس کے خلاف تادمی کاروائی کی جاسکتی ہے۔ یہ شخص اگر بہن سے معافی کا خواہش کرے تو بہن کو چاہئے کہ اسے معاف کر دے۔ ”اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“ بہن کے معاف کر دینے سے وہ ترکہ سے محروم نہیں کی جائیگی۔ حدیث شریف میں ہے، اس حدیث کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید البیہقی ابن ماجہ متنی ۳۷۷۳ھ نے سنن ابن ماجہ میں نقل کیا ہے

من هروص من ميرااث وارثه قطع اللہ میراثه من النعمۃ يوم القیمة

(ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ، صفحہ: ۱۹۴،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جس نے وارث کو اس کی میراث سے محروم کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جنت سے محروم فرمائے

یتیم کی سرپرستی کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ سیف الرحمن صاحب کا انتقال ہو اور ان کا ایک لڑکا فیروز خان ہے۔ تو سیف الرحمن صاحب کی جو جائیداد اس لڑکے کو ملی ہے، اس کا سرپرست کون ہے؟ اس کا نفعیال یا ودھیال؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: محمد جلال الدین خان

الجواب:

صورت مسئلہ میں اس بچے کے دو خیال میں سے مثلاً تاپا چچا وغیرہ میں سے کسی ایسے شخص کی نگرانی میں اسکی جائیداد وغیرہ دی جائے جو امین و دیانتدار اور قابل اعتماد ہو۔ یہ حکم بالغ بچے کیلئے ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اس کا مال اور جائیداد اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

دوسروں کے متعلق غلط گمان رکھنا

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جن لوگوں کے بارے میں شک ہو کہ یہ حرام کھاتے ہیں یا کاروبار میں جھوٹ بولتے ہیں تو ان کے گھر کھانا، کھانا کیسا ہے؟ ایسے لوگ عرس و دیگر تقریبات بھی کرواتے ہیں، تو ان میں شریک ہونا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟

سائل: عبدالجبار احمد نقشبندی، مارشن روڈ، کراچی

الجواب

مشرعین غالب ہو کر دعوتِ رسالت کے مخالفین کی کئی حرام طریقہ سے حاصل کی گئی ہے، تو اس کے یہاں دعوتِ گمراہی جائز نہیں۔ اور کسی مسلمان کی طرف بدگمانی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ لہذا بلا دلیل کسی مسلمان پر شک نہیں کرنا چاہیے۔

موجودہ دور میں غلام اور باندی بنانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا لونڈی اور غلام خرید کر رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے بھی غلام اور لونڈیاں تھیں۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام اور ان کے بعد بھی کافی واقعات میں ہم نے پڑھے کہ کافی عرصہ تک لوگ غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت کرتے تھے اور ان کی خرید و فروخت پر کوئی ممانعت نہ تھی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کے معاشرے میں جب ہر شخص قانونی طور سے آزاد ہے، اس کو کس طرح پابند کیا جاسکتا ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کی معیشت میں بھی لونڈیوں اور غلاموں کی تجارت ہوتی ہے۔

افریقہ، مشرقی ایشیا اور جنوبی امریکہ میں تو خاص طور پر ان کی تجارت ہوتی ہے۔ اور میں خود بھی جنوبی امریکہ میں رہتا ہوں تو کیا ان تمام حقائق کی موجودگی میں ہم اپنی خدمت کیلئے غلام رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ کام کرنا چاہیں تو کیا شریعت ہمیں اس کی اجازت دیتی ہے؟

سائل عبد اللہ، جنوبی امریکہ

الجواب:

جب خلافت کا نظام تھا اور جہاد ہوتا تھا، مسلمانوں کا لشکر جب فتح پاتا تھا تو، کفار کی فوج میں سے جو مرد

تھو نہ ختم ہو گیا، اور جہاد بھی نہیں ہو سکتا، اب غلام اور باندی ماننے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اب بھی لوگ ایمر
مکے سے دوسرے ملک حور تول اور بچوں کو بچھڑ کرے جاتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں جا کر باندی بنا کر بیچتے ہیں، یہ
شریعہ و فروقت سب حرام ہے۔

جہاد کی تعریف نیز کفار سے ہاتھ آنے والے مال کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
موجودہ دور میں اگر کسی مسلم ملک کی غیر مسلموں سے لڑائی ہو۔ اور کافروں کی وہ عورتیں جو محاذ جنگ پر
اپنی فوج کی مدد کرتے آئیں، مسلمان فوج انہیں گرفتار کر لیں اور مسلمان بادشاہ ان گرفتار شدہ مردوں اور عورتوں کو
مال غنیمت کے طور پر حیثیت غلام اور باندی کے فوجیوں میں تقسیم کر دے تو کیا یہ جائز ہو گا یا نہیں؟

الجواب

غنیمت اور اس میں حاصل شدہ اموال اور قید کئے ہوئے مرد اور عورتوں کو غلام بنانا جہاد میں ہوتا ہے۔
جہاد کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ حلیفہ المسلمین کی خلافت میں اسکے حکم سے ہوتا ہے۔ آج کل دنیا میں کوئی حلیفہ نہیں
ہے۔ موجودہ حکومتیں حلیفہ المسلمین کی حکومتیں نہیں ہیں۔ اور ساری دنیا میں صرف ایک حلیفہ المسلمین ہو سکتا ہے
۔ جو اس وقت حلی طور پر ناممکن ہے۔ مسلمانوں کی تباہی کا ایک بڑا سبب انکی تفریق اور ملکوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا
اور غلام خلافت کا ختم ہو جانا بھی ہے۔

جہاد کی دوسری شرط یہ بھی ہے کہ احلئے کلمۃ الحق مقصود ہو، جتنے علاقے فتح کئے جائیں وہاں اسلام
پھیلائے مقصود ہو۔ جہاد سے پہلے اس علاقے کے کفار پر اسلام پیش کیا جائے اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو وہ ملک حدود
اسلام میں شامل اور حلیفہ المسلمین کی خلافت میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان سے

ج۔ یہ (جنتی نقیص) کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ جزئیہ دینا قبول کر لیں تو ان کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے گا اور دھرم کی شرائط پر بھی ان سے عمل کرایا جائے گا، اور اگر وہ جزئیہ قبول نہ کریں تو پھر جنگ کی جائے گی اور جنگ میں حاصل شدہ مال، غنیمت کے طور پر تقسیم اور قیدی مردوں اور عورتوں کو غلام اور باندی بنا کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ آجکل جنگ میں جہاد نہیں ہوتا ہے لہذا کفار کے قیدی غلام اور باندی بھی نہیں بنائے جائیں گے۔

ذات و قبیلے

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و معیاران شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ذاتوں سے خاندانوں کی پہچان ہوتی ہے، جیسے کوئی شیخ، سید، قریشی، مغل اور کوئی غوری ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ شیخ کون ہے اور کہاں سے آئے اور ان کا سلسلہ کیا ہے؟ میں نے کئی لوگوں سے معلوم کیا لیکن کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ برائے مہربانی صحیح جواب سے نوازیں۔

سائل: محمد ابراہیم کوثر

الجواب:

قرآن کریم میں فرمایا

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

(سورۃ الحجرات (۴۹) الحجرات، آیت: ۱۳)

یعنی اور ہم نے تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ آپس میں پہچان رکھو۔ (کنز الایمان)

ان شاخوں اور قبیلوں میں سے بعض کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل، بنی اسرائیل، بنی ہاشم وغیرہ۔ ہمارے یہاں جتنی برادری معروف ہیں، ان میں سید کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث میں فرمایا: اس حدیث کو رئیس اللہ مین محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی صحیح بخاری میں نقل کیا:

ابن ابی ہذا سید

(جلد ۱) کتاب الصلح . باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ابی ہذا سید
صفحہ: ۲۷۳، فدیسی کتب خانہ، کراچی

یعنی میرا یہ پیادہ ہے۔

اس لئے ان کی اولاد کو "سید" کہا جاتا ہے۔ دوسری برادریاں کیسے بن گئیں اور ان کے یہ نام کس نے رکھے ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

غیر مسلم کو دعوت دینا اور اسکی دعوت قبول کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں ہسپتال میں ڈاکٹر ہوں اور ذیولٹی کے دوران غیر مسلم ڈاکٹرز کے ساتھ کام کرنا ہوتا ہے۔ ہم لوگ
یعنی مسلم اور غیر مسلم ساتھ ملکر ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں اور دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ غیر
مسلم کے ساتھ تعلقات قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل ڈاکٹر عنایت اللہ، پی آئی بی حاضہ سبک سوسائٹی، کراچی

الجواب :

غیر مسلموں کے ساتھ دوستی اور محبت کے تعلقات قائم کرنا ناجائز ہیں۔ ہوٹل میں اگر اچھا پنا کھانا ایک
مہبل پر ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں، اس سے محبت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ خود دعوت کرنا یا غیر مسلم کی دعوت قبول کرنا
جائز نہیں ہے۔

مندان۔ مرد نیاس اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (۱) ایمان

والدین اللہ تعالیٰ اور اس سے رسول ﷺ کی پابندی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔
بہن آدھ خدمت کے محتاج ہیں تو ان کی خدمت کی جائے گی اگرچہ وہ کافر بھی ہوں۔ لہذا اگر والدین نماز نہیں
پڑھتے ہیں تو انہیں سمجھانے پھر بھی عمل نہ کریں تو ان سے تعلقات منقطع کر لیں لیکن اسکے باوجود اگر وہ حاجت
مند ہوں تو ان پر اپنا روپیہ خرچ کرنا ہے۔

حاملہ کو طلاق اور نو مولود کی پرورش کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میری ساس وغیرہ اپنی میٹھی کیلئے طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں جبکہ اس وقت میری بیوی امید سے ہے۔
معلوم کرتا ہے کہ حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ نیز جو بچہ پیدا ہو گا اس کی پرورش کی ذمہ داری کس پر ہے؟

الجواب

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ اور اسکی عدت چھ کی پیدائش پر ختم ہوتی ہے۔ چھ کی پرورش کا حق اس کی
والدہ کو ہے۔ لڑکا سات برس کی عمر تک اور لڑکی نو برس کی عمر تک اپنی والدہ کی پرورش میں رہیں گے۔ اس مدت
تک جو بچہ چھ کی پرورش کا خرچہ ان کے والد کو دینا ہو گا۔ شیخ الاسلام برحان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر الفرمانی متوفی
۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالأم احق بالولد
اسکے بعد فرمایا۔

والنقطة على الاب

(اولین، کتاب الطلاق، باب حضانة الولد، صفحہ: ۴۳۳)

مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی جب میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جائے تو بچے کی پرورش قسماً قسماً ہوتی ہے اور نہ کورد و عمر تک پرورش کا پورا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔
ورنہ مختار میں سے

احق بہ ای بالعلام حتی یسعی عن النساء و قدر بسمع وہ یفتی
یعنی لڑکا اس وقت تک ماں کی پرورش میں رہے گا جب تک وہ (اپنی ضروریات پوری کر دینے کیلئے)
عورتوں کا محتاج ہے اور اس کی مقدار سات سال ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔
اسکے بعد فرمایا

احق بها ای بالصعيرة حتى تحبص و قدر بسمع وہ یفتی
(بر حاشیہ شامی، جلد (۲) باب الحضنة، مطلب لو كانت الاحوة الخ،
صنحه، ۲۹۵، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
نورحی اس وقت تک ماں کی پرورش میں رہے گی جب تک اسے حیض نہ آجائے اور اس کی مقدار نو سال
ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔

طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کا بالترتیب حقدار کون؟

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

الجواب

طلاق کے بعد بچوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ لڑکاسات سال کی عمر تک اور لڑکی نو سال کی عمر تک ماں
کے پاس رہے گی۔ اس عمر تک کا خرچ باپ کو دینا ہوگا۔ بیوی کو صرف زمانہ عدت کا خرچ دینا ہوگا۔ اگر یہ بیوی کسی

یہ شخص سے تادی کرنے کی جھجھک کا محرم نہ ہو تو اس کا حق پرورش ختم ہو جائے۔ مگر اس کے بعد بھی پرورش کا حق مافی کو ہو گا۔

بد عقیدہ باپ کی طرف اولاد لوٹانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 میرا نکاح پانچ سال پہلے ہوا، جس سے نکاح ہو لوہ — جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ والدین نے ویدار
 سمجھ کر یہ نکاح کر دیا تھا۔ لیکن موصوف کی وہ سب ظاہری وینداری تھی باطن میں معاشرتی آداب و طریقہ سے ایک
 دم ہوا وقف۔ ہم دونوں میں کشیدگی ہو گئی۔ آخر کار قوت طلاق تک پہنچی۔ اس دوران تین بچے بھی پیدا ہوئے۔ ان
 چوسا کی پرورش میں کرنا چاہتی ہوں۔ مریانی کر کے حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

سائلہ سارہ منت محمد ذکریا مین، کراچی

الجواب

طلاق سے بعد لڑکا سات اور لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہیں گے۔ اور اس عرصہ کا خرچ
 باپ کو دینا ہو گا۔ لیکن اگر باپ کے عقائد گمراہ کن ہیں اور بچوں کو بھی وہ اپنا ہم عقیدہ بنانے کا تو پھر بچے باپ کو نہیں
 دینے جائیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اس کی دوبارہ ختنہ کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

یہ تہ نیکس وقتہ یا تو امید ہوا۔ کیا سنی، وہاں وقتہ، ہاضوری ہے یا نہیں؟

سائل محمد احمد خان، فیصل کالونی، راجی

الحواب

گرچہ پیدائش یا زوالہ جیسے دال میں مذکور ہے تو وقتہ کی حاجت نہیں ہے۔

اولاد کو غیر مسلم ماں کے حوالے کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص نے کینیڈا میں ایک عیسائی لڑکی سے شادی کی تھی، جس سے تین بچے بھی پیدا ہوئے۔ دو لڑکیاں جن کی عمر بالترتیب آٹھ سال اور چھ سال ہے جبکہ لڑکے کی عمر تین سال ہے۔ ان دونوں میاں بیوی میں تقریباً بیڑھ سال سے رخصتہ رہا۔ والدین کی بوجھل ہے۔ بچے تقریباً بیڑھ سال سے اپنے والد اور خاندان کے دورے افراد کے ساتھ ہسپتال میں پرورش پاتے ہیں۔ چوں کہ والدین کو اپنی تحویل میں لے کر کینیڈا لے جا کر رہنے نہ جب اور معاشرے کے مطابق پرورش کرنا چاہتی ہے۔ کینیڈا کے اس معاشرے میں اور عیسائی ماں کے زیر تربیت یہ بات یقینی ہے کہ بچے عیسائی ہو جائیں گے اور دو دین اسلام پر نہیں رہ سکیں گے۔ اس بارے میں حکومت پاکستان نے کیا تدابیر لی ہیں اور انہوں نے قرآن و شریعت کیا حکم ہے؟

سائل محمد اسلم نسیم، ہار تھ کراچی

الحواب

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سُدَّةً ۝

(سورۃ النساء، آیت ۱۴۱)

یعنی اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کو مسلمان کسی سنی اوریت حاصل نہیں ہے۔ اسی نام پر فقہاء کا
مذہب مختار یہ ہے کہ وہ زمین میں سے اگر ایک مسلمان کو توپچ مسلمان سے تاج بولے اور انھیں کافر کی صحبت
میں نہیں لایا جائے گا۔ یہ غم صرف مسلمانوں کے کان کا نہیں ہے بلکہ کافروں کے کالج میں بھی جس کا دین اچھا ہوگا
اسکے تاج رکھے جائیں گے مثلاً کسی عیسائی اور مجوسی یا بت پرست کا کالج ہے تو مجوسی اور بت پرست کے مقابلہ میں
یہودی یا عیسائی کے حوالہ کیا جائے گا۔

الاسلام بعلمہ ولما یفعلہ

یعنی اسلام مالاب ہو تا ہے، مقلوب نہیں لایا جاتا۔

اسی نام پر بچے کو ماں باپ میں سے جس کا دین اچھا ہو سمجھتا ہے اسے تاج سیاحتا ہے۔ بدائع صنائع، مائتسب
اور ار مختار شری وغیرہ کتابوں میں یہ حسبہ ہے۔ لہذا حکومت پاکستان پر از مہم ہے کہ وہ ان مسلمان بچوں کو کافر
ہونے سے بچائے اور ماں کے حوالہ نہ کرے۔ اگر ان بچوں کو ماں کے حوالہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ
مسلمان بچوں کو کافر بنانے میں حکومت شریک ہے۔ یہ بات آمین اور قرار، اور مقاصد وہ لوگ کے خلاف ہے جسے
مطابق حکومت پاکستان اس بات کی پابند ہے کہ قرآن وحدیث کے خلاف کسی قانون پر عمل ورا تہ نہیں کرے گی۔

ہبہ کر کے واپس لینے کا حکم

الاستغناء

نبی فرماتے ہیں ملائین و متکینان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص نے ایک دودھ کے ساتھ نکاح کیا، جو ایک بیہوشی اور بچہ کی ماں تھی۔ اس شخص نے سوتیلی
بیہوشی کی شادی کر دی۔ اور بیوی کو کسی بات پر طلاق دے دی۔ دودھ کے بچے کو مکان اور دوکان نام کر دی تھی اور
کاغذات بھی دے کر دیئے تھے۔ لیکن اب کچھ دنوں سے اس لڑکے سے کہتا ہے کہ "تم حرام کھا رہے ہو، میں ابھی زندہ
ہوں یہ کاغذات جو دے کر دیئے تھے، سب میرا مال خراب تھا، اب ایسا کرو میرا مکان وغیرہ واپس کر دو، میرا جو دل
پاپ کا تھے دوں گا۔" اور دے شرع مطہر اس شخص کا ہبہ واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر بچے کے ہم کا مذاق نہ رہے تو یہ صحیح ہو گیا، اب اسکو واپس نہیں لو جا سکتا۔
 حدیث میں ہے، اس حدیث کو نہیں اللہ میں محمد بن اسماعیل دارقطنی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں نقل کیا
 العائد فی ہبہ کالکلب یعوذ فی فیئہ

احلد اول، کتاب الہبۃ، باب ہبۃ الرجل لآخرانہ، صفحہ ۳۵۲،

فندیسی کتب خانہ، کراچی)

بہتر کرنے کے بعد اسکو واپس طلبہ نہ سوائے اس کے کسی طرف سے جوئے کرنے کے بعد اپنی

تہ پات۔۔



میاں بیوی کے حقوق کا بیان

بیوی کے نفقہ اور سامانِ حیز کی ملکیت کا حکم

رسمتاً۔

یہ مانتے ہیں علماء دین و متیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں۔

یہ نے اپنی زندگی کا کچھ چار سال پہلے بحر سے گزریا تھا، تقریباً پانچ ماہ، ۱۰، ۱۱، ۱۲، بھٹ اپنی من و
چگی سے شوہر سے اجازت سے کراچی ہسپتال میں گئی اور اپنی بہن مسماۃ عظمت کی خدمت اور تیمارداری کی۔ اس کے بعد
بہن و اپنے والدین کے گھر آئی تو شوہر نے اس کو جانے سے انکار کر دیا۔ اور تقریباً پانچ ماہ سے نزہت اپنے
والدین کے ساتھ راقی ہے۔ اب نومبر جدا کی تک پہنچ چکی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ان پانچ ماہ کا نفقہ اس کے شوہر پر
والدین پر یا نہیں نیز لڑکی کو جو سامانِ حیز وغیرہ میں ملا، اس کا مالک کون ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں۔

سائل محمد سلیم، لیاقت آباد، کراچی

محرر

تو اس سے شوم نہ ہوتا ہے کہ اپنے والدین سے بد وقت سے ۱۰۰۰ روپے نہیں ہے، تو یہ کاغذ (رجا شوم) چھپے۔ شوم کی ابتدا سے بھی اس کے والدین سے یہاں چلی گئی اور شوم کے جانے سے وہ نہیں تھی کہ تو اس کا نقد شوم ہی نہیں ہے۔ تو اس کے وقت وہاں چاہت ہے۔ چوتھے روز کا سالانہ اور یہ وہی وہی ہے جاتے ہیں ان سے قیامہ دیتے۔ شوم یا اس کے گھر والے اس سالانہ کے مالک نہیں دیتے۔ نہ وہ جو شوم دیتا ہے وہ اس کے موقع پر ہی کہیں کہیں شکار گزرتی ہے۔ کچھ نہیں دیتا۔ وہ مالک وہ ہے۔

از خود ناراض ہو کر جانے والی بیوی اور مطالبہ خرچ

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں علامہ ابن عثیمین شرع میں اس مسئلہ کے بارے میں کہ
اگر وہی عورت اپنے بھائیوں سے ہے شوم سے بھڑا کر اسے اپنے بچے چلی جائے تو کیا وہ خرچہ
حقہ دہن حق ہے یا نہیں؟

سائل سعید رحمن شاہ

الجواب

اگر واقعی یہ عورت اپنے شوم سے بھڑا کر اس کی اجازت کے بغیر اپنے بچے چلی گئی، جیسا کہ سوال
میں مذکور ہے تو اس صورت میں، شوم سے نقد لینے کی مقدار نہیں اور گناہگار بھی ہے۔ یہاں تک کہ یہ اپنے شوم
سے لہو واپس آجائے۔ امام ماء الدین محمد بن علی بن محمد حصکلی متوفی ۷۸۸ھ نے در مختار میں لکھا

لا نفقة خارجة من بقیة بعد حق وهي الماشقة حنفی دعود

(ابر حاشیہ شامی، حک (۲) کتاب النکاح، ماب فی النفقة، مطلب لانحب علی الاب.

صفحہ ۷۰۲. مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی بغیر اقون شوم گھر سے جانے والی بیوی خرچے کی مقدار نہیں اور دو گناہگار ہے جب تک واپس نہ

آجائے۔

عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر چلی جائے اور زیادتی اسی کی طرف سے ہو تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

سامان جینز کی ملکیت کا حکم

الاستفتاء

کیا نفقات میں ملکہ دین، مٹھیاں، شرع مٹھن اس مسئلے کے بارے میں کہ

میری شادی ۳۱ جولائی ۱۹۸۹ء بروز جمعہ، خیر محمد صدیق سے ہوئی۔ شادی کے فوراً بعد ہمارے درمیان تنازعہ شروع ہو گیا۔ میں نے صلہ صفائی کی بڑی کوشش کی مگر تنازعہ میں کمی ہونے کے بجائے اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ طلاق کی نوبت آگئی۔ لہذا میں نے طلاق دے دی۔ میں سر اور حدت کا خرچہ دینے کو تیار ہوں۔ مگر میری مطلقہ نے جب میرا گھر چھوڑا تو اپنے ساتھ سارا زیور اور سامان جینز لگئی۔ مٹی تھی لیکن اب وہ کہتی ہے کہ میں نے سامان جینز اور زیورات میں سے کچھ نہیں لیا۔ لہذا شرعی طور سے مجھے اس مسئلے کا حل بتائیں۔ میں بہت مومن و متقور ہوں گا۔

سائل محمد جمیل، صادق آباد

الجواب

شاہنہ بیگم، موقع پر لڑکی کو جو زیورات اور سامان، خیر و والدین، عزیز و اقارب اور لڑکے والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ وہ سب لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے۔ اور اس کی مالکہ لڑکی ہی ہوتی ہے۔ طلاق کی صورت میں لڑکے والے یہ دعویٰ کریں کہ لڑکی یہ زیورات وغیرہ لے گئی ہے تو انہیں اپنا ہونی گواہوں سے ثابت کرنا ہو گا۔ وہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اگر گواہی دیں کہ انتہال لڑکی نے لے گئی ہے تو بہت مال گواہی سے ثابت ہو جائے گا، وہ مال لیا جائے گا۔ اور باقی اگر رہتا ہے تو لڑکی کو دے دیا جائے گا۔ اور اگر گواہی سے ثابت نہ ہو تو لڑکی کو قسم کے ساتھ انکار کرنا ہو گا۔ اگر وہ قسم اٹھا کر کہے گی تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وہ قسم سے انکار کرے گی تو اس کا دعویٰ باطل ہو گا۔

رخصتی سے قبل مطلقہ کے مہر اور نفقہ کا حکم

الاستفتاء

یاد فرماتے ہیں علامہ دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں سمجھی تھی کہ مہر و نفقہ جس کا مکان طلاق سے قبل طلاق ہو گیا ہے۔ مہر و نفقہ
میں سے جو حصہ شادی کے وقت سے ہوتا ہے وہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر
میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔
مہر و نفقہ میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔
مہر و نفقہ میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔

سائل محمد اعلیٰ محمد مہر و نفقہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب

حجت (مصلحت اور نفوت کتب) میں ہے کہ مہر و نفقہ کا حکم رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔
مہر و نفقہ میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔
مہر و نفقہ میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔ جس کو مہر میں سے جو حصہ رخصتی کے بعد بھی اس کا ہے۔

عورت کا اپنے سر کے ساتھ اکیلے گھر میں رہنا

الاستفتاء

یاد فرماتے ہیں علامہ دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
سراپنی بیوی سے حسن و تعریف کرتا ہے۔ اس سے نفی ہو نہ پڑے۔ لہذا وہ سر کے ساتھ تنہا رہ
نہ نہیں رہنا پڑتا۔ اس سے متعلق شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

سائل محمد اقبال حاجی آدم، موسیٰ لین، کراچی

الجواب

شہ پرہیزی کا لغت، جب ہے۔ لغت میں رہنے کا۔ مکان بھی ہے۔ اس فی شرط یہ ہے۔ ایسا مکان وہی ہو
 چکا جو خون ہو جنی شہ کے متعلقین، ہمارے رہے ہوں۔ خاص طور پر اس صورت میں جب شوہر سے رشتہ داروں
 سے سے تکلیف ہو یا سکواپتی عزت کا خسر ہو، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ اسی لئے فقہاء نے یہ شرط بھی لگائی ہے
 کہ عورت کو ایسے مکان میں رہے جس سے پردہ کی ضمانت ہو۔ لہذا شوہر کو وہی مکان یہ حق، اگر ضروری ہے
 اور نہ مجبور نہیں کر سکتا کہ دوسرے ساتھ تمام مکان میں رہے۔

یہ تمام تفصیلات علامہ سید محمد امین ابن مامون شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے فتاوی شامی، جلد (۲) کتاب
 مکان، باب النکح، مطلب فی مسکن الزوج، صفحہ ۱۵۷، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ میں دی ہے۔

والدہ کے کہنے پر بیوی کو مارنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علما نے، زین اس مسئلہ میں کہ

زید اور بھری کے والدہ کی شادی ہوئی۔ عراقی بیوی یعنی زید کی بھینہ کو گھر میں نہیں رکھتا مگر زید اپنی بیوی یعنی
 بھری کی بھینہ کو اچھے طریقہ سے رکھتا ہے۔ زید کو اس کی ماں کہہ کر یہ کہہ کر کہ ”تم اپنی بیوی کا خرچہ پانی بند کر دو۔ نیز اسے
 طرح طرح کی تکلیفیں دو اور تنگ کر دیا طلاق دے دو۔“ آیا زید کو ان چیزوں میں اپنی والدہ کا حکم ماننا چاہیے یا نہیں؟ زید
 ا حکم نہیں مانتا ہے تو اس صورت میں اس کی والدہ اس سے ناراض ہوتی ہیں اور بد وعامیہ دیتی ہیں۔ مریانی فرما کر
 اس کا جواب فقہی صورت میں عنایت کریں۔

سائل عبد اللطیف، حیدرآباد

الجواب

مگر بیوی کی طرف سے کوئی زیادتی اور قصور نہیں ہے۔ ماں صرف اپنی بیٹی کا بدلہ لینے کیلئے، جتنے کو
 طلاق دینے کا حق ہے۔ تو والدہ کے اس حکم کی فرمانبرداری جتنے پر واجب نہیں۔ ماں کو سمجھائے کہ قرش روٹی اور
 سخت دہائی سے اقبال کرے۔

بیوی کو ماں کہنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ "تو میری ماں ہے" آیا شخص مذکور کو بیوی کو طلاق ہو گیا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے۔ مقلوب فرمائیں۔ جملے اس طرح ادا کئے گئے "میں سے نکھر چلی جا، تیرا بھائی بیوی دوکان سے نہیں گھلی تو سے زیادہ غصہ آیا اور اس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ تو میری ماں ہے اور کہ دوکان سے چلی جا" یہ سب کس نے تین مرتبہ کہا۔

سائل: ع. س. خان، ملتان

الجواب

یہ شوہر کامیاب ہے، وہاں موجود گولو اور بیوی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ لہذا جو الفاظ سوال میں مذکور ہیں، یہ حقیقتاً جھوٹ ہے۔ ان سے طلاق نہیں ہوتی ہے۔ لہذا دونوں حسب سابق میاں بیوی ہیں۔

ماں کے کہنے پر طلاق دینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ماں اور بیوی میں جھگڑا ہو جائے اور غلطی بھی ماں کی ہو اور ماں اپنے بچے سے لے کر بیوی کو طلاق دے دو اور اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے تو کیا اس صورت میں والدین کی اطاعت کی جائے گی یا نہیں؟ سنا ہے کہ بغیر کسی غلطی کے بیوی کو طلاق نہیں دینی چاہیے، اگر دی تو یہ ظلم ہو گا، اور یہ بھی سنا ہے کہ والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

سائل: عبدالسلام، پاکستان چوک

الجواب

حدیث میں ہے اور اس حدیث کو استاد احمد ثنین ابو یحییٰ محمد بن یحییٰ الترمذی متوفی ۹۷۷ھ نے جامع ترمذی میں نقل کیا

عن ابن عمر قال: كانت نحمل امرأةً نحيلًا وكان ابني يكرهها فامرني ان اطلقها فانيت فذكرت ذلك للنبي ﷺ فقال: يا عبد الله بن عمر طلق امرأتك

(ترمذی شریف، حصہ اول، کتاب الطلاق، باب ما جاء في الرجل يسأله الخ، صفحہ ۱۴۲، فاروقی کتب خانہ، ملتان)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے میں اپنی بیوی سے محبت رکھتا تھا اور میرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اس سے کراست کرتے تھے ماضیوں نے مجھ سے فرمایا کہ "اسے طلاق دے دو" میں نے نہیں دی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

لذا علماء یہ فرماتے ہیں اگر والدین حق پر ہوں تو ان کے کہنے سے طلاق دینا واجب ہے۔ اگر بیوی حق پر ہے، جب بھی مال کی رضامندی کیلئے طلاق دینا جائز ہے۔

معذور شوہر سے، بیوی کا طلاق طلب کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کی شادی تقریباً چار سال پہلے ہوئی تھی، اس کے دو بچے بھی ہیں۔ شوہر کو ایک حادثہ پیش آیا، جس سے اس کی دونوں آنکھیں اور ایک ہاتھ ضائع ہو گیا۔ اس کی بیوی اپنے والدین کے یہاں چلی گئی، اب وہ شوہر کے گھر نہیں آنا چاہتی۔ شوہر کے گھر جانا اس کیلئے لازم ہے یا نہیں اور اگر وہ نہ جائے تو اس پر زبردستی کی جاسکتی ہے یا

میں بعد شہر میں وہاں فقہاء اور غیر حقوق پورے۔ میں ہم پر صلاحت رہتا ہے۔ بینوا و موحرو
سائل محمد اور میں، حیدر آباد، سندھ

الجواب

میں صورت سے نکاح میں لونی فرق نہیں آتا۔ شوہر کی مذکورہ حالت کے باوجود وہی پر شوہر کی اطاعت
داخل ہے۔ اس لیے اس سے کہ شوہر سے گھر رہے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ اگر شوہر کے ممانے کے باوجود وہ
شوہر کے گھر نہیں جاتی تو افرامان نہ ہو گی۔ اس صورت میں وہ فقہ کی مقدار نہیں ہوگی۔
وہی یہ سوچے کہ اگر ان کے ساتھ یہ حادثہ پیش آجاتا تو اس صورت میں وہ شوہر سے لیا تو قلعہ رکھتی۔
لہذا وہ شوہر سے گھر آجائے اور ان کی خدمات انجام دے، صلا الہی حاصل کرے۔

شوہر یا بیوی کے مرنے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھنے اور چھونے کا حکم

الاستغناء

یافات میں علماء دین و معین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
کیا مہاں بیوی کا رشتہ صرف بیاہن تک محدود ہے، مرنے کے بعد بیوی شوہر کی راق کو ماتھ لگا سکتی ہے یا
نہیں یا مرد اپنی مرحومہ بیوی کو مرنے کے بعد دیکھ سکتا ہے اور حد میں شمار کیا جاتا ہے یا نہیں؟ بیوی مرحوم شوہر کو
دیکھ بھی سکتی ہے اور چھو بھی سکتی ہے۔ جلد شوہر ایسا نہیں، سبک کیا کیوں ہے؟ جواب ارشاد فرما میں۔

الجواب

نکاح زندگی بھر کیسے ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد نکاح کے ذیلوی احکام ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر شوہر کا، اس
صورت میں چار مہینے دس دن تک بیوی پر نکاح کا حکم باقی رہتا ہے کہ وہ عدت گزارے گی تو شوہر کے مرنے کی
صورت میں بیوی اس کو دیکھ بھی سکتی ہے اور اسے ماتھ بھی لگا سکتی ہے اور بیوی کے مرنے کی صورت میں شوہر پر
نکاح کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا، یہاں تک کہ وہ بیوی کی عدت کے فوراً بعد بیوی کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔ لہذا بیوی
سے مرنے کی صورت میں شوہر بیوی کو دیکھ تو سکتا ہے مگر بلا حامل جسم پر ماتھ نہیں لگا سکتا۔

(۴) طلاق سے پہلے تین ماہ سے لڑکی میکے میں مقیم تھی، جس کا اسکے شوہر کو بھی علم تھا، لیکن شوہر نے ان نفقہ کا کوئی حصہ تک نہ بھیجا، ایسی صورت میں ان تین ماہ کا خرچہ شوہر پر واجب الادا ہے یا لڑکی کے والدین اس کی کفالت کریں گے۔ اگر کم مسائل بالا کی وضاحت فرما کر ثواب الدین حاصل کریں۔ نوازش ہوگی۔

سائل: شاہ حسام الدین چشتی ٹاٹوی، فیڈرل فی امیریا، نراچی

الجواب

شادی کے وقت دونوں جانب سے جو رات، اپنے سے اور سامان جیز دیا جاتا ہے، وہ سب لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے۔ طلاق کے بعد وہ تمام سامان لڑکی کو دیا جائے گا۔ لڑکی کی سند رکھائی میں جو کچھ دیا جاتا ہے، اس کا مہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ مہر سے نہیں کاٹا جاسکتا اور اگر زید روغیرہ کوئی چیز مہر میں پیشگی، فی جاتی ہے تو مکان کے قارم میں ایک ماہ اس کیلئے مختص ہے، اس میں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ زید رات یا رقمہ میں پیشگی، فی ملکی ہے۔ جب نکاح نامہ میں اس امر کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا تو شوہر کی یہ بات تسلیم نہیں کی جائے گی کہ یہ چیزیں مہر میں دی گئی ہیں۔

(۲) جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا تھا عدت اسی تاریخ سے شروع ہو جاتی ہے عدت کو اطلاع ہو یا نہ ہو۔ اگر اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے تو عدت میں حصوں معاش کیلئے کس سکتی ہے۔ عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے اور شوہر نفقہ دیتا ہے تو پھر وہ دوران عدت کھر سے نہیں ٹکے گی۔

(۳) نفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے اور طلاق کے بعد بھی عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے لیکن اگر عدت گزر جائے اور نفقہ کا مطالبہ نہ کیا ہو تو محمد شہد کا نفقہ نہیں ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کی طرف سے ملنے والے سامان کی ملکیت کا حکم

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ
دلمن کو دو لہما کے والدین کی طرف سے برائے استعمال کچھ زیورات دیئے گئے۔ مگر یہ اختلافات کی بناء پر میاں بیوی میں نبھانہ ہو سکا۔ لڑکے نے لڑکی کو طلاق دے دی۔ اب لڑکی کے والدین مطالبہ کرتے ہیں کہ مذکورہ

یہ رات ہمارے حوالے کر دیئے جائیں جبکہ زیورات کے متعلق کسی قسم کی تحریر لڑکی والوں کی طرف سے موجود ہے اور نہ لڑکے والوں کی طرف سے۔ ہمارے دستور کے مطابق طلاق ہونے کے بعد جو چیز لڑکی کی ملکیت میں ہو وہ لڑکی کو دے دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز لڑکے کی ملکیت میں ہو وہ لڑکے کو دیدی جاتی ہے۔ لہذا اگر ان اور حدیث پاک کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں کہ مذکورہ زیورات کس کی ملکیت تصور سے جاسکتے ہیں۔ لڑکی کی ملکیت یا لڑکے کی ملکیت؟ تاکہ جس کی ملکیت ثابت ہو جائے، اس کے سپرد کر دیئے جائیں۔

سائل حافظ محمد فرخان، کراچی

الجواب

جیز کے معاملے میں فقہاء نے عرف (معاشرے میں جیسا رواج ہے) کو معتبر جانتا ہے۔ درمختار، قاضی خان، بحر الرائق اور فتح القدیر میں اس پر کافی بحث کے بعد یہ لکھا کہ ہمارے عرب و عجم کا عرف یہی ہے کہ جیز اور شادی کے وقت لڑکی کو دونوں جانب سے جو زیورات اور کپڑے وغیرہ دیئے جاتے ہیں، ان کی مالک، لڑکی ہی ہوتی ہے۔ لہذا عرف ہی کا اعتبار ہوگا۔ اور طلاق کے بعد بھی ان تمام زیورات وغیرہ کی مالک لڑکی ہی ہوگی۔

ہندوستان، پاکستان میں ایسا عرف ہے کہ شادی کے وقت لڑکی کو مالک، یا کر زیورات وغیرہ دے دیے جاتے ہیں نہ کہ ماریٹ (واپس لی جانے والی چیز) طلاق کے بعد اگر کسی برادری میں یہ عرف ہو کہ لڑکے والے اپنے زیورات واپس لے لیتے ہیں تو اس عرف کا اعتبار نہ ہوگا۔ لڑکی جس چیز کی مالک ہو چکی ہے، اس میں برادری والے اگر یہ فیصلہ کریں کہ طلاق کے بعد اس سے اسکی ملکیت سلب کر لی جائیگی تو یہ رواج شریعت کے خلاف ہے۔ ہاں اگر کسی برادری میں یہ رواج ہو کہ دیتے وقت مالک، یا کر نہ دیتے ہوں، عاریت کے طور پر دیتے ہوں اور برادری والے اس عرف پر شاہد ہوں، تو اس عرف کا اعتبار ہوگا اور لڑکی مالک نہ ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

میکے میں بیوی کے نفقہ (خرچ) کا ذمہ دار کون

الاستفتاء .

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ .

بین شہنی ہندو سے ۱۹ عریض ۱۹۸۳ء کو عقد ہوئی۔ شروع کے دو سال میں ہندو ۳۰۳ مہر پر رہا۔
 پہنچو مدین سے جھڑائی۔ ان عرصہ میں ایک لڑکا تولد ہوا جو ان وقت ساڑھے چھ سال کا ہے۔ ذہن کی عمر
 بچہ چھ سال ہوئی تو زیادہ ہندو میں مصالحت ہو گئی۔ جو صرف چار ماہ تک قائم رہی پھر ہندو روٹھ کر نیکے چلی
 گئی۔ بس وقت چھ سال ہو گیا تھا، اس وقت سے اب تک ہندو پہنچے کے ہمراہ اپنے والدین کے گھر رہتی ہے۔
 منہ رچا ہوا، عادت کے تحت شہر پر اپنی زندگی اور سچے سے مان نفقہ کی اور دیگر خراجات کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے عرصہ کیلئے
 رہتی ہے۔ چونکہ ابھی تک طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہذا طلاق واقع ہونے کی صورت میں شہر چاہی کی چاہے مان، نفقہ
 کی اور دیگر خراجات کی کیا صورت ہوگی؟ بیسوا اور سو حروا

ماہل محمد امین اور اصغر محمد صوفیانہ راجہ

الجبواب

ہاں جب شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے چلی جائے تو نفقہ کی مقدار نہیں ہوتی ہے۔ اور اجازت سے
 پہلے تو عقد رہا ہوتا ہے۔ اور نفقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر مطالبہ سے پہلے خود خریدا یا توقعہ کو مطالبہ نہیں کر سکتی ہے۔
 و حاکم واقع ہو جائے تو بوجہ طلاق عدت بھر یعنی تین ماہ داری نفقہ لی جاتا ہے۔ اور نکاحات سال کی عمر تک
 ماہی پرورش میں رہے گا۔ چاہے تو۔ اور لڑکیاں کسی یہ شخص سے شادی نہ لے جو نہ کا محرم نہ ہو تو اس کا
 حق پرورش ختم ہو جائے گا۔ اور اگر جب تک ماہی پرورش میں رہے گا اس کا نفقہ والد دے گا۔ اور جب والد لے
 گا تو اس پر غرق خود پایہ کرے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کی فطرت

الاستفتاء

ایک فرما میں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
 (۱) ایک بزرگ نے ایک حدیث سنائی جس کا مفہوم تقریباً یہ ہے کہ مرد و عورت کو خواہ کتنا ہی خوش
 رکھے مگر عورت یہی کہتی ہے کہ میں نے تیرے گھر میں دکھ اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں پایا۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟
 سائل سید محمد معین قریشی، کراچی

اس حدیث میں الفاظ کا فرق ہے۔ اصل حدیث یہ ہے کہ ”حضور ﷺ نے عورت کی فطرت یہ بیان فرمائی کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ عمر بھر اچھائی کرتا رہے مگر ایک مرتبہ ایسا موقع آجائے کہ وہ بیوی کو کوئی قرینہ پیش داری نہ ہو سکے تو وہ بیوی فوراً غم بھر کے احسانات کو بھلا کر یہ کہہ دیتی ہے کہ تم نے میرے ساتھ کبھی کوئی اچھائی نہیں کی ہے۔“

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد! نام رکھنے کی نیت اور اسکی برکات

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متقیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی شخص دورانِ حمل یہ نیت کرے کہ اگر لڑکا پیدا ہو گا، تو اس کا نام ”محمد“ رکھوں گا تو انشاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہو گا اور ایک صحابی نے ایسا ہی سات مرتبہ کیا تو ان کے ہاں ساتوں لڑکے پیدا ہوئے۔

(۱) کیا یہ بات صحیح ہے؟

(۲) محمد نام رکھنے سے کیا مراد ہے صرف محمد نام ہو؟

(۳) اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں کس طرح نام رکھے جائیں گے؟

(۴) محمد پرویز اور علی محمد اور علی احمد وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے؟

(۵) اللہ تعالیٰ کو عبد اللہ اور عبد الرحمن نام بہت پسند ہیں۔ لڑکیوں میں کون سے نام پسند ہیں؟ برائے مہربانی مذکورہ بالا مسائل کا جواب پوری تفصیل سے نوازیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں برکت دے۔

سائل محمد عبد اللہ قادری، میرپور خاص

Handwritten text in a cursive script, likely a letter or a page from a manuscript. The text is arranged in several lines, with some words appearing to be in a different script or language, possibly indicating a mix of languages or a specific dialect. The handwriting is somewhat faded and the ink is dark.



تجارت کا بیان

بیع کی تعریف اور بیع در بیع کا حکم

الاستیعناء

کیا وہ حالت میں علماء دین و متعلمین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں
نہ کی تعریف کیا ہے؟ جو چیز بیچ دی جائے، مثلاً زید نے اپنی اراضی کا ایک قطعہ بیچ دیا، جس کا تحریری
ثبوت بھی ہے۔ پھر زید نے وہی قطعہ زمین خالد کو بھی بیچ دیا۔ شریعت کی رو سے زید کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

شریعت میں ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد بیع مکمل ہو جاتی ہے، اور بائع (چھنے والا) اور مشتری (خریدنے
والے) میں سے کسی کو بیع کے اختیار نہیں رہتا۔ صاحب ہدایہ شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر

۵۹۳ھ - ۵۹۴ھ میں لکھا

لیع بعقہ باد یحباب والفقول - - سلطی الماصی

یعنی بیع میں جب ایجاب و قبول دونوں لفظ ماضی - ماضی ہوں تو بیع منقذ ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا

و - حصن الایجاب والفقول لرم البیع ولا حیار لو حد منہما الا من عیب

عہد فرمایا

(آخر میں کہ - البیوع، صفحہ ۱۸۰۲، مکتبہ شریعت علیہ، ملتان)

در جب ایجاب، قبول، جو جاب، تو بیع، ماضی، جاتی ہے ماضی یا ماضی میں سے کسی کو بیع کا اختیار نہیں مگر یہ

- بیع، ماضی، اور بیع، ماضی، ہو۔

اور مسلمان کو تحریر کی کو ضرورت نہیں ہے۔ صرف زبان سے ایجاب، قبول کر لینے سے بیع مکمل

ہو جاتی ہے۔ اور مسلمان کو اپنے کھنے ہوئے عقد کو پورا کرنا لازم ہے۔ قرآن کریم میں ہے

ووفوا بالعقود

(سورۃ - اہل بیت ۱۰)

اور عہد پورا کرو۔

لہذا صورت مسوول میں جب زیر - اپنی، میں کر کے باوجود کسی کے باوجود اسے نہیں بیچ

سکتا ہے۔ اس سے جن لوگوں کے باوجود دوبار بیچنے سے وہ بیچنا ناجائز ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ دوسری بیچ کو صحیح کرے۔

تجارت میں منافع کی حد

الاستیقاء

لیا فاستی بین علماء دین و متقیین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

زیر بحث ہے کہ "منافع آٹے میں نمک کے ذرا لیا جائے جبکہ ہر کتابہ کہ بہشتی زعفران میں کھاسے کہ

منافع و من فیصد لیا جائے" لہذا آپ سے گزارش ہے کہ کس کا قول صحیح ہے؟ اور شریعت میں منافع کی کیا مقدار

مقرر کی گئی ہے؟ جواب سے نوازیں۔

سائل محمد امین، صاحب کیم، کراچی

الحج باب

۱۔ منہ میں جو روہ اور میں بھی جا رہی ہیں، یہ قسم و بونی قلت میں، تو ان میں شریعت سے
 معنی وہ منہ ہے۔ نہیں ہے۔ میں چچی کو چھٹے پہلے جھٹ نہیں ہل سکتا۔ یعنی یہ نہیں لہ سکتا کہ یہ چچی میں سے ہے
 میں خریدی ہے اور منہ میں وہ رہا ہوں دفعہ دوم یہ وہ۔ ادار میں کسی چچی کی تمی بہ جانے کی صورت میں اسے
 چھپا رہی ہے بہت زیادہ قطع پر چھپنا ناجائز ہے۔ اور کسی کو "خفیہ" و اندر رکھتے ہیں۔ جو کہ شریعت میں ناجائز ہے۔

سودا نہ ہونے کی صورت میں بیانہ کی رقم کا حکم

الاستثناء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ۱۔ یہ منہ سے ایک مکان لاکھ روپے میں خرید اور وہ بڑا روپے اس کو بیان کیا۔ اب زید نے عمر سے
 مکان خرید لیا ہے ہمارا، فتویٰ کر دیا ہے لیکن بیانہ کی رقم واپس لینا چاہ رہا ہے۔ اور عمر دینے سے انکار کر رہا ہے۔ لہذا
 مسئلہ نہ ورہ میں عمر و یہ رقم ضبط کر کے کھانا ناجائز ہے یا نہیں؟
 سائل: سید محمد الواصل، محکم دارالعلوم امجدیہ

الحج باب

اگر خریداری قیمت اس سے عاجز ہو جائے تو بیع کو صحیح کر دیا جائے گا۔ اور بیانہ کی رقم واپس کر دی جائے
 گی۔ شریعت کا قاعدہ ہے کہ

المال بالمال

یعنی کسی مالی نقصان نہ جائے تو وہ اس کے بدلے میں مال لے سکتا ہے۔
 یہاں خریدار نے کوئی مالی نقصان نہیں کیا۔ لہذا اس کا مال ضبط کرنا ناجائز ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا
 ۱۰ مَا كُنْتُمْ اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

(سورۃ الرۃ ۲) البقرة، آیت: ۱۸۸

میں میں ایک دوسرے میں باختم نہ تھا۔ (یہاں)
 چنے والے خوشی سے اس میں کوئی رنج نہ رہا۔ یہ شکی یا تھا وہیں سے تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت سی
 باتوں کو معاف کرے گا۔ حدیث میں فرمایا

مَنْ أَحَالَ مَا لَمْ يَأْكُلْهُ عَشَىٰ أَنَّهُ يَوْمَ الْمُنِيمَةِ
 جو کس نے کچھ کھانے کو اپنے گھر سے لے کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بہت سی غلطیوں کو معاف کر دے گا۔

اودھار میں زیادہ قیمت پر بیچنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ایک پارٹی کو کچھ مال بیچنے کا معاہدہ ہوا تھا اور معاہدہ کی شرط مندرجہ ذیل ہیں
 (۱) میں ایک پارٹی کیلئے مال خرید کر اسے تیار کر کے دے رہا ہوں۔ جسے یہ دوا کر دے یہ مال تیار سے فراغت
 میں صورت میں دیا جائے گا کہ اگر وہ اس کی ادائیگی دوا کر کے نہ کر دے۔
 (۲) اگر خریدار ادائیگی ایک ماہ کے اندر دے تو خریدار کو ۲% جملہ ادائیگی قیمت سے جس میں چھت دینی
 جائے گی اگر ادائیگی نقد کر دے تو ۳% جملہ ادائیگی میں خریدار کو بھروسہ دی جائے گی۔
 (۳) اسی طرح اگر خریدار دوا دے گا تو ۳% جملہ ادائیگی نہ کر سکے تو تین ماہ کی ادائیگی کرنے پر
 ۲% خریدار پر جرمانہ اور ادائیگی مہانہ کرنے کی صورت میں ۳% جرمانہ ہوگا۔ کیا یہ خرید و فروخت شریعت کے لحاظ
 سے درست ہے؟
 میں سمجھتی ہوں کہ اگرچہ میرے قبضہ میں نہیں ہوتے کہ میں سمجھتی ہوں کہ معاہدہ
 طے کر لیتا ہوں۔

سائل: آفتاب احمد، کورنگی، کراچی

سحبہ

شریعت سے خرید و فروخت و تمام معاملات میں ایسی شرائط مقرر ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے آپس میں اختلاف اور جھگڑے پیدا نہ ہوں لہذا خرید و فروخت کے تفصیلی مسائل حدیث و فقہ میں بیان کر دیئے۔ ان میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ وہ چیز فروخت نہ کرو جو تمہارے قبضہ میں نہ ہو۔ سوال میں مذکور صورت یہ ہے کہ دو چیز سے جن کو فروخت کیا جاتا ہے دو فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہیں ہیں۔ یہ بیع باطل ہے اور سخت گناہ ہے۔ لہذا اگر پہلے خرید لیں اسے بعد فروخت کریں تو فروخت کرنے والے کو شریعت نے یہ اختیار دیا ہے کہ نقد کی قیمت اور رکھے اور ادھار کی قیمت اور مقرر کرے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ادھار کی مدت متعین کر لی جائے۔ لہذا یہ کر سکتا ہے کہ یہ چیز نقد سو روپے کی ہے اگر ایک مہینے بعد قیمت دو تو ایک سو پانچ روپے کی ہے۔ اگر دو ماہ کے بعد قیمت دو تو ایک سو دس روپے کی ہے۔ غرض یہ کہ جتنی مدت زیادہ ہو، اتنی قیمت زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر سوال میں جو صورت بعد میں لکھی ہے کہ اگر وہ بیٹ کریں تو دو فیصد یا چار فیصد جرمانہ لیا جائے گا یہ ناجائز ہے۔ شریعت میں مال پر جرمانہ جائز ہی نہیں ہے۔ ہاں کوئی شخص کسی کا مال برباد کر دے تو اس مال کی قیمت لی جاسکتی ہے۔ سکے حادہ کسی دوسری غلطی پر مال سے جرمانہ جائز نہیں ہے۔ لہذا اس میں بھی یہ تبدیلی کر دیں کہ جرمانے کا لفظ نہ بلکہ جرمانہ خریدار کو بتائیں کہ اگر تم اس کے بعد ایک ماہ اور لیٹ کر دے تو اس چیز کی قیمت اتنی زیادہ ہوگی اسی طرح ہر مہینے پر اس کی قیمت بڑھا کر متعین کر لیں تو یہ جائز ہے۔

بیع (بچنے والی چیز) کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

الاستغناء

کیا فہمات میں ملانے والے دین و مستحقان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید نے کوہامپورٹ کیا اور ۵ ٹن مال یہاں پورٹ پر آگیا۔ اس نے بکر سے کہا کہ ”تم مال دو کیچہ کو لوور میں اسے

۱۰۰ روپے شن کے حساب سے فروخت کروں گا۔“ چنانچہ بکر نے دیکھ کر سودا طے کر لیا۔ اب بتائیے زید کا اس طرح

سے نہ کرنا کیسا ہے؟ اور بکر کو جو خریدار ہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟ یاد رہے کہ تمام کاغذات زید کے نام کے تھے اور

ہاں ہی رہتے ہوتے۔ یہاں سے بعد ۱۰۰ ہزار روپیہ ملے۔ جسے بخر و مال سے دیا گیا۔ کیا یہ صورت ثلوت میں چاہئے تھی؟

سائل خالد رفیق، ملیر شی، راجی

الجواب

مسی شے منقول تو یعنی جو ایک بند سے ۱۰۰ ہزار روپیہ ملے۔ ہاں جائز ہے۔ خرید و جب تک اس پر قبضہ نہ ہو۔ مسی کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا۔ مدینہ میں بھی ان کی ممانعت ہے۔ امام احمد، حنبل، محمد بن اسماعیل، ترمذی، حنفیہ ۲۵۹ ہجری میں مدینہ نقل کی

وعن ابن عباس قال اما الذي بهي عنه النبي ﷺ فيو الطعام ان يباع حتى لينقض قال ابن عباس ولا احسب كل شي الا مثله عليه
دو چیزیں جن سے نبی کریم ﷺ نے قبضے سے پہلے منع فرمایا تھا۔ مثلاً یا قاتل کھانے کی چیزیں تھیں اور ان میں سے کسی نہ کھانا فرمایا کہ میرے نزدیک سب چیزوں کا حکم یہی ہے۔

اور دوسری حدیث شریف میں فرمایا

قال رسول الله ﷺ من ابتاع طعما فلا يبعه حتى يسئره راء اسما عبل

حسب قبضه

(احمد) (کتاب البسوق، باب مع الطعام قبل ان يقبض، صنفہ ۲۸۱۰، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کھانے کی کوئی چیز خریدی جس سے قبضہ نہ ہو۔ جب تک مکمل حاصل نہ ہو۔ اور اسماعیل کی روایت میں یہ ہے کہ جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

اسی بناء پر ہمارے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ تو لے لے مارنے والی مقولات کی پیروی خریدار قبضہ لینے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا۔ درمختار میں ہے

ولا يصح اتفاقاً بيع منقول قبل قبضة

انکے بعد تحریر فرماتے ہیں

ہفت بیع مقبول قبل قبضہ

۱۔ حاشیہ شامی، جلد (۲) فصل فی البصر فی المبیع والتمن، صفحہ ۱۸۱،
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی اتفاق قبضہ سے پہلے مقدمات کی بیع صحیح نہیں ہے۔ اور اگر قبضہ سے پہلے مقدمات کی بیع کر لی جائے
۱۰۰۰ فاسد ہوتی ہے۔

بیع فاسد کا حکم یہ ہے۔ قبضہ ہونے سے پہلے باع اور مشتری دونوں پر واجب ہے کہ اس بیع کو فسخ کر دیں
اور اگر قبضہ کر لیا جائے تو بھی جب تک وہ صحیح ماقی ہے اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔ طاب عالم الدین صاحبی حنفی
۱۰۸۹ھ نے در مختار شرح ترویج الامہار میں لکھا

و یحب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض او بعده ما دام المبیع
بحالہ فی البصر اعدا للفساد لانه معصیۃ فیحب رفعها

(بر حاشیہ شامی، جلد ۴، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب رد مشتری،
صفحہ ۱۴۰، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک پر قبضہ سے پہلے یا اس کے بعد بیع کا فسخ کرنا واجب ہے جب تک بچنے والی چیز
مشتری کے ہاتھ میں اپنی حالت پر ہو۔ تاکہ فساد نہ پانے ہو اس لئے کہ یہ گناہ ہے۔ اور لازمی جھگڑے کا سد باب لازمی
ہے۔

بر صورت قبضہ سے پہلے مقدمات کو فروخت کرنا بیع فاسد ہے۔ اور بیع فاسد کرنے والا گناہگار ہے۔ اور
بیع فاسد میں قبضہ کرنے کے بعد بھی صحیح اعد ثمن میں خبث رہتا ہے۔ اور اس بیع کو فسخ کرنا واجب ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مکان کی زمین بچنا اور ملبہ نہ بچنے کا حکم

الاستفتاء

لیا فرماتے ہیں علمائے دین و متیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

یہ اپنا گھر بچانا چاہتا ہے، لیکن اس نے اپنے گھر کی صرف زمین محمود کو فروخت کی۔ چار دیواری اور عمارت

ہے کہ ہر مے عوام الناس کے عمل کی وجہ سے اگر ۱۰۰ رپیہ تیار کروانے کو جائز قرار دیا۔
شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی چیز کو خرید کر جب اس پر قبضہ کرے گا جب دوسرے کے ہاتھ فروخت
کر سکتا ہے۔ اور جب تک قبضہ نہ ہو مع نہیں کر سکتا۔ لہذا صورت مسؤل میں جب فلین تیار ہونے کے بعد اس پر
قبضہ کر لے تو اس وقت چنانہ جائز ہے، اس سے پہلے نہیں۔

کھڑی فصل کو بیچنے کا حکم

الاستفتاء .

لما فرمات ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں ۔
ہمارے یہاں کچھ لوگ گندم کی فصل تیار ہونے سے پہلے ہی اپنے دانس رقم ۔ ۔ ۔ میں بیچ دیتے
ہیں۔ آیا یہ سودا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں ؟ چونکہ تنگی کی وجہ سے ضرورت مند حضرات ایسے سودے کرتے
ہیں، جس میں خریدار کو کافی فائدہ ہوتا ہے۔

سائل : ولی محمد قریشی، شاش بازار، شہر دہلی

الجواب

اس طرح پر کسی چیز کا خریدنا اور بیچنا کہ قیمت ادا کرونی جائے اور جس چیز کو خرید رہا ہے، وہ کوئی جائے
اسکو شریعت میں بیع مسلم کہتے ہیں۔ حدیثوں میں اس کا جائز ہونا اور اس کی شرطیں بیان کر دی گئی ہیں۔ وہ شرائط یہ
ہیں کہ قیمت اور مبیع (بیچنے والی چیز) دونوں صاف صاف طور پر بیان کر دیئے جائیں اور جس مجلس میں یہ بیع ہوئی ہے،
اسی مجلس میں قیمت دے دی جائے اور بیچنے والا اس پر قبضہ کر لے اور اگر اسی مجلس میں قبضہ نہیں کیا جائے گا تو یہ بیع
باطل ہو جائے گی۔ جس چیز کو بیچنا ہے، وہ ایسی ہو کہ بیع کے وقت سے دینے کے وقت تک برابہ بازار میں ملتی رہے اور
دینے کا وقت بالکل معین کر دیا جائے اور کم از کم ایک مہینے کی مدت مقرر کی جائے۔ اس میں یہ شرط نہیں لگائی جاسکتی
ہے کہ کاشت کار فلاں اہلیت میں جو گیہوں پیدا ہو گا وہ دے گا اگر ایسی شرط لگائیں گے تو یہ بیع باطل ہو جائے گی۔ ان
شرطوں کے ساتھ جب بیع کی جائے تو بیع جائز ہوتی ہے۔ اور مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو بیع باطل اور
حرام ہوگی۔

۱۔ اس شرط سے پہلے میں عرض کیا تھا کہ بیعت میں ان شرطوں کو خریدار بھی دے گا۔
 ۲۔ اگر کسی شخص نے یہ شرط لگا دی ہے، اس میں بیعت کاغذ پر خریدار اور بیعت کرنے والے
 ۳۔ بیعت کرنے والے کو خود بھی قرض دینا ہے۔

کھیت بنائی پر دینے کا حکم

الاستفتاء

پیارے ہیں! میں عرض کیا تھا کہ بیعت میں اس مسئلے سے پہلے میں کہ
 زمین کے لئے بیعت میں شرط لگانا صحیح ہے یا نہیں۔ فصل کے لئے یہ مجھے ۱۳۴۲ھ کی مکتوبہ چاہت تھی۔ کیا
 یہ صحیح ہے کہ جس شخص کو زمین پر بیعت کی جائے تو فصل میں سے دو حصے تمہارے اور تین
 حصے نہ کے۔ یہ ایک حصہ تمہارا اور تین حصے میرے۔ یا ان شرط پر کھیت دیا۔ اور فصل تمہاری اور اسی فصل
 میری۔ تو یہاں پر بیعت جائز ہے اور نہ تفصیل سے عرب قرآن احادیث کی روشنی میں اس پر مشکوفا گیا۔
 سائل مسیحی احمد

المجواب

بیعت میں زمین پر بیعت کرنے والوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ ایک کا پیداوار
 میں حصہ نہ ہو۔ یعنی ایک لیکھ اس کی مقدار کا تعیین ہو جائے اور نہ یہ۔ مثلاً نصف ترابی یا چوتھائی۔ لیکن اگر یہ
 مقرر ہے کہ اس زمین پر بیعت کرنے والے سے ایک تہ، دو تہ، ایک دہائی یا دو تہ یا اس صورت میں یہ قطعاً جائز
 نہیں ہے۔ اس میں جو شرطی اور قسری صورت ہے کہ فصل تیار ہونے پر دو حصہ یا تین حصے زمین والے کا دیے
 جائیں۔

قسطوں پر بیچنے اور خریدنے کا حکم

الاستفتاء

پیارے ہیں! میں عرض کیا تھا کہ بیعت میں اس مسئلے سے پہلے میں کہ

تھیں۔ سالانہ فیصد ۵۰۰ ہے۔ اس لیے اس کا ایک چھٹی قیمت نقد ۳۳۰۰۰ روپے ہے اور تھیں پر ہمارے
 بچے دیتے ہیں تو اس کی قیمت ۲۱۰,۰۰۰ روپے ہو جاتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نقد رقم سے جو زیادہ روپے دینے پڑتے ہیں
 یہ سود یا فیس اٹا کر بتا ہے کہ آپ تھیں پر فیس کے تو آپ کو اتنے روپے زیادہ دینے پڑیں گے؟
 سائل محمد نعیم قادری

الجواب

مقدمہ نے یہ لکھا ہے کہ نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کرنا جائز ہے۔ اور اس طرح مع کرنا کہ یہ چیز نقد
 کی روپیہ ہے اور ادھار پر نقد روپے کی یہ جائز ہے۔ لہذا صورت اسلوب میں تھیں پر سالانہ لینا جائز ہے اور
 تھیں کی صورت میں جو زیادہ پیسہ دینا جاتا ہے یہ سود نہیں ہے۔ اس میں ناجائز ہونے کی صورت مندرجہ ذیل ہوگی
 ہے کہ اگر مالک سے قیمت متعین کر کے کوئی چیز خریدی گئی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنے روپے مالک کے
 خرید رکے ذمہ واجب ہیں اور خریدار اس چیز کا مالک ہو گیا اب خریدار مالک کو یہ روپیہ نقد نہ دے بلکہ یہ کہے کہ میں
 تھیں میں اس سے زیادہ ادھر دوں گا تو اس صورت میں یہ زیادتی سود ہے اور حرام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

معاهدے سے انحراف کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مشائخ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 میں ایک تعمیراتی کمپنی میں پارٹنر ہوں اور زمین کی خرید و فروخت کے معاہدے کے مندرجہ ذیل مسئلے پر
 آپ سے قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ کا مطالب ہوں۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں گے۔
 مسئلہ یہ ہے کہ فروری ۱۹۸۶ء میں ایک سرکاری ادارہ نے کراچی میں واقع چند قطعات اراضی کی
 فروخت کے سلسلہ میں اخبارات میں اشتہارات کے ذریعہ عوام سے نینڈر طلب کئے اور پینکشن کے ساتھ بولی کی رقم
 کا دو فیصد ضمانت بذریعہ بچے آرڈر کو لازمی قرار دیا۔ میری کمپنی نے بھی ایک قطعہ اراضی کیلئے پینکشن داخل کی اور
 شرائط کی پابندی کے ساتھ دو فیصد بھی جمع کروا دیا۔

فروری ۱۹۶۶ء کو ہی عہدہ کے سامنے وہ نیندر کھو گئے۔ جس طرح مختلف قطععات پہلے، مختلف لوگ ذی
قی پیکش بڑی تھی کامیاب قرار دیے گئے۔ اسی طرح میری کمپنی بھی اس ایک قطعہ اراضی کے سلسلہ میں دوسری چند
کمپنیوں سے آگے تھی۔ کامیاب قرار دی گئی اور دوسری شرط کے مطابق کامیاب ہوئے والوں کو ایک ہفتہ میں مزید ۲۳ فیصد
رقم جمع کرانے کی ہدایت موصول ہوئی۔ ضرورت عدم ادائیگی پہلے ادا کئے گئے دو فیصد ضبط ہو جائیں گے۔
لہذا میری کمپنی نے شرائط کی پابندی کرتے ہوئے مزید ۲۳ فیصد رقم مقررہ وقت میں جمع کروادی۔ اس طرح
بائی کی رقم کا ایک چوتھائی یعنی ۲۵ فیصد (تقریباً ۳۵ لاکھ روپے) حکومت کے خزانے میں پہنچ گیا۔ جولائی ۱۹۷۸ء میں اس
سرکاری ادارے نے لاہور، راولپنڈی اور اسلام آباد میں واقع اپنے مرکزی دفاتر کی جانب سے ہمیں مطلع کیا کہ ہمارے
پیکش قبول کر لی گئی ہے۔

لیکن اس زمین پر کسی شخص نے جعلی دستاویزات کے زور پر عدالت سے ڈگری لی ہوئی ہے۔ جسے خلاف عذر
عدالت عالیہ سے رجوع کیا ہے، جو نہی اس سلسلے میں کوئی کامیابی ہوئی آپ کو قبضہ دے دیا جائے گا۔ اور پتہ چلے گا کہ
کے شیڈول کا تعین کیا جائے گا۔ اور اسی دوران سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں زمین ہماری کمپنی کا نام منتقل کرنے کی
کھلاوائی بھی کی جائے گی۔ ادارے نے ہم سے عدالت میں اس جعلی معاہدہ کے خلاف تعاون کی بھی درخواست کی۔ جس پر
ہم نے اپنا مکمل ادارے کو پیش کیا۔ جب عدالت سے ادارے کے حق میں فیصلہ ہو گیا تو ہماری کمپنی نے اس ادارے کو
معاہدے کی شرائط کے مطابق قبضہ دینے کی درخواست کی، جس پر ادارہ نے چل مٹول شروع کر دی۔ یہ بات بالکل واضح
ہے کہ اس عرصہ دراز میں ڈھائی تین سال میں زمینوں کی قیمت میں چونکہ اضافہ ہوا تھا۔ لہذا ادارے کے چلانے والوں
کی نیوٹن میں فٹور آچکا تھا۔ اور وہ اپنے بڑے افسران کے ذریعہ حتیٰ کہ اس محکمہ کے وفاقی وزیر کے ذریعہ بھی ہم سے طے
و نگر کامیاب بائی دھند گان سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہم تمام لوگ نیندر کی طے شدہ رقم میں اضافہ کریں، جسے ہم نے
مسترد کرتے ہوئے عدالت عالیہ میں رجوع کیا۔

اور تقریباً یہ مقدمہ آخری مراحل میں تھا اور نوشتہ دیوار کی طرح صاف تھا کہ کیا ہونے والا ہے کہ اس ادارے
نے حکومت کے اعلیٰ ترین ممبر سے ایک آرڈیننس جاری کر دیا، جس کی رو سے تمام معاہدے منسوخ اور تمام عدالتی فیص
لے بھی کاغذ م، خواہ بائی کورٹ یا سپریم کورٹ سے ہوئے ہوں اور ایک سر رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں دو ریٹائرڈ اور ایک
حاضر سروس جج صاحبان ہوں گے۔ یہ سر رکنی کمیٹی، جو فیصلہ دے، صرف وہی قابل قبول ہوگا، اسکے خلاف کسی قانون کے
تحت کسی عدالت و مقام میں اپیل کی گنجائش نہیں ہوگی۔ اب آپ سے یہ سوال ہے کہ مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں ہمیں

تائیں۔ یہ نذرانہ کا ہمارے ساتھ معاہدہ کر کے مغرب ہو جائے۔ مگر کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تفصیلی جواب سے
 واریں۔ تشریح ہوئی۔

نقد ایک سال

الجواب

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عہدہ پیمان کے پورے کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا
 وَإِيفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

(سورہ (۱۷) بنی اسرائیل، آیت ۳۴)

اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہوتا ہے۔ (کنز الایمان)

اسی طرح عقد کے پورا کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ مدہ میں فرمایا
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ

(سورہ (۵) المائدہ، آیت ۱)

اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے باہمی معاہدہ پورے کیا کریں کہ یہ ایمان کا تقاضا
 ہے۔ ایک اور مقام پر قرآن کریم میں مسلمانوں کی صفات کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَيْنُهُمْ رَاعُونَ ۝

(سورہ (۲۳) المؤمنون، آیت: ۸)

یعنی جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصل ایمان کی یہ پہچان بیان فرمائی کہ ان کے پاس لائنتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی
 ہوں یا لوگوں کی اور اسی طرح ”عہد“ خدا کے ساتھ ہوں یا مخلوق کے ساتھ، پورا کرتے ہیں۔ اور ایک جگہ یوں
 فرمایا

وَالْمُؤْمِنُونَ بَعْدَهُمْ إِذَا عَاهَدُوا

(سورہ (۲) البقرہ، آیت، ۱۷۷)

یعنی اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔ (کنز الایمان)

سبوت۔ ۱۰۰۔ بھی بڑے حد سے متعلق ہیں۔ عمد اور قول و اقرار کے خلاف مردے کی تائید کرمانی
 ۔ عمد یعنی وہ نہ جانتا نہ سمجھتا تھا۔ مت بیان کی گئی۔ چنانچہ صاحب مشکوٰۃ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی الدین ابی عبداللہ عمر
 بن عبد۔ یہی متوفی ۷۴ھ کے خلاف دوسرے حوالے سے نقل کیا

یہ مسافری نشت اذا حدث کذب و اذا بعد احلف و اذا اؤتمن حاس
 میں منافق کی نشت نیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلاف ورزی
 کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

یہ اور حدیث میں ہے جو کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا
 اے منکر! یہ کان منافقا حالصا ومن کانت فبہ حصلة منیس کانت
 فیہ حصلة من النفاق حتی یدعیہا اذا اؤتمن خان و اذا حدث کذب و اذا عاهد عدر
 و اذا حاصم فحمر

جس شخص میں چار خصلتیں ہوں دو خاص منافق ہے اور جس کسی میں ان میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں
 نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے
 تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جھگڑے میں گالی گلوچ کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے اس میں حضور ﷺ کا ارشاد گراں ہے
 لا ایمان لمن لا امانة له و لا دین لمن لا عیلة له

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، صفحہ ۱۵۷، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی جس میں امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں اور نہیں ہے دین اس شخص کا جو عموماً وفا نہیں کرتا۔

قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہوا کہ عمد و بیان اور عقد پورا کرنا انتہائی ضروری ہے۔
 اور اسکی خلاف ورزی کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی کرنا ہے۔ سوال پڑھنے سے یہ معلوم
 ہوا کہ مائعہ بن (خرید و فروخت کرنے والے) کے درمیان یہ عقد مکمل طور پر طے پا گیا اور شرعی طور پر یہ بیع
 منعقد ہو گئی۔ کتب فقہ میں یہ مسئلہ بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ صاحب بدایہ شیخ الاسلام بر حبان
 الدین ابو عیسیٰ علی ابن ابی عمر الفراءانی متوفی ۵۹۳ھ نے بدایہ میں لکھا۔

و اذا حصل الایعاب والقول لزم البیع ولا خيار لواحد منهما الا من عیب

او عدم وثیة

جس سب عیال، قیوں میں، جاہ، قرین، بانی سے، بچے، یہ نئے والے ہیں سے کسی
 جہاں اختیار نہیں رہتے کہ ان چیزوں میں کوئی عیب، یا ان کو پیسے دیکھتے ہیں۔
 یہ اثر بیعت ساری سے نافذ قوانین و احکامات کے، مل جتے تو، یا ان غیر مسلم لوگوں بھی وعدہ
 جاری کرنے اور وعدہ و قرائن کو قیوں نفرت قرار دیتے ہیں۔ بعد انکو نمٹنے و چاہیے کہ وہ یہ وعدہ بغیر کسی میل و
 جہت سے چاہتے ہیں۔

والہ تعالیٰ اعلم

تجارت ہڑھانے کیلئے انعامی کوپن جاری کرنا

الاستفتاء

کی فرمائش میں ملک، زمین و مکان، شرع متین میں مسئلے کے بارے میں کہ
 قمرہ مذہبی میں جو انعام ملے جیسے کہ انہوں نے چیز خریدیں اور اسکے ساتھ کوئی رضی ملت بھی ملے جس پر
 قمرہ مذہبی سے انعام نکل آئے۔ مثلاً گاڑی، قریبی، غیرہ و تو وہ انعام لینا جائز ہے یا ناجائز؟

سجواب

کوئی شخص یا کمپنی اپنے مال کی بخری ہو جانے کیلئے ایسا کرتی ہے کہ چکٹ یا بے کے اندر ایک لوہن رکھ دیتی
 ہے جس بیعت میں سے نکلنے والے اس پر انعام دیا جائے گا۔ جن لوگوں کے چکٹ میں وہ نکلے نہیں گئے، تو ان میں
 قمرہ مذہبی کے انعام دیا جائے گا یہ صورت جائز ہے۔ اسی طرح کوئی شخص قمرہ مذہبی کر کے حج پر بھیجتا تو یہ بھی
 جائز ہے۔

انعام کا لالچ دے کر قرض لینے کا حکم

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں ملک، تمام اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص نے بغرض تجارت ۱۰۰ روپے اس شرط پر قرض لئے کہ ایک ماہ بعد وہ اس
 مردوں کا اور مزید ۵۰ ہزار روپیہ بطور انعام ۱۰ افراد کو قرعہ اندازی کے ذریعہ تقسیم کروں گا۔ تجارت میں نفع ہو یا
 نقصان۔ قرعہ اندازی میں ان افراد کے نام لگے جنہوں نے ۱۰۰ روپیہ یا ۱۰ ہزار روپیہ قرض دیا تھا، ان کیلئے یہ انعام
 حلال ہے یا حرام؟

سائل: قاضی محمد رفیع، ریلوے پولیس اسٹیشن، لاہور

الجواب

صورت مسئلہ میں قرعہ اندازی کر کے جو انعام دیا جائے گا، وہ جائز ہے اس لئے کہ مال کے ناجائز ہونے
 کی صورتیں شریعت نے متعین کر دی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر چوری، دہشتی،
 غصب، دھوکہ دہی وغیرہ کسی طرح لے لیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو نے بازی لگ کر لیا جائے یا رشوت
 میں لیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سود میں لیا جائے۔ سود کے معنی شریعت میں یہ ہیں

الزيادة المشروطة فى العتد

یعنی قرض دینے میں یہ شرط کر دینا جائے کہ ہتنا لیا ہے اس سے زیادہ وہاں دے گا۔

اور سود کی دوسری صورت یہ ہے کہ ناپی یا تولی جانے والی چیزوں کو، ان کی ہم جنس کے ساتھ بچھا جائے اور
 ان میں وزن یا ناپ میں کمی زیادتی کی جائے۔ مثلاً ایک من گیسوں کو ڈیڑھ من گیسوں سے یا ایک صاع کھجوروں کو دو
 صاع کھجوروں کے بدلے بچھا جائے۔ سوال میں جو صورت مذکور ہے، وہ ان حرمت والی صورتوں میں سے کسی میں
 داخل نہیں۔ لہذا وہ انعام لینا جائز ہے۔

زمین بیٹائی پر دینے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی محمد وقار الدین صاحب!

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل مسئلے میں آپ سے رہنمائی مطلوب ہے۔

ایک صاحب جواز اذہنیت کے مالک ہیں، کہتے ہیں کہ زمین مٹائی پر دینے سے زمیندار کو جو کدہ فی ہوتی ہے۔
 ۱۔ یہ ہے کیونکہ وہ بغیر کسی محنت کے حاصل ہوتی ہے۔
 ۲۔ اسے شرعاً آپ بتائیں کہ ان صاحب کاموقف درست ہے یا نہیں؟

سائل سید الیاس علی، پی ای سی ایچ ایس ٹالوٹی، راجہ

الحواب

زمین کو کاشت کیلئے مٹائی پر دینا جائز ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث شریف ہے
 عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ اعطی خیبر الیہود علی ان یعملوها
 ویزرعوها ولیم شطراً ما خرج منها

(بخاری شریف، جلد اول، ابواب الحرث والمرارعة وما جاء فیہ، باب المرارعة مع
 الیہود، صفحہ: ۳۱۲، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین یہودیوں
 کو دی اس شرط پر کہ اس میں زراعت کا کام کریں اور پیداوار میں آدھا ان کا ہو گا۔

لہذا زراعت کیلئے زمین دینا جائز ہے۔ ناجائز کہنے والا جاہل ہے۔ اور جو دلیل سے بیان کی ہے وہ لغو
 ہے۔ اگر بغیر محنت کے کوئی چیز لینا حرام ہو تا تو دوست احباب کو تحائف دینا بھی حرام ہو تا۔ اسی طرح رشتہ داروں کو
 صلہ رحمی کے طور پر کچھ دینا بھی حرام ہو تا۔ حالانکہ صلہ رحمی کا حکم قرآن و حدیث میں بھراست موجود ہے۔ اور
 حدیث میں ہے، اس حدیث کو امام دارالنجرت امام مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو بن اذہن متوفی ۷۹ھ نے
 حدیث میں سب سے پہلے عدون ہونے والی کتاب موطا امام مالک میں نقل کیا

قال رسول اللہ ﷺ تصافحوا یذهب الغل وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناة
 (کتاب الجامع، باب ما جاء فی المهاجرة، صفحہ: ۷۰۶، ۷۰۷، نور محمد اکار خانہ
 تجارات کتب، آرام باغ، کراچی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باہم مصافحہ کیا کرو، کینہ دور ہو گا اور آپس میں تحائف کا تبادلہ کرتے رہو، آپس
 میں محبت بڑھے گی اور عداوت دور ہوگی۔

جامعیت حاصل ہونے والی ہر چیز حرام ہوتی تو بدیہ و تحفہ بھی حرام ہو تا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

سامان کھیل کی تجارت کا حکم

الاستفتاء

پانچ سو تیس سالہ دینہ و مٹیاں شمع تین سو تیس سو سے لے کر لاکھوں
اسلام میں کھیل، ہنگی، حرکت، بچہ مہرہ وغیرہ کے ٹھیکہ یا بیس یا بیس لاکھوں میں استعمال ہونے والے
بچہ کی تجارت کا ہے یا نہیں؟

سائل: ابو احمد قاری، عالم کراچی، ہند

الجواب

حدیث شریف میں صرف تین کھیل یعنی تیر اندازی، چھوڑنا، اور کھانا پکانا وغیرہ سے جھگڑنا منع ہے۔ باقی بقیہ
کھیلوں کا کمال یہ ہے کہ ان سے بچہ کی تربیت کا نہ ہو، یہ سب بچہ کی تربیت کے لئے سامان تجارت نہیں، چاہے وہ

مشکوٰۃ ذرائع آمدنی کا حکم

الاستفتاء

جناب مولانا مفتی صاحب السالار صلیح

جو لوگ سونے کا کاروبار یعنی زیورات بناتے ہیں اور پیتل کا کاروبار کرتے ہیں اور اس پیتل کو بھی سونے
تھاڑتے ہیں پھر وہی زیور اور سنار کو بچا جائے تو وہ اس پیتل کو وزن سے منہا کر کے صرف سونے کے وزن کا چیرہ دیتے
ہیں۔ شرکاء یہ عمل شریعت کی رو سے کیا حکم رکھتے ہیں؟

جو لوگ فوٹو بناتے ہیں، ان کی روزی حلال ہے یا حرام، ان کے یہاں کھانا پینا حرام ہے یا حلال؟ اگر انکو
قربانی میں شریک کر لیا تو قربانی کا کیا حکم ہے؟ اور چاروں بار میں شریعت کی تو اس کا کیا ہوگا؟

سائل: نظام الدین، غوثیہ مسجد، مار تھو، ہند

دوکان بھانٹنے کے پہرے۔ مگر کے تمام اخراجات، لوگوں کا آنا جانا، کھانا پینا اور دوسرے تمام امور بھی صرف میرے ذمہ ہیں۔ جس دوکان پر میں کام کرتا ہوں اسی سے تمام خرچہ چلتا ہے۔ جبکہ بڑے بھائی کی دوکان سے مگر ہ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور بھائی کے وہی بچے میرے ساتھ ہی رہتے ہیں اور ایک ساتھ ہی کھانا پینا چلتا ہے۔ ساری ذمہ داری مجھ پر ان پڑی ہے اور میں اس قدر راجہ نہیں اٹھا سکتا ہوں۔ نیز اسی دوکان سے بھائی نے حج بھی کیا اور ایک بہن کی شادی کے تمام اخراجات بھی پورے کئے گئے۔

لہذا ہم لوگ اس کاروبار کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور بڑے بھائی کے بچے اور میرے بچے سب ساتھ رہیں۔ لہذا ہم لوگ اس کاروبار کو تقسیم کیلئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مشورہ دیں۔

سائل حاجی محمد ظہور، عالم آباد، کراچی

الجواب

لہذا دوکان دونوں بھائیوں نے شرکت میں شروع کی تھی، تو چاہیے یہ تھا کہ ہر بھائی کے حساب میں جو خرچ ہوتا علیحدہ، علیحدہ لکھا جاتا۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ دونوں بھائیوں کی شادیوں اور وہی بچوں پر خرچ ہوتا رہا جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان مصارف پر دونوں بھائی راضی تھے اس لئے جو خرچ ہو کسی کو آئیم دوسرے سے لینے کا حق نہ رہا۔ اب اس دوکان کو موجودہ حالت میں دونوں بھائیوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ حج پر اور بہن کی شادی پر جو کچھ خرچ ہوا اس کا بھی یہی حکم ہے کہ گویا دونوں کی رضامندی سے خرچ ہوا۔ اور شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ خرچ کرنے سے پہلے اگر اجازت لی جائے تو اس پر عمل ہو گا۔ اور اگر اجازت نہ لی جائے اور خرچ کر دیا جائے تو یہ تبرع احسان کہلاتا ہے۔ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائے گا اور اس کا بدلہ دنیا میں طلب نہیں کیا جاسکتا۔

قرض یا عطیہ کو واپس لینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ چند افراد مل کر کاروبار کرتے تھے، جن میں ان کا مٹنی بھی شامل تھا۔ تمہارے میں نقصان ہوا تو مٹنی کا خسارہ دیگر شرکاء نے اپنے مال سے پورا کر دیا۔ ان سب شرکاء کا انتقال ہو چکا ہے۔ صرف مٹنی زندہ ہے جس کے نام پر ایک

.. جان ہے۔ مرد میں۔ درجہ ۱۰ مطالبہ کے کہ نہ رہے جو کوں نے غشی کا قرض و غیرہ اتنا تھا لہذا غشی وہ قرض ہمیں
 . پس ۔۔۔ یہ وقت طلب مسئلہ یہ ہے کہ یا غشی سے رقم کا مطالبہ کرنا، ان لوگوں کیلئے جائز ہے یا نہیں؟
 سائل: معراج الدین، سندھ کوہم

الجواب

غشی کے کہتے ہیں نقصان جو قرض جمع کی کلی، جمع کرنے والوں نے آوردہ قرض غشی کے مطالبہ پر قرض دی غشی یا
 اپنی طرف سے حیر مطالبہ بطور قرض جمع کرائی غشی، اور دونوں صورتیں گواہوں سے ثابت ہو جائیں جب تو اس رقم
 کا مطالبہ غشی سے کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر گواہوں سے قرض دینا ثابت نہ ہو تو یہ عطیہ اور غشی پر احسان سمجھا جائے گا۔
 لہذا مطالبہ کرنے کا حق خود دینے والوں کو بھی نہیں ہے چہ جائیکہ کسی اور کو۔ لہذا اور ثناء کا یہ مطالبہ غلط ہے۔



مضاربت کا بیان

شرائط مضاربت

الاستثناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و متبعین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
اسلامی مضاربہ یعنی نفع و نقصان کی بنیاد پر بلا سود سرمایہ کاری مندرجہ ذیل شرائط کے تحت شرعی طور پر
جائز ہوگی یا نہیں؟ معاہدہ سرمایہ کاری، ذیل نے اپنی فرم کیلئے بحر سے مبلغ ۵۰۰۰ روپے اسلامی مضاربہ پر اپنے ساتھ
تجارت کیلئے وصول پائے۔

شرائط معاہدہ

(۱) ہم اپنے ساتھ سرمایہ کاری اسلامی مضاربہ (نفع و نقصان) کی بنیاد پر اپنے کاروبار میں لگاتے ہیں ہم
اپنے ساتھ لگائے گئے پیسوں سے نہ کسی کو سود پر پیسے دیتے ہیں اور نہ کسی سے سود پر پیسے لے کر اپنا کاروبار کرتے ہیں
۔ ہمارا کوئی کام ۳۰ فی نہیں ہے۔ ہم تک سے لین دین کرنٹ اکاؤنٹ کے ذریعے کرتے ہیں اور تک سے پیسے ادھار
بھی نہیں لیتے۔

(۲۰) ہمیں جو بھی منفعہ ہو گا، اس میں ۹ فیصد بخر کو دیا جائے گا۔ منافع کے پیسے باقاعدہ حساب کر کے ہر مہینے ۱۰ روپے کے حصے کا حساب ہو گا۔ اصل نفع نقصان کا پتہ چلے گا۔

(۲۱) اگرچہ کاروبار میں نقصان کا امکان ہے مگر بھی جتنا نقصان ہو، اس قدر مال کا نقصان بخر کا ہو گا اور

بھاری محنت ہو۔

(۲۲) اگر بخر کسی وقت اپنی رقم واپس لینا چاہے گا تو ایک مہینہ پہلے نوٹس دینا ہو گا اور اس مہینے کا جس قدر نفع ہو گا وہ حصے شدہ وصول کے مطابق ہم لوگ کریں گے۔

میں حلیف اقرار کرتا ہوں کہ ہم سود سے پاک تجارت کرتے ہیں اگر بخر کے ہمارے ساتھ لگائے گئے گھنے چیزوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ سود کی آمیزش ہوگی تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گا اور مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔

سائل محمد اکبر

الجواب

مضاربت کے صحیح ہونے کیلئے یہ شرائط ہیں

(۱) اس المال الزقیل ثمن ہو یعنی جو چیز قیمت ہونے کے لائق ہو۔

(۲) اس المال معلوم ہو۔

(۳) اس المال مضمین ہو۔

(۴) اس المال مضارب کو دے دیا جائے۔

(۵) نفع دونوں کے درمیان شائع (واضح) ہو مثلاً نصف نصف وغیرہ۔

(۶) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو۔

(۷) مضارب کیلئے نفع دینا شرط ہو۔

نیز مضارب کیلئے یہ بھی جائز نہیں کہ اس مال کے ساتھ کسی سے شرکت کرے یا مال مضاربت کو اپنے مال سے ملائے۔ نیز صورت مسئولہ میں اگر وہ رقم بخر کے روپے سے علیحدہ تجارت کرتی ہے، دوسرے کے مال کو اپنے ساتھ ملائی ہے نہ اپنے مال کے ساتھ دوسرے کا اور نہ کور و بالا تمام شرائط مضاربت طے کی گئی ہیں تو یہ مضاربت صحیح

موتی۔ مخر غامرات یہ ہے کہ فرم میں ایک شخص۔ روپے سے علیحدہ علیحدہ تجارت نہیں کرتی بلکہ متحدہ افراد۔ روپے مانتے تجارت کرتی ہے۔ لہذا یہ مضاربت فاسد ہے اور مضاربت کا دار و مدار روایات و امانت پر ہے۔

مضارب روپ کا امین ہے اور خرید و فروخت میں وکیل ہے۔ اس طرح لوگوں کے روپ ملائے کے بعد خرید و فروخت کر چوکالت کے خلاف ہے۔ لہذا یہ باطل ہے۔ اور عملاً ناممکن ہے اس لئے کہ سب شرکاء سے ایک وقت میں فرم نے روپیہ نہیں لیا، مختلف تاریخوں میں فرم روپ لیتی رہتی ہے اور تجارت کرتی ہے۔ منافع تقسیم کرتے وقت سب کو روپ کی مقدار کے اعتبار سے منافع تقسیم کر دے تو یہ غلط ہے اس لئے کہ سال بھر میں مختلف اشیاء کو مختلف اوقات میں خرید و فروخت کرنے کیلئے استعمال کیا گیا اور بعد کو جن سے روپیہ لیا گیا وہ کم اشیاء کے خرید و فروخت میں استعمال ہوا۔ لہذا روایات کے ساتھ منافع تقسیم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ لہذا ایسی فرد کو روپیہ دیکر روایات کے ساتھ حلال نفع حاصل کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

بیع مضاربت میں نفع معین کرنا

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک فرم مضاربت پر لوگوں سے پیسہ لیتی ہے۔ پیسے لیتے وقت وہ واضح کر دیتی ہے کہ آپ کی رقم ذوب بھی سکتی ہے، منافع یقینی نہیں۔ اور جب وہ لوگوں میں منافع تقسیم کرتی ہے تو تین فیصد کے حساب سے عام طور پر منافع تقسیم کرتی ہے اور کبھی اس سے کم بھی جاتا ہے اور کبھی بڑھ بھی جاتا ہے۔ نقصان کا پہلو اس میں بہت کم ہوتا ہے۔ کیا اس صورت میں اس فرم میں حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوقوف اور توجروا

سائل محمد عبدالرشید غوری

الجواب:

صورت مسئلہ میں مضاربت کی اگر تمام شرطیں پائی جائیں، تو یہ مضاربت ہو گئی۔ مثلاً جو مال دیا گیا وہ نقد ہو اور یہ کہ نقصان سب مال والے کا ہو گا اور نفع بھی دونوں کے درمیان تقسیم ہو۔ مثلاً آٹھ لاکھ۔ مضاربت کا دار و

ہدایات پر ہے۔ لہذا صحیح طور پر حساب کر کے نفع تقسیم کیا جائے اور اگر منافع متعین کر دیا جائے کہ مضارب اس سے کم نہیں لے گا تو پھر یہ صورت ناجائز و حرام ہے۔

مضاربہ میں فریق ثالث کی رائے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
زید اور بحر نے شرکت میں کاروبار شروع کیا۔ زید کی رقم کاروبار میں لگی ہوئی ہے جبکہ بحر اس سے کاروبار کر رہا ہے۔ یعنی ورکنگ پارٹنر ہے۔ زید اور بحر نفع میں برابری کی بنیاد پر شریک ہیں۔ فرم زید اور بحر کی باہمی رضامندی سے کوئی بھی کام کرے گی نیز ماہانہ اخراجات زید اور بحر منافع میں سے لے سکتے ہیں۔ یہ معاہدہ وکیل کی معرفت کیا گیا ہے۔ کاروبار شروع ہونے کے بعد زید نے برابری کی بنیاد پر منافع دینے سے انکار کر دیا، جس پر تنازعہ شروع ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے فیصلہ دیا کہ زید بحر کو فرم کے اخراجات اور اپنے ماہانہ اخراجات کیلئے پندرہ ہزار روپے دے۔ جس کی زید نے پابندی نہ کی۔ اس بارے میں حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

سائل محمد حسینی، فیڈرل ٹی اریا، کراچی

الجواب:

ایسے عقد کو شریعت میں ”مضاربہ“ کہتے ہیں۔ فریقین میں جو شرائط طے ہو جائیں گی، ان پر عمل کیا جائے گا مگر نقصان میں کام کرنے والا شریک نہیں ہوتا۔ نقصان روپے والے کا ہی ہوتا ہے۔ لہذا لوگوں نے جو فیصلہ کیا ہے، وہ غلط ہے۔ جو دونوں میں پہلے فیصلہ ہو چکا تھا اس پر عملدرآمد کرنا ہو گا۔

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
اگر کوئی شخص یا ادارہ کاروبار میں رقم لگوا رہا ہے، مندرجہ ذیل شرائط کی بنیاد پر

- (۱) کسی معاملے میں بالاتفاق دونی توفیق شدت سے مطابق کیا جائے گا۔
 (۲) ۳۰ فیصد سے تہہ و منافع بابت کے حساب کے بعد دیا جائے گا۔
 (۳) اگر کوئی فریق معاہدہ توڑنا چاہے تو ایک ماہ پہلے مطلع کرے گا۔
 (۴) اس اطلاع کا منفعہ معاہدہ توڑنے والے کو نہیں دیا جائے گا۔

معاہدہ خمد شارقینی

الجواب

اس طرح کاروبار نہ ہو۔ وہ یہ ایک شخص کا نہ اور کام دو۔ اگر یہ شریعتی نظر میں مضاربت کہلاتا ہے۔ مضاربت کی بہت سی شرطیں ہیں جب ان شرطوں پر عمل ہو گا تو مضاربت صحیح ہوگی اور اگر عمل نہ ہو تو مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی شرائط میں یہ بھی ہے کہ نفع اس طرح متعین کیا جائے۔ طے کا تو دونوں کو، نہ کسی کو نہیں۔ مثلاً اودھا لیا جاوے گا یا ایک کا ایک تہائی اور دوسرے کا دو تہائی وغیرہ۔ وہ یہ دینے والا نقد روپیہ دوسرے فریق کو دے گا جس سے دوسرا فریق تجارت کرے گا اور خود مختار ہو گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معین کر دیا جائے کہ مضارب کسی چیز کی تجارت کرے گا۔

مضاربت میں دونوں طرف نقصان برداشت کرنے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب! دارالعلوم امجدیہ، کراچی
 السلام علیکم

جناب مالی مسئلہ یہ ہے کہ آجکل کچھ لوگ اس نفع نقصان کی بنیاد پر سہرا کھنا کاروبار کر رہے ہیں اور ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ منافع کی شرح اس طرح مقرر کی جاتی ہے کہ ایک مہینے میں منافع کا اندازہ لگاتے ہیں اور اس کے مطابق کیا رہا تا تک تقسیم کرتے رہتے ہیں اور پھر سال کے آخر میں جب حساب بند کرتے ہیں تو اگر کچھ چلتا ہے تو وہ بھی تقسیم کر دیتے ہیں۔ شرائط و قواعد حسب ذیل ہیں

(۱) اس سرمایہ کاری کو B.T بین الاقوامی ترقیاتی منصوبہ اور اس کی سرگرمیاں ۱۸۰۱-۱۸۰۲ میں چھتر مین سلامی نظریہ و پید کیے استعمال ہوں گی۔

(۲) ہر ماہیخیز تحقیق سرمایہ کا ۳۵ فیصد منافع ادا ہوگا۔ اصل منافع کا تین سالانہ حساب دہ کرنے اور غیب دینے پر مقرر کیا جائیگا۔ اگر زیادہ ہو تو اس کے مطابق کل سرمایہ کاری کا ۵ فیصد منافع تقسیم ہوگا اور اصل منافع کل سرمایہ کاری کا ۵ فیصد سے بڑھتا ہے۔ تو اس صورت میں بڑھا ہوا منافع بطور بلائیں کمپنی کے کارکنوں کو تقسیم کیا جائے گا۔ اس میں نقصانات کے مواقع نہیں ہیں تاہم کبھی اتفاقیہ نقصان کی حالت ہوئی تو کمپنی ۵۷ فیصد برداشت کرے گی جبکہ سرمایہ کار کا ۲۵ فیصد حصہ روکا جائیگا۔

(۳) سرمایہ کار اپنا سرمایہ نکالنے کا خواہش مند ہو تو اس کیلئے تین دن پہلے کمپنی کو اطلاعی درخواست دینی ہوگی۔

(۴) اطلاعی مدت کا منافع لوٹا نہیں کیا جائے گا۔

درج بالا صورتوں کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

سائل محمد اسلم، کراچی

الجواب

ایسا عقد جس میں روپیہ ایک شخص کا ہو اور کام دوسرا کرے، شریعت میں "مصارف" کہلاتا ہے۔ اس کی بہت سی شرائط ہیں، جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نقصان روپے والے کا ہو گا، کام کرنے والا نقصان برداشت نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کی صرف محنت ضائع ہوگی۔ لہذا اس سوال میں جو صورت بیان کی گئی ہے، اس میں ۷۵ فیصد نقصان کام کرنے والا برداشت کرے گا اور بچیں فیصد روپے والا، یہ شرط باطل ہے۔ اس کی وجہ سے مصارف بھی باطل ہے۔ اور یہ شرط ناجائز ہے۔ اگر یہ شرط نہ ہو تو جیسا کہ سوال میں مذکور ہے، منافع ماہوار طور پر تقوڑا توڑا دیا جائے اور سال پورا ہونے پر حساب کر لیا جائے، یہ جائز ہے۔ مگر شرط بہر حال یہی ہے کہ جب نفع ہو گا تو دونوں کو ملے گا اور نقصان ہو گا تو روپے والے کا ہوگا۔

شفعہ کا بیان

حق شفعہ کی شرائط

الاستغناء

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسئلے پر آپ کی رہنمائی چاہیے کہ

ایک ہندو دوکان مالک نے اپنی دوکان فروخت کی، جو کہ ایک مسلمان نے خریدی۔ اس دوکان کے برہمن والا دوکاندار بھی مسلمان ہے۔ کیا اس پر وہی دوکاندار کو شرع کے مطابق حق شفعہ ہے یا نہیں؟ دونوں دوکانوں کی دیواریں آپس میں ملتی ہیں۔

سائلین: سید حسرت علی، سید مظفر علی، منڈوانیہ

الجواب:

پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو رئیس الحدیثین امام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں نقل کیا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول: العار أحق بسفاه

(حذو اول، كذب السلم، باب عرض الشعة، على صاحبها قبل البيع،

صفحہ ۳۰۰، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی بزدلی سے زیادہ شرف کا فقدان ہوتا ہے۔

مگر شفعہ کا حق ثابت کرنے کے لیے حین شرط ہیں۔ شیخ الاسلام، علان الدین ابو الحسن علی بن ابی طالب، الفرائد

حدیث ۵۹۳، صفحہ ۱۵ میں لکھا

(۱) ھب الموابتہ وھو ان یطلبھا کما علم حتی لو بلغ التبع البیع ولم

یطلب شیئہ نطقت الشعة

یعنی شفعہ کو جیسے ہی اس کا علم ہو یہاں تک کہ اگر شفعہ کو فروخت کرنے کی اطلاع پہنچی اور اس نے اپنا حق

شفعہ طلب نہ کیا تو حق شفعہ باطل ہو گیا۔

(۲) دوسری شرط طلب تقریب ہے اور وہ یہ ہے

ثم ینھض منہ نعفی من المحلوس ویسید علی البائع ان کان المبیع فی

یدہ معناه لم یسلم الی المشتري او علی المبتاع او عند العمار فادا فعل ذالک

استقرت شفعته

یعنی پھر وہ اٹھے اس مجلس سے اور بائع (پھرتے والے کے، اس محل) پر گواہ بنائے اگر معیہ بائع کے ہاتھ میں

ہو یعنی اس نے معیہ کو مشتری کے حوالے نہ کیا ہو یا خریدار کے پاس جا کر بیٹھا جائے والی چیز کے پاس جا کر (گواہ بنائے

تقریب دیا کرے گا تو اس کا دعویٰ شفعہ قائم ہو جائے گا۔

(۳) تیسری شرط "طلب الحصومة والتملیک" ہے

واذا تقدم الشفیع الی القاضی فادعی الشراء وطلب الشفعة

(آخرین، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة والحصومة فیہا، صفحہ ۹۳، ۹۴، ۹۵،

مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی جب شفعہ قاضی کے پاس گیا اور اس نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور حق شفعہ طلب کر لیا (تو حق شفعہ

ثابت ہو جائے گا)

ان حق شفع میں اگر چھننے والا غیر مسلم بھی ہو، جب بھی مسلمان کو حق شفعہ ہو گا بلکہ کافر کو بھی حق شفعہ

ہو گا۔ یہی سب ہے

والمسلم والنہی فی الشفعة سواء للعمومات ولانہما یستویان فی السبب

والحکمة فیستویان فی الاستحقاق

(آخرین، کتاب الشفعة، باب ما تحب فیہ الشفعة وما لا تحب، صفحہ ۴۰۲، مکتبہ

شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی مسلمان اور غیبی حق شفع میں برابر ہیں دلائل عام ہونے کے باعث اور اس لئے کہ وہ دونوں سبب اور

نکتہ میں مساوی ہیں پس وہ دونوں برابر ہیں حقوق میں۔

شفعہ سے چنے کیلئے حیلے سے زمین بچنے کا حکم

الاستفتاء.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

زمین کو ایسے جہلوں سے بچانا غریبہ نہ کہ شفعہ کرنے والے کا حق شفعہ ساقط ہو جائے، جائز ہے یا ناجائز؟

وضاحت فرمائیں۔

الجواب

اس طرح حیلہ کر کے خرید و فروخت کرنا کہ شفعہ کرنے والے کا حق بیع کے ساتھ متعلق ہی نہ ہو سکے

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ در مختار میں ہے

واما الحيلة لدفع ثبوتها ابتداء فعند ابی یوسف تذکرہ وعند محمد تذکرہ

وینتی بقول ابی یوسف فی الشفعة

اور لیکن شروع ہی سے اس کے ثبوت کو ختم کرنے کیلئے حیلہ بھانڈ کرنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک

جائز ہے۔ اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور لیکن شفعہ میں امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہے۔

سود کا بیان

سودی رقم کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

دارالعلوم امجدیہ، امرتسار

ترجمہ: نفع و نقصان والے اکاؤنٹ میں میرا جو روپیہ ہے اس پر نفع لیا جائے یا نہیں یا نفع — لربلا نیت
اجر و ثواب اور کسی دنیوی مفاد کے بغیر رقم غریاء کو دی جائے؟ علمائے دیوبند میں اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں
نفع میں کھاتہ رکھا جائے، منافع جو آئے، بغیر نیت ثواب غریبوں میں بھینک دیا جائے جیسے کوڑا پھینکا جاتا ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ نہ نیت اکاؤنٹ میں رقم رکھی جائے۔ آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

سوال میں مذکور اسکیم خالص سود ہے۔ لہذا اس پر نفع لینا حرام ہے۔ اگر نفع لے لیا ہے تو بغیر نیت ثواب
اسی مستحق ذکوۃ لوہ پر رقم دے دی جائے اور آئندہ اس سے بچا جائے اور غیر سودی اکاؤنٹ میں رقم جمع کر دی جائے۔

۱۔ حق تعالیٰ نے جو عباد میں پناہ دہا، ان میں سے صدقہ لینے کا قسم ان مسکین کی صورت میں ہے۔ اس قانون و حد سے تجاوز نہ کرنا، یہ سود حساب میں لانا، یہ گناہ اس کو پتی حد سے نکال دے۔

بینک کو سود کا اٹھ کہنے کا حکم

السلام

محترم جناب مفتی، قاری مدین صاحب

مختلف ذیل میں ایک جگہ میں ایک مضمون آیا۔ ۱۰۰، ۵۰، ۱۱ اور ۱۰۱۰۱۰ انعامی بانڈز وغیرہ پر ملنے والے انعامی رقم بانڈز بے نیاز چھو ملے۔ کرامت کی ملازمت کو ناجائز بتاتے ہیں۔ انہوں نے جو کیدار سے لے کر تیسرا نمبر درجہ ملازمت کو ناجائز قرار دیا۔ مئی کی پالی ٹیکس سے ملنے میں ایک قطرہ چشما یا شہر اب نگر جائے تو پورا مدعا ہوتا ہے۔ ان حریمینف کا کاروبار سود پر ہے۔ لہذا بینک کی ہر طرح کی ملازمت ناجائز ہے۔

یہ صاحب نے لکھے کہ "اس میں پورا پاکستان سود پر چل رہا ہے وہیل یہ دیکھ کر اس وقت معیشت کا جو نظام قائم ہے وہ ٹکڑا رہ گیا ہے۔ اور پاکستان تقریباً ۲۰۰ کروڑوں لوگوں کو روپ کا مقروض ہے اور یہ قرضے سود پر ہیں اور چھ غیر سودی لیکن وہ بھی سود سے پاک نہیں۔ اس طرح بینک میں سودی اور غیر سودی رقمیں مل جاتی ہیں، جس سے تحقیقاتی کام ملازمین کی تنخواہ وغیرہ رقمیں ہدف سے جاتی ہے۔"

لہذا ان صاحب کا یہ سنا سنا تک درست ہے؟ اسی طرح ایک اور عالم صاحب سے سنا کہ وہ بینک کو سود کا اٹھ لے رہے تھے۔ حکومت نے سود سے پاک لیکن ان کے کاروبار اور شرکی کمپنیوں کا جو اعلان کیا ہے وہ کہاں تک درست ہے؟

سائل: حفیظ الرحمن، مدینہ کالونی، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

الجواب

مگر سودی والے پرائز بانڈ سے علاوہ جو بانڈ ہیں، ان کا خریدنا اور قرضہ اندازی کے ذریعہ ان سے ملنے والے انعام کو حاصل کرنا جائز ہے۔ بینک کی ملازمت، جس میں سود کے کاغذات وغیرہ لکھنا نہیں پڑتے ہیں، وہ جائز ہے۔ مثلاً وہاں لوہار، سج روئیہ، دھواں میں سب روپیہ سود بھی نہیں ہوتا۔ جب بینک شروع کیا جاتا ہے تو حصہ

RIEADELAIDA LEPROSY CENTRE ہے۔ یا اس کے کور کوہر صدقات کے ذریعہ سود

نیچے دیئے جاتے ہیں۔

سائل عبدالمعز

الجواب

- (۱) پی ایل۔ این اکاؤنٹ بھی ۱۰ سے پاک نہیں ہے۔ لہذا ان کامنائٹ جان نہیں ہے۔ حکومت جس طرح ٹیکس دی کہ وہ اس سے زکوٰۃ کا حق ہے، اس طرح اس سے بھی کاٹ لیتی ہے۔
- (۲) زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے شرط ہے کہ مسلمان (غیر سید) مستحقین کو مالک بنا کر زکوٰۃ دی جائے۔ رہائی ہموں کے اداروں میں جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا ہے، وہاں نہیں دی جاسکتی۔

سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

- (۱) بینک کا کھاتہ PLS کا شرعی حکم کیا ہے؟ اسی طرح وہ کمپنیاں جو نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر کام کرتی ہیں جبکہ لینے والے بھی اسی بنیاد پر پیشہ لیتا ہے اور دینے والا بھی اسی بنیاد پر پیشہ دیتا ہے۔ مگر اس میں شراکت داروں کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ ان کا نفع و نقصان میں کتنا حصہ ہے؟ کیا یہ شراکت جائز ہے یا ناجائز؟
- (۲) وہابیہ وغیرہ مذہب کے ساتھ تجارت میں شرکت اور مضارعت پر انھیں ہال دینا صحیح ہے یا نہیں

- (۳) اگلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ، جلد اول میں لکھا ہے کہ وہابیہ کا حکم، حرلی کا فرکا ہے تو کیا اس سے سودی کاروبار کیا جاسکتا ہے؟

سائل محمد عبدالرشید احمد نوری

سجواب

۱) یہ اکاؤنٹ بھی سودی اکاؤنٹ ہے۔ ۱۰۰ روپے کی چیزیں جو نفع اور نقصان کے نام سے کام کرتی ہیں یہ سب سودی کاروبار ہے، جو ناجائز اور حرام ہے۔ یہاں تو مصرحاً سود ہے اس لئے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں کہ تین فیصد نفع دیں گے یعنی سود ہے۔ شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپ والے کا ہو گا اور نفع میں دونوں حصے شریک ہو جائیں گے۔

(۲) یہ مذہبوں سے حقائق رکھنا جائز نہیں، جب تجارت میں ان کے ساتھ شرکت کرے گا تو آج جانا، سلام، غلام وغیرہ حقائق بھی قائم کرنے کا اور حدیث میں یہ مذہبوں سے تعلقات قائم کرنے سے منع کیا گیا۔ خدا ان کے ساتھ شرکت کرتا جائز نہیں ہے۔

(۳) مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد توہین نبی کرنے والے اور دوسرے کفریات کھینے والے! مرتد ہیں۔ اور مرتد کا حکم شریعت میں یہ ہے کہ اس کے اپنے مال پر ملکیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل احکام مرتد میں لکھی ہوئی ہے۔ جب دو مالک ہی نہیں ہے تو اس سے مالی معاملات بھی جائز نہیں ہوں گے۔ حلی کے تمام احکام میں تشبیہ نہیں ہے۔

جی، پی فنڈ پر سود اور پنشن کی خرید و فروخت کا حکم

الاستفتاء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں کہ

(۱) حکومت پاکستان ہر ملازم سے جبری طور پر جی پی فنڈ کی کٹوتی کرتی ہے اور پھر سال کے بعد حساب سے سود دیتی ہے کیا اس کٹوتی کے ساتھ شامل رقم سود ہے یا نہیں؟

(۲) حکومت پاکستان نے ۱۹۸۵ء میں اعلان کیا تھا کہ جو ملازم جی پی فنڈ پر سود نہیں لینا چاہتا وہ درخواست

لکھ کر بھیجے، لہذا ہم نے درخواستیں دیں لیکن درخواستیں نام منظور کر دیں۔ کیا اب یہ سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

۲۱۔ اُنہی نے اپنی زندگی تدریس و تربیتی اور اسلامی و معاشرتی اصلاح و ترقی میں سوئے ہوئے آتش کی طرح جلا کر رکھ دیا۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا و مرضی کے حصول اور اللہ کی رضا و مرضی کے حصول کے لیے تھا۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا و مرضی کے حصول اور اللہ کی رضا و مرضی کے حصول کے لیے تھا۔

(۱) جب کہ پیش رو ہوتا ہے تو کل چشمن کاچہ حقان دھر حکومت جبرنی طورن حازم سے — حتیٰ

(۵) پہلی دہائی صومالیہ میں ہے۔ اس میں سے اور پیشین کا چوتھی دہائی۔ عالمی مالیاتی بحران سے صومالیہ متاثر ہوا ہے۔ اس لیے "مطلبیہ" ہے۔ پیشین کی خرید و فروخت ہوا ہے۔ بنایا جا رہا ہے۔ صومالیہ

ہندو، مسلمان، عیسائی، سکھ، جڑواں، اور دیگر مذاہب کے لوگ مل کر ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔

سائل: ماہر محمد، مان چشتی، سہاء شہید، بن نمان

الاجواب

(۱) حکومت۔ اپنے ملازمین کیلئے قواعد مقرر رکھے ہیں اور وہ شائع بھی کر رہے ہیں، اور ہر ملازم وہ قواعد جانے لگا رہا ہے۔ اب میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ تنخواہ سے کتنا فنڈ کاٹا جائے گا۔ پھر پورے نمونے کی طرف سے متاثرہ کی ایہ اس حکم پر سود دیا جاتا ہے لہذا سوال میں یہ لکھنا غلط ہے کہ جی پی فنڈ جبری طور پر کاٹا جائے گا۔ اس فنڈ پر جو ۱۹۹۰ء میں ۷۰ سو سو روپے اور ۱۹۸۸ء میں ۷۰ سو سو روپے

(۲) ماہنامہ "یہ نئی دہائی" کے مدیر نے ایک مضمون لکھا ہے کہ میرے فکشن سوڈن لکھ گیا ہے تو پھر اس کے فکشن نویس ہیں جانا۔ اردو نثر میں نے باوجود سوڈن لکھا، یہ سب بھی اس کا لینا چاہیے نہیں ہے۔ اور اگر لکھ لیا تو اس کا کیا کیا ہے؟

(۳) حق بی فائدہ ہو قرضہ یا بے اگر اس سب کو واپس کرو دیتا ہے تب تو ان میں شرعی سود کو واپس لو لیتا ہو گا اور بچ جب رعایت دے تو یہ سب سود کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر ابھی سود نکال کر باقی رقم واپس نہ ملے تو ابھی اتنے سود کو واپس کر دیا جائے گا۔

(۶) پیش کو خرید۔ اور چنے کا جو طریقہ کو، خدمت نے ستر، رکھا ہے اور آجہ حصہ ملازم فروخت رہا ہے۔ وہ جن ناچا نہیں۔ اس لئے کہ ملازم کو یہ نہیں معلوم کہ وہ کتنے دن زندہ رہے گا اور پیش وصول کرنے کا نام پیش کاؤ ہمارا جو تھنی حصہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا ہے، تو جس چیز کو فروخت کر رہا ہے وہ بھول ہے اور کوئی چیز ہے ہی نہیں، جسکو فروخت کر رہا ہے بلکہ ایک حق ہے جو زندہ، بنی صورت میں پیش وصول کرنے کے حق میں دینا ہے اور حقوق کی بیگ بھی ناچا ہے۔

جی پی فنڈ پر لگنے والے سود کا حکم

الاستنتاء

محترم مفتی صاحب

پروائیڈنٹ فنڈ پر سود حلال ہے یا حرام؟ جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گا۔ ہر ماہ میں ہر ملازمین کی تنخواہ سے ملے شدہ رقم جی پی سے اور ادارہ بھی اتنی ہی رقم اس میں جمع کرتا ہے پھر ان دونوں قومیہ سود آتا ہے۔ سو ماہ مفتی محمد شفیع صاحب نے یہ اضافہ حلال بتایا ہے۔ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سود کمال سے آتا ہے؟

(۱) صورت حال یہ ہے کہ جب یہ رقم ادارہ تنخواہ سے کٹ لیتا ہے تو پھر تمام ملازمین کی رقم ملا کر ڈیفنس سیویٹف، اینجینئر یا خاص، یا ذات میں رکھتا ہے، جس پر سود وصول ہو گا ہے پھر اس حاصل کردہ سود سے ملازمین سے فنڈ پر ۱۰ دینا ہوتا ہے۔ یعنی ادارہ اپنی جیب سے نہیں دیتا بلکہ سو کی کافی ہوئی رقم سے سود دیتا ہے، تو کیا یہ سود حلال ہے؟

(۲) اس سو نے بارے میں ملازمین کو اختیار دیا گیا ہے تو کیا کوئی ملازم اپنی مرضی سے پروائیڈنٹ فنڈ کی رقم بڑھادے یعنی ۷% کے بجائے ۱۰ فیصد کر دے تو کیا اس زائد کوئی پر جو کہ اس نے اپنی مرضی سے بڑھا دیا ہے ۱۰ دینا حلال ہے۔

سائل محمد ابراہیم، کراچی

الجواب

۱۰ دینا کہ وقت ملازمت شرائط ملازمت اور تنخواہ وغیرہ کے بارے میں بتا دیا جاتا ہے اور پروائیڈنٹ فنڈ کا

ہے۔ ہر کوئی غنیمت کی طرف سے اس میں شامی شامل کر دیتا غیر و تمام بائیس ہر ملازم جانتا ہے اور ملازم قبول کرتا ہے۔
تو مدت جو حصہ کا پاتا ہے، اوقات میں ہر ملازم کے نام سے اس کا حساب علیحدہ کرکے جاتا ہے۔ لہذا اور رقم ملازم کی ملکیت
ہے۔ چہ بقصد نہیں ہوتا ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے بقصد اور ملک کا فرق نہیں سمجھا اور بقصد نہ ہونے کو عدم ملک
تو مدت کے بعد مسموع کر کے یہ ہال اس سببی کا ہے جس میں ملازمت کرتا ہے۔ ملازم اس کا مالک نہیں ہے اس لئے
نہ پر کھتی جو سود کے نام سے رقم جاتی ہے وہ سود نہیں ہے۔ انہوں نے غلط بیان یہ خط عمارت کا ذکر کر دی۔ ہر ایسے میں ہے
: حرة بالعتد و مستحق باحدى معاني ثلاثة اما بشرط النفعيل او
بالنفعيل من غير شرط او باستيفاء المعتود عليه وقال الشافعي تملك بفسر العتد
ن کے بعد صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں

و اذا استوفى المنفعة يثبت للملك في الاجرة لتحقق المسوية

(آخرین، کتاب الاجارات، باب الاجر منی يستحق، صفحہ ۲۵۳)

مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

یعنی اجرت عقد اجارہ کرنے سے واجب نہیں ہوتی ہے مگر اجیر کی ملکیت ہو جاتی ہے تین صورتوں میں کسی
ایک صورت سے۔ یا تو ملازم نے یہ شرط کر لیا کہ اجرت پہلے دینا ہوگی۔ یا بغیر شرط کے مالک نے اجرت پہلے دے دی۔ یا
جن عمل پر عقد ہوا ہے اس کو پورا کرینے کے بعد اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عقد اجارہ کرنے ہی سے اجرت
پر ملازم کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ صاحب ہدایہ امام شافعی کو جواب دینے کیلئے فرماتے ہیں کہ جب ملازم سے مستاجر نے
منفعت حاصل کر لی تو اجرت پر ملازم کی ملکیت ثابت ہو گئی اس لئے کہ ہر ایسے کی ثابت ہو گئی۔ مالک نے منفعت حاصل کر لی
اور ملازم اپنی اجرت کا مالک ہو گیا۔

لہذا اجور رقم ملازم کی ٹائی مٹی، و و اس کی ملکیت ہے اس پر جو سود دیا جاتا ہے، وہ سود ہے اور وہ حرام ہے۔ ملازم
جب لکھ کر دیتا ہے کہ میرے فائدے پر سود نہ لگایا جائے تو نہیں لگایا جاتا۔ لہذا ہر ملازم کو یہ کرنا چاہیے کہ اپنے محکمہ کو لکھ
دے کہ میرے حساب میں سود شامل نہ کیا جائے اور پہلے جو سود شامل کیا گیا ہے اگر محکمہ واپس لے لیتا ہے تو بہتر ہے
اور نہ سکوت کر کسی غریب، مستحق زکوٰۃ کو مالک بنا کر دے دے اور ثواب کی نیت نہ کرے۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

الاستفتاء

یافراہمے میں علامہ دین و ملتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زکوٰۃ سے متعلق چند مسائل دریافت کرنے ہیں کہ کتنی میں میری ایک کثیر رقم پر پراویڈنٹ فنڈ منج ہے جو مال بدعتی جاری ہے۔ میں نے اس پر ماضی میں بھی زکوٰۃ نہیں دی اب دینا چاہتا ہوں۔ پراویڈنٹ فنڈ کے علاوہ میرے ہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۱) کیا اس پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ ہے اگر ہے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ کیا معاملہ ہو گا؟

(۲) ایک مکان HBFC سے قرض لیکر بنایا ہے، یہ مکان میری بی بی کے نام ہے۔ صرف بی بی کا نام ہے۔ حقیقت بانک میں ہوں۔ کیونکہ قرض کی ادائیگی میں کرتا ہوں۔ کیا پراویڈنٹ فنڈ رقم سے HBFC کا قرض جو کی بڑا ہے، منہا کر کے قیہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۳) اگر پراویڈنٹ فنڈ کی رقم میں سے رقم پر زکوٰۃ نہ دی جائے تو کیا میری موت کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کی جو رقم میرے ورثاء کو ملے گی، اس پر ان تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہو گی یا نہیں؟ ملازمت کو چھوڑ دوں تو اس رقم پر تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہو گی یا نہیں؟ وضاحت سے جواب دیں۔

سائل عطاء اللہ خان، کراچی

الجواب

پراویڈنٹ فنڈ کا مالک تو ملازم ہے، جس کی تنخواہ سے یہ فنڈ کاٹا گیا ہے، مگر اس کا قبضہ نہیں ہے۔ لہذا قبضہ سے پہلے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن انکی زندگی میں جب وہ روپیہ اسے ملے گا تو پچھلے سالوں کی بھی زکوٰۃ دینا ہو گی۔ اس کا حساب دیکھتا ہو گا جو ہر سال ملازمین کو دیا جاتا ہے۔ فنڈ جس سال میں جتنا روپیہ تھا اتنے روپیہ کی زکوٰۃ دے گا۔ ایسا قرضہ جو وقت معین پر ادا کیا جائے جیسے ہاؤس بلڈنگ کا قرضہ، ایسے قرضہ کو مال زکوٰۃ سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

کے ڈی اے ملازمین کا پراویڈنٹ فنڈ

الاستفتاء

یاغرامت ہیں ملازمین و معنیان شرع متین اس مسئلے سے بہار۔ میں کہ
خاکسار تقریباً ۹ سال سے کے ڈی اے کا ملازم ہے۔ کے ڈی اے کے پراویڈنٹ فنڈ کے قواعد کے
مطابق ہر ماہ تنخواہ ۱۰۵ فیصد ہر ملازم کو پراویڈنٹ فنڈ میں ڈی جع کرنا پڑتا ہے۔ اور اتنا ہی کے ڈی اے خود
پنی طرف سے ہر ملازم کے فنڈ کے کھاتے میں جمع کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دونوں رقموں پر کے ڈی اے ہر
سال کے آخر میں اس یا گیارہ فیصد کے حساب سے سو ہر ملازم کے کھاتے میں جمع کرتا ہے۔ اور وئی شخص
چاہے تو سوہ اپنے کھاتے میں جمع کرنے سے منع کر سکتا ہے۔ اس سے کے ڈی اے کو کوئی انکار نہیں۔

اب آپ سے گزارش ہے کہ اگر اوکرم شرعی قوانین کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ رقم جو سوہ کے
نام سے کے ڈی اے اپنے ملازمین کو دیتا ہے سوہے یا نہیں؟ کے ڈی اے کے ملازمین اس پراویڈنٹ فنڈ کی
رقم کو چاہے تو بیک میں بھی رکھ سکتے ہیں۔ NIT UNITS خرید سکتا ہے اور چاہے تو اس کی آمدنی سے
فلت و غیرہ قیہات کروا کر فروخت کرے جیسے ذرائع میں استعمال کر سکتا ہے؟ وضاحت فرمائیں کہ یہ سوہ
جائزہ یا نہیں؟

سائل محمد کاشف انصاری، الاندھمی، کراچی

الجواب

اجارہ میں ملازم و مزدور اجرت کا مالک ہو جاتا ہے، جب عمل کر لیتا ہے۔ شیخ الاسلام بر حان الدین
ابو الحسن ملی ان افی بحر الفرائض مافی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

الاجرة لا تحب بالعند وتستحق باحدى معاني ثلثة اما بشرط التبعيل

او بالتبعيل من غير شرط او باستيفاء المعتقد عليه

اجرت عقد سے واجب نہیں ہوتی ہے اور تین وجہوں میں سے کسی ایک وجہ سے واجب ہو جاتی

ہے۔ یا تو عائدین نے شرط کر لیا کہ اجرت پست: دیدی جانے کی یا پہلے دیدی جانے کی بغیر شرط کے یا ان منافع کو جن پر عقد ہوا تھا حاصل کر لیا جائے۔

اس متن کے تحت صاحب ہدایہ فرماتے ہیں

وَإِذَا اسْتَوْفَى الْمُنْعَةَ يَثْبُتُ الْمَلِكُ فِي الْأَجْرَةِ

(آخرین، کتاب الاحارات، باب الاجر متى يسحق، صفحہ: ۲۹۴،

مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ جب منفعت حاصل کر لی تو اجرت پست ثابت ہو جائے گا۔

یہی مضمون در مختار، عالمگیری، تبیین الحقائق وغیرہ فقہانی جات میں بھی ہے۔

ہمارے یہاں ملازمت کی شرائط میں یہ بھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ پر لوینٹ فنڈ اتنا کٹا جائے گا، اسی اعتبار سے ملازمین کا فنڈ کٹا جاتا ہے اور اس کا حساب علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ جس کی اطاعت تفصیلات ملازم کو دی جاتی ہے۔ تو اس فنڈ پر ملکیت تو عمر دور و ملازم کی ہے، صرف قبضہ نہیں ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے جو عمر دور کا کہنی کے ذمہ ہے۔ فتح القدیر میں ہے

وإن كانت ديناً تملك بنفس العقد وتكون بمنزلة الدين المؤجل

(ص ۱۵۳، فتح القدیر)

اور عنایہ میں ایک قول یہ بھی ہے۔

یعنی اجرت اگر ایسی چیز ہو جو واجب فی الذمہ ہوتی ہے تو نفس عقد سے بھی اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اور وہ ادھار قرض کی طرح ہو جاتا ہے۔

لہذا یہ بات طے ہے کہ ملازم کا جو فنڈ کٹا جاتا ہے وہ ملازم کی ملکیت ہے، قبضہ نہیں ہے۔ اب کہنی اس پر سود دیتی ہے اور اس کا حساب بھی باضابطہ ملازم کو ہوتی ہے کہ تمہارا اتنا فنڈ ہے اور اس پر اتنا سود لگایا گیا ہے۔ اگر کوئی ملازم لکھ کر دیتا ہے کہ میرے فنڈ میں سود نہ لگایا جائے، تو اسکے فنڈ میں سود نہیں لگایا جاتا ہے۔

یسی کی رقم میں کمی و زیادتی کا حکم

الاستفتاء

تیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

۵۰ آدمیوں نے مقرر ۵۰۰ روپے مالانہ فی کس کے حساب سے یسی ڈالنے کا معاہدہ لیا۔ اس یسی کا

زیادہ کو سربراہ اور محمدان بنادیا جاتا ہے وہ طے کرتا ہے کہ پہلی یسی جو مبلغ پانچ سو روپے بنتی ہے خود ملے

گے۔ جس پر عمل بھی شروع ہو جاتا ہے اور جب دوسرے ماہ یسی ہوتی ہے تو اس یسی کو ختام کرنے کیلئے ولی

طلب کی جاتی ہے۔ چنانچہ باقاعدہ ہولی لگتی ہے کوئی پچاس ہزار ہولی لگتا ہے اور کوئی چالیس ہزار روپے اور اسی

طرح کم کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ شرکاء میں سے ہی کوئی خرید لیتا ہے۔ مذکورہ یسی مبلغ تیس ہزار روپے میں

خرید لی گئی اور بقیہ پینتالیس ہزار روپے کو تمام شرکاء میں منافع سمجھ کر تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح

تیسرے ماہ بھی اور چوتھے ماہ بھی اور چوتھے ماہ بھی آخر میں آخری آدمی کو پوری یسی یعنی مبلغ پانچ سو روپے

دیتے ہیں۔ جبکہ یہ اور پہلا ممبر شروع سے لے کر آخر تک منافع مذکور بھی لیتے رہے ہیں اس طرح پہلے

اور آخری دونوں ممبروں کو مقرر ہر رقم ۵۰۰ روپے مل جاتے ہیں اور درمیانی ممبروں کو پوری رقم ۵۰۰

روپے نہیں ملتے۔ اول و آخر دونوں کو خوب فائدہ پہنچتا ہے اور درمیانی ممبروں کو نقصان رہتا ہے۔

دریافت یہ کرتا ہے کہ شرکا ایسی یسی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر یہ ناجائز ہے تو کیوں؟ اور ایسی یسی میں

کوئی امام یا مؤذن ممبر ہوں تو کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ اور مؤذن کی اذان و اقامت درست ہوگی یا

نہیں اور انکو اس منصب پر فائز رکھنا جائز یا نہیں اور اگر کوئی ایسے شخص کی حمایت کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

روپیہ سونا چاندی کی بیع جب اپنے ہم جنس سے ہو تو نقد دینا اور برادر رکھنا شرط ہے۔ کمی یا زیادتی

ہو یا ادھار ہو تو حرام ہے۔ شیخ الاسلام برحان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر الفرغانی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ

میں لکھا

بصرف جم البیع اذا کن کل واحد من عوصیه من جس الاشمان فار
 - نصف حصه او نهجا نصف یعنی ۱۰ مثلاً مثل وان احلف فی الحودۃ و
 نصف - من قص العوصیه من الافراق
 آخرین کتاب الصرف انداء صنفه ۱۰۰ مکنه شرکت علمیه ملتان
 نہ صورت مسد میں تھتھ مارا قلمی کوئم پزیدہ میں چھ ۱۰۰۰ ہے اور قلمی کے والد کا بھی
 ۱۰۰۰ دارہ ہے چارہا پس نہ مانا بھی جا رہا ہے۔ اس کے کہ قلمی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر صیغہ قبول و اخذ اور پیہ
 ۱۰۰۰ کے سب وقعدہ الہی کے پورے رقم ایک ساتھ مل جائے جو اہم و موزن اس ۱۰۰۰ کے روپوں میں
 شریک ہو رہے۔ کئی اہمست اور ذال دینا کا جا رہا ہے۔ اور ۱۰۰۰ کا ہر میں نہایت ۱۰۰۰ ہے ۱۱ بھی اتنی گنتا ہزار
 ہے چنانکہ ۱۰۰۰ کا ہر کے والی رقم ۱۰۰۰ میں اہمست علی کا رہتا ہے

ويعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الانم والعدوان

(سورہ (۵) المائدہ آیت ۳)

اور نیک اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو و خنایہ اور زیادتی پر ہر اہم نہ کرو۔

انشورنس کمپنی سے ملنے والے کمیشن کا حکم

الاستفتاء

نیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیین شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایف کمپنی نے باہر سے مال درآمد کیا اور حکومت کے قانون کے مطابق اس مال کا انشورنس
 رہا لیا گیا۔ انشورنس کی جو رقم ملی گئی اس میں سے انشورنس والوں نے اس کمپنی کے اشاف کو کمیشن دیا۔
 کیا یہ بخش لینا جائز ہے؟

(۲) اگر یہ کمیشن ناجائز ہے تو چونکہ یہ کمیشن پورے اشاف میں تقسیم ہوتا ہے اور نہ لینے کی
 صورت میں اشاف تنقید کرتے تھے اور آمد نہ کیا جائے تو اس کو کس جہد خرچ کیا جاسکتا ہے؟ اور اگر نہیں

ہوتے ہیں تو اس صورت میں ہمارے حصہ دار قریبی پورا شاف تقسیم کر لے گا۔

سائل اسٹیل کو، رفیق منزل، مارٹس روڈ، راولپنڈی

الجواب

کوئی شخص یا کمپنی جب کمیشن، ملازمین میں تقسیم کرتی ہے تو اس کا کوئی منافع ہوتا ہے۔ بغیر منافع کے ان کوئی اپنا دوپہ لوگوں میں تقسیم نہیں کرتا۔ نشور نس کمپنی کا ایک منافع تو یہ ہے کہ جتنے زیادہ لوگ یا کمپنیاں حصہ رائیں گی وہ ہر منافع، کریں گی تو اس لئے وہ ملازمین میں کمیشن تقسیم کرتی ہیں تاکہ یہ ملازمین اپنی کمپنی کے زیادہ سے زیادہ حصہ ان سے کریں۔ اس میں اگر کمپنی کو نقصان نہیں ہے، ہر مالکوں کو معلوم ہے کہ میرے اسٹاک کو کمیشن دیا جاتا ہے تو اسٹاک کیلئے اس اعتبار سے کمیشن لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کمپنی کو نقصان پہنچا کر حصہ کراتے ہیں۔ دوسری حصہ کمپنیاں کم قیمت پر حصہ کرتی ہیں اس لئے کمپنی ان کو کمیشن دیتی ہے تو یہ اپنی کمپنی کا نقصان کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ کمیشن لینا جائز نہیں ہے۔ یہ تو کمیشن کا حکم ہے۔ مگر حصہ ناجائز ہے۔ اور حصہ کمپنیوں کا کام کرنا بھی ناجائز ہے۔ ان کی آمدنی صرف اس ناجائز کام کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہذا اس بناء پر ان سے کمیشن لینا جائز نہیں۔ اس لئے کہ حرام مال سے کسی طرح کی منفعت اٹھانا جائز نہیں۔

سیونگ سرٹیفیکیٹ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
سول ڈیفنس سیونگ سرٹیفیکیٹ وغیرہ کا مقصد ملک کو چلانا اور بڑی لگانا ہے۔ سیونگ سرٹیفیکیٹ میں پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیں۔

الجواب

اس اسکیم میں روپیہ لگانا حرام ہے، کیونکہ یہ بھی سود کی قسم ہے۔ قرآن کریم میں سود کو مطلقاً حرام

قرینہ آیا ہے، سبھی تمام 9 حرام۔ میں کسی شخص کو اس میں کسی قسم کا اشتہاء کرنے کا حق نہیں ہے اور سود کی حرمت خیرہ، شارب وغیرہ کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُتُؤْمِنِينَ
○ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

(سورۃ (۲) الفقرة، آیات: ۲۷۹، ۲۸۰)

یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور پھوڑو جو باقی رہ گیا ہے سود، اگر مسلمان ہو۔ پھر اگر ایمان نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔

(کنز العمال)

نہذا ایسے حرام کو حلال بنانے کی کوشش کرنا سخت گمراہی ہے۔

ہاؤس بلڈنگ کا قرض اور واپسی کا طریقہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
ہاؤس فنانس کارپوریشن مکان خریدنے کیلئے قرضہ دیتی ہے، جس کی شکل کچھ یوں ہوتی ہے۔ مثلاً
خرید لو کو ایک لاکھ روپیہ دے گی اور خریدار وہ مکان پہلے اپنے نام رجسٹر کر دے گا پھر میں بینک والے بینک
کے نام رجسٹر کروالیتے ہیں۔ اور خریدار سے بطور کرایہ اور مع کل قرضہ والی رقم کا ایک مدت معینہ تک قسط
مقرر کر دی جاتی ہے۔ مثلاً مکان کا کرایہ بینک والوں نے طے کیا کہ تین سو روپیہ ماہوار دینا ہوگا۔ اور اسی
طرح وہ قسط ایک لاکھ روپیہ کی مع تین سو روپیہ ماہوار ۲۰ سال تک کیلئے مقرر کی جاتی ہے۔ یعنی یہ تین سو
روپیہ ماہوار بینک کو جو مزید دیا جاتا ہے، یہ سود ہے یا نہیں؟ بینک والے کہتے ہیں کہ ”یہ ہمارے خرچ اخراجات
کا منافع ہے۔“ اسکے جواز کی کیا صورت ہے؟

نوٹ

بعض لوگ کہتے ہیں سود وقت ۳۰ رات جانے ہے "جیسا کہ" مطلقاً پر محالہ ہے کہ شراب و ساری

پیدا کرتے ہیں

مسائل سید عبد الواحد، محترم، ارا العلوم احمدیہ

الجواب

کارپوریشن نے جس شخص کو روپیہ قرض دیا اور اس نے اس روپیہ سے مکان خرید کر قبضہ کر لیا تو یہ مکان قبضہ ہے۔ اب بینک دوبارہ اس سے وہی مکان خرید کر رہن کی کرایہ کا تو یہ مالک مکان اور بینک کے درمیان دوسری چیز ہے۔ اس کی قیمت بینک کو دینا ہے۔ مگر قیمت دینے کی جگہ پہلے دینے ہوئے قرضے کو قیمت قرار دے کر بیع کرنا ہے تو یہ بیع تو ہو گئی لیکن مکان میں رہنے والے کا جو پہلے سے قبضہ تھا وہ اپنے مکان پر مالکان قبضہ تھا۔ مالک سے اس کی ملک کا کرایہ وصول کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور بینک جب تک خود اپنے قبضہ میں نہ لے لے اس کا کرایہ پر دے دینا قرضہ نہیں کہلاتا ہے۔ شامی میں ہے

لا لئو او دعه او عاره او احره من البائع

(ج ۴، ص ۵۵)

یعنی اگر خریدار نے مکان بیچنے والے کے پاس لمانت رکھ دیا یا عاریت دے دیا یا کرایہ پر دے دیا تو یہ خریدار کا قبضہ نہیں کہلاتا گا۔

لہذا بینک کا قرضہ اور وصول کرنا اپنے قرض کو وصول کرنا ہے۔ اور یہ کرایہ وصول کرنا ناقص طریقہ پر مالک سے اس کی ملکیت کا کرایہ لینا ہے۔ یہ اس قرض ہی کی وجہ سے وصول کیا جا رہا ہے۔ فقہی اصول ہے

كُلُّ ذَنْبٍ حَرٌّ بِهِ نَفْعًا هُوَ رِبَا

جس قرض کی وجہ سے کوئی نفع اٹھایا جائے گا، وہ سود ہے۔

لہذا یہ صورت جو سوال میں مذکور ہے، ناجائز ہے۔ ہاں ایک صورت جواز کی ہو سکتی ہے کہ کارپوریشن مکان کو پہلے ہی خود بیچنے والے سے خرید کر قبضہ کرے اور اس شخص کو کرایہ پر دے دے اور اس

تسلی حرج معذور ہے کہ یہ لیکن ایسا نہ ہو کہ روپیہ میں فروخت یا جاتا ہے مگر یہ بیع اس وقت کی جائے گی جب تک کہ روپیہ ۱۱۰ روپے کا یہ قسطہ دار نہ رہے۔ لیکن اگر ایسا بھی ہوگا ہے۔ جب ایک روپے ۱۱۰ روپے کی رقم ہو۔ اس وقت تک اس سے ہمارے حسن دہا کے۔

(۲) سودہ بے کی اجازت بھی مجبوری کی صورت میں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے اور بطریقہ سودہ بے سے روپیہ نہیں مل سکتا ہے۔ جس و شرعی برکت سے مقررہ حاصل کرے تو یہ سودہ بے روپیہ سے کر مصیبت سے ہٹا دیا جائے۔ مگر آج کل جن کاموں کیلئے صرف سے سودہ بے روپیہ ساجا ہے مثلاً اپنی پونجی سے زیادہ رقم کاروبار سے لینے یا اپنی استطاعت سے زیادہ کرمان بنانے کیلئے یہ شرعی اذکار نہیں ہیں۔ بلکہ طلب دنیا اور طلب آراش کی نفسانی خواہش کی تکمیل کرنا ہے۔ نہ اس طرح سودہ بے روپیہ لینا حرام ہے۔

تاج کمپنی سے ملنے والے منافع اور اس کی مطبوعات کا حکم

الاستفتاء

جناب عالی! مسئلہ یہ ہے کہ

تاج کمپنی لوگوں سے قرآن پاک کی چھاپی وغیرہ کا روپا کیلئے رقم لیتی ہے، حاصل کردہ رقم پانچ سالہ ۸ فیصد منافع دیتی ہے۔ کیا یہ سود ہے؟ اگر یہ سود ہے تو کیا اس کمپنی کے شائع کردہ قرآن پاک اور دیگر کتب وغیرہ پڑھنا جائز ہے؟

سائل: احرام الدین، سی پی ہمارے سامنے، گرجی

الجواب

تاج کمپنی جن شرطوں پر روپیہ لیتی ہے، یہ سود کی کاروبار ہے اور حرام ہے۔ مگر اس کی چھٹی ہونی تیسرا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

انعامی باند کو زیادتی کے ساتھ بیچنا یا خریدنا

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں علماء اسلام کہ جسے کے بارے میں کہ
 اس روپ کا باند کیا رہا یا بارہ روپ میں خریدنا کیسا ہے " بعض علماء کہتے ہیں کہ چونکہ اعلیٰ حضرت
 امام اہل سنت مجدد برحق الشاہ امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اس روپ کے نوٹ کو تیار نہیں کیا اس سے
 یہ روپ بیچنے اور خریدنے کی اجازت از روئے شرع صحیحاً فرمان ہے۔ جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں۔ میندوا
 و سرحدوا

مسائل محمد معین الدین اتقاری الرضوی، فیصل آباد

الجواب

وہی بھی انعامی باند جنی پچاس کا ہر پانچ سو کا، زائد از قیمت دے کر خریدنا یا بیچنا قانوناً جرم ہے،
 چنانچہ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ گرفتار ہونے کی صورت میں جھوٹے بے گیارہ نوٹ دے گایا ہوگا
 عات ہوگی۔ یہ سب باتیں شرعاً ناجائز ہیں۔ اگر یہ خرابی تہ ہو تو جس طرح نوٹ کم یا زیادہ میں بیچا جاسکتا ہے
 اسی طرح باند بھی کم یا زیادہ میں خرید اور بیچا جاسکتا ہے۔

لاٹری کی شرعی حیثیت

الاستفتاء

یہ فرماتے ہیں علماء اسلام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ
 اسب من ایک تنظیم ہے، جو اپنے ممبران سے ماہانہ اور سہ ماہی پانچ روپ کے حساب سے وصول
 کرتی ہے، جو ناقابل واپسی ہیں۔ وہی فیس اگر ممبر چاہے تو جمع کرواتے وقت یا بعد میں چندہ کی مد میں شامل
 کر دیا جاتا ہے اور اس رقم شدہ رقم میں قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک ممبر کو ہر ایک مہینے اور تین مہینے بعد ایک

عرے کا نکت (یا کوئی اور انیہ مشابہہ) قرار دیا جاتا ہے اور بتایا جمع شدہ رقم اپنی تنظیمی سرگرمیوں میں استعمال ہوتی ہے یہ سب کام ممبران کی اجازت سے ہوتا ہے۔

زیادہ اکتاہے۔ ”قرعہ اندازی کے بعد جو قابل واپسی رقم ہے، تنظیم کے پاس لگات ہوئی جو ممبران کی اجازت سے چندے کی مد میں شامل ہو جائے گی جسے تنظیمی سرگرمیوں میں استعمال کیا جائے گا۔“

بزرگ اکتاہے کہ ”قرعہ اندازی کے بعد جو قابل واپسی رقم ہے وہ بعد امانت رہے گی۔ اور ممبران کی تنظیمی اجازت کے بغیر جو کسی صورت میں چندہ میں شامل نہیں کی جاسکتی۔ یہ ہر صورت میں ممبر کو لوٹانا ہوگی۔“

عرہ اکتاہے۔ ”اگر ممبر شپ جمع کروانے وقت تمام ممبران کی چندہ کی مد میں شامل کروائیں جتنی یک روپیہ بھی قابل واپسی نہ رہے تو یہ صورت ناجائز ہوگی۔“

وید اکتاہے کہ ”ممبران سے ماہانہ۔۔ ماہی فیس تمام قابل واپسی ہوگی لیکن اس جمع شدہ ممبر شپ فیس کے ساتھ اس تنظیم کے دیگر ذرائع سے حاصل شدہ فنڈ کو بھی شامل کر کے اس رقم سے قرعہ اندازی کا انعام دیا جائے تو یہ صورت ناجائز ہوگی۔“

وید، بزرگ، عمر اور ولید میں سے کسی کی بات شریعت کے مطابق ہے جبکہ سہ سے ناکثت (یا کوئی اور انعام) ضروری نہیں کہ ہر ماہ یا ہر تیسرے ماہ یا جائے لیکن جس ماہ سے ماہی کی قرعہ اندازی کی جائے گی اس ماہ سے ماہی کی فیس ممبر کیلئے اسی ماہ سے ماہی کے دوران جمع کرنا لازمی ہوگی۔

(۳) آجکل ملکی سطح پر ”فلیس بلب فیکٹری“ اپنے ہر بلب کی خریداری کے ساتھ ایک کوپن جاری کرتی ہے جسے خریدار چاہے تو پر کر کے جمع کروا دے اور ان جمع شدہ کوپن پر قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام یا جائزہ ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

اسی طرح اب دن تنظیم اپنے ماہانہ، سہ ماہی رسالہ کی خریداری کے ساتھ کوپن جاری کر کے اور اس کو جمع کروانے پر ان کی جمع شدہ کوپن میں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک عمرے کا نکت (یا کوئی انعام) اسے تو دیا جاتا ہے؟

الحمد لله

ایسی قوم ہے جس میں قوم اندازوں نے اس قوم کو کھانہ نہ لگے تو چاہا
 وہ یہ کہ تمہارے چاہا جس کا نام ہے..... وہ چاہا ہے جس سے اس قوم کو اندازوں میں
 نہ لگے وہ قوم نے نیسے سمجھا ہے یہ نکتہ وہ یہ اسے چاہا۔ نہیں نے جس طرح قوم اندازوں میں
 خریدنے والے سے رکھی ہے اس میں انعام کھلی پٹی طرف سے دیتی ہے۔ خریدار نے بلب خریدنے سے پہلے
 وہ یہ کہ قوم اندازوں میں روپیہ نہیں لیا تھا، مذاہب چاہتے۔ قوم اندازوں کے چاہا روپیہ اس کام میں
 خرچ کیا ہے۔ چاہا جن سے کیا کیا، ان کی اجازت ہے۔ موقوف ہے۔ مذاہب دینے سے پہلے یہ سٹے، اس
 چاہا۔ تمام ممبر جس کام میں خرچ کرنے کیلئے ہیں کہ اس میں خرچ کیا جائے گا یا رہے گا نہ لکھ دیں۔ اس
 کام سے پہلے چاہا۔ چاہا چاہا ہے۔

پی، ایل، ایس سے منافع اور غیر ملکی اداروں کو زکوٰۃ دینا

الاستفتاء

محترم صاحب مفتی صاحب

مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب آپ سے دریافت کرتا ہوں۔

(۱) بھوکے (PLS) نفع و نقصان مآقوں کے منافع کی رقم چاہا ہے یہ نہیں؟ پہلے تو صرف
 PLS مآقوں پر منافع، سیتے تھے لیکن اب سیونٹ کھاتے بھی PLS مآقوں میں تبدیل کر دینے گئے ہیں،
 ان مآقوں پر زکوٰۃ بھی کافی جاتی ہے۔

(۲) ہزام کے مرض کا ایک ادارہ کراچی میں غیر ملکیوں کی زیر سرپرستی چل رہا ہے، جس کا نام
 MARIEADELAIDA LEPROSY CENTRE ہے۔ کیا اس ادارے کو زکوٰۃ، صدقات،
 نیاز، سو وہ غیر دینی رقم دینا جائز ہے؟

سائل عبدالعزیز

الجواب

- (۱) جی ہاں، ایسے ایسے ہیں جو کہ نہیں۔۔۔ خدا اس کا نافع جابر نہیں ہے۔ حکومت اس طرح نہیں دے گی، خواتین سے نہ روکا جاتا ہے، اس طرح اس سے بھی کٹ جاتی ہے۔
- (۲) جی ہاں، ایسی جیسے شریعت ہے۔ مسلمان (غیر سید) مستحقین کو مال دینا ضروری ہے۔
- روہی کا نام۔۔۔ داروں میں جہاں وہی مال نہیں ہوتا ہے وہاں نہیں دینی جاسکتی۔

سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں سے شراکت

الاستفتاء

نیافت میں عام مسائل کے بارے میں کہ

- (۱) ایک کلمہ = PLS کا شرعی حکم کیا ہے؟ "اسی طرح وہ کمپنیاں جو نفع و نقصان میں شراکتی چیز پر کام کرتی ہیں جبکہ میں نے ابھی اس چیز پر چسپاں لیتا ہے اور دیکھنا اور دیکھنا ہے۔ مگر اس میں شراکت داروں کو پتہ نہیں ہوتا ہے کہ ان کا نفع و نقصان میں کتنا حصہ ہے؟ کیا یہ شراکت جائز ہے یا ناجائز؟"

- (۲) ہابیہ وغیرہ نہ حنبلیہ کے ساتھ تجارت میں شراکت اور مضارعت پر انھیں مائل دیکھا جاتا ہے؟

- (۳) اہل حق سے رحمہ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد اول میں لکھا ہے کہ ہابیہ کا حکم حرشی کافر کا ہے تو کیا یہ ناجائز ہے؟ ان سے سودی کاروبار کیا جاسکتا ہے؟

سائل محمد عبدالرشید احمد نوری

الجواب

- (۱) یہ ایک فنٹ بھی ہے، داروں میں لگنا اور کمپنیاں جو نفع و نقصان کے نام سے کام کرتی

میں یہ سہ سو فی کاروبار ہے، جو ناجائز اور حرام ہے۔ یہاں تو ہمارا سود ہے اس لئے کہ وہ شرکت کا طریقہ بھی بتاتے ہیں کہ اتنے فیصد نفع، میں سے کسی سو ہے۔ شرکت کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ نقصان تمام روپے ۱۰۰ کا ہو گا اور نفع میں ۱۰۰ نول ملے شدہ جسے کے مطابق شریک ہوں گے۔

(۲) بد مذہبوں سے تعلقات، کھانا جائز نہیں، جب تجارت میں ان کے ساتھ شرکت کرے گا تو آنا ہانا، سلام و کلام وغیرہ تعلقات بھی قائم کرے گا اور حدیث میں بد مذہبوں سے تعلقات قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہذا ان کے ساتھ شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد توہین نہیں کرنے والا اور دوسرے کفریات تک سے والے! مرتد ہیں۔ اور مرتد کا حکم شریعت میں یہ ہے کہ اس کے اپنے مال پر ملکیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل احکام مرتد میں دیکھ لیجئے۔ جب وہ ملک ہی نہیں ہے تو اس سے مالی معاملات بھی ناجائز نہیں ہوں گے۔ حرامی کے تمام احکام میں تشبیہ نہیں ہے۔

رشوت کا بیان

رشوت کی تعریف

الاستفتاء۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) رشوت کی تعریف کیا ہے؟

(۲) اگر کسی جائز کام میں رکاوٹ ہو اور رشوت دے کر وہ کام کروایا جائے تو کیا اس صورت میں بھی

مسلمان گناہگار ہوگا؟

(۳) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مجبوراً رشوت دیتے ہیں تو مجبوری کی تعریف کیا ہے اور کن صورتوں میں

رشوت دینے والا گناہگار نہ ہوگا؟

(۴) ہمارے ملک میں اسلامی قانون نافذ نہیں اور نہ ہماری کوئی اسلامی حکومت رہی ہے۔ لہذا ایسی

صورت میں حکومت جو قوانین مرتب کرتی ہے، جن کا تعلق انکم ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ سے ہے، ان قوانین کی

شرعی حیثیت ہے؟

۵۔ ازید ۶۰۰۔ یہ پوچھنے کی ٹیکہ نی چرتے ہیں۔ سہ سارے بار و پندرہ ٹیکے حکومت نے لکھا۔
 — رخصت یہ کھڑا یہ صف میں تھیں کھینچے۔ زید اور بکر سید ٹیکے کی چوری رقم و انیس سرتے یونہی ایسا
 نے سے ٹیکہ نی منافع کے چھ نقصان۔ کی۔ لہذا وہ ایک آگ کے جانے ۳۵۰۰ روپے سید ٹیکے حکومت
 ۱۰۔ سے ہیں باقی رقم و پانے سے (بیوقوف مال و بیع سید ٹیکے) یہ ٹیکہ کی آن حد سے قائلے کیلئے حکومت کی ۶
 سے ۷۔ تھیں ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰ روپے کے صورت کے صورت (یا ان اجرت کے طور پر) جیتے ہیں۔ اسی صورت میں جو کل
 آمدنی ہوگی اس کی شرعی حیثیت یہ ہوگی "اسی آمدنی کا تہہ فیز اسو کسی ۱۰ روپے کا روپار میں لکھا کیسا ہے"
 سوا و سوچو:

سائل محمد جاوید قادری

الجواب

(۱) رشوت کے معنی اپنے مفاد کیلئے یا کسی کی حق تلفی کیلئے رقم دے کر دہکار بنانا ہے۔ سب البصریفات
 باب ۱۰ میں رشوت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے

الرِشْوَةُ مَا يُعْطَى لِإِبْطَالِ حَقٍّ أَوْ لِإِحْثَاقِ بَاطِلٍ

یعنی رشوت وہ رقم ہے جو اپنے جائز فائدے یا دوسرے کا حق مارنے کیلئے دی جاتی ہے۔

(۲) ایک اور صورت یہ ہے کہ کسی کا حق مارا جائے اور ظلم ہو رہا ہے رشوت کے بغیر حق ملنے کی کوئی
 صورت نہیں ہے تو رشوت دینا جائز ہے۔ یہ رشوت نہیں ہے بلکہ ظالم سے چنے کیلئے پیسہ خرچ کرنا ہے۔

(۳) اگر آج کل ٹیکہ نی چلائے والے ناجائز کام کرائے کیلئے اور دیوبندی چلانے کیلئے ایکسٹروالوں کو روپیہ
 دیتے ہیں۔ یعنی ناجائز طریقہ پر مفاد حاصل کرنا مقصود نہ تھا ہے اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں۔
 معاملات کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ مال بھی حرام ہے اور عقد کرنے والا گناہگار بھی ہے۔

۱۱۔ یہ صورت یہ کہ مال حلال ہے لیکن عقد کرنے والا گناہگار ہے۔ پہلی صورت کی مثال کوئی شخص
 چوری کا مال فروخت کر تمب یا کوئی ایسی چیز بھٹی جو مسلمان کے حق میں مال نہیں ہے جیسے خنزیر اور شراب کی بیع
 وغیرہ۔ اس میں جو قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ اور اس قیمت کا لوٹنا بھی فرض ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی نے اپنے مال کو فروخت کیا۔ بیع شریعت کے مطابق صحیح کی۔ چوری کی اور

دین و مایہ میں کسی کی۔ مگر قانون کے خلاف تھی۔ مثلاً مسلمان کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مال جہاں چاہے فروخت کرے۔ مگر قانونیہ منع ہے کہ وہ اپنا مال ملک سے باہر جا کر فروخت کرے یا باہر سے لائے اپنے ملک میں فروخت کرے۔ یہاں تک کہ۔ استاد کا رہے۔ اس لیے کہ اس کا یہ عمل اس ملک میں آتا ہے اور منظم کر پکڑا جائے تو جھوٹ لگے گا۔ اگر جھوٹ سے کام نہ چلا تو رشوت دے گا اور اگر رشوت سے کام نہ لے گا تو جیل جاے گا اور ب عزت ہو گا۔ لہذا مسلمان یہ بھی نہ کرے۔ جس سے سب عزتی ہوتی ہو۔ اور جھوٹ و رشوت، فیہ وکی نوہت۔ ایسا کرنے سے گناہگار تو ہو گا مگر مال حرام نہیں ہو گا۔

یہی صورت حال میں مذکور ہے یعنی نیکہ نی والا چنا مل بیج صحیح کر کے فروخت کرتا ہے مگر رشوت دیتا ہے۔ لہذا یہ رشوت دینے والا گناہگار ہے۔ مگر مال کے بدلے مال حاصل کیا ہے لہذا مال جائز ہے، یہ صحیح ہے کہ شرعی قوانین یہاں نافذ نہیں اور ٹیکس کے معاملے میں ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جن میں رشوت کا دور و نہر کھل جاتا ہے اور انکم ٹیکس، ایکسائز ٹیکس اور سیلز ٹیکس اتنی مقدار میں رکھا جاتا ہے کہ ظلم کی حد تک پہنچ جاتا ہے اس لیے تاجر رشوت دے کر اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں اور گورنمنٹ کو ٹیکس نہیں دیتے۔ مگر مناسب مقدار میں ٹیکس لگائے جائیں اور رشوت خور آفسروں پر سختی کر کے رشوت کو روکا جائے تو تاجر خوش ٹیکس اور آرمی کے اور جتنی آمدنی اب ہوتی ہے گورنمنٹ کی آمدنی اس سے زیادہ ہو جائے گی۔ مگر گورنمنٹ کے ظالمانہ قوانین پر عمل ختم کر، تاجر کا درندہ رشوت کا گناہ لازم آئے گا۔

نو کری کیلئے رشوت دینا

الاستفتاء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آنکھ کے دور میں رشوت کی وجہ عام ہو چکی ہے اور کوئی شعبہ بھی اس وباء سے پاک نہیں ہے یہاں تک کہ نو کری حاصل کرے۔ نو کریلئے بغیر رشوت کے کوئی چارہ نہیں۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص نو کری حاصل کرنے میں غرض سے باہر مجبوری رشوت دے تو اس صورت میں اس کا رشوت دینا کس حد تک درست ہے؟ ہمارے مہربانی قرآن و سنت و رہنمائی میں مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

مسائل حیات نور

الجواب

ضم سے پہلے رشوت کے بارے میں قرآن شریف میں واضح اشارہ نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح ان کا حق حاصل نہیں ہے۔ رشوت لینا دینا تو بھی رشوت لینے والا بہر حال مکناہ گار ہے۔ مگر جب تک حد تک حد تک دوسرے کا حق مارنے سے رشوت دینا حرام ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اس مذمت کا اہل ہے۔ جس سے رشوت لے کر رہے اور بغیر رشوت کے وہ مذمت نہیں ملتی، تو رشوت لینے والا مکناہ گار نہیں۔

غیر مسلم سے رشوت لینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جو مسلمان دارالحرب میں رہتے ہیں اور وہیں گورنمنٹ ملازم ہیں وہ اگر رشوت کے نام پر غیر مسلم سے جس سے میں یا غیر مسلم از خود اپنا کام کروانے کی وجہ سے جیسے دیتا ہے تو مسلمان کیلئے یہ روپے لینا جائز ہے یا نہیں؟
مسائل ضیاء المصطفیٰ نورانی، نیپال کتب، نیپال

الجواب

دارالحرب میں بھی کسی کافر کو تنگ اور ظلم کرنے سے رشوت لینا ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی کافر کا جائز کام وقت پر کر دیا اور اس سے زکوٰۃ لیا جائے تو وہ لینا جائز ہے، جبکہ مسلمان سے اس طرح کچھ لینا دارالحرب اور دارالسلام دونوں جہوں میں ناجائز ہے۔

قلیل آمدنی کی وجہ سے رشوت لینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک شخص، غم غم کے محلہ میں مگر ہے۔ تنخواہ ۱۲۰۰ روپے ملتی ہے۔ جبکہ گھر کے چھ افراد سے
 راجھ نہ تنخواہ پر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ رشتہ نہیں لیتا اور نہ ہی کرایہ وغیرہ کے کام پر رہتا ہے کیونکہ وہ اس کو
 بھی رشتہ سمجھتا ہے۔ کئی دوسری بیٹوں پر ملازمت کی کوشش کی ہے لیکن ادھیانک اور مضاربت ہونے کی بنا
 پر ہاکمی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق ایک ملازمت سے ساتھ دوسری ملازمت نہیں
 کر سکتا۔ لہذا ایک طرف یہ قیود ہیں اور دوسری طرف اس کے مسائل زندگی۔ جبکہ اس کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی
 ہے۔ ان حالات میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مطلوب ہے

(۱) کیا وہ ان حالات اور مجبوریوں کی بناء پر رشتہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو لوگ اپنا کام ہو جانے کے بعد ۶۰، ۵۰ روپے دیں، وہ لے لے جائیں جیسے پوست میں کو خط
 وصول کرنے کے بعد کچھ پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔

سائل: عبدالقادر خان، گلبرگ، کراچی

الجواب

گورنمنٹ ملازم کام کرنے کا ملازم ہے۔ اس کی وہ تنخواہ لیتا ہے، جن لوگوں کا کام اس سے بڑا ہے یہ
 ان کا ملازم نہیں اور نہ ان سے کوئی معاوضہ لے سکتا ہے۔ لوگ اپنے مفاد کیلئے اسی طرح گورنمنٹ ملازمین کو
 رشتہ دیتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ عقل والا یہ تو سمجھتا ہے کہ کوئی شخص اپنا رویہ کسی کو بلاوجہ نہیں
 دیتا ہے، لیکن کچھ اسے فائدہ کی امید ہوتی ہے فی الحال یا آئندہ۔ اس لئے یہ تمام صورتیں جو سال میں مذکور
 ہیں، سب حرام ہیں۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو امام بخاری محمد بن اسماعیل متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں
 نقل کیا ہے۔

ایک صحابی کو حضور ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا تھا وہ واپس آئے تو انہوں نے کچھ اموال حضور
 ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ میں یہ وصول کر کے لایا ہوں اور کچھ مال علیحدہ رکھ کر عرض کیا کہ یہ
 مال لوگوں نے مجھے تحفے میں دیا ہے۔ حضور ﷺ بہت سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو گھر میں بیٹھا رہتا رہتا بھی
 کوئی تجھے تحفہ دیتا؟ اور وہ سارا مال لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا۔

جلد (۲) کتاب الاحکام، باب محاسبۃ الامام عمالہ، صفحہ ۱۰۶۸،

قدیمی کتب خانہ، کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس سے معذور ہو کر گھر میں ملازمہ رہا۔ مدت میں تختہ پھید و قہال سے اس کی حالت میں شمار ہوتا تھا۔
 شہر میں رہنے پر اس کی حالت وہاں پر نہ رہا۔ جتنی آمدنی تھی اس میں سداور ویران مسلمان کاغذ و ورق کی لہر ڈال دیتے تھے۔
 چنانچہ اس کاغذ و ورق سے اس کی آمدنی کم ہوتی رہی۔ اس کی حالت میں اس کی آمدنی کم ہوتی رہی۔
 اس کی آمدنی کم ہوتی رہی۔ اس کی آمدنی کم ہوتی رہی۔

حصول ملازمت کیلئے رشوت دینا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، محدثین شرع متین ان مسئلے پر ہے میں کہ جو شخص نماز مت کا مستحق ہے اور اس عہدے کی قابلیت بھی رکھتا ہے ایسا غیر رشوت نماز مت نہیں ملتی تو ایسی صورت میں رشوت دے کر نماز مت حاصل کرنا اور اس عہد مت سے منہ اٹھائی تنخواہ کے جو نہ عدم جواز کیا حکم ہے ؟

سہاگل خاں نے بی بی قادیانہ، بی بی، انڈھکی، امراتی

الجواب

اگر واقعی یہ ملازمین اپنی ذاتی قابلیت کی بناء پر اس ادارے کی ملازمت کے داخل تھے اور اس وقت ان سے زیادہ اور کوئی قابل نہ تھا، اس کے باوجود ان کو اس ادارے کی ملازمت بغیر کچھ دینے کا صل نہیں ہو رہی تھی، تو ان کا کچھ دیکر ملازمت حاصل کرنا درست ہے، لہذا انکی تنخواہ بھی ملازم ہوگی۔

مازمت کا بیان

معادہ ملازمت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل اسلام اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید ایک کمپنی کے مالی و سائنس سے، چلنے والے تعلیمی ادارے میں، ایک مدرس کی حیثیت سے ملازم ہے۔ اس پر اتنا دباؤ کے وقت یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ بنیادی تحفظ اور الاؤنسز یہ، یہ ہوں گے۔ دوسرے کام کرنے والے ملازمین کی طرح اس کو بھی سال میں دو بار "بونس" ملے گا۔ درکار خذ میں وہ حصہ دار ہوگا۔ بغیر کرایہ کے کوآرڈر جلی، پانی، گیس کی سولت کچھ فرنیچر کچھ سفری الاؤنس بھی ملے گا اور علاج مفت ہوگا۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے وقت پراویڈنٹ گر بنجیوین پنشن کا حقدار بھی ہوگا، وہ ان سولتوں کے عوض وہ تمام فرائض سرانجام دے گا جو ایک مدرس تعلیمی اداروں میں دیتا ہے۔ انصافی وہم انصافی تمام سرگرمیاں سرانجام دیتی ہے اور ان فرائض کی ادائیگی کیلئے کوئی اور تاخیر نہیں ملے گا۔

دسوں تک وہ تمام کام انجام دیتا ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کے رویہ میں تبدیلی ہوئی اور دیگر شعبوں میں ملازمین کو جو اور تاخیر وغیرہ پر محاذ بنے وغیرہ ملتے ہیں، ان کا بھی یہ مطالبہ کرنے لگتا ہے۔ کیا نیک کی یہ تبدیلی از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

سائل: سید آل رسول، اسٹری

الجواب

ملازمت میں کبھی نور ملازم کے درمیان ملازمت کے وقت، جو شرائط طے کی جائیں گی، جب کوئی فریق ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا ہے تو دوسرے فریق کو حق ہے کہ وہ ملازمت ختم کر دے۔ سوال میں جو صورت مذکور ہے کہ شرائط ملازمت کے خلاف ملازمین کام میں کوتاہی کر رہے ہیں اور کبھی کو مجبور کر رہے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ ملازم جب تک ملازمت کرے گا تو صحیح طور پر وقت کی پابندی کے ساتھ پورا کام کرے گا یا ملازمت چھوڑ دے گا۔ کام میں کوتاہی کر کے جو تنخواہ وصول کرے گا، وہ ناجائز ہوگی۔

معاهدے کی اہمیت

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی حکومت کے قائم کردہ کمیشن نے ۱۹۷۷ء میں تمام بینکوں کے افسران کی تنخواہ اور دیگر مراعات نیز شرائط ملازمت کے بارے میں جو فیصلہ کیا، اس کا اعلان خود صدر مملکت نے کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ ”تمام آفیسرز کو کرایہ مکان تنخواہ کا ساتھ فیصد حصہ دیا جائے گا“۔ آفیسرز ایسوسی ایشن نے اسے منظور کر لیا تھا اور اس پر عمل بھی ہوتا رہا۔ اب جنوری ۱۹۸۰ء میں بینک کی انتظامیہ نے اپنی مرضی سے کرایہ مکان گھٹا کر چالیس فیصد کر دیا ہے۔ جس سے اس ملازمین کو دو سے تین سو روپے تک ماہانہ نقصان ہو رہا ہے۔ اور یہ کسی تمام افسران کے حق میں نہیں ہے بلکہ بعض کے حق میں ہے۔ اور بعض لوگوں کو اب بھی وہی ساٹھ فیصد کرایہ مکان دیا جا رہا ہے۔ علمائے کرام سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا شرعی نقطہ نظر سے انتظامیہ کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مختلین و عازمین کے درمیان جو باتیں ملے ہو جائیں، وہ ایک معاہدہ ہے۔ معاہدے کی پابندی کرنا مسلمان پر لازم ہے۔ اس کے خلاف کرنے پر قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے
الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝
(سورة الانفال، آیت: ۵۶)

وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا ہمد توڑ دیتے ہیں اور روتے نہیں۔ (کنز الایمان)
یہ آیت اگرچہ کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے، مگر اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، خصوص واقعہ کا نہیں اور مفسرین اپنی تفسیروں میں تحریر فرماتے ہیں

کل آية نزلت في الكفار فجر هي ذيلها العصاة
یعنی ہر وہ آیت جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اپنے ضمن میں ان گناہ گار مسلمانوں کو بھی لیتی ہے، چر اس جیسی محصیت میں جگلا ہیں۔

کچھ بھی ہو آیت سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی طریقہ کفار ہے۔ حدیث میں فرمایا،
اس حدیث کو امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں نقل
کیا ہے

ان الغادر ينصب له، لو آء، يوم القيامة فيقال هذه غدره فلان بن فلان

(جلد ۲) کتاب الادب، باب ما يدعى الناس بابائهم، صفحہ ۹۱۲،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر معاہدہ توڑنے والے کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یہ فلان بن فلان کی معاہدہ شکنی ہے۔

نیز بخاری ہی میں ہے

قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كان فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر

(حند) اکہ۔ انیس۔ ماب علامۃ المناقہ۔ صفحہ ۱۰۰۔ قدیمی کتب خانہ۔

(کراچی)

جنی حضار نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں
ن میں سے وہی ایک خصلت ہوگی تو اس میں منافق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ وہ
چار باتیں یہ ہیں۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ
کرے تو اس کو پورا نہ کرے اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو فحش گوئی کرے۔

ان آیات اور احادیث کی روشنی میں منظرہ کو - معاہدے کی پابندی کرنی چاہیے اور اخروی محاسبہ سے بچنا

چاہئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

ملازمت اور پابندی کی وقت

الاستفتاء۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل سوال کے بارے میں کہ
میں ایک مل میں حیثیت کنسٹرکشن سپروائزر کے ملازم ہوں۔ میری ڈیوٹی مل کی طرف سے کام کی نگرانی
کرنا ہے اور جو بھی مل ٹھیکیداروں کے ہوں، ان کو چیک کر کے ہزل مینجر صاحب کو پیش کرتا ہے۔ جناب عالی مسئلہ
یہ ہے کہ آج کل مل کی توسیعی کام ہو رہا ہے، جس کا ٹھیکہ ایک صاحب کو دیا گیا ہے، جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، مگر
کام کی سوجھ بوجھ اچھی ہے۔ یہ ٹھیکیدار چاہتا ہے کہ میں اس کا کام نقشہ کے مطابق اپنی نگرانی میں کروں جو کہ ایک
اضافی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری مل کی طرف سے مجھ پر عائد نہیں ہوتی ہے، ٹھیکیدار مجھے اس ذمہ داری کا
معاوضہ دینے کو تیار ہے، جسے قبول کرنے میں مجھے ہمل ہے۔

اگر وہ کرم مجھے اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کریں کہ کیا میں یہ ذمہ داری قبول کر کے اس کا معاوضہ
وصول کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور کر سکتا ہوں تو کیا مجھے اپنی مل انتظامیہ کو آگاہ کرنا ہوگا کہ نہیں؟ جواب دیکر مشکور
فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

سائل محمد انور ولد ملیم الدین

الجواب

درست کرنے والوں کا یہ ذمہ ارنی ہے کہ ان کی ملازمت کے ذیونی کا جتنا وقت مقرر کیا گیا ہے، اتنا وقت ذیونی پر گزاریں۔ کام نہ ہو، جب بھی وہ وقت پورا کریں۔ وقت پورا کرنا ان پر لازم ہے۔ ذیونی کے علاوہ نوکارت میں وہ جو چاہیں کریں مگر جس کمپنی میں ملازم ہیں اسی کے کام کرنے والے ٹھیکیداروں کا کام ذیونی کے علاوہ اوقات میں کرتے وقت یہ خیال رکھیں جب ٹھیکیدار سے سپروائزر بھی ہیں اس ٹھیکیدار سے مفاد کیسے کمپنی کے مفاد کو نقصان نہ پہنچے۔

بینک میں ملازمت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بینک کی ملازمت جائز ہے یا نہیں؟ ایک عالم فرما رہے تھے کہ ”بینک کی ملازمت، جس میں سودی رقم آتی ہے، من کو لکھنے والے، جمع کرنے والے سب سود میں ملوث ہیں، سوائے چوکیدار اور ڈرائیور کے۔“ پوچھنا یہ ہے کہ چوکیدار بھی تو حرام مال کی حفاظت کرتا ہے اور ڈرائیور بھی حرام مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ حرام کام میں ملوث نہیں، جبکہ ان لوگوں کو تنخواہ بھی سودی روپے سے دی جاتی ہے۔

سائل الشیخ احمد رضا فاروقی

الجواب

بینک کی ہر ”ملکیت“ حرام نہیں ہے اور نہ بینک کا تمام روپیہ حرام ہے۔ اس لئے کہ جب بینک کھولا جاتا ہے تو کچھ فنڈ بینک والے اپنے پاس سے جمع کرتے ہیں، اس سے بینک شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس میں سودی رقم بھی شامل ہوتی ہے، اس طرح وہ مخلوط آمدنی ہے۔ مخلوط (حلال و حرام کس) مال میں سے جائز کام کی مزدوری لینا جائز ہے۔ اگر مخلوط مال سے مزدوری ناجائز ہو تو اس وقت کون نقص ہے؟ جو یقین سے کہہ سکے کہ اس کے مال میں لونی ناجائز چیز ملا ہو انہیں ہے۔ یوں تو ساری دنیا کا نظام ختم ہو جائے گا اس لئے آپ کا یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دینہ مشیائہ شرح متین اس مسئلے سے بارے میں کہ
بینک میں کام کرتا جائز ہے یا ناجائز؟ خاص کر ہرک یا بیون کا کام؟

سائل محمد حقیق، جمالیہ روڈ، راجی

الجواب

چونکہ حدیثوں میں سود کا کاذ لکھنے والے اور اس کا خد کی گواہی دینے والے پر بھی لعنت آئی ہے، اس لئے
بنک کی کوئی ایسی ملازمت جائز نہیں ہے، جہاں سود کے کاذات لکھنا پڑیں اور جن لوگوں کو سود کے کاذات لکھنا
پڑیں ہوتے ہیں مثلاً درہان، بیون اور ڈرائیور، ان کی ملازمتیں جائز ہیں۔

بینک کے ملازم کی تنخواہ کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

ایک مسئلے کا جواب درپیش ہے

مسئلہ یہ ہے کہ زید نے بینک میں ملازمت کی ہے مگر جرتے یہ کہہ کر اعتراض کیا ہے کہ بینک والوں کو
تنخواہ سود سے ملتی ہے نہ کہ گورنمنٹ کے خزانے سے، اس لئے زید کو ملنے والی تنخواہ ناجائز اور حرام چیزوں سے ہے
۔ اس لئے اس کی تنخواہ قرآن و سنت کی رو سے ناجائز ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَتَنَوَّمُ الَّذِي يَتَحَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ
الْمَسِّ ذَالِكُمْ دَأْوِيتُهُمْ فَأَلْوُوا أَنَا الْبَيْعِ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحِلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا
(سورة البقرة، آیت: ۲۷۵)

یعنی وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن تہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ، جسے آجیب نے

چھوڑ کر چھوڑ دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی قسود کی مانند ہے اور امانہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود کو۔

اب ملائے کرام سے استثناء ہے کہ بحر کا قول درست ہے یا زید کی تنخواہ جائز ہے؟ کیونکہ دوسرے محاکمہ کے ملازمین کو بھی بیگ سے ملے تنخواہ ملتی ہے۔

سائل غلام قادر مبین، گورنمنٹ ہائی اسکول مورو، نوابشاہ

الجواب

بچوں میں صرف سود کی ہی رقم نہیں ہوتی ہے۔ انہیں بیگ میں تو طلب کے تمام نہیں جمع ہوتے ہیں اور دوسرے بیگ جب کھولے جاتے ہیں تو امانہ اسکے شرکاء اپنے روپے سے شروع کرتے ہیں۔ اسکے بعد لوگوں کے روپے بھی اس میں جمع ہوتے ہیں اور لوگ بیگ سے قرض بھی لیتے ہیں اور سود کا لینا یا شروع ہوتا ہے۔ بیگ اس کے علاوہ اور بہت سے کام کرتے ہیں۔ لہذا ایک کارمایہ مخلوط ہو جاتا ہے، اس سے تنخواہ لینے کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ مخلوط آمدنی سے دوسرے لوگوں کا لینا جائز نہیں ہوتا ہے اور اگر بچوں سے تنخواہ وغیرہ لینا حرام ہو جائے تو پھر پاکستان کے کسی بھی شخص کی آمدنی حلال نہیں رہے گی۔ بچوں میں ملازمت کر کے تنخواہ لینے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر ملازم کو سود لکھنا پڑتا ہے تو اسکی ملازمت بھی ناجائز اور تنخواہ لینا بھی ناجائز۔ احادیث میں سود کا کافہہ لکھنے والے کے بارے میں سخت وعید آئی ہے اور جن ملازمین کو سود لکھنا نہیں پڑتا مثلاً دربان اور ڈرائیور وغیرہ تو ان کی ملازمت بھی جائز ہے اور تنخواہ بھی۔

بیگ ملازم کے یہاں دعوت میں شرکت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بیگ کا وہ ملازم جو سودی لین دین کا حساب کتاب رکھتا ہو اور سود طے کرتا ہو اس کی ملازمت جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس تنخواہ سے جو سامان خریدے اوہ سامان اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز بیگ ملازم کے یہاں دعوت میں شریک ہونا کیسا ہے؟

الحواب

بیک کے جو ملازم سود کا حساب لکھتے ہیں یا سود ملے، دیتے ہیں، ان کی ملامت ناجائز ہے۔ مگر وہ چیزیں جو اپنی تنخواہ کے پیسوں سے خریدیں گے، ان چیزوں کے حرام ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ یہ یقین کر کے کوئی چیزیں خریدیں۔ مثلاً نوٹ ہاتھ میں لے کر یہ کہے کہ "اس نوٹ کے عوض دے دو" اور وہی نوٹ لے کر کے چیزیں لے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو خریدی ہوئی چیز جائز رہتی ہے۔ مثلاً دو گاندھارے کما کہ پانچ روپے کی چیز لے۔ وہ نہ کہہ تنخواہ سے اس چیز کی قیمت ادا کر دی، اس میں "مع" نام جائز مال پر نہیں تھی اور انہی کے لئے کیا گیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ناجائز نوٹ آجاکر کما کہ "اس نوٹ کے بدلے میں فلاں چیز دے دو" اس کے بعد ادا یہ نوٹ نہیں کیا بلکہ دوسرا نوٹ کیا، اس میں مع نام جائز مال پر ہے، مگر ادا اس یقین مال کی نہیں ہے، تو خریدی گئی چیز میں کوئی قباحت شرعی نہیں۔ ہمارے ملک میں اس طرح خرید و فروخت نہیں ہوتی ہے، جس طرح پہلی صورت میں لکھا گیا ہے۔ اس لئے خریدی ہوئی چیز میں حرمت نہیں ہوتی ہے۔ لہذا دعوت کھانے میں تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر ایسے ملازم سے تعلقات اور شادی بیاہ اس لئے مناسب نہیں کہ اس کی عزت کرنا ہوگی۔

انشورنس کمپنی میں کام کرنا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ انشورنس کمپنی میں کام کرنا، اس کا ایجنٹ بننا اور انشورنس کروانا، شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟
برائے مہربانی اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

سائل محمد جاوید

الجواب

حمد؟ قسم کاتا جائز ہے اور ناجائز کام کیلئے ملازمت کرنا اور اس سے تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔

سود کی کتابت اور ملازمت

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب!

سورہ میکم

میں ایک فرم میں شعبہ اکاؤنٹ میں ملازم ہوں۔ میرے ذمہ فرم کی کتابتیں وغیرہ لکھنے کی ذمہ داری کے ساتھ ماہانہ حساب کتاب پیش کرنے کی ذمہ داری بھی ہے۔ اس میں دو تین مہینے کے دوران ایک انٹرنی سو کے درجے میں بھی ہوتی ہے۔ اور پھر مزید ماہانہ حساب میں بھی پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح مجھے صرف سود کی رقم لکھنا ہوتی ہے۔ رقم میرے پاس یا میرے ذریعے سے نہیں آتی۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ شرعی روٹنی میں بتائیے کہ سود کی تحریر کیا حکم ہے؟ یہاں نوکری جاری رکھنا میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟ بیسوا و نو حروا

سائل محمد جاوید قادری

الجواب

اجارہ جب کسی معصیت (گناہ) پر ہو تو اجرت بھی حرام ہوتی ہے۔ صورت مسولہ میں صرف سود کا حساب لکھنے بیٹنے معین کر کے نہیں رکھا گیا ہے۔ لہذا اجارہ تو جائز ہے اور تحفہ بھی حلال۔ مگر جب سود کا حساب کتاب یا جائے تو یہ فعل ناجائز ہوگا۔

ملازمت میں ناجائز کام کرنا

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

اسلام میکم

بہ سلام عرض ہے کہ میں ایک سخت الجھن کا شکار ہوں۔ ہر اے مربانی مجھے کوئی مفید مشورہ دیجئے۔

میں یک دفتر میں رہے۔ ہوں جہاں درآمد و درآمدات کا کام ہوتا ہے۔ میرے ذمہ تمام تر کام تحریر کا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سے زائد (قرض) مایہ ہوا ہے اور ایک ہر تین ماہ بعد ہم سے سود لیتا ہے۔ مالک امریکہ میں ہے۔ بعض مواقع مالک کے دستخط کی ضرورت پڑتی ہے، تو وہ بھی مجھے ہی کرنے پڑتے ہیں۔ مختلف اداروں سے کام لگوانے کیلئے رشوت دینی پڑتی ہے۔ رشوت میں اپنے ہاتھوں سے تو نہیں دیتا مگر اس حد کی رقم ایک سے میں ہی لاتا ہوں۔ یہ تمام تر کارروائی میرے ذریعہ ہوتی ہے۔ بعض مقامات پر بھوٹ بھی لانا پڑتا ہے۔ مالک روپیہ حاصل کرنے کیلئے کیا کچھ کرتے ہیں، اس کی تفصیل کافی لمبی ہے۔ اس صورت حال سے میں بہت پریشان ہوں۔ ایک طرف مالک کا حکم ہے کہ جس کا وہ مجھے معاوضہ دیتا ہے اور دوسری طرف شریعت! سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ میں کیا کروں؟ نوکری چھوڑ جا ہوں تو قند کھڑا ہو گا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سائل محمد امتیاز قادری

الجواب

ایسی ملازمت، جس میں ناجائز کام کرنے پڑیں، وہ ناجائز ہے۔ لہذا مسلمان کو یہ عقیدہ پختہ رکھنا چاہیے کہ رازق اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اسکی رضامندی کیلئے ایسی ناجائز ملازمت کو چھوڑ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے رزق حلال کے اور ذرائع پیدا فرمادے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

داڑھی اور ملازمت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص ملک و قوم کی خدمت کے جذبہ سے فوج میں ملازمت کرنا چاہتا ہے اور جب بھرتی کیلئے انٹس میں جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زیننگ کے دوران داڑھی نہیں رکھ سکتا۔ تربیت کے بعد داڑھی رکھنے کی اجازت ہے، دوران تربیت داڑھی منڈوانا ہوگی۔ کیا ایسی نوکری کرنی اور دوران تربیت جو تنخواہ ملے گی اس کا لینا جائز ہے؟

سائل محمد جنید، نند کرچی

الجواب

ازمہ رکھنا عہدہ صحیح میں واجب ہے۔ لہذا یہی فہم نہ کرنا جائز نہیں، اس میں واضحی نہ رکھنے کی

شک نہ ہو۔

قرض کی وصولی کیلئے کمیشن پر ملازم رکھنے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

ادھار کی وصولی کیلئے ملازم کو تنخواہ کے بجائے کمیشن دیا جاتا ہے۔ جیسے سو روپے پر پانچ روپے یا دس روپے۔ اس طریقہ کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔

سائل محمد شاہد قادری

الجواب

اس طرح کمیشن پر قرض وصول کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا

نہی رسول اللہ ﷺ عن فقیر الطہان

یعنی مقرر کے فعل سے جو چیز حاصل ہوگی، اس میں مزدوری مقرر کر کے اجارہ دیا جائز ہے۔

بروکر کی اجرت سے ملازمین کو کمیشن دینے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ زید پندرہ ریٹ میں نو مری کر تا ہے اور مارکیٹ میں ایک اصول بنا ہوا ہے کہ . . . (دول) کو جو اجرت دی جاتی ہے، اس میں وہ سو اس حصہ دو تان سے دیگر ملازمین کو دیتا ہے اور اس وقت ملازمین کو اجرت دینے سے پہلے ہی دو سو اس حصہ کاٹ لیتے ہیں اور ملازمین کو دے دیتے ہیں۔ اس اصول سے مالک، عوام اور دیگر سب واقف ہوتے ہیں۔ مجھے یہ معلوم کرتا ہے کہ یہ رقم جو ہم ملازمین کو دی جاتی ہے، جائز ہے یا نہیں؟ مجھے امید ہے کہ آپ اس سال کا جواب جلد ارسال کریں گے۔

سائل محمد الطاف قادری رضوی

الجواب

اگر مارکیٹ میں یہ بات متعارف ہے اور سب جانتے ہیں، اس بھی راضی ہے، اور مال خریدنے والا اور بچنے والا بھی واقف ہیں، تو ملازمین کو یہ روپیہ لینا جائز ہے۔

مع تنخواہ طویل رخصت کا حکم

الاستفتاء

لیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ . . .
زید ایک کمپنی یا فرم میں ملازمت کرتا ہے، سال کے اختتام پر ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ دی جاتی ہے۔
بیاشر مایہ تنخواہ لینا درست ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

سائل حافظ حبیب احمد

الجواب

کمپنی نے جو شرائط ملازمت طے کئے ہیں، ان پر عمل کیا جائے گا اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ سال میں ایک مہینے کی چھٹی مع تنخواہ دی جاتی ہے۔ کمپنی کے معاملات کو اس کی شرائط پر طے کرنا آسان ہے۔ لیکن وقف کا معاملہ مشکل ہو گا ہے، کیونکہ وقف کی آمدنی کو خرچ کرنے کی شرائط سخت ہوتی ہیں، اس میں فقہاء نے ہدایں، ائمہ اور قاضی دینیہ کو چھٹی کے زمانے کی تنخواہ لینا جائز لکھا ہے۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ نے فتاویٰ شاہی میں لکھا

قال فی الاشہاء وقد اختلفوا فی اخذ القاضی ما رتب له فی بیت المال فی
یوم بطالته فمال فی المحيط انه یاخذ لانه یستریح للیوم الثانی
اس کے بعد ہے

فحیث كانت البطالة معروفة فی یوم الثلاثاء والجمعة وفی رمضان و
العیدین یحل الاخذ

(کتاب الوقف، مطلب فی استحقاق الناصی والمدرس الرظیفۃ فی یوم البطالة،

صفحہ: ۲۱۱، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

الاشہاء والخائر میں فرمایا کہ فقہاء نے قاضی کو چھٹیوں کے دن کی محکوم لینے میں اختلاف کیا ہے جو قاضی
کیلئے بیت المال میں سے مقرر کیا گیا ہے تو محیط میں فرمایا کہ چھٹی کے دن کی محکوم لے گا کیونکہ دوسرے دن گرام
کرے گا۔ اس طرح کی جو چھٹیاں مشہور معروف ہیں مثلاً، جمعہ، رمضان اور عیدین میں۔ تو ان دنوں کی محکوم
لینا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کمپنی کی اجازت کے بغیر اوور ٹائم کا معاوضہ لینا

الاستفتاء .

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

میرا دوست ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت کرتا ہے، اس کا ٹائم صبح آٹھ بجے سے دو بجے تک ہے، مگر اسکو
وہاں کبھی ایک گھنٹہ اور کبھی دو گھنٹے اضافی دینے پڑتے ہیں۔ اس کیلئے کمپنی سے جب بات کی تو اس نے اوور ٹائم دینے
سے انکار کر دیا۔ کام کمیشن کا ہے کہ اپنے ٹھیک ٹائم پر وہ نکل ضمیمہ سکا اور نہ کام چھوڑ سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ
کمپنی کو دئے بغیر کمیشن میں سے دو گھنٹہ زائد کام کرنے کا معاوضہ لے سکتا ہے؟

الجواب

کمپنی اگر دوسرا نام کا معاوضہ نہیں دیتی ہے، تو آپ اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور آپ کا مطالبہ کمپنی تسلیم نہ کرے، تو آپ ملازمت چھوڑ سکتے ہیں مگر کمپنی کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔

اصل ڈیوٹی چھوڑ کر دوسری ڈیوٹی کی تنخواہ کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص گورنمنٹ کے کسی شعبہ میں ملازمت کرتا ہے، لیکن وہ دباں اپنی ڈیوٹی اور انہیں کرتا ہے اس ادارے میں واقع مسجد میں امامت کروا رہا ہے۔ جبکہ اس کو تنخواہ اس ڈیوٹی کی ملتی ہے نہ کہ امامت کی۔ اس صورت میں امام صاحب کیلئے تنخواہ وصول کرنا جائز ہو گا یا نہیں، اور ان امام صاحب کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟
سائل عبد الجلیل

الجواب

گورنمنٹ ملازمین اس بات کے پابند ہیں کہ جس کام کیلئے انہیں ملازم رکھا گیا ہے وہ کام کریں اور ڈیوٹی کا پورا وقت اس آفس میں گزاریں، ملازمین میں سے کسی ملازم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ایسی رخصت دیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ آفس کی ڈیوٹی پوری کرے اور جب نماز کا وقت آئے تو آفس والوں کی امامت بھی کرے۔ صورت مسئلہ میں امام گورنمنٹ کا کام نہیں کرتا ہے اور تنخواہ وصول کرتا ہے اور سرکاری کام کی جگہ نماز پڑھا دیتا ہے، یہ ناجائز ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعداء (دوبارہ پڑھنا واجب) ہے۔

مخلوط سرمایہ رکھنے والی کمپنی میں ملازمت کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

میں جس کمپنی میں ملازم ہوں، وہ وہ ایسا وغیرہ ہوتی ہے۔ میرے ذمہ کمپنی کے مندرجہ ذیل معاملات کو

نبھانا ہے

(۱) آمدن ٹیکس کے معاملات (۲) انشورنس (۳) واجب الادا قرضہ جات میں سود انشورنس اور قرضہ جات کے بارے میں وضاحت۔

میں بذات خود یہ کاروبار نہیں کرتا بلکہ محض کمپنی سے ملازم کی حیثیت سے، ان کا حساب و کتبہ رکھتا ہوں اور تنخواہ میری محنت کا عوض ہے۔ لہذا معلوم یہ کر رہے کہ

(۱) ایسی صورت میں میری تنخواہ کس نوعیت کی کہلائے گی؟ جائز، ناجائز، حرام، مکروہ، ضعیف یا کچھ

نور؟

(۲) اگر صورت اس طرح جاری رہے تو اس آمدنی کے مصارف کے میری اور میری بیوی بچوں کی روح و جسم پر کیا اثرات ہوں گے، حج، زکوٰۃ اور دیگر فطری صدقات کی قبولیت کس درجہ کی ہوگی؟

(۳) اگر میری تنخواہ کسی صورت میں ناجائز ہے تو کیا ملکی، معاشی اور معاشرے کے اجتماعی پھل کے پیش نظر کسی اور مصلحت کے پیش نظر کوئی جواز کی صورت ہے کہ میں اپنی ملازمت اسی صورت میں جاری رکھ سکوں؟ اگر کوئی جواز ممکن نہیں تو ملازمت کی موجودہ ذمہ داریوں میں تبدیلی ضروری ہوگی۔ لہذا اب تک کی حاصل اور جمع شدہ سرمایہ کے بارے میں میرے لئے کیا شرعی حکم ہے، کیا یہ میری ملکیت ہے، کیا میں اس میں تصرف کا مجاز ہوں؟ میری ملکیت میں ایسی چیزیں ہیں مثلاً مکان، مکان سے کرایہ کی آمدنی، فنان سرمایہ، تجارت کا نفع، جمع رقم، نیز میری موت کے بعد کیا وراثت کی منتقلی میں کوئی خلل واقع ہوگا؟

الجواب :

معصیت (گناہ) پر جو اجارہ ہوتا ہے، وہ فاسد ہے اور اسکی اجرت بھی ناجائز ہوتی ہے۔ مثلاً گانا گانا اور تصویر ملانا وغیرہ۔ لہذا بیعت کی ملازمت کمپنی کا حساب لکھنے کی ہوتی ہے، اس میں کوئی خاص معین فعل پر ملازمت نہیں ہوتی۔ لہذا ملازمت جائز ہے۔

اس میں جن ذرائع سے آمدنی ہوتی ہے اور جس طرح خرچ ہوتا ہے، اس سب کا اندراج اکاؤنٹس کرتا

سے۔ کچھ کاغذ، کینڈ اور مالکان دھرم سے سو، مے روپیہ، صوبی، سود کی شرح نیز سو کے کاغذات پر وہ جو۔۔۔ کرتے ہیں، ان کا دست کو وہ بتا دیتے ہیں کہ یہوں سے اتنا روپیہ قرضہ لیا گیا ہے، وہ آمدنی میں لکھ دیتا ہے۔۔۔ یہ یہوں کو دیا جاتا ہے، بیک حساب کر کے بتا دیتا ہے کہ اتنا سود ہوا اور اصل کے ساتھ مل کر یہ رقم ہو گئی، مالکان کرتے ہیں، ان کا دست کو بتاتے ہیں کہ یہوں کو اتنی رقم دی گئی اور اس کی تفصیل بتاتے ہیں کہ اتنی اصل رقم ہے، اتنا سود ہے، ان کا دست غرق لی مد میں اسے تفصیل سے لکھ دیتا ہے۔ سی طرف مالک حضرت رشوت، بیتہ جیہ رشوت کھاتاں میں لکھی جیسی جاتی تو حکم دیتے ہیں کہ حفرق عنوان، مگر لکھ لو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا دست سود کے حساب کتاب کا نقل کرنے والا ہے۔

حدیث میں سود کا نقد لکھنے والے پر لعنت آئی ہے۔ اس سے مراد وہ اقرار نامہ لکھتا ہے، جس میں سود کا حساب کتاب لکھنا ہوتا ہے۔ مثلاً اس نام پر ہر معاہدہ لکھتا ہے کہ میں فلاں ابن فلاں نے فلاں ابن فلاں سے اتنا روپیہ قرض لیا اور یہ شرح سود مقرر ہوئی اور دوسری شرائط جو طے ہوں، ایسا اقرار نامہ لکھنے والے پر لعنت ہوتی ہے۔

اسی طرح یہوں میں منیجر اختیارات کے مطابق قرض دیتے ہیں اور شرح سود طے کرتے ہیں۔ پانپ کرنے والوں کو مضمون بتا دیتے ہیں وہ فارمز پر پانپ کر دیتے ہیں۔ یہ کاغذات لکھنے والے اور پانپ کرنے والے سود کا حساب کرنے والے بھی، اسی وعید میں داخل ہیں۔ ان کا دست اس قسم کی کوئی تحریر نہیں کرتا ہے۔ لہذا اس وعید میں تو داخل نہیں، مگر اس کیلئے یہ لکھنا بھی اچھا نہیں۔ بیک کی ملازمت چونکہ مطلقاً حساب کتاب کی ہے۔ ہر حال ان کا دست کی ملازمت اجارہ فاسدہ نہیں ہے اور اس کی اجرت بھی ناجائز نہیں ہو گی۔

دفتر وغیرہ سے بلا اجازت ٹیلیفون کرنا

الاستغناء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید کے دفتر میں ٹیلیفون ہے۔ اگر وہ اپنے افسران بالا سے پوچھ کر کرتا ہے، تو اس کو اجازت مل جاتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر دفتر سے جا چکا ہے اور دفتر کا وقت ختم ہو گیا ہے، اب زید وہیں حرم کرب لا اجازت چوری چھپے ٹیلی

لوں رہتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ یہ سب کچھ کیا وجہ سے ہوں داخل افسر سے ہم نہیں کرتا۔
وہ ان خطوں کے حالات میں تھے جہاں یہ لوگ اس کا افسر رہا۔ وہ تھے۔ انہیں چاہتا ہے کہ فون کرنے کے لیے
کے لیکن ان کی کوئی صورت نہیں کیونکہ فون کے بل میں اس کی شکل دیکھ کر ہے۔ اب اس کا نام نہ پتا نہ آیا وہ رقبہ
میں غریب لوگ رہتے ہیں۔ اس کے رہنے والا نہ رہے۔ پہلی بار بہت متعلقہ رہا۔

الحج وأب

اور نسبت سے تماموں میں فرضی افسر کو یہ حق نہیں ہے۔ وہ اپنے بیوی بچوں کا وہاں پہلے فون ہے۔
 صرف راجہ جی کا وہاں سے پہلے فون نہ کر سکتا ہے۔ افسر کو یہ ہے۔ تمام کا اختیار نہیں ہے۔ وہاں وہاں کی اجازت اس
 طرح ہے۔ سب سے پہلے بیوی بچوں میں مالک کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنی فون کرنے کی اجازت دے۔
 اس میں ہم اجازت نہیں دیتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنی فون استعمال نہ کرنا ہوتا ہے۔ وہاں وہاں کی اجازت دینا بھی جائز نہیں
 ہے۔ جتنی بار اپنی فون استعمال کر چکے ہیں۔ حساب کر کے یا اندازہ کر کے کسی غریب آدمی کو جو رقوم دینے کا
 عہدہ ہوتا ہے وہاں پہلے جائیں۔ یہ قسم ان کا ہے۔ جو ملکی میں کر چکا ہے۔ آئندہ یہ بھی جائز نہیں ہے
 بلکہ ہر قسم کی مال شائع کرے اور آسمان فقیروں کو دے۔

یونس اور چھٹیوں کی منخواہ کا حکم

الاستثناء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اُمر کوئی اہلِ ہدایت نہیں کہتا کہ اس نے ایسا نہیں کیا، جو کہ اس نے نہیں کیا۔

ذیول اپنے کی سختی نہ ہو تو یہ نفس اور ہن چیزوں کے چمے لینا جائز ہیں یا نہیں؟

(۲) مرثیائی: غیر ہلی وجہ سے میرزاخانے کیلئے یونین ٹاما، امان سے معاہدہ کرنا نیز سراج چٹھیوں کے پیچھے

لینا چاہتا ہوں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر ممنون مشکور فرمائیں۔

سائل غلام نبی قادری، لانڈھی، کراچی

نحوہ

- (۱) سال میں مذکورہ چیزوں کیسے پیسہ بھاڑا اور منگانی کی صورت میں اضافی رقم لینا درست ہے۔
- (۲) جو ادارہ اپنے ملازمین کی ہفتہ واری چھٹی اور سرکاری چھٹی معہ تنخواہ کے دیتا ہے۔ لہذا اس ادارے کے مزدوروں کا بھی ان چھٹیوں کے پیسے لینا جائز ہے۔



حدود کا بیان

قاتل اور قتل کروانے والے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ
ایک شخص کسی کو قتل کروانے کیلئے کسی کو اجرت پر مامور کرتا ہے۔

(۱) جس نے قتل کیا وہ مجرم ہے یا قتل کروانے والا؟

(۲) قتل کروانے والا قتل کروانے کے بعد حج پر جانا چاہتا ہے۔ کیا اس کا حج لو اہو گیا نہیں

مسائل ضیاء الدین احمد، شیریں جناح کالونی، کلکتہ، راجی

الجواب

قصاص! اے احکام میں مجرم وہی ہے، جس نے قتل کیا۔ قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا۔ مگر گناہ میں
دونوں شریک ہیں۔ اس کام کیلئے روپیہ خرچ کرنا اور قتل کا پیسہ لینا دونوں حرام ہیں۔ حقوق العباد حج سے بھی معاف

قصاص صرف تلوار سے لینے کا حکم

استفسار

کرمی و نعتی حضرت امام باقرؑ و قمر الدین صاحب

سلام علیہم ورحمۃ اللہ علیہم

امید ہے کہ جناب کے مزاج بخیر رہے۔ حضرت امام کا سبب ان سے مجھے بتایا۔ جناب نے میں نے ایک ریڈیو پر تقریر سماعت فرمائی تھی ان تقریر میں میں نے ایک مسئلہ جو اب میں سمجھا کہ "قصاص میں چائے تلوار کے ذکر حکم کو پچاسی پر چڑھا دیا جائے" "جیہ سے مار دیا جائے تب بھی" "موت سے" جناب نے اس پر اعتراض کیا اور فرمایا کہ یہ مذہب اہل حنیفہ سے خلاف ہے اور "قرۃ الباسیف" کے بھی خلاف ہے۔ فقیر متعجب ہے کہ جناب نے خدا سے مت میں چند اہل روئے خیر رہا ہے۔ امید ہے کہ جناب نے مٹھ پر عمر سے بعد قیمتی راہ سے متعلق فرمایا ہے۔

میرے نقطہ نظر سے کہ "قرۃ الباسیف" میں حصہ اضافی ہے اور صرف یہ ہتھکڑیاں ہوتی ہیں۔ قصاص میں قتل سے طریقہ قتل یا قتل میں مماثلت ضروری نہیں ہے جیسا کہ بعض محدثین نے فرمایا ہے بلکہ صرف "زنا" و "ارواح کا جسم سے نکلنا" مقصود ہے اور اس سے تریس کے قتل کا حکم ہے اور اس حدیث مذکور سے قتل نظر "لیسو احسن" (آسان ترین) صورتہ لہذا روئے کا یہی ہے کہ اس نے حنیفہ نے اسکو اختیار کیا لیکن نہ مقصود یہ نہیں تھا کہ اس سے بھی "ایسہ" (آسان) کوئی اور طریقہ موجود ہو جو اس میں مرگت ائے کام کا مسموم نہیں ہے۔ اس اجمال کے بعد مد نظر سے۔ اس حدیث کا یہ اور مضمون بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے

معنی الحدیث ان النصاص لا یحب علی القاتل الا اقل بالحدیدۃ او ما فی معناه

(اعلا، المسند، جلد ۱۸) کفایہ الحیاتیات، باب قولہ لا یؤد الا بالسیف صفحہ ۱۰۰۰، مکتبہ عباس احمد بابر، مکہ المکرمہ)

اس اعتبار سے یہ حدیث قتل کے قتل کا طریقہ بتانے کیلئے نہیں ہے بلکہ اس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قتل کا سبب تلوار کا ہونا ہے۔

مہر تھو، خود کہتے ہیں

الاصغر فی اختیار السیف اذاہ للتصاغر ایضا اسرع فی القتل وانه یبرق
وح لحضی دیسر ما یمکر من الالم والعذاب فاذا وحدث اداة اخرى اسرع من
السيف . اھن ایلاماً فلا مانع شرعاً من استعمالها فلا مانع من استقاء القصاص
بلمتصلة والکرمی الکھربانی وغیرہا مما یصلی الی الموت مسمولۃ واسرع ولا
یحف الموت عنہ عادہ ولا یترتب علیہ تسلیل بالمقاتل ولا مصاعقة تعذیبہ
(القشیرع الحنای، جلد ۱) المنعت الرابع . صبحہ ۱۵۴.

دار الکتاب العربی . بیروت

ان معلومات کے ساتھ مذاکرہ ہے کہ اس مسئلے پر حریہ غور فرما کر فقیر کو مطلع فرمائیں۔

والسلام مع الخیات

سید شجاعت علی

الجواب

محبتی جناب مفتی شجاعت علی صاحب کادری

• علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب تک آپ ناخط نہیں آیا تھا تو میں حسن ظن کی بناء پر آپ کے جواب کو سو (بھل) سمجھتا تھا مگر آپ کا
خط آنے کے بعد معلوم ہو کہ یہ جواب عہد اوایا گیا ہے۔ لہذا آپ کو یہ جواب لکھ رہا ہوں۔ آپ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ
قصاص میں قتل کا کوئی مقرر طریقہ ہے یا نہیں؟ تو حقیقی مفتی ہونے کے اعتبار سے آپ کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ
قصاص صرف کھوار کے ذریعہ لیا جائے گا اس لئے کہ امر ثلاثہ (یعنی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ
علیہم) کا یہی قول ہے اور اس کے خلاف فقہ حنفی میں مقبول نہیں ہے۔ اور لا قود الا بالسیف (قصاص صرف کھوار کے
ذریعہ ہے) اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ امام جعفر اندون محمد ازدی النصری طحطاوی متوفی ۳۶۱ھ نے شرح معانی الآثار
میں باب کا عنوان یہ مقرر کیا "باب الرجل یقتل رجلاً کیف یقتل" اور اس بارے میں "لا قود الا بالسیف" کو مستند
اسناد کے ساتھ بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا

و غوفول بی حنیة و بی یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعہ

(جلد ۲) کتاب الحایات، باب الرجل یقتل رجلا کیف قتل، صفحہ ۱۰۲.

مکتبہ حنائیہ، ملتان)

یعنی نور محمدی امام اعظم، امام ابو یوسف و محمد کا فرمان ہے۔

یہ ملاو و غار فی و مسلم و صحاح کی اکثر کتابوں میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو

یا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس یہودی کو لایا گیا

فمنزلہ رسول اللہ ﷺ بین حجرین

تو رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو پتھر کے درمیان قتل فرمادیا۔

واقعہ کی بناء پر حنفیہ کے علاوہ تمام ائمہ و محدثین کا مسلک یہ ہے کہ قاتل جیسے قتل کرے گا قصاص

میں ہی طرح قتل کیا جائے گا۔ اس حدیث پر امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں

و منبأ ان النحانی عمدا یقتل قصاصا علی الصنفۃ الثی قتل فان قتل

بالتیغ قتل غو بالسند و ان قتل بحجر او خشب او نحرهما فقتل بمثلہ لان

الیهودی ضحیٰ فرضح هو

(مسلم شریف، جلد ۲) کتاب المساماة، باب ثبوت قصاص، صفحہ ۵۹.

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور ان ہی مسائل میں سے یہ بھی ہے کہ قصداً نہی و جرم کرنے والا قصاصاً قتل کیا جائے اسی طرح جس

جرم سے جرم کیا تھا پس اگر اس نے تلوار سے قتل کیا تھا تو وہ بھی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور اگر پتھر، گولی یا لٹ

جھتی کی اور چیز سے قتل کرے تو اس کو بھی اس جیسی چیز سے قتل کیا جائے گا چونکہ یہودی نے اس عورت کا سر کچل

یا تھا اس لئے اس یہودی کا بھی سر کچل دیا گیا۔

ورق بالا حدیث کی شرح عمدۃ القاری میں شارح فتاویٰ الشیخ الامام العلامة بدر الدین ابی محمد محمد بن احمد

العینی التوفی ۸۵۵ھ نے لکھا

و اختلف العلماء فی صفة القود فقال مالک انه یقتل بمثل ما قتل به فان

قتلہ بعصا، یحجر او بالحق او بالتغیر، بمثلہ، بہ قال الشافعی و احمد و ابو

بلاوجہ کافر کو قتل کرنے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب السلام علیہم

مروئی مسلمان اور احب میں داخل ہو گیا ہو تو کیا...! احرب میں حریف کافر کو قتل کر سکتا ہے نیز حریف جہل چوری کرے کسی اور طریقہ سے حاصل کرے استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

سائل رشید محمد صدیقی

الجواب

کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کافر و مرتد کو دارالاسلام یا دارالافتاء میں قتل کرے۔ کفار کو مندرجہ ذیل شکل و صورت میں قتل کیا جائے گا۔ اور انہیں دعوت اسلام دی جائے گی اگر قبول کر لیں تو وہ مسلمانوں کے بھائی ہوں۔ اور اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی تو پھر بھی انہیں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اگر جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے جہاد کیا جائیگا۔ اور ان کو قتل رہ جائے جو مقابلہ میں آئیں گے۔ اسی طرح کسی کافر کا مال دہ کر، چوری کرے یا دھوکا دے یا دارالحرب سے دارالاسلام میں راہ مسلمان کیلے جائز نہیں۔ کیونکہ مسلمان دھوکہ باز نہیں ہوتا۔

ضارب و مضروب کیسے حکم

الاستفتاء

لیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ

عارضہ اور دواعیہ میں قصاص نہ یا دیت یا دونوں سزا میں؟ چار افراد نے عمارت کو اتنے کے مارے کہ زید غم جان ہو گیا اور وہ بالوقت مضروب کے جسم پر نشان ضرب باقی رہے۔ حکومت عدل ضارین پر شرعاً قصاص کا حکم بہت زیادت کا یا بروہا کا اور دیت کی ادائیگی مشقہ کہ کریں یا طلعہ علیحدہ علیحدہ۔ ہر ایک ضارب پر قصاص اور اگر نے کا حکم کیا ہے؟

سائل قادی مابد حسین، جامع مسجد محسن العارمین، ننگی والا، جی ٹی روڈ، کوہ جرنوالہ

مہارت مسافر میں تعاقب و ہمت نہیں۔ معصیت اوصاف کی برتری۔ یہ اقدار برسہ کہ محض مغرب کے خیم ہونے تک معاف اور وہ یہ پر جتنا غرت ہو گا وہاں ضارکین کو آکر کا زخمی ہو گا۔ علامہ طاء الدین مکتبی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ المدینہ منورہ

والحرصة والامعة والناصعة والملاحمة والسحقى حکومت عدل
سے بعد آئے چل کر فرمایا

تفسير الحكومة هو ما يحتاج اليه من السنة احرة الطبيب والادوية الى ان

یبرا

(بر حاشیہ سامی، جلد ۵) کتاب الدیات، فصل فی السجاح، صفحہ ۴۱۲، مکتبہ
رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی حال پھنسنے والے زخم، خون بہنا، خون ٹپکنے، گوشت پھنسنے اور ہر کی ہڈی کے زخم میں زہری کی کا فیصلہ کیا
جائے گا۔ اور فیصلہ سہو سے یہ ہے کہ ہمارے ڈاکٹر کی فیس اور ادویات کی قیمت وصول کی جائے گی۔

رجم و سنگسار کا بیان

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

والسلام علیکم

آپ کو معلوم ہے کہ بہت سارے پاستانی عرب میں ہیں۔ اکثر اوقات دینی مسائل میں گفتگو ہوتی رہتی
ہے۔ بعض مسائل ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ ہمیں عربی زبان پر عبور حاصل نہیں اس لئے ہم سعودی علماء سے
رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔ جن کل ہمارے یہاں رجم (سنگسار) کا موضوع چل رہا ہے۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ
قرآن وحدیث کی روش سے اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

سائل نصیر احمد، سعودی عرب

الحجواب

رجم کا حکم قرآن میں تھا اور الفاظ یہ تھے

لَسْتِجِ وَالشَّيْخَةُ إِذَا رُبِّيَا هَارِجُوهَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

یعنی بوجہ حرام اور بوجہ عورت زنا کر رہی تو ان کو رجم کرو اور اللہ کی جانب سے یہ عتاب ہے اور اللہ غالب ہے

نور ۱۰۰، ۱۰۱۔

اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ حدیث پاک میں ہے اور اس حدیث کو عساکر الملک والدین ابو الحسن

نام مسہن الحجاج القسیری متوفی ۲۶۱ھ نے اپنی صحیح مسلم میں نقل کیا ہے

عن عبد الله بن عباس يقول قال عمر بن الخطاب وهو جالس على منبر

رسول الله ﷺ ان الله بعث محمداً ﷺ بالحق وانزل عليه الكتاب فكان مما

انزل الله عليه اية الرحم قرأناها وبها ووعبناها وعقلناها ورجمنا بعده فاخشى ان

طال بالناس زمان ان يقول قائل ما نجد الرحم في كتاب الله فيصلوا بترك

فريضة انزلها الله وان الرحم في كتاب الله حق على من رضى اذا احصن من

الرجال والنساء اذا قامت البينة او كان المعبول او الاعتراف

(جلد ۲) کتاب الحدود، باب حد الزنا، صفحہ ۶۵، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ

نے منبر رسول پر بیٹھے ہوئے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب

نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو آیات نازل کیں، ان میں رجم کی آیت بھی تھی ہم نے اسکو پڑھا، یاد رکھا اور سمجھا

۔ اور رسول اللہ ﷺ نے رجم فرمایا اور اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ سو مجھے خوف یہ ہے کہ زیادہ زمانہ گزرنے کے

بعد کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرض کو ترک کر کے لوگ

مکروں کو ہو جائیں گے بے شک رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں باقی ہے ان شادی شدہ مرد و عورت کیلئے جو زنا کریں

اور گواہوں سے اسکا ثبوت ہو جائے یا وہ حامل ہو جائے یا ان میں سے کوئی بھی اعتراف کر لے۔

اور بخاری و مسلم ہی میں اور اے واقعہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا
اعندنا انیس الى امرأة عدا فان اعترفت فاحمب قال فعدا عليا
واعترفت فامر بها رسول الله ﷺ وجنت

(نو۔ ۱)

اور اے انیس اس شخص کی بیوی کے پاس چلا اور مرد و عورت الگ الگ تھیں اور انہوں نے کہہ دیا کہ وہ صبح اس کے پاس گئے اس نے اقرار کر لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کو رجم کر دیا گیا۔
فیہ بخاری و مسلم میں ایک طویل حدیث میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ یہ عدا میں ایک مرد و عورت نے زنا
کیا تھا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور توریت کے بارے میں حضور ﷺ نے ان سے سوال کیا
کہ اس میں رجم کا حکم ہے یا نہیں تو انہوں نے انکار کیا تو توریت کے موافق لینی نبیوں نے توریت کو حکمِ الہی قرار دیا
تھا کہ رجم کر دیا جائے اور اس کے بعد اور پہلے والی گیت پڑھ دیں جب ان کا ہاتھ اٹھوایا گیا تو ان میں سے رجم بھی ہوئی
تھی تو ان دونوں زانیوں کو رجم کیا گیا۔

(حوالہ ہا۔)

اس سے معلوم ہوا کہ رجم کا حکم توریت میں بھی تھا اس کے بعد مسلمانوں نے اس میں تردید کی تو فی وجہ

نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

حد قذف

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں محققان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ
زنا کی تہمت لگانے والے کی کیا سزا ہے؟ وضاحت فرمائیں جبکہ کوئی بھی عمل نہ ہو۔

سائلین محمد عبداللہ، مارتھ کراچی

جیسے چار سو ۱۰۰۰ جوتی ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰۰ جوتی ان طرح دیکھیں کہ جیسے سلاخی، سرمد دانی میں ہوتی ہے۔ جو ہاں چار بھی سو تھیں اس طرح نہ دیکھیں بلکہ ۱۰۰۰ حیرت کو کرے میں کسی طرف دیکھیں اور دوبرہنہ میں تب بھی اس پر زنا کی تمت نہیں لگاتے اور زنا کی تمت لگ میں کے تو ان پر "حد قذف" لگائی جائے گی۔ وہ وقت ہے۔ قذف، ہم میں ارشاد ہے

وَلَمَّا بَلَغَ مِنْهُمْ الثَّمَانَةَ لَمَّا لَمْ يَمُؤْا بِمَا رَغَّبُوا بِهِ لَعَنَهُمُ الْمُغْلَبُونَ فَاجْلَسُوا لَهُمْ فِي الْوُجُوهِ حُلْدَةً
تَلَوْنَ عَلَيْهِمْ حِكْمَتَهُمْ وَأَوَّلَ لَكَ عَمَ السَّنُونَ ۝

(سورۃ (۲۴) النور، آیت (۴۰))

اور جو پندرہ سال، قبل پر عیب لگائیں چار چار کو او معاہدہ کے نہ! میں تو انھیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی توانی بھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔

تممت لگانے والے کیلئے شرعی حکم

الاستفتاء

یافہات میں علامہ رام ان سلسلے نے بار میں کہ

ایک شخص کی شادی ہوئی اور وہاں وہ دن نوش رہنے لگے۔ اس لڑکی کی ماں اپنی بیٹی کے گھر جاتی ہے اور وہاں رہتی ہے، پھر وہاں امر لگاتی ہے۔ میرے والد نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور اپنی لڑکی کو ساتھ لاتی ہے۔ وہ اس الزام پر قسم اٹھاتا ہے کہ یہ باطل غلط ہے، جھوٹ ہے۔ ساس کا دعویٰ ہے کہ یہاں ہوا ہے۔ تو اس صورت میں شرعی فیصلہ لیا ہوگا۔ کیا اس صورت میں اس شخص کا کات باقی رہے گا یا نہیں اور کون مجرم ہوگا اور کس کی بات مافی ہائے کی بہرہ اور مشرعی فیصلے سے آگاہ فرمائیں۔ بینوا و تنو حروا

سائل غلام قمر الدین، مدرس دارالعلوم امجدیہ

کسی عورت کا کسی شخص پر بلا ثبوت یہ کہہ دینا کہ اس نے میرے ساتھ میلادتی کی ہے، قابل قبول نہیں۔ ثریبیت میں زمانے بارے میں یہ قانون مقرر کیا گیا ہے کہ زمانہ کا ثبوت چار مرد، عاقل، بالغ مسلمانوں کی شہادتوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر گواہ چار سے کم ہوں تب بھی کسی شخص پر زمانہ کا الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔ اگر چار سے کم گواہ ہوں اور وہ کسی شخص کے متعلق زمانہ کرنے کی بات کریں تو قرآن کریم نے ان کو جھوٹا کہا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو اسی کو زہر مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔

لہذا ساس کا دہاد پر الزام قابل قبول نہیں۔ سے توبہ کرنی چاہیے اور دہاد سے معافی مانگنی چاہیے۔ اس بارے میں شرعی حکم تو یہ ہے۔ لیکن دہاد کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ اگر اس نے شہوت کے ساتھ ساس کو ہاتھ بھی لگایا ہے یا "معاذ اللہ" نہ کیا ہے، تو اسکی بیعتی ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو گئی۔ لہذا آخرت کا خیال کر کے اگر واقعی ایسا ہوا ہے جیسا ساس نے الزام لگایا ہے تو اسے فوراً اپنی بیوی سے جدا ہو جانا چاہیے، ساس پہلے ہی حرام تھی اور بیوی اب حرام ہو گئی ہے۔

جانور کے ساتھ بد فعلی

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک شخص بیٹا ہے، جس نے ایک گائے سے غیر فطری فعل کیا۔ گائے کے مالک نے گائے کی قیمت وصول کی، اس شخص سے والد نے ان گائے کو دوسری جگہ فروخت کر دیا۔

(۲) گائے فروخت کر کے گھر نہیں پہنچا تھا کہ رستہ میں اس کے چمڑے کے دوسرے فعل کے بارے میں معلوم ہوا۔ اس نے بھری کے ساتھ بھی ایسا ہی فعل بد کیا ہے۔ شخص مذکور نے متعدد بار ایسے کام مختلف گاؤں اور بھریوں سے ساتھ کئے ہیں۔ ایسے کوئی کیلئے شرع مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ نیز ایسے بد خفت شخص کی پشت پناہی کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

مسائل ملک مان

الجواب

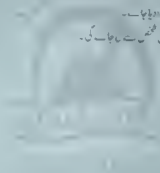
محدث شریف میں ایسے شخص سے روئے میں سخت توقع فرمانی۔ اس سے پہلے کہ وہ
 اس کا کارنامہ سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے کہ اسے مانتو تہمت نہ لگے۔ ایسے
 چادر سے مارے میں یہ علم ہے کہ اس کو فحش ہے۔ عاویہ عاویہ العزیز مصطفیٰ متوفی ۱۰۹۹ھ
 ہزار میں مصنف

مذہب ثم بحرق

(۳) کتاب العزیز مطلب فی مصر - ب ص ۱۰
 ملکہ شہیدہ بنتہ

ن چادر کو فحش کہے عاویہ عاویہ

اور اس چادر کی قیمت اس شخص سے لیا جائے گی۔



قسم اور گواہی کا بیان

حلف پر فیصلہ صادر کرنا

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب
السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ کیا عدالت فریقین و مدلل و ساف سے حصہ لیتے، قسم پڑی ثبوت سے حق سے محروم کر کے صرف حلف کے ذریعہ فیصلہ صادر کر سکتی ہے اور یہ فیصلہ روئے شریعت درست اور قانون میں ہو گا یا نہیں؟

سائل محمد کفیل، قصبہ ٹالوٹی، ریت

الجواب

شریعت کا قانون یہ ہے کہ مدعی سے گواہ طلب کئے جائیں اگر وہ شریعت کی شرائط کے مطابق گواہ بنیں

کے ساتھ کر دینی سمیت چلا جاتا ہے۔ اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اور گواہ پیش نہ کرے اور مدعی
میں سے کسی گواہ نہ ہو تو مدعی کو اس سے حلف (قسم) لینا چاہئے گا کہ وہ حلف اٹھاتا ہے
تو مدعی کا حق باطل ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حلف اٹھا کر کہے تو مدعی کا حق صحیح مان کر اس کے حق میں فیصلہ
کر دیا جائے گا۔ حدیث میں ہے: "ان حدیث و غیر المؤمنین فی حدیث الامام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری متوفی
۲۵۵ھ نے اپنی صحیح بخاری میں نقل کیا

المیثۃ علی المتعنی والیمیر علی المتعنی علیہ

(جلد ۱) کتاب الزہر باب اذا اختلف الراہن والمرتبین۔ صفحہ: ۳۴۲

فدیس کی عتب حامہ۔ کراچی

یعنی جو تین پیش کر دے مدعی کو اس سے حلف لینا چاہئے جس پر مدعی کا حق قائم ہو جائے
مدعی نے اگر تحریری، شہادی، ثبوت پیش کر دیا اور اس سے متاثر نہ ہو تو مدعی کو بھی پیش کر دینے تو اس سے بھی
کوئی ثبوت ہو جائے گا لیکن مدعی سے کسی صورت میں حلف نہیں لیا جائے گا۔ اس قانون شرع کے خلاف اگر کوئی
قاضی فیصلہ کرے گا تو شرعاً وہ فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔

صرف دعویٰ پر فیصلہ صادر کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
فرض کہ میں کسی مکان میں صرف ایک مرد اور ایک عورت یعنی خاوند بیوی یا بہن بھائی رہتے ہیں۔ اب
لوئی مرد و قتل کر دے تو جس کی گواہ صرف وہ ایک عورت ہے، عورت قاتل کو اچھی طرح پہچانتی بھی ہے۔ آیا اس
ایک عورت کی گواہی پر یہ القاتل سے قصاص لے گی یا کہ نہیں؟ بیہنوا و توجروا

سائل مقصود احمد

نحوہ اب

کسی چیز کا، قیاس میں ہو یا لوہا، بات ہے اور بنیادی نورت، پکھری یا قاضی کے سامنے واقعہ کا ثابت ہونا اور بات سے۔ تمام۔ یا کے قوانین میں جج اور حاکم، شہادت (گوواہی) کی بنیاد پر فیصلہ کرتے ہیں۔ شہادت نہ ہو تو دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ نے جو فرضی صورت لکھی ہے، اس میں لوگوں کو ابے بنی نہیں۔ وہ عورت تو مدعیہ ہے۔ مدعی اور کوہ کا فرق قویہ سمجھتے تھے ہوا ہے۔ اگر صرف مدعی کے کہنے پر دعووں کا ثبوت ہو جائے۔ تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اسی بات کو حدیث میں بیان کیا گیا اور اس حدیث کو عسکر الثبت والدین ابو العسین نام مسلم بن الحجاج القشیری نے سنائی ۲۶۱ھ نے اپنی صحیح مسلم میں نقل کیا ہے

عمر ابن عیاض ان العیسیٰ علیہ السلام قال لو نعطي الناس بدعواهم لما ادعى الناس ذمما. رجال و اموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه
(حد: ۲) کتاب الاقصبة، باب اليمين على المدعى عليه، صفحہ ۴۴،

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جس حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو صرف ان کے دعویٰ کی بناء پر ان کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے تو وہ لوگوں کے خون اور مال کا دعویٰ کر دیں گے اس لیے صرف دعویٰ کوئی چیز نہیں البتہ مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔
لہذا آپ کی فرضی صورت دنیا میں کوئی بھی دعویٰ کے ثبوت کیلئے کافی نہیں سمجھے گا۔

خدا اور رسول! کو حاضر و ناظر کہہ کر جھوٹی گواہی دینا

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
اگر کوئی شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے اور کہے کہ خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں مگر اس کے دل میں احساس ہو جا رہے کہ میں نے غلطی کی ہے تو ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب

بھائی کوئی دن ۶۰۰ کتاویسہ ہے۔ اور یہ مسرورہ اور رسول کو حاضر و ناظر جان، بات مر...
یہ نہ دہمات جھوٹ مو، تو ایسا منے والے کو تجدید ایمان اور ان شہابی شدہ ہے تو تجدید کج بھی ضروری ہے۔

ایفائے عہد

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مشایخ شرع متین اس مسئلے سے بارے میں کہ
ایک آدمی دوسرے سے وعدہ کرے کہ میرے ہاں اگر چہ پیدا ہو تو اس کو میں قصص دے دوں گا۔ اتفاقاً
ان کے ہاں وہ بچیاں پیدا ہوئیں، ان میں بڑی بچی کے بارے میں اس نے فیصلہ کیا کہ میں وعدے کے مطابق اس آدمی
و دے دوں گا مگر گھر والوں نے دینے سے انکار کر دیا اور اس بچی کا انتقال بھی ہو گیا۔ اب اس صورت میں اس کا وعدہ
پورا ہو گیا یا نہیں اور ایسا وعدہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

مسائل بابو دین قادری، لائڈھی، کراچی

الجواب

اس طرح سے وعدے نہیں کرنے چاہئیں۔ چہ کب پیدا ہوگا، بڑے ہوئے تک کیا حالات ہوں گے یہ
سب کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا ایسا وعدہ نہ کرے اور اگر کرے تو انشاء اللہ کے ساتھ مقید کرے۔ بچی کا جب انتقال
ہو گیا تو وعدہ پورا کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور ایفائے عہد کا بھی وجوب شرعی نہیں ہے۔ اخلاقیات میں سے
ہے۔ لہذا اگر کسی وجہ سے وعدہ پورا نہ کر سکے تو گناہ نہیں ہوتا ہے۔ احادیث میں وعدہ خلافی کی جو وعیدیں آئی ہیں وہ
”اس صورت میں ہے کہ جب وعدہ کرنے والا زبان سے وعدہ کرے اور دل میں یہ طے کر لیا ہے کہ اس کو پورا نہیں
کروں گا۔“

قسم کا بیان

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی شخص گواہی دیتے ہوئے یوں کہے "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو بات کہوں سچائی کہوں گا یا میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں" پھر وہ گواہی دیتے ہوئے واقعہ کے خاص پسو کو ظاہر نہ کرے کہ جس کا تعلق سزا یا رہائی سے ہو۔ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ بیلوا و نو حروا

الجواب

اس نے قسم کھاتے ہوئے جو کہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بیان کرے گا وہ سچ ہوگا جھوٹ نہیں ہوگا۔ یہ نہیں کہا جو کچھ جانتا ہوں سب بیان کروں گا، اس میں سے چھپاؤں گا نہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں اگر کچھ باتوں کو بیان نہ کرے تو اس کی قسم پر کچھ فرق نہیں پڑے گا یعنی کفارہ نہیں ہے۔

جھوٹی قسم کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور آج کل وفاتر وغیرہ کا جو حال ہے، اس سے آپ بھی حوٹی واقف ہوں گے۔ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ میں نے حکام بالا کے مجبور کرنے پر غلط بیانی اور جھوٹا بیان حلیفہ دیا لیکن میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے، آخرت کا اندیشہ ہے۔ نوکری باقی رکھنے کیلئے حکام بالا کے حکم اور زبردستی سے جھوٹی گواہیاں دینی پڑتی ہیں۔ ان حالات میں بھری کی کیا کسمل ہو سکتی ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔ آپ کا مشکور ہوں گا۔

سائل: صوبہ اتر محمد سرور، گوادور

الجواب

آپ نے جو باتیں لکھی ہیں، اگر یہ صحیح ہیں تو ایسی جمہوری قسم جو جان بوجھ کر کھائی گئی، سخت ترین گناہ گنہگار ہے۔ ”رزاق اللہ تعالیٰ ہے“ انسان پر، ذمہ ہے کہ ملازمت باقی رکھنے یا دنیاوی مفاد کیلئے اس طرح کی جمہوری قسمیں نہ کھائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کرے۔ اگر ملازمت چلی جائے گی تو اللہ تعالیٰ حصول رزق کا کوئی اور ذریعہ بنادے گا۔ جو عطا کرے گا آپ کر چکے ہیں، سچے دل سے توبہ کریں اور خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ وہ توبہ قبول کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔

عمل مستقبل کیلئے کھائی جانے والی قسم کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے ایک عورت سے قسم کھائی تھی کہ میں تم سے شادی کروں گا لیکن اس بات کا میرے گھر والوں کو علم نہ تھا۔ میرے گھر والوں نے میری شادی اپنی مرضی کے مطابق کر دی۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے کیونکہ میں نے جس عورت سے شادی کی قسم کھائی تھی، اس سے شادی نہ کر سکا۔ کیا قسم کا کفارہ دینا بوجب کوئی اور حل ہے؟

سائل: عبد الوحید، کورنگی، راجپی

الجواب

اس قسم میں یہ قید نہیں ہے کہ میں تم ہی سے شادی کروں گا۔ لہذا قسم ابھی ٹوٹی نہیں۔ اب بھی قسم پر عمل کرنا ممکن ہے کہ آپ اس عورت سے بھی شادی کر لیں۔ قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد واجب ہوتا ہے۔ اگر قسم افغانہ والے کی نیت میں یہ ہے کہ میں تم ہی سے شادی کروں گا اور کسی سے نہیں کروں گا تو اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی۔ اب کفارہ دیں۔ اور اگر یہ نیت نہ تھی تو قسم موت کے وقت ٹوٹ جائے گی اس وقت یہ ثابت ہوگا کہ اس عورت سے شادی نہ کی اس صورت میں کفارہ کی وصیت کرنا ہوگی کہ مرنے کے بعد ادا کر دیا جائے۔

کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ کر کھانا کھلائیں جس کو جمع کھلائیں اسی کو شام کے وقت

بھی نکلا میں۔ یہ اختیار ہے کہ اس کو ایک دن نکلا دینا یا ایک نو۔ اس دن تک روئے دونوں وقت نکلا میں اور اگر نکلا نکلا نہ لی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں۔ اور جسم بونے سے پہلے اگر نکلا وہ نکلا جائے تو اور اس میں دیتے۔

امین (امانت دار) سے چوری ہونے والے مال کے تادان کا حکم

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے سے بارے میں کہ
مذہب یا کوئی شخص مسجد کی مجلس کے بل کی رقم جمع کروانے جا رہا تھا، راستہ میں اس کی جیب کٹ گئی۔ کیا اس کو

تادان دینا ہوگا؟

سائل محمد احسان، جمشید پور، راجہ

الجواب

علامہ حسین منصور اوزجدی متوفی ۱۴۹۵ھ نے فتاویٰ قاضی خان میں لکھا

والمودع ان يسافر بمال الوديعه

اسر حاشیہ عالمگیری، جلد (۳) کتاب الوديعه، فصل هيمما بضمير المودع، صفحہ:

۳۷۳، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی امین کیلئے جائز ہے کہ وہ مال امانت کو ضرور بنائے ساتھ سفر میں لے جائے۔

لہذا صورت مسلولہ میں شخص مذکور مسجد کے بل کی ادائیگی کیلئے جو رقم اپنے ہمراہ لے جا رہا تھا اور وہ اسی طرح اس کی حفاظت کر رہا تھا، جس طرح کہ وہ خود اپنی رقم کی حفاظت کرتا ہے اور جیب کٹ گئی تو ایسی صورت میں اس پر اس رقم کا تادان نہیں۔

امانت ضائع ہونے پر ایمین سے تاوان لینے کا حکم

لاعتناء

یہ فرماتے ہیں علماء دین و محققین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

ایک آدمی اپنے چھوٹے جوار باغ میں لہو گھونٹنے سے اس کو اپنا چلچلہ سا مان و غیرہ اپنے اپنے لئے لے لے دیا۔

امت میں اسکو ریز ناجائزی میں ہے جو شکر کے سارا سامان لوٹ لیا گیا۔ اب تمام لوگ اپنا سامان یا اس کی قیمت مانگ

میں نے یہ سب کچھ دیکھ کر سوچا کہ کیا اس شخص پر سامان کا تاجرانہ دینا ضروری ہے؟

سائل ٺالو خان، مشهور ٺالوٺي ٺاڙچي

الحواب

صورت مسئول میں شخص یہ کہہ کر واقعی اپنے حوالے کی جانے والی باتوں کی، اسی طرح حفاظت کی

تھی، جیسا کہ وہ اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے باوجود، اس سے یہ امانتیں چھین لی گئیں، تو ایسی صورت

میں ان شخصوں پر ہوا ان نہیں۔ اور اگر اس شخص نے لن لمانتوں کی اس طرح حفاظت نہیں کی، جس طرح یہ اپنے مال

اور رہائش کی حفاظت کرے، تو اس صورت میں اس پر ۳۰ سال ہے۔

زندگی میں تقسیم وراثت کا بیان

زندگی میں تقسیم وراثت کے بارے میں اصول

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرے بھائی کی بیوی کے انتقال کو عرصہ دراز ہو گیا ہے، ان کے بطن سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے، جو کہ اس وقت شادی شدہ ہے۔ میرے بھائی نے ایک مکان خریدا جو کہ میری بھانج مرحومہ کے نام تھا۔ میری بھانج کے انتقال کے بعد میرے بھائی نے مکان ٹٹائی کیا۔ دوسری بھانج کے بطن سے سولہ لڑکے ہیں۔ میرے بھائی کا کہنا ہے کہ میں اس مکان کا حصہ اپنے بچوں کو شریعت محمدی ﷺ کے مطابق دینا چاہتا ہوں۔ لہذا انتہائی ادب کے ساتھ حضور ﷺ سے استمداء ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔

درخواست گزار: اظہار احمد عرف محمد شبیر ولد حافظ نور احمد مرحوم، لیاقت آباد، کراچی

محبوب

جان جب دینی نہ نام سے خرید کیا تھا تو ظاہر دینی سے لے دو دینی کی ملکیت تھا۔ دینی سے مرنے کے بعد
 میں نے کیا کیا اور یہ ذرا اور خود مشہور ہمارے ہوئے۔ اس مکان کا ایک چوتھائی حصہ شوہر کو ترکہ میں ملا ایک
 چوتھائی دینی کو اور آدھا اس کے کو۔ اب شوہر اپنے اس چوتھائی حصہ کو آخر زندگی میں دینا چاہتا ہے تو اسے چاہی دینی کی
 دے دو اور دوسری دینی کی نو ماہ سب کو دے اور دینا ہو گا۔ لڑکے اور لڑائی کے حصہ میں فرق مرنے کے بعد ترکہ تقسیم
 کرنے میں ہوتا ہے۔ زندگی میں دے اور دینا ہو گا۔ کئی دینا دینی کرنے لویا کسی کو۔ بے اور کسی کو نہ دینے کو حدیث میں ظلم
 تو رد کیا ہے۔ لہذا اگر وہ دینا چاہتا ہے تو اپنا حصہ دونوں دینیوں کی نو ماہوں کو دے اور دے دے۔

نوٹ

زندگی میں مال کی جو تقسیم ہوتی ہے اسے حقیقہ کہا جاتا ہے اور جو مرنے کے بعد مال کی تقسیم ہوتی ہے
 اسے ورثہ کہا جاتا ہے۔ لہذا زندگی کی تقسیم میں لڑکے لڑکی کو ہر گز دینا پڑتا ہے جبکہ ورثہ میں لڑکی کے مقابل
 لڑکے کو دو حصے ہیں۔ (محبوب)

واللہ تعالیٰ اعلم

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میں نے تقریباً ۲۰ سال قبل شادی کی۔ لہذا وہ نہ ہونے کے سبب دینی کی اجازت سے دوسری شادی کی،
 جس سے دو بچے ہیں۔ دونوں دینیوں سے بڑی کا سلوک کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک مکان اور کچھ بینک بینس بھی
 ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ زندگی میں یہ شرعی تقصیر کے مطابق تقسیم ہو جائے۔ براہ کرم رہنمائی فرمائیں کہ شریعت
 سے مطابق دونوں دینیوں اور بچوں کو کتنا کتنا حصہ آئے گا۔

سائل محمود حسین

الجواب

زندگی کے احکام سرے سے بعد ہوتے ہیں۔ مگر میں ہر شخص کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اولاد میں برابر تقسیم کرنے کا یہاں تک کہ لڑکے اور لڑکی کو برابر دے گا۔ بیویوں کو جتنا چاہتا ہے دے سکتا ہے۔ عمر دونوں بیویوں کو برابر دے۔

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم

مذاشر عرض یہ ہے کہ زندگی میں اپنا مال ورثہ میں تقسیم کرنا ہو، تو ایسے تقسیم کیا جائے؟

سائل خالدر فیض، پلیر سخی، راجپوت

الجواب

زندگی میں اگر کوئی شخص اپنی اولاد میں مال تقسیم کرنا چاہتا ہو تو لڑکے اور لڑکی کو برابر دے، کم زیادہ نہ دے۔ اور کسی کو دے اور کسی کو نہ دے، اس کو حدیث میں ظلم قرار پایا ہے۔ صرف دینی فضیلت کی وجہ سے زیادہ دے سکتا ہے یعنی جو لڑکا دینداری میں زیادہ ہو، اس کو زیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو امام ابی یوسف احمد بن محمد حمادی، مصری، الحمادی متوفی ۳۲۱ھ نے شرح مغانی الآثار میں نقل کیا۔

یعطی الابنۃ مثل ما یعطی الابن

بیٹی کو بیٹے کے مثل دیا جائے گا۔

(طحاوی ج ۳، ص ۴۰۰)

اسی قول کو مفتی بہ بتایا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

زندگی میں تقسیم ورثہ اور ورثاء کو قبضہ دینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری چھ اولادیں ہیں۔ چار لڑکیاں اور دو لڑکے۔ ایک لڑکے کے علاوہ باقی سب کی شادیاں ہو گئی ہیں۔ میری کچھ جائیداد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں اس کو فروخت کرے جس کا جو حصہ چاہتا ہے اس کو دے دوں۔ تاکہ آخرت میں جو لہ نہ ہوں۔

سوال یہ ہے کہ جو لڑکا غیر شادی شدہ ہے، اس کی شادی کے اخراجات نکال کر بقیہ رقم تمام ورثاء میں تقسیم کر دوں؟ نیز لڑکیوں اور لڑکوں کا حصہ کتنا کتنا ہوتا ہے؟

سائل عبدالکریم، حیدرآباد، سندھ

الجواب

شریعت کا اصول یہ ہے کہ ترکہ کو مورث کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ زندگی میں مرض الموت سے پہلے ہر شخص کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن باپ اپنی زندگی میں اپنی اولاد کو اگر کچھ دینا چاہے تو لڑکوں اور لڑکیوں کو ہر لہر لہر دے۔ اور جس کو دے گا اس کے قبضہ میں دے دینا بھی شرط ہے۔ ورنہ ہر باطل ہو جائیگا۔ جس لڑکے کی شادی نہیں ہوئی ہے، اس کی شادی کیلئے رقم طمچہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اپنی اولاد میں سے کسی کو دینا اور کسی کو نہ دینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرے ایک لڑکے کا مکان، دینا چاہتا ہے، اپنے خرچ سے۔ یعنی مکان کی زمین بھی خرید رہا ہے اور مکان بنانے کا خرچہ بھی، داشت کرے گا۔ اب میں یہ چاہتی ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں یہ مکان میرے نام پر رہے اور میرے

مے سے بعد یہ مکان اپنے کسی ایک یا آلیہ سے زائد بیویوں کو دے دوں یعنی ابھی وصیت لکھ دوں تو کیا یہ شرعاً
مے "جہد ان کے تین بیٹے و پانچ بیٹیاں موجود ہیں۔

الجواب

ہاں کے نام سے مکان مانا جاتا ہے اچھی بات ہے مگر ماں مالک ہونے کے بعد اپنی اولاد میں سے بی بی
وصیت نہیں کر سکتی ہے اور اگر وصیت کرے گی تو وہ وصیت باطل ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے: اور اس حدیث کو
دور سلیمین اشعث متوفی ۵۷۷ھ نے سنن اہل داؤد میں نقل کیا
فلا وصیۃ لوارث:

(حصہ دوم، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الوصیۃ لوارث، صفحہ ۴۰۰،
مکتبہ حقانیہ، ملتان)

یعنی وارث کے حق میں کوئی وصیت قابل قبول نہیں۔

اور اگر اپنی زندگی میں کسی کو ہبہ کرے گی تو تمام اولاد کو ہبہ کرنا ہو گا اور لڑکے اور لڑکیوں کو ہر لڑکے اور لڑکی کو
سے ۱۰۰ روپے اور کسی کو نہ دینے کو حدیث میں ظلم فرمایا اور پھر جن کو ہبہ کرے گی ان کو قبضہ بھی دینا ہو گا ورنہ ہبہ باطل
ہو جائے گا۔

نافرمان اولاد کو میراث سے محروم کرنے کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

والسلام علیکم

م گزارش عرض یہ ہے کہ اگر کسی کی اولاد نافرمان ہو، تو کیا باپ ان کو میراث سے محروم کر سکتا ہے اور کیا

اور یہ کہ دینے کے بجائے بنانا اور اسباب کسی نیک کام میں لگا دے مثلاً مسجد بنانا وغیرہ کیا یہ جائز ہے؟ از روئے شرع وضاحت فرمائیں۔

سائل: حافظہ فخر الدین، ڈرگم کالونی، کراچی

الجواب

اولاد و ارفاق ہو اور باپ کی نافرمان ہو تو باپ کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنا مال کسی نیک کام میں خرچ کر دے اور اولاد کو میراث سے محروم کر دے۔ علامہ زین الدین المعروف لانجمن موتی ۷۰۷۷ نے بحر الرائق میں لکھا: ولو كان ولده فاسقا فاراد ان يصرف ماله الى وجوه الحير ويحرمه عن الميراث هذا خير من تركه

(جلد ۷) کتاب الہبۃ . صفحہ: ۲۸۸ . مکتبہ رشیدیہ . کوئٹہ

یعنی اگر کسی کی اولاد فاسق ہو اور باپ چاہتا ہو کہ اپنے مال کو نیک کے کاموں میں لگا دے اور انھیں میراث سے محروم کر دے تو ان کو دینے سے یہ بہتر ہے۔

لہذا صورت مسئلہ میں اولاد کے جو حالات لکھے ہیں ایسی اولاد کو نہ دینا ہی بہتر ہے اور مسجد کیلئے وقف کر دینا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

عاق! کی شرعی حیثیت

الاستفتاء .

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

کیا والدین اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنی جائیداد سے عاق کر سکتے ہیں یعنی نافرمان قرار دے کر جائیداد سے محروم کرنا اور انکا یہ فیصلہ شرعی طور پر نافذ العمل ہو گیا نہیں؟

سائل: ایوب انصاری

الجواب

باق کے معنی ہر مان سے ہیں۔ لیکن باپ کا اولاد و لواحق مردینا اور اخباروں میں چھاپ دینا، اولاد کو وراثت سے محروم نہیں کرتا۔ ہر شخص زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے۔ جو چاہے تصرف کرے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی اور سب کے حصے قرآن پاک میں مقرر کر دیئے۔ لہذا اسی کے مطابق سب کو حصہ ملے گا۔

مورث کا ہر ابر تقسیم نہ کرنا

الاستفتاء

جناب عالی

السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ ورثاء میں دو بیٹے اور ایک بیٹی تھیں۔ میرے والد مرحوم نے ایک دوکان اور اس میں تجارتی سامان، جس کی مالیت تقریباً ۲۵ لاکھ روپے ہے، میرے بھائیوں کے نام کر دی۔ مگر ابھی انہوں نے بھی اس کو آپس میں تقسیم نہیں کیا۔ میرا حصہ اس دوکان کے علاوہ جو جائیداد ہے، تقریباً تین لاکھ ہے۔ اس میں میرا حصہ صرف ساٹھ ہزار رکھا ہے۔ اور میری جائیداد جو تقریباً پانچ لاکھ مالیت کی ہے۔ اس میں والد مرحوم نے بھائیوں کے کہنے کے مطابق اس میں سے تھائی حصہ اپنی بیٹیوں کیلئے وصیت کر دی۔ یعنی تقریباً کل جائیداد ۳۳ لاکھ ہے اور میرے حصے میں تین لاکھ ساٹھ ہزار آئی ہے۔ کیا میرے والد کو اس قسم کی تقسیم کرنے کا شرعاً کوئی حق حاصل تھا یا نہیں؟ بیہوا وقتو جروا

سائلہ شمیم اختر، سطح امتیاز حسن، ماڈل کالونی، کراچی

الجواب

جو دوکان والد نے اپنی زندگی میں اپنے لڑکوں کو دے دی تھی اگر اس پر لڑکوں کو قبضہ بھی دے دیا تھا تو یہ

یہ صحیح ہو گیا تھا۔ ذرا کے اس سے مالک ہو گئے تھے۔ والد نے یہ متاد کیا کہ صرف لڑکوں کو اتنی مالیت کی دکان دے دیں اور بڑی لڑکھ نہ۔ حدیث شریف میں اس کو عظم کہا گیا۔ اور اگر قبضہ نہیں دیا تھا صرف زبانی یا تحریری طور پر دینے کی قسم تو یہ دیکھا گیا ہے۔ یہ بغیر قبضہ سے باطل ہوتا ہے۔ لہذا اس میں ترکہ تقسیم ہو گا پانچ حصے کر کے دو دو حصے دونوں بھائیوں کے ہر ایک بہن کا ہو گا۔ اور تین لاکھ میں سے اچھ کو ساٹھ ہزار دس دینے وہ بھیج دیئے۔ باقی جائیداد جسے متعلق وصیت کا تذکرہ سوال میں ہے اگر اس وصیت کا ثبوت شرعی طور پر گواہوں سے ہو جائے تو وصیت پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کل ترکہ میں سے ایک تہائی مال میں وصیت پر عمل ہو گا باقی دو تہائی وارثوں میں تقسیم ہو جائیگا۔

سوال میں جو صورت لکھی اسکے اعتبار سے اگر دوکان کا حصہ صحیح ہو گیا تھا تو ترکہ تین لاکھ روپیہ نقد کا مکان ہے تو آٹھ لاکھ میں سے ایک تہائی یعنی دو لاکھ چھیانوہ ہزار چھ سو چھیانوہ روپے پوتیوں کو دے دیئے جائیں گے۔ باقی مکان کی قیمت کے پانچ حصے کر کے دو دو حصے لڑکوں کو اور ایک حصہ لڑکی کو مل جائے گا اور اگر دوکان کا حصہ صحیح نہیں ہوا تھا یعنی قبضہ نہیں دیا تھا تو ۲۵ لاکھ کی دوکان اور نقد اور مکان سب ملکر ۳۳ لاکھ ترکہ ہو گیا، اس میں سے پانچ لاکھ کے مکان کی وصیت تہائی سے کم ہے۔ لہذا پورا مکان پوتیوں کو دے دیا جائے گا۔ باقی دوکان اور نقد روپیہ ۵ حصے کر کے دو دو حصے لڑکوں کو اور ایک حصہ لڑکی کو دے دیا جائے گا۔

وصیت کا بیان

مرحوم کی وصیت کی شرعی حیثیت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ

حاجی محمد بھرا حسین کا انتقال ہو گیا۔ حاجی صاحب کی اولاد وغیرہ نہیں ہے، صرف ایک لڑکی ہے، ایک بیوہ، دو نور حقیقی اور بہن ہے۔ حاجی صاحب کی کوئی وصیت نہیں۔ صرف ایک کاغذ پر ضرور لکھا ہے کہ میرے بعد میرے بھائی میری بہن جو پنجاب میں ہیں میری بیوی اور میری لڑکی ہے۔ اور میری بیوی اور میری لڑکی زندگی تک مالک ہیں۔ اب حاجی صاحب مرحوم کی ملکیت اور مال کی تقسیم کس طرح وراثت میں ہو۔ کیا حاجی صاحب مرحوم کی بیوہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو تمام ملکیت کی مالک بنا دے یا لکھ دے۔ جبکہ حاجی صاحب مرحوم کی اس قسم کی کوئی تحریر نہیں ہے۔ غلامہ کیفیت سے مطلع فرمائیں۔

سائل جنید رفیع، بلیر، کراچی

حاجی محمد ابراہیم ۲۰۰ روپے تحت وصیت ہے۔ ۱۰۰ روپے ان میں سے ۵۰ روپے کا انتقال ہو جاتا ہے تو ۵۰ روپے جس سے ۱۰۰ روپے کا یہ چارہ اور حرم کی موردی سے تو اس کی اپنی جائیداد کی تقسیم کیسے ہوئی؟
سائل: محمد رفیق لطیف محمد سلام، شہداد پور، ضلع ساکھو، ضلع ساکھو۔

الجواب

نمبر ۱

میت: حاجی محمد:

باقی	زکی	بھائی	بن
۱	۳	۲	

صورت مسئلہ میں یہ فقیر صدق سائل، نیکو اور غلام و درندہ اورین بعد امور متقدم علی رت سب شرائط فرض ترکہ حاجی محمد ابراہیم (مرحوم) آخر سام (حصوں) پر منقسم ہو کر چار سام (حصے) ان کی لڑکی کو ایک بیوی کو ایک بہن کو اور دو بھائی کو ملیں گے۔ محمد ابراہیم صاحب کا دو مال جو انہوں نے کنایا اس طرح تقسیم ہو گا۔ اور جو مورثی مال ہے اس میں سے محمد ابراہیم صاحب کے حصے میں جو آٹھ گاوڑے بھی اسی طرح تقسیم ہو گا۔ اور ان کی بیوی کے انتقال کے بعد اس کے وارثوں کی تفصیل معلوم ہونے کے بعد حکم بتایا جائے گا۔ ابراہیم صاحب کا وصیت کرنا اگر حلال بھی ہو جائے تو بھی وصیت باطل ہے۔ اس لئے کہ وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جاسکتی۔ حدیث میں ہے، اور اس حدیث کو ابو داؤد و سلیمان بن اشعث متوفی ۵۷۷ھ نے سنن ابی داؤد میں نقل کیا فلا وصیۃ لوارث:

(حصہ دوم، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الوصیۃ لوارث، صفحہ: ۴۰)

(مکتبہ حقانیہ، ملتان)

یعنی وارث کے حق میں کوئی وصیت قابل قبول نہیں۔

وائد تعالیٰ اعلم

تقسیم وراثت اور متوفی کی وصیت پر عمل

الاسئعفاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلے کے بارے میں کہ

میرا چچا زاد بھائی مسکمی جعد ولد شاد اللہ اندراپڑی میں ایک بیٹی میں ملازمت کرتا تھا۔ ریٹائرڈ ہوا۔ ملازمت سے جعد مسکمی کی طرف سے جو اجابات ملتے ہیں وہ مسکمی سے نام کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ سب بھائی نے دو اجابات ایک ہیر صاحب کے نام کر دیے۔ دو مہینہ ملازمت موصوف کا انتقال ہو گیا کبھی کی طرف مرحوم کے تقریباً ۲۲۲ روپے ملتے ہیں۔ مرحوم کا میں واحد وارث ہوں اور عدالت نے مجھے وارث ثابت کر دیا ہے۔ اب ہیر صاحب سے ایک غلیظہ مجھے نہ کر و رقم وصول کرنے میں دسیتے۔ لہذا راہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں کہ آیا میں نہ کر و رقم حاصل کرنے کا حق دار ہوں یا نہیں؟ مہینو او موحرو

سائل رحمت اللہ و مدد یا حسین، شکارال مبالاکوٹ

الجواب

مگر غنم یا کبھی سے ملازمین کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تنخواہ کا آٹھ حصہ پر اپڈینٹ فنڈ کے نام پر لکھا جاتا ہے۔ ملازمین یہ بات جان کر ملازمت کرتے ہیں اور اس روپے کے کالے جانے پر رضی رہتے ہیں۔ ہر سال ملازمین کو ایک میٹس شیٹ دی جاتی ہے، اس میں لکھا ہوتا ہے کہ سال بھر میں تمہارے تنے روپے کالے گئے، یہ کبھی کے پاس ہیں اور اس پر اتنا سو دیا گیا۔ وہ بھی تمہاری لائٹ میں جمع ہے۔ جو لوگ سود نہیں لینا چاہتے، وہ لکھ کر دے دیتے ہیں۔ ان کے حساب میں سو شامل نہیں کیا جاتا۔

اب غور طلب معاملہ یہ ہے کہ پراوڈینٹ فنڈ کیلئے کافی جانے والی رقم کس کی ملکیت ہے؟ کبھی کی یا ملازم کی؟ پراوڈینٹ فنڈ پر ملکیت تو ملازم کی ہو جاتی ہے، لیکن قبضہ نہیں ہوتا ہے لہذا وہ تمام تصرفات جائز ہوتے ہیں، جن کا انحصار ملکیت پر ہوتا ہے تو صورت سنو کہ مسکمی جعد کی وصیت ہیر صاحب کیلئے صحیح ہو گئی مگر وصیت میں حکم یہ ہے کہ ایک تہائی مال تک وصیت کی جاسکتی ہے۔ اگر اس سے زیادہ وصیت کرے گا تو تہائی میں ماند ہوگی تہائی سے زیادہ میں وراثت کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

صورت مسکون میں صرف ایک پچارو بھائی وارث ہے، وہ اپنا حق طلب کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قرانی سے زائد پر راضی نہیں ہے۔ ایک قرانی مال پر صاحب کو دے دیا جائے اور قرانی مال ماکمل رحمت اللہ کو دے دیا جائے۔

وارث کیلئے وصیت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلے سے بارے میں۔
باپ نے اپنے دو بیٹوں کیلئے کچھ رقم کی وصیت کی اور لڑکوں نے وصیت نہ مطابق دور قیام وصول کر لی اور اس کو کاروبار میں لگا دیا اور کچھ رقم باپ نے اپنے عمرے کیلئے رکھ لی لیکن مہرب پر جانے سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد لڑکوں نے اسی رقم سے اپنی بہن کو عمرے پر بھیجا، اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
سائل: عبداللہ الرحیم، یوسف گوٹھ، کراچی

الجواب

لڑکوں کیلئے وصیت کرنے کے متعلق باپ کی جو تحریر ملی، وہ وصیت باطل تھی۔ حدیث میں ہے، اور اس حدیث کو ابو داؤد و سلیمان بن اشعث مترقی ۵۷۲ھ نے سنن ابی داؤد میں نقل کیا
فلما وصیۃ لوارث

(حصہ دوم، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الوصیۃ لوارث، صفحہ ۴۰، مکتبہ حنائیہ، ملتان)

یعنی وارث کے حق میں کوئی وصیت قابل قبول نہیں۔

لہذا اس وصیت پر عمل کرنا ناجائز تھا۔ ان لڑکوں نے جو روپیہ وصیت پر عمل کرتے ہوئے لیا وہ تمام وارثوں کے ساتھ بافضائی کر کے ناجائز طور پر لیا۔ وہ روپیہ بھی تمام وارثوں میں اسی طرح تقسیم ہو گا جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ اس سے جو نفع کمایا، اس میں سے ترکہ تقسیم نہیں ہو گا۔ وہ ناجائز مال ان دونوں لڑکوں کی ناجائز کمائی ہے۔ اور عمرے کیلئے والد نے جو روپیہ رکھا تھا وہ بھی سب وارثوں کا تھا، بہن کو عمرے کیلئے اس روپے سے سب وارثوں کی

۱۔ تہذیبیہ قوانین و احکام کی جہازت سے صحابہ اور بعض اہل احادیث
۲۔ تہذیبیہ قوانین و احکام کے روبرو جہازت دینے والے لوگوں کے

دراشت میں وقف اور وصیت کا فرق

۱۔ سلف

سب سنی صاحب

سرمہ

چند مسائل آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ شرعی طور پر ان کا جواب سب
میرے بھائی (محبوب احمد مرحوم) مرحومہ دولت سے کراچی میں مقیم تھے لیکن

ان جتنا قہار انھوں نے پوری زندگی سست ملنگ گزارائی۔ وہی ان کی بہت عرصہ پہلے

وہ بھی نہیں تھے۔ میرے دادا پاکستان میں مرحوم کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ ہاں ان کے
میں رہتے تھے۔ محمد محبوب جو کہ مرحوم کے سب سے بھائی ہیں دوسرے محمد ابراہیم جو کہ مرحوم کے باپ شریف
بھائی ہیں۔ مرحوم اپنے سوتیلے بھائی سے ہی اپنی رشتہ داری رکھتے تھے۔ اور ان ہی سے ان کے بھائی اچھے تھے۔

نقل ہے کہ مرحوم پہلے مرحوم نے مجھے اپنی جائیداد کا اٹھال مٹایا اور وصیت نامہ بھی تحریر کیا۔

میرے پاس موجود ہے (وصیت نامہ یہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے سارے حبیب، اہل حق و عبادت
کوئی کہ وہ میری جائیداد میرے بھائی محمد ابراہیم تک پہنچا دے۔ کچھ عرصہ بعد میں حج پر جانے لگا تو میں نے مرحوم
سے کہہ دیا کہ وصیت نامہ سے میں اپنی ذمہ داری ختم کرتا ہوں۔

تبعہ بعد ہمیں پانچویں چاکہ انہوں نے کیا انتظام کیا۔ بہر حال سنی ۱۹۸۵ء جب ان کا انتقال ہوا تو معلوم

ہوا کہ انہوں نے اپنے محلے میں بھی یہی مشہور کیا ہوا تھا کہ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے بلکہ وہ تنہا ہیں اور احد میں بنا
چاکہ انہوں نے اپنے مکان کی فائل رفاقت دار سے عبد الستار ایدھی کی دست کو دے دی تھی اور تحریر لکھا تھا کہ میرا
کوئی رشتہ دار وغیرہ نہیں ہے۔ بہر حال اس عرصہ میں مرحوم کے بھائی ابراہیم بھی پاکستان آئے۔ اور میں انہیں نے
کریہ مٹی صاحب۔ پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں مرحوم کا رشتہ دار ہوں اور یہ مرحوم کے بھائی ہیں تو ایدھی

مرحوم نے وصیت نامہ میں یہ لکھا ہے کہ ان کا وئی نہ ہو، ان میں سے جو نے کہا کہ انہوں نے یہ تھا اور ب ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ مکان مرحوم کے بھائی کو مل جائے۔ جب ایدھی صاحب لویہ کو سبوں نے مکان کی غائل میں دے دی۔ اس مکان میں محمد رفیق ڈی ایک شخص رہتا ہے۔ سب خمدی طور پر لکھ کر دیا ہے کہ محمد رفیق یہ مکان اپنے نام پر ترانسف کرالے اور پھر بیچ کر دونوں ہندوستان میں ہوں۔ محمد رفیق کو لوہا ایدھی نرسٹ کو حصہ اور بتایا جائے اور رقم تقسیم کی جائے۔

نہ اب آپ بتائیں کہ مکان یہ بھی کو دیا گیا۔ "یا اسے فروخت کر کے مندرجہ بالا تحریر ۱۰۰۰۰ روپے کے مطابق رقم تقسیم کر دی جائے نیز یہ بھی بتائیں کہ رقم کی تقسیم کا عمل کس تناسب سے کیا جائے؟"۔ مسئلہ یہ ہے کہ مرحوم کی وصیت میں تقریباً ۱۰۰ روپے کا ذکر ہے اس رقم کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ مرحوم نے اس کے بارے میں کوئی واضح وصیت وغیرہ تحریر نہیں کی ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری رہنمائی فرمائیں کیونکہ پاکستان میں ایک طرح سے میں بھی ان کا وارث یا ان کی کچھ بھال کرنے والے تہذیب میں پریشان ہوں کہ مرحوم کی وصیت کے مطابق عمل کیا جائے یا مرحوم کے بھائیوں کو ان کا حق پہنچایا جائے۔ میرے آپ اس مشکل وقت میں میری رہنمائی فرما کر تاحیات شکر یہ کاموقع خشک۔

سائل حبیب الرحمن، میاقت آباد، راجپوت

الجہ اب

ایڈھی 'سب' کے نام محبوب احمد مرحوم نے جو اس نام لکھا ہے، اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقف نہیں ہے بلکہ وصیت ہے اور وصیت کا حکم یہ ہے کہ ایک قرانی ترکہ میں نافذ ہوتی ہے، اس سے زیادہ میں نہیں۔ لہذا جب نصف مکان کی وصیت ایدھی نرسٹ کیلئے کی ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ اور مرحوم کا بیڑہ لاکھ روپے بھی ہے۔ لہذا مکان کی کل قیمت نافذ اندازہ کیا جائے اور اس قیمت کو بیڑہ لاکھ روپے کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے گا کہ نصف مکان کی قیمت اگر مجموعہ کے تہائی حصے کے برابر ہو یا اس سے کم تو یہ وصیت صحیح مانی جائے گی۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جتنی مقدار زیادہ ہے اس میں وصیت نافذ نہیں ہوگی۔ اگر مرحوم کا مکان بھائی جو وارث ہے، اس حصے سے وصیت کو یا بیکروں کا تو یہ وصیت جائز ہو جائے گی۔ وصیت کرنے والے نے وصیت کر دینی اور ایدھی سے جب کاغذات ملے، لئے جتے تو یہی وصیت کا قبول کرنا تھا لہذا وصیت صحیح ہو گئی۔ وصیت ایدھی ہسپتال اور ان کے

رہائے کاموں کیلئے ہے۔ یہ بھی صاحب کو یہ حق نہیں کہ وہ اس وصیت کو قبول کرنے سے انکار کریں۔ ہر حال اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔

سائل کے بیان اور کاغذات دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ایک مکان بھی اس وصیت کرنے والے محبوب امیر کی ملکیت تھا اس کا وصیت نامہ مرحوم نے اپنے باپ شریک بھائی اور اہم کے نام لکھا تھا مگر اس مکان کو بیچ دیا گیا۔ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔ لہذا یہ وصیت سے رجوع ہو گیا اور وہ وصیت ختم ہو گئی۔ اور یہ نصف مکان جس کی وصیت امیر کی کی ہے۔ بعد کو خرید لیا ہے۔ لہذا اس مکان کا پہلے والی وصیت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور امیر محبوب مرحوم نے وارث بھی نہیں دیے۔ یہ بھی صاحب کیلئے وصیت کے گئے۔ کان کا کچھ حصہ اُتر شائی سے زیادہ ہوتا ہے تو دور اند حصہ اور نقد روپے مرحوم کے ماں باپ میں شریک بھائی محمد یعقوب کو ملیں گے۔ اور امیر اہم کو کچھ نہیں ملے گا۔ مکان میں جو شخص رہتا ہے اس کو فوراً کان خالی کر کے حق داروں کو دیدینا لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

تقسیم وراثت میں بہہ اور وصیت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

مسیحی حاجی قادر بخش مرحوم جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ اراضی زرعی و کائنات وغیرہ کے مالک تھے۔ مرحوم کے تین بیٹے ہیں۔ جو شادی اور صاحب اولاد ہیں پوتوں میں سے ایک پوتے محمد انیس کی والدہ کا انتقال ہو گیا اس نے والد کی گود میں پرورش پائی اور حاجی صاحب مرحوم نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔

(۲) حاجی قادر بخش کا انتقال حال ہی میں چند روز قبل ہوا ہے، انھوں نے وفات سے تقریباً ایک سال پہلے ایک تحریر بیان وصیت نامہ لکھ دی، جس کی فوٹو اسٹینٹ کاپی حاضر ہے۔

(۳) مرحوم نے زرعی اراضی ۲۱۰ جھڑے میں سے ۱۸۰ جھڑے اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی اور باقی

۱۰۰۰ روپے بھی فروخت کر کے رقم خواہ لی تھی۔

(۴) مرحوم نے تین مکانات بھی اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ ایک مکان اپنی بیویوں اور پوتے محمد انیس بیسے رکھا۔

(۵) مرحوم کی ملکیت میں ایک مفید عمارت واقعہ بالقابل بلدیہ احمد پور بھی شامل تھی، جسکے تین حصے مرحوم نے اپنے محمد آلیہ کے تھے اور ایک حصہ مرحوم کا تھا۔ اس کے بارے میں مرحوم نے لکھا کہ میں نے اپنا حصہ ۱۸۵۶ء میں محمد انیس کو دیدیا تھا۔

(۶) مرحوم کی ملکیت میں وہ مکان رحیم یار خان میں بھی تھے۔

(۷) کمرہ کے تمام اثاثے اور نقد رقم کی تحریر بھی موجود ہے۔

مذکورہ بالا پورنی تحریری نقل خطاب کی خدمت میں پیش ہے، مرحوم نے جو چھ اپنے پوتے محمد انیس کو دیا یا دینے کیلئے لکھ کر رکھے ہیں، وہ محمد انیس کو ملے گا یا اس میں وراثت جاری ہوگی۔ شرعی قسم سے آگاہ فرمایا جائے۔

سائل یوسف مرزا، گونی مار، کراچی

الجواب

مرحوم حاجی قادر بخش صاحب نے طویل وصیت نامہ لکھا ہے نہ اس کا کوئی گواہ نہ وہ تحریر جزا ہے۔ لہذا ان کے وارثاء اگر ان وصیت نامہ کو درست تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی یہ ان کا تحریر ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ جن چیزوں سے متعلق انھوں نے یہ لکھا کہ میں نے اپنے پوتے انیس کو زبانی یہ چیزیں دی ہیں تو وہ حصہ ہے۔ اور حصہ کی شرط یہ ہے کہ دینے کے بعد قبضہ بھی لے دیا جائے اور مشعر کہ چیزوں سے اپنا حصہ علیحدہ معین کرے۔ حصہ کیا جائے۔ لہذا انھوں نے جو مشعر زمین میں سے اپنا حصہ جو چوتھا لکھا، انیس کو دینے کیلئے لکھا، یہ حصہ باطل ہے۔ اور دوسری چیزیں جن کو زبانی اپنے متعلق لکھا ان پر اگر قبضہ پیدا تھا تو یہ برہنہ ہو گیا تھا اور اگر قبضہ نہیں دیا تھا تو یہ برہنہ بھی باطل ہو گیا تھا۔

یہ حکم ان چیزوں کا ہے، جن کے متعلق انھوں نے لکھا کہ میں نے اپنے پوتے کو زبانی دے دیں، تو جب حصہ باطل ہو گیا تو وہ وارثوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم ہو جائے گا اور جن چیزوں کے متعلق یہ لکھا کہ میرے مرنے کے بعد میرے پوتے انیس کو دے دینا یہ وصیت ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ مرحوم اپنی زندگی میں جن

... ہے ... میں ... ہے ... انتقال ... وقت انکی حیات میں جو زمین ...
 ... میں سے ایک تہائی حصہ تک کی وصیت ہوتے
 ... ہوتے تھے۔ ہر پوتے سے جو وصیت کی ... ان کی قیمت کل ترکہ کی ایک تہائی یا اس سے کم ہے تو اس پر
 ... میں یا جو ... ہر پوتے ... وصیت ... مطابق ... اس میں ہاں ہے۔ اور اگر ایک تہائی سے زیادہ ہے تو پھر ایک تہائی
 ... میں جو ... دیا جائے گا اور بقیہ ان کا وہ ورثوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اگر وارث چاہیں تو ایک تہائی سے زیادہ
 جو حصہ سے وہ حصہ لے سکتے ہیں ورنہ انیس ہاس میں کوئی حق نہیں ہے۔

وقف کیلئے کی گئی وصیت کا حکم

الاستفتاء

یہ مانتے ہیں علماء دین ان سُننے کے بارے میں کہ
 یہ خاتون نے چار سونے کے کڑے یا اس کی مالیت مسجد میں دینے کا ارادہ پھر وہ انتقال کر گئی۔ اب یہ
 تائیں کہ یہ پیسے یا کڑے اس کی بھانجی کی شادی میں لگانے جاسکتے ہیں یا ان کڑوں کی مالیت سے کسی عالم دین کو فائدہ کی
 تائید یا قرآن کریم خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ یا ان کڑوں کی مالیت یا پیسے بالکل کسی کو بھی نہ دیں اور اپنے ہی
 مصرف میں رکھ لیں۔ زور شرع جواب سے نوازیں۔

الجواب

صورت مسوہ میں یہ دیکھا جائے گا کہ سونے والی کا کل ترکہ ان کڑوں کے ساتھ ملا کر کتنا ہے اگر یہ چار
 کڑے کل تہائی کا ایک تہائی یا اس سے کم ہیں تو ان کو وصیت کے مطابق مسجد میں ہی دینا واجب ہے۔ کسی دوسرے
 کام میں خرچ نہیں کر سکتے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہیں تو بقیہ ایک تہائی سے زیادہ ہے، وہ ورثوں کا ہے اور ایک تہائی
 میں بقیہ لے سکتے ہیں وہ مسجد میں دینے چاہیں گے۔

مکان کی پرانی اور نئی قیمت سے ترکہ پانے کا حکم

مسئلہ نمبر ۱۰۰

محترم جناب مفتی صاحب

اسلام آباد

بعد سلام مذاکرش ہے کہ ہم چھ بھائی اپنی والدہ سے ساتھ ایک گھر میں رہتے ہیں۔ تین بھائی میں جن کی نذر دیا ہو چکی ہیں وہ اپنے گھروں میں رہتی ہیں۔ ہمارے والد صاحب کی ملکیت ہے۔ والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ موجودہ مکان سے بیٹے ناکافی ہے۔ بھائیوں نے از سر نو تعمیر کا فیصلہ کیا تو بھائیوں نے اپنا حصہ مانگا۔ اور طویل عرصہ عداوت چیت طے ہوئی کہ بھائیوں کو جسے کی رقم ادا کریں گے۔ لیکن بھائیوں سے پاس ابھی تو رقم نہیں ہے، راہ ہے کہ مکان اور بیٹے دو کا نہیں، مگر انھیں فروخت کیا جائے گا اور پھر بھائیوں کا حصہ شریعت کے حکم کے مطابق ادا کریں گے۔ لیکن نئی عمارت میں بھائیوں نے تقریباً دس لاکھ روپیہ ادھار کر کے اپنی طرف سے لگایا۔ بھائیوں کا مطالبہ یہ ہے کہ نئی عمارت کی موجودہ قیمت کے حساب سے ہمیں ترکہ ملنا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ بھائیوں کو پرانے والد کے بنائے ہوئے مکان کی قیمت میں سے حصہ ملے گا یا نئی عمارت کی

موجودہ قیمت سے؟

سائل سید محمد امین قادری، شیخوپورہ، کراچی

الجواب

اگر واقعی اس وقت پرانے مکان کی قیمت طے کر کے ترکہ تقسیم کرنا سب نے تسلیم کیا تھا، تو اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ اس کی تعمیر میں لڑکوں نے جو روپیہ خرچ کیا وہ والد کی کمائی کا تھا تو مکان کی موجودہ قیمت لگائی جائیگی اور اس رقم میں بھی ترکہ دیا جائیگا۔ اور اگر والد کی کمائی کا روپیہ نہیں تھا تو اس کی تفصیل بتانے کے بعد حکم بتایا جائیگا۔

تقسیم وراثت کی مختلف صورتوں کا بیان

دسماء

یاد فرماتے ہیں علمائے دین و متحیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
محمد ناصر قریشی کا انتقال ہوا۔ مرحوم نے اپنے ورثہ میں ایک بیوی، تین زلیاں اور دو بھائی وارث
بجوزے ہیں۔ مرحوم کا ترکہ زرہ۔ شرح کس طرح تقسیم ہوگا۔
سائل محمد قاسم قریشی، نزد سندھ مدرسۃ الاسلام

الجواب

$$\text{السنہ } ۱۳۴ = ۶ \times ۲۲$$

میت ————— محمد ناصر

بیوی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بھائی	بھائی
۳	۱۶	۱۶	۱۶	۵	۵
۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۱۵	۱۵

صورت مسئلہ میں یہ تقدیر صدق سائل و مختار و رثاء فی الذکورین بعد امور متقدمہ علی رثا ترکہ شدہ
بہر تہ تیغ امر حرم ایک سہ چارہیں سام پر منقسم ہو کر اٹھارہ زوجہ کو اور ہر لڑکی کو بیس اور سہ بھائی کو چودہ چودہ
سام ملیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الاسئله

تکمیل باب مفتی صاحب

اسلام میکم

دیہ نے دو شادیاں کیں اور ان دونوں سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ پہلی بیٹی سے دو لڑکے اور
ایک لڑکی اور دوسری سے تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ پہلی بیٹی کا انتقال شوہر کی حیات میں ہو گیا تھا۔ دریافت طلب
ہو یہ ہے کہ ذیہ کے ترکہ میں سے کس کس کو کتنا حصہ ملے گا۔

سائل محمد شوکت علی، پاکستان کوئٹہ، کارزن ویسٹ، راجپوت

الجواب

$$\frac{96}{12} = 8 \times 12$$

ذیہ

بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
1	1	1	1	1	1	1	1
12	12	12	12	12	12	12	12

صورت مسئلہ میں یہ تقدیر صدق سائل و مختار و رثاء فی الذکورین بعد امور متقدمہ علی الارث ترکہ ذیہ
پہنچا ہو۔ سام پر منقسم ہو کر بارہ سام دہ چودہ چودہ سام لڑکے کو اور سات سام ہر لڑکی کو ملیں گے۔

مستطاب

سارے مائے میں جو کہ دنیا میں بسٹے کے بارے میں ہے

میر فی بہن در النساء کا انتقال ہوا، مرحومہ کی لونی اولاد نہیں ہے۔ ۱۰۔ ایک نکاح ہو۔ بچہ طاقی
نسب بنت ہے اگرچہ چھوڑ۔ پس ماخذ گان میں ملازمہ میر سے تین بچے بھی ہیں جبکہ ان کے والد کا بھی انتقال ہو چکا
ہے۔ یہ تفصیلی ناروشی میرہ راشت سے احکام سے مطلق فرما دیں۔ آپ کی سرمانی ہوگی۔

دعا گو اقبال النساء، پیج کاٹونی، اچھی

الحبيب

مردودہ کا کل ترہ مکان وغیرہ جو کچھ بھی ہے اس کا نصف حصہ بن (سائلہ) و ملے گا اور نصف حصہ
بن (سائلہ) پر ملے گا۔

واجبہ تعالیٰ علیہ السلام

تقسیم وراثت کی صورتیں اور اصول

لا يفتقر

محترم جناب مفتی صاحب:

السلامة في

جہ سلام گزارش یہ ہے کہ دراشت کے بارے میں ہمیں کچھ شرعی معلومات درکار ہیں۔ ازراہ لرم آپ شرعی احکامات کی روشنی میں ہمارے حسب ذیل مسائل کے جوابات دیکر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ عین تواضع ہوگی۔

ہم کل نہ بھائی تھے اور ہماری کوئی بہن نہیں ہے۔ ہمارے والد محترم کا ۱۹۷۱ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ اور والدہ محترمہ کا ۱۹۷۵ء میں۔ اس کے بعد ہمارے ایک بھائی کا انتقال ۱۹۷۶ء میں ہو گیا۔ ہمارے والد اور والدہ کے نام پر ایک ایک فحش کتابتیں جو کافی پرے سے چھگے نہاں ہیں۔ ہماری دو کائیں اور ٹیلیزی گھڑی بھی ہے، جو ہمارے والد، چچا، بھائی اور

ہماری شہادت میں چل رہی تھیں۔ مگر والد محترم اور والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد چھوٹے بھائیوں نے ۱۹۷۵ء میں ہمارے کاروبار پر دیکھ بھال سنبھال لیا۔ اب تک ہمارے کاروبار منہ ہے۔ دونوں مکانات میں سے ایک مکان ہمارے بڑے بھائی کے قبضے میں ہے۔ اور دوسرا چھوٹے بھائیوں کے قبضے میں۔ دوکانیں اور ٹیکسٹائل منڈ پڑی ہوئی ہیں جن کی دیکھ بھال میں نور میر لیا بھائی کر رہے ہیں۔

والدہ صاحبہ نے اپنی زندگی میں مجھے اور میرے ایک چھوٹے بھائی کو مکان کی خریداری کیلئے کچھ رقم ملی تھی۔ چنانچہ ہم دونوں بھائی الگ الگ گھڑی والے رائے کا فلیٹ لے کر رہتے تھے۔ والد محترم کے انتقال کے بعد ایک بڑی رقم میرے سے چھوٹے سب بھائیوں نے اپنے قبضے میں کر لی کیونکہ وہ والد صاحب کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ مکان بھی انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا اور دو موٹر گاڑیاں، سب چیزوں پر اپنا قبضہ جما کر اپنی نجی ملکیت کی طرح جان تک استعمال کر رہے ہیں۔ والد محترم کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد میں نے اپنے سب بھائیوں سے کہا کہ میں نے جو مکان لے رکھا ہے، وہ میری فیملی کے لحاظ سے بہت چھوٹا ہے۔ لہذا مجھے میرے حصے میں سے یعنی میرے کھاتے میں لکھ کر تقوڑی اور رقم دی جائے، جس سے بڑا مکان لے سکوں۔ لیکن بھائیوں نے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ایسا کریں کہ ایک اور مکان ہم سب باہمی طور پر اپنے نام خریدیں جس میں میں اور وہ چھوٹے بھائی جو میری ہی طرح گھڑی والے مکان میں رہتا تھا دونوں اس میں رہیں جیسے تم سب ہمارے والد اور والدہ کے نجی گھلوں میں رہتے ہو اور ذاتی ملکیت کے طور پر انھیں استعمال کر رہے ہو۔ اور ہماری مشق کہ گاڑیاں وغیرہ بھی مکمل طور پر تم لوگوں سے ذاتی تعارف میں ہیں۔ لیکن میرے بھائیوں نے میری مجبوری اور ضرورت کو کوئی اہمیت نہیں دی اور مجھے مکان کیلئے ایک پائی بھی دینے سے صاف انکار کر دیا۔

والد محترم کے انتقال کے بعد بھائیوں کی نیت اور ارادے بھانپ کر اپنے والد والی دکان جس پر وہ کاروبار کیا کرتے تھے میں بھی اس کی حصہ داری میں تھا اور وہیں اپنے والد کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ میں نے وہاں کا کاروبار سنبھال لیا، جو ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۵ء تک کاروبار اسی کی بدولت میرے پاس بھی کچھ رقم اکٹھی ہو گئی، جس سے میں نے اپنے رہنے کیلئے دو چھوٹے فلیٹ گھڑی پر لے لئے۔ سہارا والا مکان جس میں میں رہتا تھا وہ میں نے بیچ دیا اور اس کی گھڑی کی جو رقم ملئی تھی، اس میں کچھ اور رقم ملا کر میں نے یہ دوسرے فلیٹ اپنی اور اپنے بچوں کی رہائش کیلئے خریدے۔ کافی عرصہ بعد میں نے بچوں کی شادیوں کیں اور کیونکہ میرے ماشاء اللہ چار لڑکے شادی شدہ ہیں جس کی وجہ سے میرے لئے رہائش کی جگہ پھر تنگ ہو گئی۔ چنانچہ میرے دو بچے جو بینک میں آفیسر کی پوسٹ پر کام کرتے ہیں

اور جس کے ایک سے مکان کیلئے قرضہ ملا، اس میں تھوڑی رقم میں نے ونی اور چھوٹے چھوٹے دو کمروں پر مشتمل فلیٹ دو نوں کیلئے اور میری بیوی کو اسکے والد کے ورثہ میں یکھ رقم ملی تھی، اس میں بھی میں نے یکھ رقم ملا کر میرے لڑکے کیلئے بھی فلیٹ لے لیا۔ اب ایک لڑکا میرے ساتھ رہتا ہے یہاں پر میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ میرے بڑے بھائی نے بھی اپنی بیٹی کی اور ونی کی شادیاں کرونی ہیں اور میرا وہ بھائی جو چھڑی والے مکان میں رہتا تھا اب بھی وہیں رہتا ہے اور وہ تین بھائی جو والد والے مکان میں تھے وہ بھی وہاں سے لڑجھڑ کر اپنے لئے خاص رقم سے چھڑی والے دو فلیٹ لے کر وہاں منتقل ہو گئے۔ اور اب اس والد والے مکان میں (جو بہت بڑا ہے) اس کے دو حصے میں صرف دو بھائی رہتے ہیں اور بقیہ حصے کا قبضہ اب بھی ان تین چھوٹے بھائیوں کے پاس ہے اور اس حصے میں انھوں نے اپنا کافی سامان رکھ چھوڑا ہے اور اپنے تاتا۔ انکار کئے ہیں۔

محترم مفتی صاحب اتمام پس منظر آپ کے سامنے پیش کرنے کے بعد آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ یہ فرمائیں کہ :

(۱) ورثہ کی حصہ داری میں میری جانب جو حساب ہے اس میں میرے پاس جو رقم ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۵ء تک اکٹھی ہوئی تھی، وہ دینی ہے یا اس میں مکان وغیرہ کا حساب کتاب ہو گا جو بڑے بونے ملا (کہاتے) لکھ کر اپنی اور اپنے بچوں کی رہائش کیلئے لیا تھا، علاوہ ازیں بچوں کی شادی میں زیور اور دیگر اشیاء دینی تھیں اور سامان جو استعمال کیلئے تھا، اس کیلئے کیا حکم ہے ؟

(۲) میرے والدین کی موجودگی میں ہم چھ بھائیوں کی شادیاں ہوئی تھیں، جس میں والدین نے ہمیں کپڑے زیور شادی میں ہلدی عطر پیش کئے دیئے تھے۔ کیا وہ زیورات وغیرہ سب سے واپس کر چھڑے والد اور والدہ کے چھڑے ہوئے ترکہ میں شامل کر دیئے جائیں گے ؟

(۳) میرے تین بھائیوں کی جو شادیاں ابھی تک نہیں ہوئی ہیں اور ان میں سب سے چھوٹا بھی تقریباً اس وقت چالیس سال کا ہے۔ کیا ان کی شادیوں کیلئے اخراجات اور زیور نکال کر بٹا دیا ہو گا یا نہیں ؟

(۴) ہم بھائیوں کا آپس میں ایک زبانی معاہدہ ہوا تھا کہ ہم دو بڑے بھائی ہیں اور میرا بڑا بھائی جو ہمارے کاروبار کی نگرانی اور تمام اثاثوں کی نگرانی اور منکھفت سنبھال رہے تھے اس کے معاوضے کے طور پر ایک طے شدہ رقم ہم دونوں بھائی اضافی طور پر لے سکتے ہیں۔ کیا یہ رقم ہم گدارے کیلئے لی جائے گی کہ رقم تک لے سکتے ہیں یا دینے کے ہمارے تک۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اب بھی تمام ملکیت یعنی کہ دوکانوں، فیکٹری اور پلاٹ وغیرہ

و مُرانی ہم دونوں زور ہے ہیں۔ چھوٹے بھائی نہ تو کبھی وہ کان پر آتے ہیں اور نہ ہی انھوں نے کوئی کام کیا ہے اور تمام ملکیت کے بکھیرے ہمیں ہی سلجھانے پڑتے ہیں۔

(۵) ہمارے مکانوں، گاڑیوں اور دیگر اثاثوں سے ٹیکس اور دیگر اخراجات سب بھائیوں کی جانب سے ادا کیے گئے ہیں۔ کیا کرائے و سہ مکانوں کا کرایہ اور دیگر اخراجات سب بھائیوں کی جانب سے شمار ہوں گے؟ مکانوں کا کرایہ اور دیگر اخراجات اسی طرح ہمارے کے وقت ہم لے سکتے ہیں یا نہیں؟

براہ کرم مندرجہ بالا مسائل کا شرعی حل بتا کر ہماری صحیح رہنمائی فرمائیں۔ بیعت نہت شہریہ

آپ کی دعاؤں کا طالب ماتیق طاہر محمد

الجواب

$$\text{المطلوب} = 30 \times 9 = 270$$

بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت
۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

$$\text{المطلوب} = 5 \times 8 = 40$$

بیعت نہت

بیعت	بیعت	بیعت	بیعت	بیعت
۱	۱	۱	۱	۱
۵	۵	۵	۵	۵

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صدق سائل و انحصار ورثہ فی الذہ کو رہن بعد امور متقدّم علی الاراث حسب شرائط فرائض مرحوم کا تمام ترکہ تین سو ساٹھ سو چالیس چالیس حصے ہر ایک حصے کو نو

پانچ حصے مرحوم بیٹی کی تھی کو چودہ حصے مرحوم بیٹے کے بیٹے کو اور سات سات حصے اس کی بیٹیوں کو ملیں گے۔ زندگی میں باپ بیٹے بیٹیوں یا بیٹیوں وغیرہ کی شادی پر جو خرچ کرے۔ یا گجری پر بیٹوں کو مکان و دلوں سے اس کا حساب ترکہ میں نہیں کیا جائے گا۔ ترکہ اس مال میں تقسیم ہوتا ہے جو مرنے کے بعد مورث کی ملکیت میں ہوتا ہے۔ گجری کا مکان ملکیت میں نہیں ہوتا۔ کہ ایہ کا ہوتا ہے اس میں بھی ترکہ تقسیم نہیں ہوگا۔

باپ کی زندگی میں جو کاروبار تھا اس میں جو لڑکے بھی باپ کے ساتھ کام کرتے تھے وہ مال میں شریک نہیں رہتا۔ تمام مال باپ کی ملکیت میں ہوتا ہے اور باپ کے انتقال کے بعد بھی وہ سب وارثوں کا مال ہے اس میں جتنا شافہ ہو گا وہ وارثوں کا ہوگا۔ اگرچہ کاروبار کو سب لڑکوں نے نہ چلایا ہو بعد صرف بعض لڑکے اس کو چلاتے ہوں۔ اس میں سے باپ کے انتقال کے بعد جن لوگوں نے جو کچھ خرچ کیا ہو ان کے حصے سے کٹا جائے گا۔ باپ نے اپنی زندگی میں جن لڑکوں کی شادی کر دی تھی اس میں جو کچھ خرچ ہوا تھا اس کی بخشش تھی۔ اس کا مطالبہ کوئی وارث نہیں کر سکتا۔

والد کے انتقال کے بعد جن دو بھائیوں نے اس مشترکہ مال میں سے اپنے لئے تنخواہ مقرر کی تھی۔ اگر سب وارثوں کی اجازت سے کی تھی تو سب کے حصے میں چلی گئی اگر صرف دو بھائیوں نے دوسرے بھائیوں کی بغیر اجازت تنخواہ مقرر کر لی تھی تو یہ ان کے حصے سے کاٹی جائے گی۔ جن بھائیوں نے والد کے انتقال کے بعد اپنی لڑکیوں کی شادی پر روپیہ خرچ کیا ہو ان کے حصے سے کٹا جائے گا۔ جن لڑکوں کی شادی نہیں ہوئی ہے وہ اپنے حصے سے خرچ کر کے شادی کریں گے اور جس لڑکے کے دوبارہ اسی مکان میں کاروبار شروع کیا جس میں والد کاروبار کرتے تھے اور والد سے روپ سے کیا وہ بھی سب ورثہ کاٹا جائے گا۔ اس میں سے جتنا روپیہ لیکر اپنے نام سے مکان وغیرہ تھا وہ مکان ان کی ملکیت ہو گیا وہ ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگا۔ مگر جتنا روپیہ لیا تھا وہ روپیہ ترکہ میں شمار کیا جائے گا۔ علامہ سید محمد امین ابن مہدین المعروف علامہ شاہ متوفی ۱۲۵۲ھ نے رد المحتار فی شرح در المختار میں لکھا

ینفع کثیراً فی الفلاحین ونحوہم ان احدهم یموت فتنقوم اولادہ علی ترکتہ بلا قسمة ویعملون فیہا من حرث وزراعة وبيع وشرء واستدانۃ ونحو ذالک وقارۃ یكون کبیرہم هو الذی یقولی مہمانہم ویعملون عنده بامرہ وکل ذالک علی وجہ الاطلاق

کا شکاروں اور ان ہی جیسے دیگر لوگوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کی اولاد

غیر تقسیم کے ترکہ پر قابض ہو جاتی ہے اور وہ اس زمین میں کتنی بازی رہنے لگتے ہیں اور خرید و فروخت اور قرض و غیرہ کا بیڑا لاتی جیتی اور باتیں۔ اور کبھی مروجہ کام کا بیڑا ان تمام کاموں کی گہرائی کرتا ہے اور چھوٹے اس کے کہنے کے مطابق چلتے ہیں اور یہ سب شرائط ملنے لگتی ہیں۔

اس کے بعد لکھا

يكون ما جمعه مشتركاً بينهم بالسوية وان اختلفوا في العمل والرأى كثرة
وصوابها كما افنى به في الحيرة وما اشتراه احدهم لنفسه بكون له ويضمن حصة
شركائه من ثمنه اذا دفعه من المال المشترك

(جلد ۳) کتاب الشركة، مطلب فی ما بفع كثير أفي الفلاحين، صنفه ۳۷۰، مکتبہ
رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی جو انھوں نے جمع کیا ہے تمام شرکاء کے درمیان برابر ہی کی جیاد پر تقسیم ہو جائے گا اگرچہ کسی کا کام تھوڑا ہو
یا زیادہ۔ جیسا کہ فتویٰ خیر یہ میں ہے اور ان میں سے اگر کسی نے اپنی ذات کیلئے کچھ خرید تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا اور اگر
اس نے بل مشترکہ سے قیمت دے کر اس چیز کو خرید یا تھا تو اتنی رقم کا وہ ضامن ہوگا۔

الاستفتاء

عرض خدمت ہے کہ والد صاحب کا انتقال ۳۴ سال پہلے ہو چکا ہے اور والدہ صاحبہ کا انتقال ۳ سال پہلے ہوا
ہے۔ والد کے ورثاء میں ایک بیوہ، ۸ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی کا تقریباً ۱۵ سال پہلے انتقال ہو چکا ہے۔
موجودہ کا شوہر عبدالعزیز، ۲۱ کے قلم الدین اور کن الدین اور چار لڑکیاں زینب، خورشیدہ، صوفیہ اور آمنت بقید حیات
ہیں۔

(الف) والدیہ والدہ نے کسی اولاد کو اپنی حیات میں کوئی رقم یا کوئی چیز دے دی ہے، تو اسکے متعلق کیا حکم ہے؟
(ب) والدہ اپنی حیات میں باہر بار کما کرتی تھیں کہ "میرے پاس تھوڑا سا سامان اور رقم ہے میری موت کے بعد
میرے لڑکے محمد شفیع جس نے میری خدمت اور دیکھ بھال کی ہے" اس کیلئے ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ ہمارے کرم
آپ ہمیں شریعت کے حکم سے نوازیں۔

سائل سید مصطفیٰ قادری

الجواب

$$35528 = 18 \times 1968 = 13 \times 2732 = 19 \times 1870$$

میت	پٹا	وٹا	پٹا	وٹا	پٹا	وٹا	پٹا	وٹا	پٹا
1	13	13	13	13	13	13	13	13	13
9	182	182	182	182	182	182	182	182	182
236	3249	3249	3249	3249	3249	3249	3249	3249	3249

بیٹی	بیٹی	بیٹی
6	6	6
41	41	41
1238	1238	3249

السلسلہ 12 تحول کی شانہ عشرتین 6 + 2

میت

والدہ شوہر	وٹا	وٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
2	3	2	2	1	1	1	1
21 13	13	13	6	6	6	6	6
328	252	252	126	126	126	126	126

السلسلہ تنصابتین 261

میت

[illegible]

FDD1A

— ۱۰۰ —

[illegible]
$$\begin{array}{cc} \mathbb{P}_1 & \mathbb{P}_2 \\ \Gamma \triangleleft \Delta & \Gamma \triangleleft \Delta \end{array}$$

محمد اعزیز	قلوب الدین	رکن الدین	زینب	تورشید	صوفیہ آمنہ
۳۷۹	۲۵۲	۲۵۲	۱۳۶۱۲۶	۱۲۶	۱۲۶

بيٽي	بيٽي
۱۸۹۹	۱۸۹۹

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل و انحصار اور ثناء درند کو رین بعد امور حقدہ علی الاراث حسب شرائط فراغ من مروج کا تمام ترکہ بیستیس ہزار پانچ سو اڑسٹھ مسام پر منتقسم ہوگا، ان میں سے ہر وارث کو نقش الاحیاء کے مطابق حصہ ملے گا۔ والد یا والدہ نے اپنی اچھی زندگی میں جو کچھ اپنی اولاد کو دے زیادہ ان کی ملکیت ہو گیا۔ وہ ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگا۔ محمد شفیع کے بارے میں انکی والدہ کی وصیت درست نہیں اس لئے کہ وارث سے حق میں وصیت باطل ہے۔ حدیث شریف میں ہے، جس کو ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے سنن علی واد میں نقل کیا

مسورے مسولہ میں، نقد پر صدقہ سائلین و انصار اور غلاموں و غلاموں کے بعد امور مستعد علی المرتضیٰ صاحب
 نے ان کے فرائض و عہدہ کا کلی ترکہ چھ حصوں پر منقسم ہو گا۔ ان میں سے تین حصے والد کو پہنچانے والے کو چار حصے
 والدہ اور ہار دے دیتی کو ملیں گے۔

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب

ایک منان بالے شاہ مرحوم نے خرید لیا۔ اسے ۱۰۰۰ روپے کی موت کے بعد رئیس احمد اور سعید احمد نے
 وفاقاً اس گھر پر کچھ رقم خرچ کی۔ سعید احمد کا بھی انتقال ہو گیا۔ سات برس پہلے ۵ مارچ ۱۹۰۰ء اس منان پر سعید احمد
 کے خرچ ہوئے تھے اور اب حال ہی میں رئیس نے گھر کی تنگی کی وجہ سے اس پر ۳۰ ہزار روپے لگا کر اسے اہل و عیال
 اور اپنی والدہ کے ہمراہ رہنے لگا۔ لیکن سعید احمد کی بیوہ اور رئیس احمد کی بیوہ ۳۰ ہزار روپے لگا کر اسے اہل و عیال
 ہو گیا ہے اور رئیس احمد اپنے بیٹوں کو لے کر کہ یہ اسے مکان میں رہا نہیں پڑے ہو گیا۔ وہ والدہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا
 لیکن والدہ اپنے مرحوم شوہر کے مکان سے جانا پسند نہیں کرتی ہیں۔

اور رئیس احمد کے پاس اتنی R نش نہیں ہے کہ وہ مکان کے کرائے کے علاوہ اپنی والدہ اور ذمہ منی معذور
 بھائی کو اخراجات کیلئے معقول رقم فراہم کر سکے۔ کیونکہ وہ اپنی بیوہ بھن زینہ کی بھی حسب توفیق مدد کرنا چاہتا ہے
 کیونکہ اس کا بھی کوئی گنیل نہیں ہے۔ لہذا بالے شاہ کی بیوہ والدہ مکان پر چاہتی ہے کہ سعید احمد مرحوم کی بیوہ بھی
 منان خانی کر دے تاکہ وہ اس مکان کے ایک کمرے میں رہائش رکھ کر باقی حقد کرائے پر دیکھ سکے۔ اپنے اخراجات پورے
 کر سکیں۔ لیکن سعید احمد کی بیوہ مکان خالی کرنے پر آمادہ نہیں۔ واضح رہے کہ سعید احمد کی بیوہ زیادہ لیاہ اپنے والدین
 کے یہاں گذارتی ہے اور اپنے کمرے میں تالا لگا کر جاتی ہے۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس تحریر کی روشنی میں

(۱) سعید احمد کی بیوہ سے مذکور بالا ضرورت کے تحت مکان خالی کروایا جاسکتا ہے؟

(۲) میرے مرنے کے بعد رئیس احمد کے ۳۰ ہزار روپے جو اس نے مکان کی تعمیر میں لگائے ہیں الگ
 کر کے باقی مالیت کو ورثہ میں تقسیم کیا جائے۔

(۳) میرے مرحوم بیٹے سعید احمد کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کی بیوہ اور بیٹوں کے علاوہ میرا

۱۔ یہ سچے و خالص ہے نہ یہ فیکٹس ہے۔ اچھا خاصہ سال چھوڑا ہے اور میں اپنا قصہ بیٹھا چکی
ہوں۔ میری قرآن و سنت و رشتہ میں قمیسی جواب سے آگاہ فرما رہی۔

سازمان

الحمد لله

$$\Delta_{\perp} \Psi_0 = \Delta F \times A_0 = 1.0 \times A$$

9/10/2000 1:10:10 PM

محمد احمد فرید احمد رئیس الامم سعید سعید O درینت فرید

$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$
				$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$	$\frac{1}{\Delta + \Gamma}$

اسلمه $2^5 \times 2 = 2^6 = 64$ بيديما توافق بالنصف

مسجد 21

الحمد لله رب العالمين
الحمد لله رب العالمين

12					7	7
12	12	12	12	77	1A	77
119	119	119	119	77A	129	129

 $\Delta \angle 4 =$

— 653 —

ذیابا—شہر فرید احمد، رئیس احمد سعید، O، زیریں فریدہ

$$\Delta \cdot F \quad \Delta \cdot F \quad \Delta \cdot F \quad \Delta \cdot F \quad 1 \cdot \Delta \quad 1 \cdot \Delta \quad \Delta \Delta \Delta$$

۱۲۶	۲۳۸	۱۱۹	۱۹	۱۱۹	۱۱۹
۱۲۶	۲۳۸	۱۱۹	۱۹	۱۱۹	۱۱۹

صورت مسو۔ میں ہر تقدیر صدق سائل و انحصار و راء و رندہ کو رین بعد امور متقدم علی اربٹ حسب
شرع و فرائض مرحوم ہائے شاد کا تمام ترکہ پانچ بیڑا رسات سو ساٹھ سو ساٹھ پر منقسم ہو گا۔ ان میں سے ہر وارث کو بخش
الاحیاء کے مطابق اتنا حصہ ملے گا جو اس کے ہم کے بچے لکھ دیا گیا ہے۔ مشترک جائیداد میں اگر کوئی وارث دوسرے
وارثوں کی جائز کے بغیر کچھ خرچ کرے گا تو وہ خرچ سب وارثوں پر تقسیم کر کے وصول کیا جائے گا۔ اگر
وارثوں کی جائز کے بغیر خرچ کیا ہے تو یہ احسان ہے۔ کسی وارث سے اس خرچ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مکان کی
موجودہ صورت میں جو قیمت ہوگی وہ سب ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ شامی میں ہے

فلو انفق علیہا الاخر بلا ائنه فهو مبتدع

الاستفتاء

میں مسافہ فریدہ و محمد صدیق شکور ساکنہ کھارادر، کراچی۔ میرے شوہر محمد صدیق شکور کا بچھلے دنوں
ایک ایک حادثے میں انتقال ہو گیا۔ میں نے عدت اسلامی شعار کے مطابق مکمل کی۔ مرحوم سے میرا ایک
لڑکا ہے جس کی عمر تین سال ہے مرحوم شادی کے بعد اپنی الگ رہائش گاہ یعنی الگ مکان میں اپنی ازدواجی زندگی بسر
کر رہے تھے۔ مرحوم بینک میں ملازم تھے اور اپنی ذاتی تجارت بھی کرتے تھے بینک سے قرض لیکر یا اپنی ذاتی حصے سے

مرحوم کے سہ پالک بھائی کے ماوہ تمام بھین بھائیوں کی شادی خاندان آبادی ہو چکی ہے تمام بھائی ہوسود حال
ہیں۔ اور اپنے والدین کی کفالت کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل سوالات موجودہ حالات میں بینک کے روپے اور ذاتی
کاروبار کے سلسلہ میں آپ سے وضاحت مطلوب ہے۔ آپ قرآن مبین اور شرع محمدی کی رو سے اپنا اہلکار خیال
فرمائیں۔

(۱) فیملی پنشن اسکیم کے تحت انتقال کے بعد وہ کو بینک سے رقم ملی ہے جو بینک کی رو سے وہ دے
اکھٹ منٹ میں جمع کروائی گئی ہے کیا اس میں نہ دلاور ہے کے ماوہ مرحوم کے والدین کا کوئی حصہ ہے؟

(۲) وٹ کے قانون کی رو سے بیٹے جی ہونی چاہئیں کام معاوضہ دیا جاتا ہے جو بچک نے دیا وکودے دیا ہے

فراس کے لکھوت میں جمع ہوئی۔ کیا اس میں دیا وکودے کے علاوہ الدین کا کوئی حق ہے؟

(۳) بچک یو نین کی جانب سے مالیاتی فائدہ بھی دیا وکودے دیا گیا ہے اور اس کے لکھوت میں جمع کر دیا

کیا ہے۔ کیا دیا وکودے کے علاوہ الدین بھی ہیں؟

(۴) مرحوم کے پاس گھر میں ایک بدوق تھی جو گھر کی حفاظت کیسے تھی اسکو فروخت کر کے جو رقم

وصول ہوئی اس پر دیا وکودے کے علاوہ کیا مرحوم کے والدین کا حق ہے؟

(۵) مرحوم کے پاس حادثے کے وقت جب سے جو رقم ہر آٹھ ہونی وکس کو ملے کی؟

(۶) مرحوم نے ڈینٹس سیونگ سرپینٹ خرید رکھے تھے، ان کو فروخت کر کے میں نے رقم وصول

کی ہے کیونکہ میں ہی اس کی نامزد تھی، اس میں کوئی حق والدین کو دینا ہو تو تحریر فرمائیں۔

(۷) مرحوم کے لڑکے کو جو حصہ ملتا ہے اس کی دیکھ بھال کیلئے شری حق کس ہے؟

اپنی قیمتی رائے سے مندرجہ بالا سوالات کا جواب جلد از جلد قراں و سنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

شکر گزار ہوں گی۔

سائلہ، فرید آباد، مرحوم صدیق شکور، کھار اور، کراچی

الجواب

المسئلہ ۲۴

الیت۔ صدیق شکور

والد	والدہ	۵۵	لڑکا
۴	۴	۳	۱۳

صورت مسولہ میں ہر نقد ہر صدق سائلہ و انحصار اور عام ورنہ کورین بعد امور متعلق علی الارث حسب شریک فرانس مرحوم کا تمام ترکہ علاوہ پنشن جو میں سام پر مشتم ہو گا، ان میں سے چار چار حصے والد، والدہ، تین حصے والدہ اور تیرہ حصے لڑکے کو ملیں گے۔ بچک قانون کے تحت بچک یو نین کی جانب سے جو رقم حاصل ہوئی اور ڈینٹس سرپینٹ سب رقم ترکہ میں تقسیم ہوگی۔ مرحوم کے لڑکے کے حصے کی حفاظت کا حق سکے دادا کو ہے۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ
 ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ورعاء یہ ہیں
 ایک بیٹا اور پانچ لڑکے جس میں سے ایک کا انتقال ہو گیا اور تین لڑکیاں ہیں۔ عرض یہ ہے کہ بیٹا اور تین
 لڑکے اور تین لڑکیاں جتنی حیات ہیں، ان کا ترک ان ورعاء میں کیسے تقسیم ہوگا؟ از روئے شرح تقسیم فرما کر منقول و
 ممنون فرمائیں۔ جاسیہ اور مکان ہے جسکی مالیت ایک لاکھ چالیس ہزار روپے ہے۔ پھر مرحوم کے بیٹے شمس الدین کا
 ۱۰ سال بہ اور انھوں نے اپنے ورعاء میں والدہ و بیٹا چھ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ ان میں سے ایک بیٹے راشدہ کا
 انتقال ہو اور انہوں نے ورعاء میں والدہ و پانچ بھائی اور ایک بہن چھوڑی۔

سائل رفیع الدین قریشی

الجواب

مسئلہ ۸ × ۱۳ / ۱۰۳ × ۱۵۶ / ۱۶۲۲۳ × ۳۳ / ۵۳۵۳۹۲

یہاں سے ----- میں الدین قریشی

بیٹا شمس الدین بیٹا رفیع الدین بیٹا ظمیر الدین بیٹا انیس الدین بیٹا رئیس الدین

۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۲۰۲۸	۲۱۸۳	۲۱۸۳	۲۱۸۳	۲۱۸۳	۲۱۸۳
۹۶۹۲۳	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲

زقون بیٹی	افروز بیٹی	ریحانہ بیٹی
۷	۷	۷
۱۰۹۲	۱۰۹۲	۱۰۹۲
۳۶۰۳۶	۳۶۰۳۶	۳۶۰۳۶

سید ۲۳ x ۱۳ / ۳۱۲ / ۱۵۶ بیسما توافق بالنصف

شمس الدین

والد و خاتون	شمس الدین	زنا جاوید	پرویز الدین	زاهد	شاید	عاصم
۳	۳	۱۷				
۵۲	۳۹	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۶۳	۲۷۳	۲۳۸	۲۳۸	۲۳۸	۲۳۸	۲۳۸
۱۶۰۱۲	۹۰۰۹	۷۸۵۳	۷۸۵۳	۷۸۵۳	۷۸۵۳	۷۸۵۳
راشد	بیتقی شویه					
۳۳	۱۷					
۲۳۸	۱۱۹					
۷۸۵۳	۳۹۲۷					

سید ۶ x ۱۱ / ۶۶ / ۳۳ بیسما توافق بالنصف

راشد

دلدو بهائی جاوید پرویز الدین بهائی شاید بهائی زاهد بهائی عاصم بهمن شویه

۱۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵
۱۳۰۹	۱۱۹۰	۱۱۹۰	۱۱۹۰	۱۱۹۰	۱۱۹۰	۵۹۵

لاحیام

خاتون	رفیق	ظہیر	انیس	رئیس	زیتون	افروز
۷۸۹۳۶	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۷۲۰۷۲	۳۶۰۳۶	۳۶۰۳۶

ردیف	تہجد و صوم	راجہ	پروہ	جادیہ	والدہ و راشد	ریحانہ
۵۲۲	۹۰۳۳ ۹۰۳۳	۹۰۳۳	۹۰۳۳	۹۰۳۳	۱۰۳۱۸	۳۶۰۳۶

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل و انحصار در ثاء در مذکورین بعد امور حقدہ علی الارث حسب شرائط فرائض مرحوم کا تمام ترکہ چنانچہ آٹھ بیٹوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے ہر وارث کو تین ادا جیاء کے مطابق حصے ملے گا۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
زید کا انتقال ہو گیا ہے زید مرحوم نے اپنے چھپے ایک بیٹے اور ایک لڑکا اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ ترکہ کی شرعی تقسیم کیا ہوگی؟ واضح فرمائیں کہ مرحوم کے صاحبزادے نے اپنی بہن کی شادی پر جو خرچ کیا ہے کیا یہ رقم ترکہ میں سے منہا کی جائے گی؟ یہ شادی زید کے انتقال کے بعد ہوئی۔ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوگا۔
سائل گل محمد، گنٹوالی، میندار، کراچی

الجواب

السلسلہ ۸ x ۳ / ۲۴

نیت ————— زید

۱۵۵	لڑکا	لڑکی
$\frac{1}{3}$	$\frac{4}{13}$	$\frac{4}{13}$

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل و انحصار در ثاء در مذکورین بعد امور حقدہ علی الارث حسب شرائط فرائض مرحوم کا تمام ترکہ چھ بیٹوں پر تقسیم ہوگا، ان میں سے تین حصے بیٹوں کو، چودہ حصے لڑکے کو اور سات

میں نے اپنی نوٹس کے ساتھ ساتھ اسے اپنی بہن کی شادی پر جو خرچ کیا ہے اگر خرچ کرنے سے پہلے اسے درجہ سے نہ کی جارت نہ تھی تو یہ سب کے حصے سے منہا کیا جائے گا۔ اور اگر اجازت نہیں لی تھی تو اس نے خرچ کیا اس کے حصے سے لیا جائے گا۔

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب:

اسلام علیکم

رفیع الدین کا انتقال ہوا۔ وارثوں میں ایک بیوہ، ایک بیٹا اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ پھر مرحوم کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا جس کے پسماندگان میں مرحوم کی ماں، بیوہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ رفیع الدین کا ترکہ کس طرح تقسیم ہو گا؟ اے مرہانی وضاحت فرمائیں۔

سائل: رفیع الدین

الاجواب:

المسئلہ ۸ × ۵ / ۳۰ × ۱۲ / ۸۰

میت: رفیع الدین

فقورین بیوی باویٹا بیٹی کثیرہ بیٹی فو بیٹی نجو

				۱
				۵
			۱۳	۶۰
۸۳	۸۳	۸۳		

المسئلہ ۲۳ × ۷ / ۱۶۸ / ۱۲ شخصہ داخل

میت: والدہ متورن بیوی محبوبہ بیٹا عامر بیٹا اقبال بیٹا زہیر بیٹی حذرہ

۱	۲	۳	۴
۳۳	۳۵	۳۷	۳۹

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۳۳	۳۵	۳۷	۳۹	۴۱	۴۳	۴۵	۴۷	۴۹	۵۱

صورتِ مسو۔ میں رائے صدق سائل و انحصار۔ پورا ورنہ اورینڈا اور حقد۔ علی۔ رت۔
 شاکر افراطی مرحوم کا تمام تر۔ چارہ ای سام پر تقسیم ہو گا۔ ان میں سے ۱۰ وارث و بخشہ دیا۔ ۱۰ شاکر احمد
 نے کیا۔



ورثاء کے حقوق کا بیان

تقسیم وراثت میں مساوات کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقیمان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ذیہ کی کئی جائیداد چار کنال زمین ہے اور اس کے کئی بچے ہیں، جن میں تین نہایت قابل رحم ہیں، ایک لڑکی جو
 انہی میں سے ہے۔ دوسرا لڑکا بھولا بھالا ہے یعنی مجذوب ہے اور تیسرا لڑکا ایک ٹانگ سے معذور ہے۔ ذیہ چاہتا ہے کہ یہ
 سب کو اپنی جائیداد کے نام کر دوں۔ کیا شریعت ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

الجواب

ہر شخص کو اپنی زندگی میں اپنے مال پر تصرف کا حق حاصل ہے لیکن اپنی زندگی میں کوئی شخص اپنی جائیداد کو غیر
 تقسیم نہ کرے۔ چاہے تو تمام اولاد کو میراث دے گا۔ کسی کو دے یا کسی کو نہ دے یا کسی کو دے یا کسی کو نہ دے، یہ جائز نہیں ہے۔

حدیث شریف میں اس فعل کو غلط قرار دیا ہے۔ یہ حکم زندگی میں بنیادوں کو مالی تقسیم کرنے کا ہے۔ ترکہ کے نظام مرنے کے بعد جاری ہوتے ہیں اور وارث کے حق میں وصیت مطلق ہوتی ہے اور اگر دوسرے وارثوں کی مالی حالت اچھی ہے اور سر زمین میں سے ان کو حصہ نہ دینے کی صورت میں بھی انکی گذر اوقات ہو سکتی ہے، تو یہ زمین ان معذوروں کو دے سکتا ہے۔ پھر بھی اچھا یہ ہے کہ ان وارثوں کو راضی کر کے معذوروں کو دے۔ اور اگر دوسرے وارث بھی غریب ہیں تو ان کو نہ دینا اور صرف معذوروں کو دینا جائز نہیں ہے۔

حق وراثت کس کس کو حاصل ہے؟

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
محمد یسین کا کار کے حادثے میں تجاز مقدس میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت یسین کے ورثاء میں ماں آمنہ، باپ
ابراہیم، بیوی، دو لڑکے اور دو لڑکیاں جسے دار تھے۔ بعد میں یسین کے باپ کا انتقال ہوا، اس کے کچھ عرصہ بعد
سعودی حکومت نے موت کا معاوضہ دیا تو باپ ابراہیم کا حصہ اس رقم سے ہو گیا یا نہیں؟ باپ جو بعد میں انتقال کر گیا
اسکے وارثوں میں رقم تقسیم ہو گی یا نہیں؟ باپ کے ورثاء میں دو بیویاں دونوں کے نام آمنہ ہیں، تین لڑکے اور تین
لڑکیاں ہیں۔ مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

مسائلہ: حلیمہ یسین، نیالباد، لیاری، کراچی

الجواب:

$$۸۶۴ = ۶ \times ۱۴۴ = ۶ \times ۲۴$$

میت محمد یسین

بیوی	ماں آمنہ	باپ ابراہیم	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
$\frac{۳}{۱۸}$	$\frac{۳}{۲۴}$	$\frac{۳}{۲۴}$	$\frac{۲۴}{۲۴}$	$\frac{۲۴}{۲۴}$	$\frac{۱۳}{۲۶}$	$\frac{۱۳}{۱۳}$	$\frac{۱۳}{۱۳}$

$$\begin{array}{ccccc} \frac{156}{48} & \frac{156}{48} & \frac{156}{48} & \frac{156}{48} & \frac{156}{48} \\ 133 & 108 & & & \end{array}$$

$$864 = 6 \times 144 = 18 \times 48$$

یہ ابراہیم

زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد
1	1	1	1	1	1	1	1
4	4	4	4	4	4	4	4

864

الاحیاء کل بندہ

ماں آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد
108	156	156	156	156	156	156	156

ابراہیم کا لڑکا	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد	زوجہ آمد
28	28	28	28	28	28	28	28

الجواب

صورت مسئلہ میں یہ تقدیر صدق سائل و انحصار و رشتہ درندہ کو رہن اعد امور حقدہ علی الارث حسب شرائع فرائض کل ترکہ مرحوم محمد یحییٰ آٹھ سو چونسٹھ سهام پر تقسیم ہو کر ہجرت کو اتنے حصے ملیں گے جتنے حصے لفظ "الاحیاء" میں اسکے نام کے نیچے درج ہیں۔ مرحوم کی دیت کے طور پر جو رقم حکومت نے دی ہے وہ اس کی موت کے وقت ہجرت موجود تھے ان سب کو ملے گی۔

تقسیم وراثت میں ورثاء کو بتدریج حصے دینے کا حکم

استفتاء

محترم جناب مفتی صاحب

اسلام علیکم

ہمارے والد صاحب کے انتقال کو تقریباً ۱۵ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ہماری والدہ صاحبہ اللہ کے فضل سے حیات میں۔ ہم لوگ چار بھائی اور چار بھینس ہیں اور سب شادی شدہ ہیں۔ دو بھائی والدہ کے ساتھ رہتے ہیں اور بڑے بھائی صاحب رہائشی طور پر ہم سے غنیمتور ہے ہیں۔ ہمارا سب سے چھوٹا بھائی شروع ہی سے ہر معاملے میں اپنی من مانی کرتا رہا ہے اور ہمارے والد صاحب کی اکثر معاملات میں تا فرمانی کرتا رہا ہے۔ ہماری کے دوران والد صاحب نے ہماری والدہ کے اصرار پر اسکو اس کا حصہ دیکر ہم لوگوں سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا اور کہا کہ اسکو اس کا حق اور اردو۔ لہذا ہم نے والد صاحب کے فیصلے کے مطابق اس کو فارغ کر دیا۔ اس عرصہ میں والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس وقت ہمارے والد صاحب کے وارثوں میں ہم تین بھائی، چار بھینس ہیں اور ہماری والدہ ہیں۔ ہم تینوں بھائی ہمیشہ سے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں ملکر کام کر رہے تھے۔ اور اب بھی ہم تینوں کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور آپس میں مددگار ہیں۔ گھر کے والدہ صاحبہ کے اور دوسرے تمام اخراجات ہم تینوں بھائیوں کی ذمہ داری میں شامل ہیں۔ اسکے علاوہ ہم تینوں بھائیوں کی اولاد میں لڑکیاں بھی ہیں جو کہ شادی کے لائق ہیں اور عتق رب ان کی معافی اور شادی وغیرہ کے پروگرام ہونے والے ہیں، جو کہ ہم تینوں بھائیوں کی ذمہ داری ہے۔

لو پر بیان کردہ غلط تفصیل کے بعد اب مسئلہ یہ ہے کہ ہماری بہنوں اور والدہ صاحبہ کا اصرار ہے کہ ان کو ان کے حصے اور کر دیئے جائیں۔ ہماری ایک بہن رہائشی اور مالی طور پر کچھ مسائل کا شکار ہے اور ہماری والدہ صاحبہ کا اصرار ہے کہ جلد از جلد ان کا حصہ اور کر دیا جائے۔ اب اس وقت والد صاحب کی چھوڑی ہوئی جائیداد میں ایک دوکان ہے جس پر ہم تینوں بھائی ملکر کاروبار کر رہے ہیں اور خاندان بھر کا خرچ اسی دوکان سے پورا ہو رہا ہے اور دوسری ایک اور جگہ ہے۔ جہاں پر ہمارے وغیرہ صاف ہوتا ہے۔ اور پھر دوکان میں فروخت کیا جاتا ہے۔ اور تیسری جگہ

کی قیمت ہوگی۔ اس تمام پر دو ترکہ سے عروہ نہیں ہوگا۔ ترکہ سورت کی وفات سے بعد تقسیم ہوتا ہے۔ لہذا والد نے جس عینہ جو کچھ بھی دیا وہ ترکہ نہیں تھا۔ اس کیلئے عہد تھا۔ اب سے بھی ترکہ میں سے حصہ ملے گا۔

کسی وارث کا حق روکنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک صاحب کی دو بیٹیاں تھیں اور دو دھڑروں کے مالک تھیں۔ ان کے انتقال سے بعد ان کے ورثاء میں تین ذرے اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب بالغ ہیں۔ ان کے ساتھ والدہ بھی ہیں۔ ایک لڑکے کی خواہش یہ تھی کہ دونوں گھر فروخت کر کے جس کا شمار ناجو حصہ بنائے آپس میں تقسیم کر دیا جائے۔ مگر وہ بھائیوں نے اس کی بات نہ مانی اور ایک گھر جو کہ کم مائیت کا ہے وہ تینوں لڑکیوں کو دے دیا گیا۔ اور ساتھ ہی چچا س ہزار روپ فی لڑکی دینے کا لڑکوں نے وعدہ کیا۔ اس وعدہ کو تقریباً تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور ابھی تک رقم کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے۔ اب دور امکان جس کی مائیت زیادہ ہے اس میں تین لڑکے رہائش پذیر ہیں اور ان کے گھر بیکار حالات بہت بگڑ چکے ہیں۔ ایک لڑکا جس نے شروع میں گھر فروخت کرنے کی بات کی تھی اسے روپوں کی اشد ضرورت ہے، اس بھائی کیلئے کیا حکم ہے جو تاؤ گھر فروخت کر رہا ہے اور مذہبیہ ورثاء کو حق دے رہا ہے؟ شریعت میں اس کیلئے کیا حکم اور سزا ہے؟ جواب حمایت فرما کر مشکل حل فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

سائل اکبر مرزا، کراچی

$$۱۹۲ / ۴ \times ۳۸ / ۶ \times ۸$$

بیت

۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹	۱۶۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲
۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳
۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴
۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶
۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷
۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸
۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹
۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰

ایضاً حصہ لیکر جدا ہو گئے

مسئلہ ۳ مختصر تاجان

..... سکندر جہاں ۲۰

بھائی	بہن	بہن
$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$

الجواب

صورت مسؤل میں بر تقدیر صدق سائل وانحمد اور ثناء و رد لورین بعد امور حقدہ علی الارث حسب شرط فرائض مرحوم کا تمام ترکہ ایک سو بانوے سوام پر منقسم ہوگا، ان میں سے ایک بیوہ کے تین حصے ان کے بھائی بہنوں پر اس طرح تقسیم ہو جائیں گے کہ کل ایک سو بانوے حصے میں سے چھ بھائی کو اور تین تین حصے دونوں بہنوں کو ملیں گے۔ دوسری بیوہ نے اپنا حصہ بیٹوں اور بیٹیوں کو دے دیا تھا اس کے بعد بیٹوں نے اپنا حصہ لے کر علیحدگی اختیار کی لہذا لگے حصے کے ۱۲ سوام بھائیوں کو مل جائیں گے اس طرح ہر بیٹے کے ساتھ ساٹھ حصے ہو جائیں گے۔ مشترک ترکہ میں ہر وارث کو اس کا حق دینا سب وارثوں پر فرض ہے۔ کسی وارث کے حصے میں نہ کم کر سکتے ہیں نہ رکاوٹ ڈال سکتے ہیں۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید الرشی من ماجہ القزوینی متوفی ۳۷۳ھ نے ابن ماجہ میں نقل کیا۔

من فرض میراث وارثه قطع اللہ میراثہ من الجفۃ یوم النقیمۃ

(ابواب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ، صفحہ: ۱۹۴)

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

جو کسی وارث کے حصے کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اس کا حصہ جنت سے کاٹ لے گا۔

لہذا سب وارثوں کی مرضی سے مکان اور والد کا تمام مترکہ سامان، جو کچھ ان کی ملکیت تھا سب وارثوں پر اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ کوئی وارث مکان چنے اور ترکہ تقسیم کرنے میں رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

داد کی وراثت میں پوتے کا حق

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 رید سنا ہے کہ "اگر چاہے پوتے کو جائیداد کا حصہ نہ دے یہ جائز ہے اس لئے کہ اس کا پینا فوت
 ہو گیا ہے" جبکہ دیکھتا ہے کہ "پوتے کو جائیداد کا حصہ دینا ہو گا ورنہ یہ ظلم ہو گا"۔
 سائل: عبدالسلام، پاکستان پورے

الجواب

زندگی میں ہر شخص کو اپنی جائیداد میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ جس کو چاہے دے اور جس کو
 چاہے نہ دے۔ وہ پوتے جن کا باپ انتقال کر چکا ہو، وہ اپنے والد کو مال میں حصہ دار نہیں ہوتے ہیں۔ جبکہ والد کے
 دوسرے بچے زندہ ہوں۔ جب پوتے یتیم ہوں تو والد کو چاہیے کہ ان پوتوں کو چھ دے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔
 درج ہے۔

تقسیم وراثت میں ورثاء کی رضامندی کا حکم

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ میرے والد مرحوم جنوری ۱۹۸۲ء میں انتقال فرما گئے۔ (انا المنع وانا المینہ
 احصون) پسماندگان میں میرے علاوہ میری والدہ، دو بہنیں، میری بیوی اور دو بچے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ
 انتقال کے بعد والد صاحب سا نکل پر پھیری لگایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے مقامی باہر مارکیٹ میں کیبن
 بنا دوکانداری شروع کی جو وقت بوقت بھرتی رہتی۔ گھر بیٹو مجبوریوں کی بناء پر تقریباً اٹھارہ برس پہلے میں نے
 پندرہ سال کی عمر میں ملازمت شروع کی۔ جو آج تک مسلسل جاری ہے۔ بلکہ گزشتہ آٹھ سال سے پارٹ ٹائم جاب بھی

۱۔ بی۔ والد صاحب نے ہم سے بہن بھائیوں کی تعداد چار لیکن ارفاد، والد صاحب کے انتقال کے بعد وہ بی بی نے مطالبہ کیا کہ مرنوم کی جائیداد میں سے ان کا حصہ آگیا ہے۔ جائیداد یہ ہے

(۱) مکان جس میں والدہ میں میری بیوی اور بیٹے رہا کرتے ہیں۔ اس کے ما ۱۰ چھوٹی بہن اپنے بہنوں اور سب سمیت تہذیبیت سات سال سے مکان کے ایک حصے میں مقیم ہے اور مکان کے دو حصے والد صاحب نے کراہے دیئے تھے۔ تقریباً تیس سال پہلے مرنوم نے یہ مکان ۱۳۰۰ میں خریدا تھا۔ جس میں دو تہائی تہائی زمین و اضافہ کیا ہے۔

(۲) ماچس فیلڈ کی قریب بازار میں ہمارے دو گھنٹے تھے۔ جنہیں بعد میں دوکانوں میں سب کے ساتھ والد صاحب نے بھی تبدیل کیا اور ب۔ کو اس پر ہیں۔ اسی طرح کہ کے سامنے واقع منڈے ٹاٹے پر واقع دوکانوں میں ایک دوکان ہماری بھی ہے۔ یہ تینوں دوکانیں غیر الاٹ شدہ ہیں اور ناجائز تجاوزات میں ہیں۔

(۳) بازار کیٹ کی دوکانیں، والد مرنوم کے انتقال تک یہ پتہ تھا کہ جسے بعد میں انجمن نے دھکر پتہ داروں کے ساتھ KDA سے اٹ کر لیا۔ ہمارے بہن کراہے دار کے زیر استعمال ہونے کی وجہ سے مارکیٹ سے باہر نیہ دارہائی جگہ پر جیسے پٹا اٹ ہوا۔ لیکن میں نے ذاتی کوشش، ہنگامہ، زور اور احتجاج کر کے دو پلاٹ کسٹنسل دیا اور مارکیٹ کے اندر اپنا تمام پلاٹ الاٹ کرا دیا اور اس پر دوکان تعمیر کر کے کراہے پر انھادی۔

(۴) ۶۰ مربع فٹ کا پلاٹ KDA نے گلستان جوہر میں قرعہ اندازی کے ذریعے میرے والد کو الاٹ کیا۔ جس کی اسی قیمت میں نے والد کے انتقال کے بعد اوکی۔

(۵) رینک میں والد صاحب کے ۲۶ ہزار روپے تھے لیکن تقریباً ۲۹ ہزار روپے قرض بھی تھا جو پتہ سے رقم ملتے ہی ادا کر دیا گیا۔

(۶) انتقال کے وقت جو مال دوکان میں تھا اس کی مالیت تقریباً ۱۰,۰۰۰ روپے تھی جو میں نے دایہ دار کو دے دیا۔

اب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ

(۱) موجودہ جائیداد میں کس کس کا کتنا کتنا حصہ ہوگا؟ جبکہ والد مرنوم نہایت کئی بار یہ کہہ چکے ہیں۔ میں یہ سب سچ تھا کہ والدہ اور تمھارے سے رو رہا ہوں۔

(۲) جائیداد میں کون سی قیمت لٹائی جائے گی؟ وہ قیمت جس پر والد صاحب نے خریدا تھا، ان کے

انتقال کے وقت کی قیمت یا موجود وقت کی؟ خصوصاً ہمارے گیت کی دوکانوں کی کون سی قیمت لگائی جائے گی؟ انتقال کے وقت کہیں کی قیمت کہیں کے بارے میں ملنے والے مکان کی قیمت یا موجود دوکان کی قیمت؟

(۳) دیگر درجہ کے حق کے تعین کیلئے میں اپنی ۱۸ سالہ محنت کو کس حساب سے موجودہ جائیداد سے علیحدہ کر دوں گا؟

(۴) والد صاحب کی تدفین، تعمیر قبر، دسویں اور چالیسویں کے اخراجات، والد صاحب کی بیماری میں چھپائی ہوئی دستان سے آمد اور والد صاحب کی وصیت کے مطابق ان کی روایتی کے وقت مال و اسباب کی فراہمی کے اخراجات، والد صاحب کی شدید بیماری میں اسپتال کے طبی اخراجات، انتقال کے فوراً بعد والدہ صاحبہ اور میرے سفر کے اخراجات وغیرہ والد صاحب کی جائیداد سے منہا کئے جائیں گے یا نہیں؟

(۵) بیوی بہن کو فوراً ان کا حصہ کیسے ادا کیا جائے؟ یہ نہ کہ فقہ فقہ پاس نہیں ہے۔ اور لاغز بھی ریلوے کراسنگ پر پل (مروج) ملنے کی خبروں کے بعد کوئی شخص دوکانیں خریدنے پر راضی نہیں ہے۔ اور ہم اپنے ذاتی استعمال کی دوکان اور ہائپر مارکیٹ کی دوکانیں اس لئے فروخت نہیں کرنا چاہتے کہ صرف یہی دو چیزیں باقاعدہ حالات شدہ ہیں۔ اور والدہ صاحبہ کی شدید خواہش ہے کہ انہیں نہ چھپا جائے۔ واضح رہے کہ چھوٹی بہن اپنا حصہ لینے پر راضی نہیں۔ لیکن یہ تو صریحاً انسانی ہوگی کہ ماتھے والی بہن کو دے دیا جائے اور نہ ماتھے والی بہن کو نہ دیا جائے۔

ازراہ مریانی پہلی فرصت میں جواب سے مستفید فرمائیے۔

سائل محمد اقبال احمد، لاہور

$$۳۲ = ۴ \times ۸$$

میت

بھتی	بھتی	بھتی	بھتی
	۷		۱۳
۷	۷		

الجواب

صورتِ مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل وانحصار وراثہ کو دین بعد امور حقدہ علی الارث مرحوم کا کل ترکہ چھ حصوں میں تقسیم ہو کر چار حصے بیوی کو، چودہ حصے بیٹے کو اور سات سات حصے بیٹیوں کو ملیں گے۔ چاہے ارث کی قیمت اس وقت کی لگائی جائے گی، جس وقت وہ تقسیم کی جائے گی۔ انتقال کے بعد اب تک جو اضافہ ہوا ہے وہ سب وارثوں کا ہے۔ وہ بیٹے جو لڑکے نے اپنے نام الارث کروایا وہ بھی اس بیٹے کے بدلے میں الارث کروایا ہے جو والد صاحب کے زمانے کا ہے۔ لہذا وہ بھی سب وارثوں کا مشترکہ ہے۔ ان کے انتقال کے وقت تجزیہ و تخمین میں جو مصارف کئے گئے، وہ اس صورت میں کہ تمام ورثاء بالغ ہوں اور انکی اجازت سے یہ سب کام ہوا ہو تو وہ صحیح مان لئے جائیں گے۔

ہندوستان سے آنے والے بچا کو جو کچھ دیا گیا وہ بھی وصیت کی بناء پر مان لیا جائے گا۔ لیکن والد کے علاوہ کے مصارف انکے حصے سے کانے جائیں گے اسی طرح بیٹے اور والدہ نے حج پر پتے مصارف کئے ہیں وہ بھی ان کے حصوں سے وصول کئے جائیں گے۔ تقسیم تمام وارثوں کی رضامندی سے ہوگی وہ جیسے راضی ہوں گے۔ ویسے تقسیم کریں گے۔ جو بہن اپنا حصہ نہیں لینا چاہتی، اس سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس کے حق میں اپنا حصہ چھوڑنا چاہتی ہے۔ اگر سب کے حق میں چھوڑنا چاہتی ہے تو سب کو مل جائے گا کہ اگر کسی خاص وارث کو دینا چاہتی ہے تو اس کو مل جائے گا۔ لڑکے نے ملازمت کر کے جو کمایا ہے اپنی بیوی اور بچوں پر خرچ کیا والدین پر بھی کچھ خرچ کیا ہوگا۔ اس کا کچھ عوض ترکہ میں سے نہیں لے سکتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کسی کے ترکہ پر ناجائز قبضہ کرنے کا حکم

الاستفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ :

یہ سب مجھے بھائی مسکی حبیب الرحمن ولد عبد اللہ کا ۱۹۶۷ء میں انتقال ہو گیا تھا۔ مرحوم نے انتقال پر مندرجہ ذیل جائیداد وغیرہ چھوڑی تھی۔

ایک مکان، دو دوکانیں اور ایک دوکان میں ڈیکوریشن کا سامان ہے جس کی مالیت تقریباً ۸۰ ہزار روپے ہے۔ اور زیورہ وغیرہ، مرحوم نے انتقال کے وقت بی بی اور ایک بہن (درخواست دہندہ) کے نام کر دیا تھا۔ مرحوم کے سال کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ بی بی کا بھی بعد میں انتقال ہو گیا۔ بہن ابھی زندہ ہے۔ مرحوم نے اپنی مذکورہ جائیداد وغیرہ کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی۔ لیکن بعد میں بذورنی اور محلے والوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک مرحوم کی بی بی زندہ ہے یہ تمام جائیداد، سامان اور زیورہ اسکی تحویل میں رہے گا۔ لیکن بی بی جائیداد وغیرہ فروخت نہیں کر سکتی اور نہ ہی اپنے ہم کردار سکتی ہے۔ البتہ جائیداد کی آمدنی سے اپنے ذاتی اخراجات پورے کر سکتی ہے۔ اور وہ یہ اخراجات اپنی حیات تک پورے کرتی رہی۔ بی بی کے انتقال کے بعد، بی بی کے بھائی نے مرحوم کی مذکورہ تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا اور یہ جائیداد، سامان اور زیورہ اب بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ حالانکہ بی بی کے بھائی کا اپنا ذاتی مکان ہے۔ بی بی کے بھائی نے ڈیکوریشن کا تمام سامان غلام کر دیا اور اسکی قیمت خود بڑپ کر گیا۔ بہن کے علاوہ مرحوم حبیب الرحمن کا ایک سگا بچا بھی ہے۔ اب آپ سے کئی درکار ہے کہ

(۱) مذکورہ جائیداد پر ازروئے شریعت مرحوم کی بہن اور بچا کا حق ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو دونوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

(۲) ماوراء الزینہ کا بھائی بھی جائیداد کا حق دار ہے یا نہیں؟

سائلہ خالدہ بانو، صدر، کراچی

الجواب

مسئلہ ۴

میت ----- حبیب الرحمن

بہن

بچا

بی بی

۲

۱

۱

شرائی بی کیونکہ پہلی بی بی کا انتقال ہو چکا تھا۔ دوسری بی بی سے ایک بیٹا ہے اور اس بی بی کی ولادت کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ مرنے والے نے ایک ۸۰ گز کا مکان چھوڑا ہے۔ کیا اس جائیداد میں سے پہلی بی بی کی دونوں بیٹیوں کا کچھ حصہ بتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو شرعی لحاظ سے کتنا حق ہوا مگر اسکے ساتھ ہی دوسری بی بی نے اس مکان کو اپنے نام منتقل کر لیا ہے۔ اور انھوں نے پہلی بی بی کی لڑکیوں کو جائیداد سے محروم کر دیا ہے۔ لہذا آپ مسئلے کا حل بتائیں۔

سائل: محمد اکرم، لاندھی، کراچی

الجواب

$$\frac{۳۲}{۱۳} = ۳ \times ۸$$

بی بی	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۱	۷	۷	۷
۳	۱۳	۷	۷

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل کا انحصار ورنہ مذکورین بعد امور مقدمہ علی نارت حسب شرائط فرائض مرحوم کا کل ترکہ مکان، پلاٹ، نقد روپیہ اور گھر ملو سامان وغیرہ چھ حصوں پر منقسم ہو کر چار حصے بی بی کو چودہ حصے لڑکے کو اور سات سات حصے دونوں لڑکیوں کے ہیں۔ بی بی نے جو تعریف کیا، وہ ناجائز و حرام ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ سب وارثوں کا حصہ لے کر دے۔

حق وراثت اور ملکی قوانین

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے استدعا ہے کہ میرے مندرجہ ذیل سوال کا جواب اسلامی قانون کے مطابق دے کر سر فرماؤ

ہیں۔ میں آپ کے فتویٰ کی روشنی میں فیذیل شریعت کورٹ میں اس فیصلے کیلئے جانا چاہتا ہوں۔

میں پاکستانی سبب سلسلے کی رکتا ہوں ہوں میرے بڑے بھائی مولوی نذیر حسین انڈیا میں مدرس میں جے تھے۔ ان کی کوئی کوئی نہ تھی۔ یہی کائنات ان کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ اس کے بعد میرے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ بھائی کے فوت ہونے پر ان کی جائیداد بزرگ میرے بھائی کورٹ مجھے، میرے بھائی اور بہن کو اسلامی قانون وراثت کے تحت ملی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں جو کہ پاکستان اور ہندوستان کے مابین لڑی گئی، تمام پاکستانیوں کی جائیدادیں جو کہ اس وقت بھارت میں تھیں، وہ ہندوستان نے بطور دشمن املاک اپنی تحویل میں لیں اور اسی طرح بھارتیوں کی جائیدادیں جو کہ پاکستان میں تھیں وہ قانون دشمن املاک کے تحت اور ڈیفنس آف پاکستان روڈز کے مطابق پاکستان نے اپنی تحویل میں لیں۔ یہ تمام جائیدادیں جو کہ پاکستان میں تھیں وہ غیر مسلم بھارتیوں کی تھیں۔

حکومت پاکستان نے، دشمن املاک فروخت کرویں اور جو باقی رہی ہیں، وہ فروخت ہو رہی ہیں۔ بھارت کی دشمن املاک کی قیمت پاکستانی ضبط شدہ املاک سے ۹۹ فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ اگر حکومت پاکستان چاہے تو اس رقم سے متعلقہ پاکستانیوں کو بامانی ان کی ضبط شدہ املاک کی قیمت کی رقومات ادا کی جاسکتی ہیں۔ مگر ۱۹۶۵ء کی جنگ سے اب تک یعنی گذشتہ اٹھارہ سال میں حکومت پاکستان نے پاکستانیوں کی ضبط شدہ غیر منقولہ املاک کے بدلے میں آج تک کسی قسم کا معاوضہ ادا نہیں کیا اور نہ ہی کوئی ایسی کارروائی بظاہر زیر تجویز ہے۔ اس ضمن میں اطلاعاً گزدارش ہے کہ پریس نوٹ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء کے ذریعہ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا کہ جن پاکستانیوں کی رقومات بھارتی دھول میں ضبط ہوئی تھیں، وہ انھیں گورنمنٹ پاکستان ادا کرے گی۔ مگر تاحال غیر منقولہ جائیدادوں کے سلسلہ میں حکومت بالکل خاموش ہے۔

میں آپ کے سامانہ فیصلے کے تحت تمام پاکستانیوں کی ان جائیدادوں کا جو کہ دشمن املاک قرار دی گئی ہیں، معاوضہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے صدر پاکستان فیلیڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم اور بعد میں موجودہ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو درخواستیں دی تھیں مگر کوئی 3 نہیں نکلا۔ آپ اس سلسلہ میں مکمل رہنما جواب حمایت فرمائیں۔

سائل عبدالرحمن، میمن روڈ، لاہور

الجواب

کسی مسلمان ملک کے رہنے والے، مسلمانوں کی جو امارت، کسی کافر ملک میں ہو اور اس حکومت نے اس پر قبضہ کر لیا ہو، تو اس کا تاجرانہ یا قیمت دینے کی ذمہ داری مسلمان حکومت کی نہیں ہے۔ صرف ایک صورت یہ ہے۔ جب مسلمان ملک اس ملک پر، جس میں وہ امارت تھیں، فتح کر کے قبضہ کر لے تو وہ امارت مال غنیمت قرار نہیں دی جائے گی۔ بلکہ ان کے مالکوں کو لوٹا دیا جائے گا۔

کفار کی امارت اگر مسلمان ملک میں ہیں اور کافر، ان کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو وہ حکومت کی ملکیت ہو جاتی ہیں۔ اس کی کوئی مثال نہیں ہے کہ کافروں کی امارت جو مسلمان ملک میں ہیں، ان مسلمانوں کو دے دی جائیں، جن کی امارت پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا۔ مذہ سے ہجرت کرنے والے صحابہ کرام اپنا مال سامان جو کہ میں چھوڑ آئے تھے، ان میں سے کسی کو حضور ﷺ نے یہودیوں کے وہ اموال جو کہ قرطبہ اور مونسہ میں تھے شریف چھوڑ کر چلے گئے تھے، تاہم ان کے طور پر نہیں دیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان حکومت ان اموال کے تاجرانہ کی ذمہ دار نہیں ہے۔ لہذا سوال میں جو صورت مذکور ہے اس میں یہاں کی حکومت سے اس کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جس امارت کو ہندوستانی حکومت نے قبضہ میں کر لیا ہے۔

اختلاف ملک اور حق وراثت

الاستفتاء۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

زید مرحوم نے مکانات جن کو اس نے تقسیم نہیں کیا۔ اب ان میں زید کے بھائی رہتے ہیں۔ جاسید لوزری زمین جو کہ مرحوم کے اپنے نام تھی، جس بزرگ روپیہ بینک میں جو کہ بہمن (ہندوستان میں رہائش پذیر) ہے اس کے نام تھا اور تجارتی مال بھی چھوڑا ہے۔ اب ہندوستان میں رہنے والے بھائی یہ کہتے ہیں کہ جو لاداکستان منتقل ہو چکی ہے اور وہاں کی شریعت اختیار کر چکی ہے، اس کا کوئی قانونی اور شرعی حق مرحوم کے ترکہ میں نہیں رہا کیونکہ دوسرا ملک ہے۔ مرحوم کا ترکہ کی شرعی تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور جائیداد کی جو تفصیل اس میں ہے، ہم پاکستان میں رہنے والے بھائی یہاں کا کتنا حصہ ہوگا؟ یہاں پر ہم وہ بھائی اور تین بہنیں اس طرح ہم سب کل نو بھائی بہن ہیں۔ ۵ بھائی اور ۴ بہنیں ہیں۔ کیا

(شامی . جلد ۱۵) کتاب العرائض . صفحہ ۵۴۲، مکتبہ رشیدیہ . کوئٹہ)
 بین اختلاف تک مسلمانوں کے حق میں مؤثر نہیں ہوگا جیسا کہ امام شروعات میں لکھا ہوا ہے۔ یہاں
 تک کہ ایک مسلمان خارجی قیدی دارالحرب میں مرا تو اس کے ترکہ سے وہ تمام ورثاء وراثت پائیں گے جو دار
 سلام میں ہیں۔

ہاں کے ہامیش ہزار روپیہ جو تک میں جمع کیا تھا اُس پر بہ کر کے قبضہ میں دے دیا تھا تو وہ اس کا ہوتا۔
 ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگا۔ اور اگر صرف تک میں اس کے نام سے اکاؤنٹ کھولا تھا اور اس کے قبضے میں نہیں دیا تھا تو یہ بہ
 باطل ہو گیا۔ وہ بھی ترکہ میں تقسیم ہوگا۔ جتنی زمین انھوں نے زندگی میں لڑکوں کے نام کر دی تھی اور قبضہ بھی
 ۔ دیا تھا تو وہ الگ ہے، جن کے نام کی تھی اور اگر قبضہ نہیں دیا تھا تو وہ بھی ترکہ میں تقسیم ہوگی۔ والد سے ہم جو کچھ
 بھی باقی تھا اور نقد روپیہ سو چاندنی سامان وغیرہ جو مرتے وقت چھوڑ گئے، وہ سب وارثوں کا ہے اور اس کے کہہ دینے
 سے وہی فرق نہیں پڑتا کہ یہ پاکستان میں رہنے والے لڑکے کیلئے ہے، یہ بہ تو ہے نہیں اور وصیت باطل ہے
 ۔ حدیث میں ہے، اور اس حدیث کو ابو ذر سلیمان بن اشعث متوفی ۷۵ھ نے سنن ابی داؤد میں نقل کیا

فلما وصیہ لوارث

(حصہ دوم، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الوصیة لوارث، صفحہ ۴۰۰،

مکتبہ حنائیہ، ملتان)

یعنی وارث کے حق میں کوئی وصیت قابل قبول نہیں۔

سوتیلی اولاد میں تقسیم وراثت

الاستفتاء

قد مت جناب مفتی صاحب! دارالعلوم امجدیہ

مندرجہ ذیل مسئلے پر جناب عالی سے حکم شرعی درکار ہے۔ مکان B-77 ہاجرہ آباد میری داؤی کے ہم
 اثاثہ ہے۔ وہ میرے چچے کے ہم کرنا چاہتی ہیں۔ اور اس کی بلوغت تک مجھے عینار مانا جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں
 عرض ہے کہ یہ مکان اگرچہ میری داؤی کی ملکیت ہے۔ مگر اس کی تعمیر میرے دادا نے "تکلم" کے پیسے سے ہوئی

فی۔ جو کہ گناہی جانیہ اور اس عہد میں میرے پھوپھو کا حصہ بھی شامل تھا۔ اور امر حرم نے اپنی حیات میں کئی مرتبہ میرے والد اور پھوپھو سے یہ کہا کہ میں اسکی وصیت کرنا چاہتا ہوں کہ بعد میں تم لوگوں کو کوئی پیٹناتی نہ ہو۔ مگر اب دُشوں نے یہ کہا کہ "اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب تک والد صاحب زندہ ہیں۔ (جو کہ سو تیلی ہیں اور ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے) اسی طرح رہتی رہیں گی اور ان کی زندگی میں کوئی تقسیم نہیں ہوگی۔ اس کے بعد جانیہ اور والدہ میں تقسیم ہو جائے گی۔" اب چونکہ میری دواوی یہ جانیہ دواوی سے بڑھتی تھی اس لیے پڑ پڑتے کے نام منتقل کرنا چاہتی ہیں۔ اور والدہ اپنا حق چاہتے ہیں تو اسی صورت میں آپ سے شرعی احکامات کی رو سے مندرجہ ذیل احکامات کے جوابات مطلوب ہیں۔

- (۱) کیا ایسی جانیہ دواوی جس میں لور دواوی اور بھی ہوں کسی ایک کے نام کی جاسکتی ہے؟ ایسی صورت میں کیا منتقل کرنے والا اور جس کو منتقل کی جارہی ہے، والدہ کے یہاں ان کی پکڑ ہوگی؟
- (۲) مکان چونکہ دواوی کے نام ہے تو اس پر جو تعمیر "تکلیف" کے روپیہ سے کی گئی، اس کی مالیت کا تحفہ اس وقت کے حساب سے لگایا جائے گا جب مکان تعمیر ہوا تھا یا موجود وقت سے لگایا جائے گا؟
- (۳) پھوپھو کے تکلیف کا جو حصہ شامل ہے، اس کی کیا صورت ہوگی؟
- (۴) کیا والدہ کا حصہ دواوی صاحب کو تقسیم کرنا ہو گا یا مجھ کو والدہ "امارتی" اور اگر ہو گا۔
- (۵) کیا حقداروں سے حق معاف کر لیا جاسکتا ہے اور اگر کوئی حقدار معاف کرنے پر رضامند نہ ہو تو صرف اس کا حصہ ہی ادا کرنا ہو گا یا سب کا حصہ ملنا ہو گا؟

(۶) درخت میں ایک بیڑا جو وفات پا چکا ہے، ایک بیڑا جو حیات ہے یعنی میرے والد اور چار لڑکیاں جن میں سے ایک وفات پا چکی ہیں۔ ان درخت کے حصے کس طرح تقسیم ہوں گے؟

سائل سیف d، حاجہ واپلا، کراچی

الجواب:

شاہجہاں دھم جن کو سائل نے دواوی لکھا ہے، وہ حقیقتاً اس کی دواوی نہیں ہے۔ اس کے دواوی دوسری طرف ہیں، جن سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ یہ لوگ پہلی دواوی کی اولاد ہیں۔ لہذا ان کا کوئی رشتہ شاہجہاں سے نہیں ہے۔ شاہجہاں کے شوہر نے جو مکان اپنے نام سے خریدا تھا اور اس میں یہ رہتی تھیں وہ شاہجہاں کی ملکیت ہو گیا تھا ان

۳۔ شہ سنے جو یہ ہے۔ مکان و قعر میں بھی شہ جس کی ملکیت پر خرچ ہو، ان سب کی مالکہ وہ ہو گئیں۔
 نہیں ہئی۔ مٹی میں نہ مکاں میں ہر طرف تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ جس کو چاہیں دے دیں کسی کا کوئی
 حق نہ مکان میں نہیں ہے۔ نہ لئے کسی کی رضامندی کا سوال نہیں ہوتا۔

وراثت میں سوتیلی اولاد کا حق

الاستفتاء

لیا فرماتے ہیں علامہ دینا اس مسئلے کے بارے میں کہ
 میرے والد نے دو شادیاں کی ہیں۔ میری والدہ کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا جبکہ میری
 سوتیلی والدہ کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا۔ ورثاء میں ہم دو حقیقی بھائی ہیں۔ سوتیلی ماں سے کوئی اولاد نہیں ہے
 ۔ جائیداد میں اور وراثت میں حصہ دار نہیں۔ ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

سائل محمد اسلم، بنو کرچی

الجواب

سوتیلی والدہ جب والد کے انتقال کے وقت موجود تھیں تو یہی کیا کٹھنوں حصہ تھا۔ اس کے انتقال کے
 بعد اس کا ترکہ اسکے ورثاء کو ملے گا۔ سوتیلی وراثت کا اس میں کچھ حصہ نہیں۔ ہاں یہ اپنے والد کی جائیداد آپس میں ورثاء
 تقسیم رہیں گے۔

لے پالک کا ترکہ میں حصہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علامہ دین و معینان شرع شہین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ
 زید کا ایک بڑا بھائی اور ایک بہن ہندوستان میں رہتے ہیں۔ زید اور اسکی بہن دونوں کی اولاد نہیں۔ بڑے
 بھائی کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ بڑے بھائی نے بحر کو پال کر جو مال کیا۔ بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کوئی وصیت

ی سے نہیں، اس کا جیس کوئی ہم نہیں۔ مرنے والے کی دنیا ہی بقید حیات ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرنے والے کی جائیداد کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس میں زید کا اور اس کی بہن کا کتنا حصہ ہوگا اور مرنے والے کی بیوی یا کتنا حصہ ہوگا؟

(۲) نیز۔ پانچ بچہ کا کتنا حصہ ہوگا؟

(۳) اگر زید کا انتقال ہو جائے تو حصہ رست و غیر اس کی اولاد وراثت میں حصے دار ہوئی یا نہیں؟

(۴) مرنے والے کی وراثت پر بچہ قبضہ کرے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

مرنے کرم ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ - تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

سائل عبد الرحمن اجیری

الجواب

المسلہ ۴

میت

بہن

بھائی

بیوی

۱

۲

۱

صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل و انحصار و رضاء و مذکورین بعد امور حقدہ علی الارث مرحوم کا ترکہ و جائیداد چار حصوں پر منقسم ہو کر ایک حصہ مرحوم کی بیوہ اور دو حصے مرحوم کے بھائی زید کو اور ایک حصہ مرحوم کی بہن کو ملے گا۔ اور بچہ جو کہ اس کے رشتہ میں کچھ نہیں، اس کو محض پال پوس کر بڑا کیا ہے، اس کا کوئی حصہ شرع کی طرف سے نہیں ہے۔ اور جب زید کا انتقال ہو جائے تو اس کے ورثاء کے بارے میں تاکر مسئلہ دریافت کیا جائے۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ۔

میری شادی تقریباً تیس سال قبل ہوئی، اولاد نہ ہونے کے سبب اپنی سالی کی لڑکی کو گود لے لیا جو ماشاء

۱۔ بھوت ہوئی۔ پھر میں نے وہ ۱۰ شہادی بھی کر دی۔ دوسری جگہ سے میری دو پتلیاں تھیں۔ کیا یہ کی کوئی بھوتی تھی
کا شرعی طور پر جائیداد میں حق ہے؟ نہیں ۱۰ اور کیا وہ اپنی ولدیت میں اسکول سرٹیفیکیٹ پر میرا نام لکھ سکتی ہے وہ
نہیں ۱۰ شرعی طور پر زنا مافی فرما کر خدا لعنت فرما کر بول۔

الجواب

پان بھوتی بیٹھتی کو جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا ہے۔ زندگی میں جو پائے وہ میرا اپنے وارثوں کا
حق محض کرنے سے زیادہ نہیں وہ۔ پانی بھوتی بیٹھتی کو اپنے اصل باپ کا نام لکھا جائے اور کثرت میں بھی
اصل باپ کو وارثیت حاصل ہوتی ہے۔

مرحوم کی ملکیت میں آنے والی تمام چیزوں کی تقسیم کا حکم

الاستغناء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ
ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ ورثاء میں مرحوم کے والدین، مرحوم کی بیوہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔
مرحوم نے کچھ زیورات ہاں کے نام کر کے کسی کے ہاں امانت رکھوائے تھے۔ کیا مرحوم کی بیوہ ان کو واپس لے سکتی
ہے؟ جو واجبات بیوہ نے نقد اور روپ کی صورت میں دفتر سے وصول کئے اس میں کس کا حق ہے؟ کیا مرحوم کے
استہلال کی تمام چیزیں ترکہ میں تقسیم ہوں گی یا نہیں؟ امید ہے تفصیل سے جواب دے کر شہریہ کا موقع عنایت
فرمائیں گے۔

مسائل محمد زاہد، راجہ

الجواب

$$۷۲ = ۳ \times ۲۴$$

میت

بیٹی بیٹا باپ ماں

۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۱۳	۲۶	۱۲	۱۶	۹

صورت ۱۰۰ میں بر تقدیر صدق سائل، انحصار ورغہ ۱۰۰ کو ورغہ ۱۰۰ پر علی التمام حساب کیا گیا۔
 ۱۰۰ میں مرحوم کا حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔

بیوی کے ترکہ میں شوہر کا حصہ

الاستغناء

بہ عورت کا انتقال ہو گیا۔ نزدیک رشتہ داروں میں ماں، باپ، بہن، بھائی، لڑکا، لڑکی اور شوہر زندہ ہیں۔
 مرحوم کا حصہ ۱۰۰ ہے۔ اس کے شوہر کو جائیداد میں حصہ ملے گا اور لڑکا؟ لڑکی؟ شرع حکم خداوندی کے بموجب ارشاد فرمایا۔

$$۳۶ = ۳ \times ۱۲$$

نیت

ماں	باپ	شوہر	لڑکا	لڑکی	بہن	بھائی
۲	۲	۳	۵	۵	۵	۵
۲	۲	۳	۵	۵	۵	۵

صورت ۱۰۰ میں بر تقدیر صدق سائل، انحصار ورغہ ۱۰۰ کو ورغہ ۱۰۰ پر علی التمام حساب کیا گیا۔
 ۱۰۰ میں مرحوم کا حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔
 ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔ ۱۰۰ میں باقی حصہ ۱۰۰ - ۱۰۰ = ۰۔

مجنونہ بیوی کا ترکہ حاصل کرنے کا حکم نیز ولی کی ترتیب

الاستفتاء،

محترمہ جناب مفتی وقار الدین صاحب

سیدہ میک

آپ سے گزارش ہے کہ منہ جو قبل مسئلے پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوتی تھی۔ مگر اب مقررہ فرامیں۔

میری شادی کو ۳۳ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میری بیوی کا شرم سے مافی توازن درست نہیں، جنونی کیفیت کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم۔ فی الحال مرد و بیڑہ سال سے پھر نچمپاگل ہے۔ اب اسکی عمر ۵۰ سال سے تجاوز سے اور اسکے اہلچاہے اور کمزوری کی وجہ سے خطرہ ہے کہ شاید وہ اپنے ہوش و حواس میں واپس نہ آ سکے۔ اس کا ترکہ جو ۱۲۵۰۰ روپیہ بتایا ہے اس کی بڑی بہن سے روک رکھتا ہے اور دینے سے انکاری ہے۔

(۱) کیا شوہر کو جو کہ اپنے مکمل ہوش و حواس میں ہے۔ اپنی پاگل بیوی کا ترکہ۔ حق شرعی اپنی بیوی کی طرف سے، وصول کر سکتا ہے اور ضمانت دیتا ہے کہ بیوی کا واقعی توازن درست ہونے کے بعد یہ امانت اسکے حوالے کر دی جائے گی۔ جبکہ بوقت تحریرداشت نامہ پر شوہر نے بیوی کے حق سے یا اسکے بچے جو اب بالغ ہو چکے ہیں انھیں شرعی طور پر وصول کرنے کا حق ہے؟

(۲) جبکہ میری سالی کا کہنا ہے کہ وہ از خود یہ رقم بہن کے حوالے کر دے گی۔ کیا شرعی قوانین روشنی میں دو اسکی رقم اپنے قبضے میں رکھ سکتی ہے۔ جبکہ اسکے بچے موجود ہیں۔ خطرہ ہے کہ اگر وہ درست نہ ہو سکی تو اسکے بچے جو میری نگاہ میں اس کے ترکہ کے حقدار ہیں حق سے محروم ہو جائیں گے۔ جبکہ شوہر اسکے درست نہ ہونے پر یہ رقم اس کی چھل پانا چاہتا ہے اور صدقہ جاریہ پر خرچ کرنا چاہتا ہے۔ لب لباب یہ ہے کہ کیا ان کی بہن رقم اپنے قبضے میں رکھنے کی مجاز ہے؟ کیا یہ رقم اسکے چوں کی حق وراثت بنتی ہے؟

الجواب

جنون تین کا ہو ۲ ہے۔

یہ سب وہی وقت میں ہوتا ہے۔

۱۲۔ کئی نوجوانی نوجوانتوں کو بھی یہی ہو جاتا ہے۔

۱۳۔ یہ خوف قسم کا بخون ہے۔

تیسری قسم۔ بخون میں بخون کے تمام معاملات رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے بخون سے وہ
- حالت میں ہوتا ہے۔ اس وقت صحت میں ہے۔ اور حالت بخون میں کئے گئے تھقات باطل ہیں۔ اور پہلی قسم
میں رہتا ہے۔ بخون سے فتنہ کی ہیں۔ تو اس سے فتنہ بھی ہوتی رہتا ہے۔

۱۴۔ اس میں پہلے مقدمہ ہے۔ آداب۔ سو تو دوسرے معاملات ہی ہوتے ہیں۔ اور مصیبت میں ترتیب اسی
روح ہوتی ہے جس صورت میں ہوتی ہے۔ پہلے بخون پڑتا ہے وغیرہ۔ اور اس میں۔ یہ نہ ہوں تو باپ (اور)
میں وہ بھی نہ ہوں تو باپ کی مدد اور اس میں بھی بخون پڑتا ہے وغیرہ۔ یہ بھی نہ ہوں تو، اور اس کی مدد اور اس میں بھی بخون پڑتا ہے وغیرہ۔

۱۵۔ عورت مسوہ میں اس عورت پہلی قسم کی بخون ہے اور اس کا باپ نہیں ہے تو اس کا جوان بیٹا ترکہ کا
روپیہ تقسیم ہے۔ اس عورت میں کوئی قسم نہیں رہے گا۔ اگر ماں کا بخون دور ہو جائے تو اسکو دے دے۔ اگر
بخون دور نہ ہو تو اسے مرنے کے بعد وراثتوں میں تقسیم کر دے۔ اور اگر دوسرے قسم کا بخون ہے تو جس وقت بخون
نہ ہو تو اس وقت پہاڑ پر قبضہ کرے گی اور اس حالت میں جو چاہے تصرف کرے گی۔ بہر حال بخون کی بہن کو یہ
حق حاصل نہیں ہے۔ بخون ہے۔ ترکہ کو اپنے پاس رکھے اور نہ بخون کے شہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس روپے
پر قبضہ کرے۔

پگڑی والی چیز میں ورثاء کا حق

الاستقاء

جناب مفتی صاحب اور العلوم امجدیہ آراچی

اسلام آباد

بہ سلام و آداب نے گزارش ہے کہ ایک عورت جو ہماری برادری سے تعلق رکھتی ہے، اسکے پاس ایک
دکان ہے۔ جس کی قیمت آٹھ سو پانچ سو روپے بنتی ہے۔ عورت کا خاندان وفات پا چکا ہے۔ اس عورت کی عین

نہیں اور دوسرے ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ اگر یہ عورت پناہ مکان پچھوے تو اپنے لئے کتنی رقم رکھے اور کتنا دس لے تقسیم کرے۔ اس مکان کے ماؤدہ عورت کے پاس اور کسی قسم کی کوئی مالیت نہیں ہے۔

الجواب

اگر مکان پگھڑی کا ہے تو جو اس میں رہتا ہے وہ اس میں رہے گا۔ یہ ترکہ میں تقسیم نہیں ہوگا اس لئے کہ ترکہ ملکیت میں تقسیم ہوتا ہے۔ پگھڑی یہ مکان لینے والا کر ایہ دار ہوتا ہے اگر اس کو پگھڑی پر دے کر روپیہ حاصل رہا ہے تو یہ حرام ہے۔ شریعت حرام مال نہیں بانکتی ہے۔ اور اگر یہ مکان ملکیت کا ہے تو یہ بتایا جائے کہ مرنے والے شوہر کی ملکیت تھا اور اسکے مرنے کے بعد کون کون وارث تھے تو اسکا حکم بتایا جائے گا۔ اور اگر وہ وہی ملکیت ہے تو زندگی میں کسی کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا ہے نہ اس پر یہ لازم ہے کہ وہ مکان پچھ کر وارثوں کو روپیہ تقسیم کرے مرنے کے بعد جو وارث زندہ ہوں گے، انہیں ترکہ مل جائیگا۔ اور اگر اپنی زندگی میں مکان پچھ دیا تو اس رقم سے جتنا چاہے اپنے لئے رکھ کر بقیہ بیویوں اور بیٹوں میں بادل بادل تقسیم کرے۔

پگھڑی اور ترکہ

الاستفتاء

محترم جناب مفتی صاحب!

سلام علیکم

مذاکرش عرض یہ ہے کہ ایک عورت نے KDA کا ایک گواہ پگھڑی میں لیا تھا۔ اس عورت کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کی دو لڑکیاں ہیں جن میں سے ایک شادی شدہ ہے۔ جبکہ دوسری لڑکی ابھی دس برس کی ہے۔ مرحومہ کے بھائی بہن مذکورہ گواہ میں اپنا حصہ مانگتے ہیں۔ لہذا آپ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا کیا جائے؟ آپ کی مرہانی ہوگی۔

الجواب

ترکہ ان چیزوں میں تقسیم ہوتا ہے جو مرنے والے کی ملکیت میں ہوں۔ پگھڑی میں لیا ہوا مکان ملکیت میں نہیں ہوتا، کر ایہ پر ہوتا ہے۔ لہذا اس میں ترکہ تقسیم نہیں ہوگا، جس کے قبضہ میں ہے وہ اسی کے پاس رہے گا۔

وراثت میں باپ اور بھائی کے ورثہ کا حکم

الاستقلال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

زیر فی ہمشیر و مرقومہ اس سال سے دو قحیہ الن کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ انہوں نے یہ ایک بیٹا نکود لیا۔ اور قحیہ مرقومہ کی میت میں ایک مکان اور تقریباً بارہ تولے سونا تھا۔ مکان انتقال سے چار سال پہلے گود لئے ہوئے بیٹے کو بہرہ بردار اور اس سے عوض پچاس ہزار روپے اپنی بیٹی کیلئے بھجوتے آئے۔ لیکن قحیہ و مرقومہ کے پاس بیٹی مرقومہ کے انتقال کے بعد میرے والد صاحب کا کہنا ہے کہ وہ پچاس ہزار روپے مجھے دے دو۔ مرقومہ نے ورثہ میں والدہ، والدہ و بھائی، دو بھائیں اور ایک گواہ لیا ہوا بیٹا چھوڑا ہے۔

اب ہمارے مریانی شریعت محمدی کے مطابق قحیہ صادر فرمائیں کہ مرقومہ کا وارث کون ہو گا اور ان کا کتنا حصہ ہو گا؟ یہاں میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمشیر و مرقومہ کے تمام اخراجات یہاں تک کہ میت اور اس کے بعد سے سارے اخراجات میں نے ادا کئے ہیں۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ مرقومہ کو میں نے قرض بھی دیا ہوا تھا۔ اگر میں معاف کر جا چاہوں تو معافی کر سکتا ہوں یا ترکہ سے قرض لے کر خیرات کردوں۔ جواب عنایت فرمائیے۔

سائل خیر اللہ، کراچی

السطح ۶

میت..... والدہ

والد

والدہ

۵

۱

لحمہ اب

نہرت مسول میں مرقومہ کا کوئی عہد نامہ یا وصیت نامہ تو نہیں ہے۔ اس کے بھائی کے لڑکے کی ایک

ساز شدہ تحریر ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ نے اپنا مکان سب کچھ کو بیہ کیا تھا اور اسکے بدلے میں بیچ کر روپ لے۔ یہ تحریر کچھ کر اپنے پاس رکھی تھی کہ جب مرحومہ مانگے گی تو مکان کے بے کے بدلے میں سکونہ دے دے گا۔ یہ دونوں جے فعل نہ ہوئے اسلئے کہ جب کی شرط یہ ہے کہ جب کرنے کے بعد قبضہ بھی دے دیا جائے۔ شیخ الاسلام محمد حاتم الدین ابو d علی بن ابی بکر الفزانی متوفی ۵۹۳ھ نے ہدایہ میں لکھا

بصح بالایحباب والقنول والقنض

(آخریں۔ کتاب المیبة، صفحہ ۲۸۳، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

بیہ، یہاں قبول اور قبضے سے صحیح ہو جاتا ہے۔

نہ مرحومہ نے مکان پر قبضہ دیا اور نہ کچھ نے روپ پر۔ لہذا دونوں جے صحیح نہ ہوئے اور مرحومہ کے پاس جو سونا تھا اس کے متعلق اس کا ارادہ اور نیت یہ تھی کہ پاب ہوئے بچ کی شادی میں خرچ کرے گی، وہ بھی نہ بیہ ہے اور نہ وصیت۔ لہذا مکان اور سونا سب مرحومہ کی ملکیت میں تھے اب اسکے مرنے کے بعد ماں، باپ، بھائی، بہن اور کچھ غیر وراثت ہیں۔ اس میں سے چھٹا حصہ ماں کو ملے گا اور باقی پانچ حصے باپ کو ملیں گے۔ بھائی، بہن اور کچھ محروم ہیں (مرحومہ کے ترکہ میں سے انھیں کچھ نہیں ملے گا) اور پالا ہو اپنا شریعت میں ترکہ نہیں پاۓ گا، اس لئے اسے بھی کچھ نہیں ملے گا۔

مرحومہ کی چھینز و عینیں میں جو خرچ ہوا ہے، اگر خرچ کرتے وقت یہ نیت تھی کہ ترکے میں سے لوں گا تو ضروری مصارف یعنی کفن کی قیمت، قبر کھودنے کی مزدوری اور میت کو قبرستان لے جانے کی گاڑی کا کرایہ ترکہ میں سے وصول کر سکتا ہے اور اگر یہ نیت نہ تھی تو یہ اس کا احسان ہے اور وہ اس کو وصول نہیں کرے گا۔ مرحومہ کو جو قرض یا قعادہ ترکہ میں سے وصول کر سکتا ہے اور اسکو لینے کے بعد ترکہ درجاء میں تقسیم کیا جائے گا اور اگر معاف کرنا چاہتا ہے تو اچھا ہے۔

بھائی اور نواسے کی وراثت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

یہ ۱۰ سال ہو۔ اس وقت وہاں میں ایک حقیقی بھائی، اردو نواسے چھوڑے۔ اردو کے شرع ذیہ کا ذکر

درجہ میں اس طرح تقسیم ہو گا۔

سائل محمد خالد، حیدرآباد، سندھ

الجواب

اس میں نہ درجہ ہو گا کل ترکہ مرہوم کے حقیقی بھائی کو ملے گا۔ نو اسوں کو کچھ نہیں ملے گا۔



مسفر قات

کعبہ کی شبیہ اور اس کا احترام

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) کعبہ اللہ کی طرف تھیں کر کے سونا، کعبہ اللہ کی طرف تھو کر کیا پیچھا کرنا کیسا ہے؟

(۲) ایک جائے نماز ایسی ہے کہ اس پر (پوری جائے نماز پر) کعبہ اللہ کی تصویر ہے لوگ اس پر سے گذر

جاتے ہیں۔ جمعہ کے روز امام صاحب کے لئے چھائی جاتی ہے۔ آیا اس کے اوپر نماز پڑھنا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

مسائل ظہیر احمد، جنت لائن، کراچی

الجواب

(۱) یہ تمام باتیں ممنوع ہیں اور خلاف ادب ہیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے وضو کرنا

مستحب ہے، مگر کلی کرتے وقت منہ زمین کی طرف کر کے کلی کرے گا۔ قبلہ کی جانب منہ کر کے کلی کا پانی نہیں پھینکے

گا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کے متعلق سنا، تو ان سے طاقات کے شوق میں گئے، راستے

میں دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ یہ دیکھا کہ انھیں قصور کی نہ مروت پیش آئی تو انھوں نے قبلہ کی طرف مت
رکے تھوک دیا، تو حضرت بائزید ان درگاہ سے ملاقات کے لئے اپنے آگے اور فرمایا کہ یہ درگاہ نہیں ہو سکتا۔
(۲) تصویر کا حکم اصل شے کا حکم نہیں ہوتا ہے۔ کعبہ کے احکام کعبہ کی تصویر پر ہوتا نہیں ہوتا ہے۔
لہذا ایسی جائے نمازوں پر جن پر کعبہ کی تصویر ہے، ان پر نماز پڑھنے اور ان پر چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن نماز
اس لئے نقش و نگار والی جائے نمازوں پر پڑھنا اچھا نہیں ہے کہ توجہ انہی طرف ہوگی اور خشوع اور خضوع میں فرق
آئے گا۔

غیر مسلم کو سلام کا جواب دینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و متقیان شرع متین ان مسائل سے بارے میں۔

(۱) کیا حضور ﷺ نے کبھی کفار و مشرکین یا منافقین کو سلام کیا؟

(۲) اگر کوئی منافق یا مشرک کہ کافر سلام کرے تو اس کا جواب کس طرح دینا ہے؟

سائل فاروق کاندھلوی ہزارہ، ایچی

الجواب

حضور ﷺ نے کفار و مشرکین یا منافقوں کو کبھی سلام نہیں کیا اور ان کو سلام کرنا ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ
ناسخ کو بھی اہل ایمان اپنی طرف سے سلام کرنا مکروہ ہے۔ یہ بات حدیث شریف میں ہے۔ ان حدیث کو انہیں
محمد بن محمد طن اسماعیل البخاری متوفی ۲۵۶ھ نے بخاری میں نقل کیا

عن عائشة قالت دخل رخط من اليهود على رسول الله ﷺ فقلوا السلام
عليك فنبهتها فقلنا عليكم السلام واللغة فقال رسول الله ﷺ مهلا يا
عائشة فان الله يحب الرفق في الامر كله فقلنا يا رسول الله اولم تسمع ما قالوا؟
قال رسول الله ﷺ فتذ قلنا وعليكم

(حلد ۲) کتاب الاستیذان، باب کیف الرد علی اهل الذمة السلام، ص ۲۵۵.

قدیمی کتب خانہ، کراچی

حضرت۔ بخیر (رسمی اندھ خفا) سے رویت ہے فرماتی ہیں یہ وہاں کا ایک۔ دو رسول اللہ ﷺ کی بارہ۔ میں آیا۔ پس انہوں نے کہا "ہمام مہیک"۔ (ہمام کے معنی موت کے ہیں) پس میں نے اس کو سن لیا اور میں نے کہا کہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے شاہ ایسا کہو بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اہم اہم مثنیٰ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق میں نے ان کے جواب میں دیکھا کہ دیکھا۔ لہذا آنر لونی غید مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں: حیدر اسلام نہیں کہنا چاہیے بلکہ صرف: حیدر شاہ اللہ" کہنا چاہیے۔

دین اور دنیا کے بارے میں دوسروں کو آئیڈیل بنانا

الاستفتاء:

محترم جناب مفتی صاحب دارالعلوم امجدیہ، کراچی

"مذاشر یہ ہے کہ جو کے دن آپ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے: 'تم دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے کے درجے کے لوگوں کو نہ نظر رکھو اور دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے درجے کے لوگوں کو نہ نظر رکھو۔ اس طرح تم دین اور دنیا دونوں میں فلاح پا جاؤ گے' آپ سے عرض یہ ہے کہ براہ کرم پوری حدیث ترجمہ و حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

سائل فقیر محمد عرفان الحق، فیڈرل کینٹنل ہاؤس، کراچی

الجواب

حدیث شریف میں ہے: اس حدیث کو صاحب المخطوۃ: ولی الدین اہل عبد اللہ محمد بن عبد اللہ متوفی ۵۷۴ھ نے ترمذی شریف سے نقل کیا

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جذہ عن رسول اللہ ﷺ قال: خصلتان من کانتا فیہ کتبہ اللہ شاکراً صابراً من لطر فی دینہ الی من ہو فوقہ فاقصدی بہ ونظر فی ذنباہ الی من ہو دونہ فحمد اللہ علی ما فضله اللہ علیہ کتبہ اللہ

ہے۔ نبی ہو چاہے وہ نہ مرنے کیسے کہ ایم، ملی، ملی، مرنے کی ہو بھی علاج کر سکتا ہے۔ علاج تو ہر وہ شخص
تو ہے جس، فقہ، ہو، گوں کا، حواصص ہو۔

ہاں آپ سے یہ فتویٰ دینا ہے کہ شریعت مصر کے مطابق ان صاحب کا یہ علاج معالجہ کرتا جائز ہے یا نہیں
۔ اس کی کوئی حد ہے یا حرام نامہ پائی فرما، ہاں۔ جواب دیجئے۔ حرک اللہ حیدر الحجراء

الحجۃ اب

علاج جیسے تشخیص یعنی امراض و اسباب امراض اور ادویات کے خواص اور ادویات کی تیاری وغیرہ جاننے
کی ضرورت ہے۔ فارمی میں صرف وہ لوگوں کی تیاری اور ان کی خاصیتیں اور اثرات کے بارے میں تعلیم دینی جاتی
ہے۔ مذکورہ میڈی وائز کمیشن ہے اور جو ڈاکٹر نہ ہو، وہ علاج نہیں کر سکتا۔ ہماری فقہ کی کتابوں میں اسکے متعلق
مسائل لکھے ہیں کہ جو شخص طب چاہتا ہو اور اس میں مہارت نہ رکھتا ہو اور وہ دوسروں کا علاج کرے اور اس سے
مریض کو نقصان ہو جائے تو معاف (علاج کرنے والا) سے قصاص لیا جائے گا۔ حدیث میں ہے، اس حدیث کو حافظ
ابو عبد اللہ محمد بن یزید، ابن ابی امامہ القزوی، متوفی ۳۰۳ھ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے

”من تطیب ولم یعلم منه طب“ فنزل ذالک فہو ضامن“

(ابن ماجہ، ادب الطب، باب من تطیب ولم یعلم منه طب، صفحہ ۲۳۸، قدیمی
کتب خانہ، کراچی)

یعنی جو علاج کرتا ہے اور پہلے سے وہ طب نہیں جانتا ہے، وہ ضامن ہے۔

اس کے علاوہ کئی قانون کے اعتبار سے بھی یہ جرم ہے۔ علاج وہ شخص کر سکتا ہے جس نے رجسٹریشن
کر لیا ہو، جو ڈاکٹر نہیں ہے وہ جھوٹا کر رجسٹریشن کروا لیتا ہے اگر کبھی پکڑا جائے تو پھر یہ جھوٹ بولے گا یا
رشتہ دے گا یا جیل چلا جائے گا۔ لہذا مسلمان کو کُل قانون کے خلاف کام کرنا جائز نہیں ہے۔ ورنہ اسکی عزت
خراب ہو جائے گی۔ اور یہ گنہگار بھی کرنا چاہیں گے۔ لہذا صورت مسئلہ میں اس شخص کو علاج معالجہ کا کام نہیں کرنا
چاہیے۔

علم جفر اور دیگر علوم

دلائل

یاد رہے ہیں علم جفر میں سب ذیل مسائل کے بارے میں کہ
(۱) علم جہاد اور علم جفر کی مدت قیچی پتھر، طر، رجب اور دست و ساقی کا انتخاب کیا جاسکتا ہے یا

میں

(۲) علم جفر اور رمل کے رعبہ سے مسائل کے جوابات اور مطلوب مقاصد حاصل کرنا میسر ہے

(۳) جہاد میں سپہ پاس، کھانا کیسا ہے

(۴) عمر نجوم حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں

(۵) ایسے تعلیمی اداروں میں جہاں بول، طلب و طالبات کی جماعت مخلوط ہو وہاں مارمست اختیار کرنا ایسا

نہ

الجواب

سوال میں مذکورہ علوم میں صرف "علم جفر" صحیح ہے۔ مگر اس کے جوابات صرف علم پڑھ لینے سے صحیح نہیں نکلتے ہیں بلکہ اس کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اگر اجازت مل جاتی ہے تو جوابات صحیح آتے ہوتے ہیں اور اجازت نہیں ملتی تو جواب بھی صحیح آتے نہیں ہوتے۔ جہاد کے بارے میں امور کا ذکر و آپ نے یہاں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ نجومی اور کابین وغیرہ لوگوں سے تو سوال کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ ایضاً حدیث میں فرمایا، اس حدیث کو عسائر الملک والدین ابو الحسن امام مسلم بن ابی حنیفہ القشیری متوفی ۲۴۱ھ نے اپنی تصنیف میں نقل کیا

من انی عرّافا فسالہ عن شیء لم تنقبیل لہ صلوة اربعین لیلة

(جلد ۲)، کتاب السلام، باب تحریم الکھامة والتیان الکھان، صفحہ ۲۳۴، قدیمی

کتب خانہ، کراچی)

یعنی جو کابین (نجمی) کے پاس آئے اور اس سے تجھ دریافت کرے، اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول

نہیں ہوتیں۔

بچوں کو لکھنا سکھانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

بہرے علاقہ میں عرصہ دراز سے ایک مدنی مدرسہ قائم ہے، اب یہ مدرسہ عیسائیوں کی ایک راج قاضی جائے جس میں شہرلی ۱۵ سال سے ۱۵ سال کی بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ بچے ان بچوں کی تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے اس میں شہرلی پر وہ کا مکمل نظام ہو گا۔ یہاں بھی مدرسہ ہوں گی جو شہر میں موجود ہیں، لیکن تعلیم کو موثر بنانے کیلئے تحریر کا سکھانا لازمی ہو گا ہے رتو عورتوں کو تحریر سکھانا مکمل ہا جائے یا نہیں؟ بیسواؤ تو جروا

مامل مووی محمد سعید نائش، جواب شہر سندھ

الجواب

مدنی تعلیم کا مرد و عورت دونوں پر پھر نہ رت حاصل کرنا فرض ہے۔ اور ان کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔ اس لئے لڑکیوں کا اسکول قائم کرنا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ تعلیم دینے کیلئے مدرسہ مقرر نہ جائے۔ بل بچوں کی بچوں کو مرد و بچی پڑھا سکتے ہیں۔ لکھنا سکھانے کے بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے جس میں فرمایا

لا تعلموہن الكتابة ولا تسکنوہن فی العرف

یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھانا اور نہ انہیں باامزوں میں مقرر کرنا۔

اس حدیث سے بظاہر عورتوں کو لکھنا سکھانے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہ رت زمانہ اور اتنا مام کی وجہ سے مناسب یہ ہے کہ حدیث کو ”نہی تنزیہی“ پر محمول کیا جائے۔ یعنی عورتوں کو لکھنا سکھانا بھی ہر نہیں ہے۔

طلبہ کیلئے سفری رعایتی کارڈ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

وَمَلَأَ عِبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَانْفِيسٌ مِّنَ الْحَقِّ

(ایوب الحبازہ . الحرمی فی سبیل اللہ . صفحہ: ۲۰۲ . قدیمی کتب خانہ . کراچی)

یعنی بروہ شے جس سے کوئی مسلمان غفلت میں پڑ جائے، باطل ہے مگر کمان سے تیر اندازی کرنا اچھے

گھوڑے کو سکھانا اور اپنی بیوی سے ملاہمت (بکھیل کود) کرنا یہ تین کام حق ہیں۔

حدیث میں واضح طور پر بتایا کہ موتن کی زندگی لوہو لعب کیلئے نہیں ہے۔ لہذا تندرستی کیلئے مسلمانیاورزش

کیلئے تھوڑا کھیلنا تو جائز ہے۔ مگر کرکٹ، ہاکی جس طرح کھیلی جاتی ہے، اس میں کوئی مقصد صحیح نہیں ہے۔ بلکہ قوم او۔

ملک کا بہت بڑا نقصان ہے۔ کروڑوں روپے اسٹینڈیم بنائے اور مهم تیار کرنے پر خرچہ کئے جاتے ہیں۔ پھر جب ملک یا

ہر دن ملک پانچ روزہ، تین روزہ اور ایک روزہ جو بچے ہوتے ہیں، آفس میں بیٹھے ہونے ماز میں، کام کے حوالے دینے دیا

نیوٹن سے کنٹری سننے اور دیکھنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس میں قوم کے مال کی بربادی اور وقت کو ضائع کرنا

ہے۔ اور دین کے نقصان کا تو عالم یہ ہے کہ ہزاروں قومی اسٹینڈیم میں بیٹھے، ان بھر کھیل دیکھتے رہتے ہیں۔ نہ نماز کی

پردا نہ اچانک ضائع ہونے کی پرواہ۔

اسلام کا نام لینے والی حکومت پر افسوس ہے کہ میچ کو جمعہ کے دن ضرور رکھا جاتا ہے، اس کی یہ مصلحت

بتائی جاتی ہے کہ جمعہ کے دن عام چھٹی ہوتی ہے، حالانکہ جمعہ کے علاوہ بھی، جس دن میچ ہوتا ہے، عموماً بخیر احالان

دفاتر میں کام نہیں ہوتا ہے۔ حکومت نے اپنے طور پر جمعہ کی چھٹی کی وجہ سے جمعہ کو میچ کا دن قرار دیا ہے۔ مگر یہ نہ

سوچا کہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کی جمعہ کی نماز پھوڑنے کا گناہ حکومت کے اوپر بھی ہے۔ بہر صورت یہ سب کھیل

کھیلنا جائز و حرام ہیں اور ان کو دیکھنے اور سننے میں وقت ضائع کرنا بھی ناجائز ہے۔

وصیت نامہ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء .

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

کبھی کبھی ایک وصیت نامہ لکھتا ہے جس کا عنوان عموماً یوں ہوتا ہے کہ فلاں بزرگ نے خواب میں حضور

ﷺ کو دیکھایا حضرت فاطمہ کو دیکھا اور انھوں نے فرمایا ہے کہ بس قیامت قریب ہے اور اس پر کچھ مزید باتیں ہوتی

میں سے ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پیار میں تھے۔
 ان کے لئے اللہ نے جو کچھ چاہا وہ دیا۔ وہ اللہ کے ساتھ تھے۔

سیاہ خضاب لگانے کا حکم

(مسند)

یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے لوگوں کو

سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

لوگوں کو سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

الجواب

یہ خضاب لگانا ہم اس لئے حرام ہے کہ خضاب لگانے والے اپنے حدیث میں سخت امید کرتے ہیں کہ
 حدیث ۴۱۰۰، سلیمان بن شیبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے لوگوں کو

عزیز بن عقیل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے لوگوں کو
 لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

(حصہ ۲) کتاب التہجد، باب ما حاء، فی خضاب السواد، صفحہ ۴۴۲،

مکتبہ حنفیہ، ملتان)

میں سے ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پیار میں تھے۔
 ان کے لئے اللہ نے جو کچھ چاہا وہ دیا۔ وہ اللہ کے ساتھ تھے۔

یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے لوگوں کو

سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

لوگوں کو سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

لوگوں کو سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

لوگوں کو سیاہ خضاب لگانے کا حکم دیا۔ یہ روایتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

(جلد ۵) کتاب الحط و لا حرج، فصل فی البیوع، صبحہ ۲۹۶
مکتبہ رشتیدیہ، کوئٹہ

یاد خضاب مرد ہے اور اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

گناہ کی تعریف

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
گناہ کبیرہ کی کیا تعریف ہے؟ "معروف گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں نیز از حدیثی مندرجات، حنفی سے سوا لیا
دریہ گناہ کبیرہ میں شامل ہیں یا نہیں؟" اور کرم قوی کی صورت میں جواب عنایت فرمائیں۔
سائل عبد العزیز حسنی، کائنات

الجواب

کبیرہ گناہ کی تعریف میں اختلاف ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جن گناہوں پر جہنم کی وعید آئی ہے، وہ گناہ کبیرہ
ہیں۔ اور ہر صغیرہ گناہ بلا توبہ کے تین مرتبہ کرنے سے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ و از حدیثی مندرجات یا حد شرع سے کم کرنا
فسق ہے۔ سوا لیا یا و یاد و نوں حرام ہیں۔

جاو اور بے مقصد علم حاصل کرنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
(۱) کیا جاو، سغلی، سحر، مسمریزم، چھانڈا، نریم وغیرہ سیکھنا جبکہ نیت اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی ہو
جائز ہے؟ یعنی لوگوں پر کئے گئے گندے عملیات کو دفع کرنے کی غرض سے۔
(۲) ہمارے ایک دوست فرماتے ہیں کہ حضور نے گندے اور بے فائدہ علم سیکھنے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے
اور دعا کی ہے۔ "اللہ تعالیٰ انھیں ایسے علم سے بچائے اس لئے ان کا کہنا ہے کہ "جاو سیکھنا جائز ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ

نہایت میں کہیں کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یا یہ بھی ہے۔

یا مضافاً ہے یہ حضرت چندی اللہ تعالیٰ سے مانا ہے۔

یا آیت میں واقعی اللہ تعالیٰ قریب ہے۔ "سید بناب جلد: جلد دوم حیات فرما۔ مسلمانوں میں

سالم احمد علی بن ابی

الجواب

ایسے جہاں، جہاں ہم نے طہارت، اعتدالات، موجب نہ ہو سکتے ہیں۔ نفع ضرر پہلے ان کا سلیمان
ہو جائے اور، یا جہاں جسے کلمات موجب نظر آویں، سکتا ہے۔ آخر ہے۔ امام سید محمد امین ابن ماجہ بن شامی متوفی
۱۲۵۲ھ نے قہر شامی میں لکھا

وفي شرح الرعناصي السحر حق عندنا، وحده، وتصوره، والديه وهي تحفة
الطهر يعلمه فرض لرد ساحر أهل الحرب وحرام ليفرق به بين المرأة، ورجلها
ووجدنا لبدفق يبيها
اسکے بعد فرماتے ہیں

فان كان في ذلك - ما لزم في شرط الايمان فهو كفر، وادلا

(جلد ۱) مامہ، مطلب السحر انواع، صفحہ ۴۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

(۴) یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اللہ کی پناہ لی ہے۔ حدیث میں

ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اپنی سنن ابو داؤد میں نقل کیا ہے

النفس التي اغوى بك من الاربع من علم لا يدفع ومن قلب لا يخشع و

من نفس لا تشبع ومن دعا لا يسمع

(جلد ۱) ابواب النور، باب في الاستعاذة، صفحہ ۲۲۳، مکتبہ حنائیہ، ملتان

یعنی اللہ میں پناہ مانگتا ہوں چار چیزوں سے۔ ایک ایسے علم سے جو نفی نہ کرے اور ایسے دل سے جس

میں خوف نہ ہو اور نہ جانتے جو حسب ماں سے یہ نہ ہو اور نہ احاطے جو کسی نہ جائے۔

نفس کا غلبہ مطلق ہے جس میں دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو خابریات ہے کہ وہ حبث و نفوت اور مسلمان
ہیں۔ نہ ہی و فضل چار میں ضاع نہیں جانتے۔ اسوں کی تعلیم، انگریزی، انجیل، تہذیب، انگریزی و علوم ملک و
قوم اور چنے فائدے سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح جادو دوسرے مسلمان سے جادو
فرغ کرنے سے اور مسلمانوں کا بڑا فائدہ پہنچانے سے کیا جاتا ہے۔ آیت الکرسی میں اللہ
تعالیٰ تعریف سے درود جادو فرغ کرنے میں دوسری باتوں کے ساتھ پڑھ کر عمل کرنے میں مفید ہے۔

بسم اللہ کے جائے اسکے اعداد لکھنے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
بسم اللہ شریف کے اعداد عموماً جو غلط اور دوسری کتب وغیرہ میں برکت حاصل کرنے سے لکھے ہیں
۔ {بسم اللہ الرحمن الرحیم} ۷۸۶ کی طرح اسم محمد ﷺ کے ۹۲ عدد لکھتے ہیں۔ نہ اوکرم آپ ہمیں یہ بتائیے
۔ اسم شریف وغیرہ کے عدد کتنے جادو ہیں یا نہیں؟

(۱) اُمر قاضی آیت کے اعداد لکھنے ہوں تو بے وضو عدد لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم (حرف و حرف) کا پانی کی حالت میں لکھنا کیسا ہے؟

(۳) باقتضیٰ ضرورت اسم محمد ﷺ کے ۹۲ عدد لکھے جائیں تو عین اللہ کے عدد بھی لکھنے ضروری ہیں

یا نہیں؟

الجواب

احادیث میں فرمایا جو اسم بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ سے شروع نہ کیا جائے، وہ نامکمل رہتا ہے اور خیر
و برکت سے محال ہے۔ اس حدیث پر عمل کرنے کیلئے ہر جائز کام کو بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے
واللہ اعلم۔ ورنہ نہیں ہے۔ لیکن بعض بھی باعث برکت ہے۔ چونکہ عام طور پر کائنات کو احتیاط سے نہیں رکھا جاتا
تو اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے دوسری صورت میں اس کی بے ادبی ہے۔ اس لئے لوگوں نے اعداد لکھنا شروع

روئے لیکن مرد کا وہ حکم نہیں جو ۷۰ روئے کا ہے۔ لہذا اعداد کو بے وضو لکھنا اور چھو جائز ہے۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ قرآن کی آیت ہے، لہذا اسے بے وضو لکھنا اور چھو جائز نہیں ہے۔

میت پر رونے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی کے انتقال پر جو اسکے عزیز و اقارب روتے ہیں۔ کیا انکو رونا سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو وہ کس قسم کے رونے سے ہوتا ہے نیز انبیاء سابقین کی شریعتوں میں ایسا حکم پایا جاتا تھا یا نہیں؟ میت پر رونے میں اگر کوئی اپنا چہرہ، سینہ پیٹے یا کپڑے پھاڑے تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

سائل: اسلم خان، صدر، کراچی

الجواب

انبیاء سابقین کی شریعت یا انکے افعال ہمارے لئے اس وقت تک دلیل ہوتے ہیں جب تک ہماری شریعت میں اس کے متعلق کوئی حکم نہ ہو اور جب ہماری شریعت میں حکم آجائے تو ہمارے لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہماری شریعت میں رونے کا حکم یہ ہے۔ بخاری اور مسلم وغیرہ تمام حدیثوں کی کتابوں میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا

ان النبیۃ بعدئذ ببغض بکاء اہله علیہ

(بخاری شریف، جلد ۱) کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یدعد المیت ببغض بکاء اہله علیہ، صفحہ ۱۷۲، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی کسی گھر والے کے رونے کے سبب سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

اس کا مطلب گواہ سے رونا ہے۔ محبت میں بغیر آواز صرف آنسو نکل جانا غیر اختیاری فعل ہے، ارکا

مسلمان تکلف نہیں ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا

س من صد۔ الحدود و شوق العیوب و عدا۔ عوی الجاملین
 بحرۃ شریف جلد ۱۱ کتب الحدائق باب نہیں منا من صرب الحدود، صبحہ
 ۳۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)
 جوچہ دہیے، چنہ پا۔ رب اور مانہ جاہلیتہ ان باتیں۔ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

نماز کے بعد مصافحہ کا حکم

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں ملازمین و متبعین شیخ محمد بن اسماعیل سے کہ ہم وکالی مسجد کے پیش امام صاحب سے بعد نماز مصافحہ کرتے ہیں ابھی چند سال سے یہ سب دین
 میں بیان فرمانے لگے ہیں۔ انہوں نے بتایا مسجد میں مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ یا نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام نے
 مصافحہ کرنے کو بدعت قرار دیا ہے؟ اور لوگوں کو کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے وضاحت
 فرمائی کہ مصافحہ کرنا جائز ہے یا بدعت؟ آپ کی عین تواضع ہوگی۔
 سائل: مظہر خان، لیاقت آباد، لاہور

الجواب

معاذنا حکم سمجھئے۔ پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ میں باپا رب ہونے کیلئے قرآن و حدیث
 میں ممانعت اور نئی آواز دینی ہے۔ جتنی منع وہ کام ہوتا ہے جسے اللہ اور رسول نے منع کیا ہو اور جائز ہونے کیلئے کسی
 دلیل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث میں ممانعت نہ کہانتی جواز کی دلیل ہے۔ شیخ ولی الدین الی عبد اللہ محمد بن
 عبد اللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ متوفی ۷۳۲ھ نے حدیث نقل کی
 الفعل ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت
 عنہ فہو مناعی عنہ

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاطعمۃ، الفصل الثانی، صفحہ: ۳۱۷)

قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی طہاں ہوئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں بیان فرمایا اور حرام ہونے، جس کو اللہ تعالیٰ نے انہی

ب میں بیان کیا کہ ان کا من سے موت مرید یعنی ان کا حکم نہ بیان کیا تو وہ ان کا من میں سے ہیں۔ جن پر
مردہ نہیں ہے۔ یعنی سب ہیں۔

ی سے ہمسو۔ حنفی اور شافعی کا عقار مسلم یہ ہے کہ اصحاب ہر فرقہ میں باہت ہے۔ علامہ سید محمد امین ان
میں متوفی ۱۲۵۲ھ نے قرآن شریف میں لکھ

فصل و صرح فی التحریر ماں المحتار ان الاصل الاباحۃ عند النحسور من
بحسبہ و لہ فعیہ و تبعہ تلمیذہ العلامة قاسم و حرری علیہ فی الہدایۃ من فصل
باحت و فی تخریجہ من اوائل الحظر و الاباحۃ

(ح) (کتاب الطہارۃ . مطلب المحتار ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ .
صفحہ ۶۸۰ . مکتبہ رشیدیہ . کوئٹہ)

جنی طبع شری فرمات ہیں کہ تحریر (کتاب کا نام) میں صراحت ہے کہ ہمسو۔ حنفی اور شافعی کے
یہ نیہ میں عباد باہت (جائز ہوتا) ہے اور اسی کی پیروی کی ہے ان کے شاگرد علامہ قاسم نے اور یہی بات
صاحب حدیث نے فصل حدیث میں بیان فرمائی۔ اور فتاویٰ قاضی خان کی بحث الحظر والاباحۃ کے شروع میں بھی یہی بات
لکھی ہے۔

اس صوبہ اور باہت کے بعد جو معافی کو ناجائز کہتا ہے، اسکی ذمہ داری ہے کہ قرآن وحدیث میں ممانعت
نہیں ملے۔ جب کون دلیل نہ لائے تو مباح ہونا ثابت ہو گیا اور یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا صحابہ
اس زمانہ میں یہ نام نہ تھا، اسلیئے ناجائز ہے، بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ ناجائز ممانعت سے ہوتا ہے۔ صرف کسی
نام اس زمانے میں نہ ہونا ہم کو قائل کیسے کافی نہیں ہے۔ سینکڑوں نام ہیں جنہیں تمام مسلمان جائز و مستحسن سمجھ کر
دیت ہیں حالانکہ وہ حضور ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں نہ تھے مثلاً چھ کلمے، قرآن کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا، ان
میں رکوع قائم کرنا، قرآن پر زبر، زیم، جیس وغیرہ لگانا، قرآن کو چھاپنا اور جلد بندی کرنا یہ سب کام قرون اولیٰ میں نہ
تھے۔ حدیث شریف کی کتابیں جمع کرنا اور اصول حدیث مقرر کرنا، حدیث کی قسمیں بیان کرنا، فقہ کی تدوین کرنا،
اصول فقہ و علم کا کام کے قواعد و ضوابط مقرر کرنا، نماز میں زبان سے نیت کرنا، انفرادی کے وقت اللہم لک
صفت پڑھنا اور محرمی کے وقت و بصوم عند نوییت سے نیت کرنا، حج کرنے ریل گاڑی، ہوائی جہاز، پانی کے
جہاز وغیرہ سے سفر کرنا، یہ سب کام قرون اولیٰ میں نہ تھے۔

کہتے ہیں۔ علامہ اس طرہ سے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ تھا۔ نہ صرف اس نے چاہا کہ جیسے قرآن، حدیث میں اس کی مخالفت نہیں آئی ہے اور اصل آیتوں میں لاجست (پابنا ہوتا) ہے تو یہ سب کام جائز رہے۔ تو جو شخص یہ کہتا ہے جو ہم حضور ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں نہ ہو وہاں جائز ہو جاتا ہے تو وہ نہ خود وہ اسباب ہم چھوڑ دے۔ نہاری بیان کر رہا ہے۔ بل ان کا یہ کہتا ہے، بل قلی ہے۔ جنہاں است و جماعت کہتے ہیں اور چاندی اس حدیث میں منع کرتے ہیں۔

مصافحہ عصر اور فجر کے نمازوں کے بعد نہری دین میں نہاری کتب خانے میں موجود ہے۔ علامہ طہ الدین مصطفیٰ متوفی ۱۰۶۸ھ نے در مختار میں لکھا ہے

ای کما یحور المصافحة لانها سنة فدیمة مہاترة لمولہ علیہ الصلوۃ والسلام "من صافح احاء المسلم بحركته نیاثرت دنویہ" واطلاق المصنف تبعاً للندور والکنز والرفایۃ والتقایۃ والمجمع الملتقی وغیرہا یبید حارها مطلقاً ولو بعد العصر، وبلکہ انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنة کما افادہ النووی فی اذکارہ

یعنی جیسے مصافحہ جائز ہے اس لئے کہ مصافحہ ایک سنت متواترہ قدیرہ ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو اس سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اور مصنف کا مطلق بیان ترہ صاحب دروز، کنز، وقایہ، نقایہ، مجمع اور ملتقی وغیرہ حاء اتباع ہے۔ یہ مطلق مصافحہ کے جواز کا فائدہ دیتا ہے۔ اگرچہ نماز عصر کے بعد ہو۔ اور فقہاء کا قول ہے۔ یحلف یہ بدعت ہے یعنی دو جائز اور اچھی بدعت ہے۔ جیسے کہ امام نووی نے اسے اپنی کتاب الاذکارہ فیہ میں بیان کیا۔

در مختار کی اس عبارت پر علامہ سید محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ نے لکھا

(قوله کما افادہ النووی فی اذکارہ) حیث قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند کل لئاء، واما ما اعتادہ الناس من المصافحة بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة وکونهم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال وفروطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرها لا یخرج ذالک البعض عن کونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها قال الشیخ ابو الحسن البکری تقيده بما بعد الصبح والعصر

خبر سے کہ یہ بارہ روز لا مقرب الصلوٰۃ کلّیاً

ن مبارک پر مابعد نوہن، مابعد تہی اور مابعد طہنہ کی یہ بیان فرمایا کہ مضافہ مابعد سے وقت
مابعد سے۔ اور انہوں میں فجر اور عصر کی نماز بعد مضافہ کی جو عادت پانچویں ہے۔ اس کی ان اہل سنت
شریعت میں کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ لیکن مضافہ کے میں کوئی حین نہیں۔ اس سے بعد مضافہ روزانہ سنت
ہے اور مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعض عبادتوں میں ان کے وقت کرتے ہیں اور بہت سی حاجتوں میں چھوڑ دیتے ہیں
فجر کے بعد مضافہ، مابعد کوئی قاعدہ ہے نہیں نکالے گا کہ مضافہ، مابعد ہیئت میں ورنہ ہے اور ان کی کتابوں میں
اسے یہ لکھا ہے۔ مابعد کوئی ہے صبح اور عصر کے بعد مضافہ کرتے تاکہ اس کے لیے یہ ہے۔ ان کے زمانے میں عادت
کی تھی ورنہ نماز کے بعد بھی جائز ہے۔

مابعد نوہی ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۷۰ھ میں وفات پائی ان کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ عادت
تھی کہ فجر، عصر کے بعد مضافہ کرتے تھے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا یہ طریقہ بھی تقرباً ساڑھے سات
سہ سال سے چار ہوا ہے اور کسی کو یہ بات سمجھ میں نہ آئی کہ یہ تاجرانہ ہے۔ اور فقار و طحاوی نے تو اس کی مخالفت میں چند
نقل نقل کیا۔ مابعد شریعت میں نہ قول کی تائید میں پہلے نہ کورج والا مہارت لکھی تھے بعد یہ کہ

کذ فی رسالۃ الشریعۃ فی المصاحف، وحمل مقلہ عن الشمس
الحانوتی وإنہ افنی بہ مستقلاً بعموم النصیب الواردة فی مشروعینہا وهو
الموافق لما ذکرہ الفساح من اطلاق المتون

(حک (د) کتاب المحظّر والایباحۃ، باب الاستبراء، وغیرہ، ص ۲۰۰، ۲۰۱)

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی اس طرح لکھا ہے شریعتی کے رسالے میں مضافہ کے بارے میں اور اسی کے مثل شمس حانوتی سے
مروی ہے کہ انہوں نے اس مضافہ کے جواز کا فتویٰ دیا اور مضافہ کی مشروعیت کے بارے میں جو نصوص تھیں ان
سے عموم سے استدلال کیا ہے اور یہی اس کے مطابق ہے جو صاحب در مختار نے حنون کے اطلاق سے نقل کیا۔

یہاں تک تو شریعت کی وہ گفتگو تھی، جو انہوں نے در مختار کی تائید و تصدیق کیلئے لکھی اس کے بعد قدیچال
کر کے ایک قول ضعیف کی طرف اشارہ کیا اور ان حجر شافعی اور ابن عجمان مائلی کے اقوال بدعت ہونے کے بارے
میں لکھے۔ ہمیں ان کے اقوال سے کوئی مطلب اور نہ وہ ہمارے لئے دلیل، اس لئے ان سے استدلال کرنا ہی غلط

اس کا یہ ہو۔ صاحبِ رائے حضرت کسی کے ممتاز فقہاء میں سے ہیں، انہوں نے اس مصنفہ کو جائز قرار دیا۔
 وہان، لکھنؤ، قادیانہ، بمبئی، جمع اور ملتیں وغیرہ فقہ حنفی کی مشہور کتابوں کا تذکرہ کرنے سے بعد ہمیں یہی کرنی کہ
 عصر کے بعد مصنفہ برآمد حدیث سے اور مہربان ہے۔ لہذا اس کو ناجائز کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے جو ناجائز کہتے ہیں۔
 وہ کسی حدیث سے مخالفت ثابت کریں۔

امام زین العابدین کو امام ماننے کا حکم

الاسئفقاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
 یہ شخص استہاج ہے کہ "حضرت امام زین العابدین کو امام ماننا جائز ہے"۔ آپ سے التماس ہے کہ
 وضاحت سے اس کے بارے میں تحریر فرمائیں۔

سائل محمد رضا خادمہ السلامت

الجواب

"امام" کے معنی مقتدا، پیشوا اور نماز اور دیگر کے ہیں۔ اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ذکر اکثر
 ماحول طریقت میں آتا ہے ورنہ شجرہ میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی ہمارے بزرگوں میں ممتاز ہیں۔ لہذا
 ان کو امام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

باہر کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانا

الاسئفقاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ
 ہمارے امام صاحب کا موقف ہے کہ باہر کیلئے استعمال ہونے والے اسپیکروں پر نماز پڑھنا درست ہے۔
 اس مسئلے کے بارے میں احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بلند آواز سے پڑھانی جائز ہے۔ یاد رہے کہ ہماری مسجد
 میں جمعہ نے اسپیکر موجود ہیں۔ جہاں بڑے اسپیکر صرف اذان کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ آگاہ ہمارے امام صاحب کا

موقف درست ہے یا کہ اصل محمد کا "آپ سے نذرانہ" ہے کہ قرآن، حدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔
ساتھ میں الہیان ملائے، گوہر آباد، سرائی

الجواب

ہام کا ۱۰۰۰ احادیث سے ثابت ہے کہ نماز بلند آواز سے پڑھانی جائز ہے۔ یہ غلط ہے۔ قرآن اور فقہ کے بھی
حرف ہے۔ قرآن کریم میں ہے

وَلَا تَخْهَرُ صَلَاتُكَ وَلَا تَحَافَتَ نِيَا وَابْعَ مِيقَانَ دَالِكِ سَبِيلًا ۝

(سورۃ (۱۰۰) بنی اسرائیل، آیت (۱۱۰))

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ پائل آہستہ اور نہ ہول سے پیش میں راستہ چاہو۔ (کنز الایمان)
قرآن کریم نے زیادہ بلند آواز سے غماز پڑھنے کو منع کیا ہے۔ ہم انسانی طاقت سے علاوہ مشین کی مدد سے
آواز میں فرق کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ الرائق میں علامہ زین الدین المعروف ابن نجم متوفی ۷۶۰ھ نے لکھا

وَلَا يَجْهَدُ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالْجَهْرِ

امام مجہد کیسے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے۔

اس سے بعد فرمایا

إِذَا مَادَ إِذَا جَبَرَ فَرَّقَ حَاجَةَ النَّاسِ فَقَدْ أَسَاءَ

(جلد ۱) کتاب الصلوٰۃ، فصل وإدراہ الشحوں فی الصلوٰۃ کبر صنفہ: ۳۳۵

مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

یعنی اگر امام نے مقتدیوں کی ضرورت سے زیادہ آواز کو بلند کیا تو برا کیا۔

بعینہ کی عبارت عالمگیری میں بھی ہے۔ دیکھئے

(جلد ۱) کتاب الصلوٰۃ، الباب الرابع، الفصل الثانی فی واجبات الصلوٰۃ،

صفحہ ۷۲، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

اور مرقی الفلاح میں بھی ہے

والاولیٰ ان لا یجهد نفسه بالجهر بل بقدر الطاقة لان اسماع بعض القوم

یکٹی

سے نہ فہم

والمستحب من حجب حسب الجماعه فان راد فوق حده الجماعه فمد

احادیث. نصحہ وروی علی ما اقی الملاح. کذب الصلوة. فصل فی بدن واجب
الصلوة. صنفہ ۱۳. قدیمی کتب خانہ، کراچی)

یعنی اور بہتر یہ ہے کہ ہر پہلے اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالے بعد بقدر حاجت (جہاں تک) اس کے لئے
چھ مشقیوں کا سن لینا کافی ہے۔ اور ہمارے کہنے مستحب ہے کہ مشقیوں کی مناسب سے آواز لوٹھی کرے اور اگر
ضرورت سے زیادہ جہر کیا تو بہر کیا۔

لہذا قرآن کریم کی ان آیت مبارکہ سے اور فقہاء کی مہارت سے یہ معلوم ہو گیا۔ صرف اتنا جہر
کہ چاہیے کہ مشقیوں میں اور ہمارے مشقت کے ساتھ جہر نہ کرے۔ ہم ہائیک۔ ربیع مار۔ مغلے کو قرآن سنائے
نہ لاشش رستہ ہیں، ہمارے شرعی حکم بتاتا ہے، یہ افسوس نہ ہے۔

حالت نماز میں دونوں ہاتھوں سے کپڑا وغیرہ درست کرنا

الاستغناء.

یاف ماتہ میں علانہ دین و متیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

یہ جب عجب سے قیام کی طرف آتا ہے تو لہڑے بہت نہ لے اپنا پھیلا دامن جھٹکتا ہے۔ یعنی اپنی
قبض وغیرہ درست کرنے لیتا۔ وہ نون ہاتھ استعمال کرتا ہے۔ زید کا یہ عمل زور و شرع مطرہ کیا حکم رکھتا
ہے؟

سائل محمد علی، بمبیس ہالونی، کراچی

الجواب

اس کا یہ عمل "بٹ" (میدار) ہے اور فعل عبت نماز میں ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے اور یہ کراہت تحریمی ہے۔
لہذا جو نماز کراہت تحریمی سے ادا کی جائے، اس کا امامہ (لوٹنا) واجب ہوتا ہے۔

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کا حکم

الاستغناء

یا فرماتے ہیں ملائے دین و مکیان ثلثین ان سے سے بارے میں کہ
قرآن مجید فرقان نمید میں سورہ جمعہ میں اندھون نے فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمُوا اذْأَبَدَى لِلْمُصَلِّهِ مَنْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْح

اس آیت مرید کا اطلاق اس ذان پر ہوتا ہے جبکہ ہر کار، عام نور مجسم ﷺ کی حیات طیبہ میں ایسے
ان خطبہ کے وقت ہوتی تھی۔ اور یہ عمل حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ تک قائم رہا۔
حضرت عثمان غنی کے زمانہ خلافت میں دوسری ﷺ جو آیت پہلی اذان لگاتی ہے، شروع ہوئی۔ لیکن بعض علماء
حضرت فرماتے ہیں کہ "اس آیت مرید کا اطلاق پہلی اذان پر ہوتا ہے"۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ "خطبہ کی اذان پر
ہوتا ہے"۔ کیونکہ قرآن محبوب خدا پر نازل ہوا ہے۔ اور حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں صرف خطبہ کی اذان
ہوتی تھی۔ چونکہ مسئلہ حال و اس کا ہے۔ قرآن یا ک کے حکم کے مطابق اذان کے بعد خرید و فروخت حرام ہو جاتی
ہے، اس وجہ سے وضاحت درکار ہے۔ حدیث مبارکہ کی روشنی میں آجوں سے نوے سے قوی حمایت فرمائی۔
حَازَكُمُ اللّٰهُ حَيِّرَ الْحَرَاءَ

الجواب

وہ اذان جو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شروع ہوئی، جسے عرف عام میں پہلی اذان
لگایا جاتا ہے، اس اذان کے ہونے پر خرید و فروخت، غیر وتر، کرنے کا حکم ہے۔ صاحب بدایہ شمس الاسلام مرحوم
الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر القرطبی متوفی ۵۹۳ھ نے حدایہ میں لکھا

اذا اذن المؤذنون الاذان الاول ترك الناس البيع والشراء

جب مؤذنین اذان اول دیں تو وہ خرید و فروخت چھوڑ دیں۔

اس کے بعد فرمایا

واضح ان السعتر عو اول اذا كان بعد الزوال لحصول اعلام به

ایک شخص تنخواہ میں اپنے خاندان کا گزارہ نہیں کر سکتا لیکن اس نے چار تین ہزار روپے کا سودا چاندنی، قدرتی پتھروں، ماکر، موجد، ہوں تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ ختم سے مدد دی جا سکتی ہے؟

سائل: عمراتی ایسوسی ایشن، راجپوتی

الجواب

کسی شخص کے پاس سودا چاندنی اور نقد روپے مارا۔ ساز سے ہون تو۔ چاندنی سے: اگر ہوں تو، صاحب نصاب ہے۔ اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کو زکوٰۃ نہیں، می جاملی۔ چاندنی کی قیمت کم زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے ساز سے ہون تو چاندنی کی قیمت اس وقت، یکمھی جانے کی، جس وقت حساب لیا جائے گا۔

کھڑے کھڑے کھانے پینے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں۔

ایک شخص کھڑے ہو کر کھاتا پیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ”ایسا کرنا ناجائز ہے۔“ میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسکو جائز قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب

حدیث میں ہے اور اس حدیث کو مسند، السنن والدرین ابو الحسن امام مسلم بن الحجاج قشیری متوفی ۲۶۱ نے صحیح مسلم میں نقل کیا

عن انس عن النبی ﷺ انه نهى ان يشرب الرجل قائما قال قتادة فقلنا فانا كلنا فقال ذلك اشرف واخبث

(جلد ۲) کتاب الاشربة، باب فی الشرب قائما، صفحہ: ۱۴۳

قدیمی کتب خانہ، کراچی

حضرت سیدنا سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے والدین کی خدمت میں سے کسی ایک کو غرض کی حالت میں ہلاک کر دے گا تو اس کا اجر عظیم ہے۔" (مسند احمد)

حج بدل سے حاجی کملوانے کا حکم

الاستفتاء

جناب مفتی صاحب:

مرحومہ امینہ بنت عبد اللہ مرحومہ

لکھا فرماتے ہیں ملک دین و مقیمان شرع متین میں مسئلہ ہے کہ میری ایک شخص اپنی والدہ کی ضعیفی کی وجہ سے اپنی والدہ کی جانب سے حج تمتہ و تہجد کے لئے ایک چھوٹے عرصے بعد والدہ کا انتقال ہو جاتا ہے اور قبر کے قریب حاجی کی تحریر لکھا جاتا ہے۔ کیا یہ حج یا بنا دیا جائے؟ میرا یہ جواب مسئلہ مفتی کے مطابق دیتا ہے۔

سائل محمد سلیم ولد حاجی قاسم

الجواب

جواب: حج تمتہ کے ساتھ حاجی لکھا گیا قبر کی تحقیق پر غور کیا جائے، جبکہ "ریا" کی نیت نہ ہو۔ مگر صورت مسوومہ میں مرحومہ نے خود حج کیا نہیں ہے جس کی وجہ سے حج کی طرف سے حج کی جگہ پر حج فرض تھا۔ اس میں صاحب یا کمزوری کی وجہ سے حج کرنے کے قابل نہ تھی تو اس کا فرض حج کو ابو نے کیلئے یہاں سے کوئی بھیج دیا۔ حج تمتہ کے معنی کے معنی میں حج تمتہ کی وجہ سے حج پر حج فرض نہ تھا لیکن حج تمتہ کی طرف سے حج کیا، تو اس کو حج کا ثواب مل جائے گا۔ اس سے ماں حاجی کی نہیں کملوائے گی۔ لہذا اچھا یہی ہے کہ یہ کتبہ قبر پر نہ لکھا جائے۔

حجۃ

حدیث شریف میں ہے: "میں حدیث نور نہیں اٹھ سکتا، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں۔"
— پھر حجۃ میں سے کیا

— لکھنا — لکھنا

(حدیث) — کتب کس — ذوالوہجہ — رسول اللہ ﷺ — صفحہ ۲ — مطبوعہ
فہمی کتب خانہ — کراچی

میں احوال کا — روح — نیتوں پرست۔

— میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں۔
— میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں۔
— میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں۔

محنت! کی نماز جنازہ کا حکم

الاستفتاء

یا فرماتے ہیں: "میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں، میں اس پر عہد لے سکتا ہوں۔"

نہایت جتنی محنت لے کر جنازہ پڑھ کرے، قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی

میں جواب دینا

الحجۃ اب

ہاں! — جنازہ میں نہ — موت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی طرح سے پڑھی
پائی۔ ہاں! — جنازہ میں نہ — موت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی طرح سے پڑھی
پائی۔ ہاں! — جنازہ میں نہ — موت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی طرح سے پڑھی

ہندو ق سے لئے کئے شکار کا حکم

۱۔ مسئلہ

کیا وہ ہت ہیں کہ۔ یہ دو متیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ
میں سے مارا۔ یہ کہ انہما جائز ہے یا نہیں۔ "مکولی چلانے سے پہلے تکبیر پڑھنی تھی تو کیا حکم ہے اور
میں پر حق تھی۔ ذبح سے پہلے پرندہ مر گیا۔ تو کیا حکم ہے" توضیحات فرمائیں۔

الجواب

ذبح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری دوسری اضطراری۔ اختیاری میں بیت جانور، جن کو پکڑ کر ذبح کیا
جاتا ہے، اس میں وحارہ اور آ۔ سے ذبح کرنا شرط ہے۔ ذبح اضطراری میں یعنی شکار وغیرہ جن پر قلابا، طلق سے ذبح
نہیں کیا جاسکتا ہے جیسے جنگلی جانور پرندے وغیرہ ان کیلئے یہ شرط ہے کہ وحارہ واریز کو تکبیر کہہ کر مار جائے۔ جیسے
تیر، دینا، اور بھلا وغیرہ۔ اگر پرندہ وغیرہ ذبح سے پہلے مر بھی گیا تو حلال شہد ہوگا۔

ہندو ق فی گوی چترقی نہیں ہے، تو قزاقی ہے۔ جیسے لاشیں ماری جائے تو خون نکال دے کی۔ سر توڑ دے کی
لہذا گوی وحکم اللہ۔ اگر مارنے سے جانور مر گیا تو حلال نہ ہو گا ہاں اگر وہ فحی حالت میں سے پکڑا یا اور ذبح کر لیا تو
حلال ہو جائیگا۔ قرآن کریم میں ہے کہ ہے وحارہ واریز سے مارا۔ جو جانور حرام ہے۔ حدیث میں بھی فرمایا نیزہ جب
مار جائے تا روہ حارہ جب سب سے ٹک گیا تو حلال اور اگر فحی کی جانب عرض میں نکلے اور جانور مر جائے تو نہ کھاد۔
حدیث میں ہے۔ اس حدیث والہام الحدیثین ابو مہد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی صحیح بخاری میں
نقل کیا

حدیث ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا

فقلت انا عنی بالسعاض قال کل ما حرق وما اصاب بعرضه فلا تأکل

(حلد ۲) کتاب الذبائح، باب ما اصاب المعراض بعرضه، صفحہ: ۸۴۳،

فدیسی کتب خانہ، کراچی)

سید محمد بی خان سے پیشکش فرمادہ

ج ۱ (۲) کتاب المغازی، باب کتاب النبی ﷺ اس کی کسری و فیصر، صفحہ ۱۳۷،

فدیسی کتب خانہ، کراچی

ہی کرد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے سمری کی بیوی کو پناہ دیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو قوم اپنے معاصات عورت کے سپرد ہوئے گی وہ ہرگز فلاح نہیں پائے گی۔

(۴) کسی کے قتل کرنے کی راہیں قاتل کو قصاص میں قفل کر دیا جائے یا چھانسی دے دی جائے، تو اس سے وہ شہید نہیں ہو سکتا۔ شہید وہ مسلمان کہتا ہے، جس کو قتل کر دیا جائے، یعنی وہ غلط مرید، جس نے مسلمانوں کو قتل کیا، وہ خود قاتل ہے وہ شہید نہیں ہو سکتا۔

عصبیت پھیلا نے والوں سے تعاون کا حکم

الاستنتاج

محترم جناب مفتی صاحب

اسلام علیکم

آجکل جو لسانی جھگڑے چل رہے ہیں، یہ سب مصیبت پر مبنی ہیں۔ اس — جناب داماد کے چند باتیں معلوم کرنی ہیں۔ ہم اپنی طاقت سنوار سکیں۔

جن لوگوں نے عصبیت کے نام پر وٹ دیئے، ان کے بارے میں حدیث میں ہے

”جس نے مصیبت پر جمع کیا وہ نام میں سے نہیں۔ جس نے مصیبت میں قدم رکھا وہ ہم میں سے

ضمیمہ "ب جناب سے معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ لوگ جو عصیت کے نام پر قتل ہوئے اور وہ لوگ جنہوں نے عصیت کے نام پر ہونے دیئے۔ کیا انکا نکاح باقی رہا اور کلمہ شریف دوبارہ پڑھنا پڑے گا یا صرف توبہ سے کام ہو جائے گا؟ ولی کفار ہے؟ حدیث میں جو ارشاد ہے "فلیس هذا" (وہ ہم میں سے نہیں) اس کا کیا مطلب

ہے۔ سب سے پوری چیز ہے۔ شاء نہ آپ فتح جوابت آگاہ و مرامت مسلمہ کی رہنمائی کریں
گے۔ خدایہ و اہل عظیم سے فرما۔

سائل اعجاز احمد نقشبندی

الجواب

احادیث شریفہ میں مصیبتوں سے ممانعت آئی ہے، جیسا کہ آپ نے بھی سوال میں تذکرہ کیا ہے
۔ مصیبت گناہ کی ہے۔ "قلیل مہا" کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ اسکا
مطلب یہ نہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کو توبہ فی چاہیے اور آئندہ مصیبت چھوڑ کر اسلامی
خود و ہمدردی و فروغ دین چاہیے۔

تاصح! کو نصیحت کا ثواب

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان ترن متین اس مسئلے کے بارے میں۔
بناش لو، کے اعمال حسنہ، سے والدین کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ یا وہ، کے بالغ
نہ ہونے، بعد ہی والدین و اہل و عیال کے ثواب ملتا ہے؟

الجواب

انجی باتیں سکھانے کا اور عمل کرانے کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔ اور بالغ اور ادا صبی باتوں پر عمل
کریں گے تو والدین کو بھی ان کا ثواب ملے گا اور چوں کہ بھی، ان ایسے اعمال کا ثواب ملے گا، جو انھوں نے
مجاہد کی حالت میں لے تھے۔

لفظہ (گری پڑی چیز) کو اٹھانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
اگر کوئی گری پڑی چیز مل جائے، تو اسے اٹھالینا چاہیے یا نہیں؟

الجواب

زمین پر پڑی ہوئی چیز کو اس خیال سے اٹھانا کہ اس کے مالک کو محتاج رہے اسے ہر دوں کا، تو
اٹھالینا مستحب ہے۔

مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعہ اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ہمارا محلہ غریبوں کا محلہ ہے۔ وقت مقررہ پر مسجد میں نہیں جٹی سکتے۔ جماعت ہونے کے
بعد کبھی کبھی چار چھ آدمی جمع ہو کر باہر برآمدے میں دوسری جماعت کرتے ہیں۔ مسجد کے امام صاحب منع
کرتے ہیں کہ دوسری جماعت جائز نہیں۔ اکیلے اکیلے نماز پڑھو یا اپنے گھر میں نماز پڑھو۔ اس بارے میں
حکم شرع سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب

ہمارے فقہائے حنفیہ کا معتمد مذہب یہ ہے کہ دوسری جماعت اذان کے اعادہ سے مکروہ
ہے اور بلا اعادۃ اذان دوبارہ جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۰ھ نے بحر الرائق
میں لکھا

ولا تکررها فی مسجد محلۃ باذان ثان

جلد ۱ - باب الصلوۃ - امام - صفحہ ۳۴۶ - مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ)

جن محل میں جمعہ میں اذان پائیے ساتھ راست نہیں۔

۱۔ امام الدین عینی متوفی ۷۰۹ھ نے مختار میں لکھا

کہ دیکھا کہ جماعہ کے ساتھ اقامہ فی مسجد محل

جلد ۱ - باب حاشیہ - کتاب الصلوۃ - امام - مطلب فی بکرا

جماعہ فی المسجد - صفحہ ۶۰۱ - مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ)

مسجد محل میں اذان اقامت کے ساتھ امامی جماعت تہرہ ہے۔

۲۔ رشتہ

اور بکرا الجماعہ فی مسجد محل باذان و امام

جن مسجد محل میں اذان و اقامت کیساتھ نہایت تانیہ مکروہ ہے۔

۳۔ امام الدین متوفی ۷۱۱ھ نے بالغیری میں لکھا

المسجد اذا كان له امام معلوم وجماعہ معلومہ فی محلہ فصلی

الخطۃ فیہ بالجماعہ لا یباح تکرارها فیہ باذان ثان اما اذا صلوا بغیر اذان ینباح

احدہ کہ فی مسجد فارغۃ النظر فی

جلد ۱ - کتاب الصلوۃ - باب الحرم فی الامامۃ - الفصل الاول فی

الجماعۃ - صفحہ ۸۳۰ - مکتبہ رشیدیہ ، کوئٹہ)

مسجد میں جب امام تہرہ ہو اور پابندی سے جماعت ہو تو ہر دوہاں کے رہنے اسے باجماعت نماز

کہتے ہوں تو میں مسجد میں اذان پائیے ساتھ جماعت تانیہ جائز نہیں۔ البتہ جب انھوں نے بغیر اذان کے

جماعت پڑھی ہو تو جماعہ امامی جماعت ہاڑے پیچھے راستہ وغیرہ کی مسجد میں جائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایسی مساجد میں جن میں ہر وقت لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہو ان میں اذان پائیے

ساتھ جماعت قائم کیا جاسکتا ہے۔